المشاجرات والمشاجنات

قرن اول کی جنگیں واختلافات

تاریخ وحدیث کی روشنی میں

از

ابو شہریار

۲۰۱۸، ۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (9)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے، پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرادو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

فہرست

باب ۱: دور ابو بکر رضی اللہ عنہ

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

مال خمس وفی کا حق متولیت

اسامہ بن زید کا لشکر

الردہ

باب ۲: دور عمر رضی اللہ عنہ

عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

نصرانیوں کے مطابق مسلمانوں میں جدل ہونا تھا

باب ۳: دور عثمان رضی اللہ عنہ

شہادت سے پہلے

محصور عثمان

شہادت کے بعد

باب ۴: دور علی رضی اللہ عنہ

علی رضی اللہ عنہ کی بیعت

علی رضی اللہ عنہ کا لشکر اور قبائلی عصبیت

جنگ جمل

اثنائے سفر میں

جنگ جمل میں اصحاب رسول کا قتل ہونا

جنگ صفین - عمار رضی اللہ عنہ کا قتل

جنگ کے بعد صلح اور علی کے کیمپ میں پھوٹ پڑنا

علی کی خلافت پر نص کا مغالطہ

شام اور قصاص عثمان

خوارج کا ردعمل علی کا قتل

شہادت علی کی خبر کا شام پہنچنا

باب ۵: دور حسن رضی اللہ عنہ

حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما میں معائدہ

باب ٦ : دور معاویہ رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات

حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا؟

حسن کی وفات پر دمشق میں جشن کا سماء

حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین کا جھگڑا

علی پر سب و شتم اور صلح کی خلاف ورزی

حدیث قیصر کا شہر

بیعت یزید کی دعوت

عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور ان کی توبہ کا ذکر

حجر بن عدی کا قتل

باب ۷ : دور یزید بن معاویہ

حسین رضی اللہ عنہ کا خروج

کربلا میں حسین رضی اللہ عنہ کی تقریر

دربار ابن زیاد میں حسین رضی اللہ عنہ کے سر کی آمد

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خبریں جرح و تعدیل کے میزان میں

عبید اللہ بن زیاد اصحاب رسول کا مذاق اڑاتا تھا

واقعہ حرہ

یزید و معاویہ کے خلاف چارج شیٹ

تاریخی اغلاط: یزید نے مکہ پر حملہ کیا

واقعہ حرہ میں اصحاب رسول شہید ہوئے؟

باب ۸ : مروان بن حکم، ابن زبیر اور عبد الملک کی خلافتیں

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبد الملک بن مروان کی دو خلافتیں

مختار ثقفی کا فتنہ

کعبہ کی تعمیر اور قبۃ الصخرہ کی تعمیر

حجاج اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا میں کلام

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں تحریف کی؟

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجوہات

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قتل حجاج نے کرایا؟

ضمیمہ جات

جدول- ۱ خلفاء بنو امیہ

خلیفہ	دور (ہجری سال)	اہم واقعات
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۲۳ سے ۳۵	
معاویہ بن ابی سفیان رضوان اللہ علیهم	٤١ سے ٦٠	
یزید بن معاویہ رحمہ اللہ علیہ	٦٠ سے ٦٤	حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ٦١ ھ
معاویہ بن یزید	٦٤ خلافت سے دستبردار	
مروان بن الحکم	٦٤ سے ٦٥	عبد اللہ بن زبیر کی خلافت ٦٤ سے ٧٣
عبد الملک بن مروان	٦٥ سے ٨٦	
ولید بن عبد الملک	٨٦ سے ٩٦	
سلیمان بن عبد الملک	٩٦ سے ٩٩	
عمر بن عبد العزیز	٩٩ سے ١٠١	
یزید بن عبد الملک بن مروان	١٠١ سے ١٠٥	
ہشام بن عبد الملک	١٠٥ سے ١٢٥	زید بن علی کا خروج اور قتل ١٢٢ ھ
ولید بن یزید بن عبد الملک (قتل ہوا)	١٢٥ سے ١٢٦	شیعان علی کا محمد بن عبد اللہ کی بیعت کرنا
یزید بن ولید بن عبد الملک (١٦٢ دنوں بعد طبعی موت)	١٢٦	
ابراہیم بن ولید بن عبد الملک (امیر)	۳ ماہ بعد	١٢٩ ھ عبّاسیوں کا خروج
مروان بن محمد بن مروان (قتل ہوا)	١٣٢	

جدول- ۲ ائمہ شیعہ

اثنا عشری فرقہ	اسماعیلی فرقہ
امام علی رضی اللہ عنہ	امام علی رضی اللہ عنہ
امام حسن رضی اللہ عنہ	امام حسن رضی اللہ عنہ
امام حسین رضی اللہ عنہ	امام حسین رضی اللہ عنہ
امام علی بن حسین المعروف زین العابدین	امام زین العابدین
امام محمد باقر (۵۷ ھ سے ۱۱۴ ھ)	امام محمد باقر
امام جعفر صادق المتوفی ۱۴۸ ھ	امام جعفر صادق
امام موسی کاظم	امام اسمعیل
امام علی رضا	
امام محمد تقی	
امام علی نقی	
امام حسن عسکری	
امام محمد بن حسن المعروف المہدی	

جدول- ۳ ائمہ شیعہ پر محدثین کی آراء

امام محمد بن علی بن حسين الباقر (٥٧ ھ سے ١١٤ ھ) = أبو جعفر الباقر	احمد : ثقة، قوي الحديث دارقطنی : ثقہ محمّد بن عليّ بن الحسين بن عليّ بن أبي طالب. عن علي مرسل (السنن الكبرى: 6/ 122).
امام جعفر بن محمد صادق المتوفی ١٤٨ ھ = أبو عبد الله الصادق	يَحْيى بْنَ مَعِين : جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَد مأمون ثقة يَحْيى القطان: جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَد - ما كَانَ كذوبا امام احمد : ضعيف الحديث، مضطرب ابن المديني: في نفسي منه شیء
امام موسى بن جعفر بن محمد بن على الكَاظِمُ = أَبُو الحَسَنِ	العقيلی (كتاب الضعفاء الكبير) : مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، حَدِيثُهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ قال أبو حاتم: صدوق، ثقة، إمام من أئمة المسلمين العلائي : موسى الكاظم بن جعفر الصادق...أرسل عن آبائه
امام على بن موسى بن جعفر بن محمد الرِّضى المتوفى ٢٠٣ ھ = أَبُو الحَسَن	ابن حجر : صدوق
امام محمد بْن علي بْن مُوسَى تقی المتوفی ذي الحجة سنة ٢٢٠ ھ = أبو جعفر بن الرضا	
امام علي بْن محمد بْن علي بْن مُوسَى بن جعفر الهادی المتوفى جمادى الآخرة سنة ٢٥٤ ھ = أبي الحسن العسكري	
امام الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى الكاظم بن جعفر الهاشمي العسكري المتوفی ٢٦٠ ھ	ابن حجر : فضلاء ثقات، وهم الأئمة عند الإمامية الإثنا عشرية

پیش لفظ

اسلامی تاریخ کو قلم بند کرنے کا سلسلہ محمد بن اسحاق اور ان کے معاصرین نے بنو عباس کے دور میں کیا - اس سے قبل تاریخ کو قلم بند کرنے کا کام اس قدر سنجیدگی سے نہیں لیا گیا تھا - ابن اسحاق کے شاگرد ابن ھشام نے سیرت نبوی پر پہلی تالیف ابن اسحاق کی روایات پر ہی مرتب کی - ابن اسحاق یہود و نصرانییوں کے لئے اپنی کتاب کو دلچسپ بنانا چاہتے تھے لہذا بہت سی نصرانی روایات کو اپنی کتاب میں شامل کر دیا مثلا[1] نسطوری راہب سے منسوب بحیرا کے قصوں کو اپنی کتاب میں شامل کر دیا

دوسری طرف بنو عباس کے دور میں شیعہ ، روافض، خوارج سب اپنے اپنے حساب سے سیاسی روایات بھی بیان کر رہے تھے اور محدثین بلا تہذیب ان کو مسانید میں جمع کر رہے تھے - بعض کتب تاریخ کو محدثین نے جلا بھی دیا یا وہ معدوم ہو گئیں - تاریخ کی کتب کو جلا کر یا چھپا کر تاریخ کو نہیں بدلا جا سکتا [2]

---

1 Apocalypse of Bahira

کے نام سے نصرانیوں میں ایک کتاب عرب میں مشہور تھی اور اس راہب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچپن میں ملاقات بیان کی جبکہ یہ نصرانیوں کا دعوی تھا بچپن میں محمد کی ملاقات ہمارے احبار و رھبان سے ہوئی اور ان سے معلومات لے کر قرآن مرتب کیا- اس کا ذکر آج تک کیا جاتا ہے اور اسی بنا پر مستشرقین میں سیرت ابن اسحق کو بہت نقل کیا جاتا ہے

2

جنگ جمل و صفین پر سب سے پہلی کتاب ابو بردہ بن ابو موسی نے دور معاویہ میں ہی لکھی - ان کی تحریر پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور اس کا ذکر الطبقات الكبرى از ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ سَلَامٌ عَلَيْكَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَدْ بَايَعَنِي عَلَى الَّذِي قَدْ بَايَعَنِي عَلَيْهِ، وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ: لَئِنْ بَايَعْتَنِي عَلَى مَا بَايَعَنِي عَلَيْهِ لَأَبْعَثَنَّ ابْنَيْكَ أَحَدَهُمَا عَلَى الْبَصْرَةِ وَالْآخَرُ عَلَى الْكُوفَةِ، وَلَا يُغْلَقُ دُونَكَ بَابٌ، وَلَا تُقْضَى دُونَكَ حَاجَةٌ، وَإِنِّي كُتُبْتَ إِلَيْكَ بِخَطِّ يَدِي، فَاكْتُبْ إِلَيَّ بِخَطِّ يَدِكَ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّمَا تَعَلَّمْتُ الْمُعْجَمَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم، قَالَ: وَكَتَبَ إِلَيْهِ مِثْلَ الْعَقَارِبِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ فِي جَسِيمِ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلّى الله عليه وسلم، لَا حَاجَةَ لِي فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ، قَالَ: فَلَمَّا وَلِيَ أَتَيْتُهُ، فَلَمْ يُغْلَقْ دُونِي بَابٌ، وَلَمْ تَكُنْ لِي حَاجَةٌ إِلَّا قُضِيَتْ

أبي بردة بن أبي موسى الاشعري نے روایت کیا: ابو موسی (المتوفي ٤٤ ھ) نے کہا معاویہ نے مجھے لکھ بھیجا سلام علیک-(لکھا) عمرو بن العاص (المتوفى ٤٣ ھ) نے بھی انہی باتوں پر بیعت کی ہے جن پر تم نے کی ہے اور اللہ کی قسم لی کہ اگر ان باتوں پر بیعت ہوئی تو تمہارے بیٹوں کی بھی ہوئی جو بصرہ میں اور کوفہ میں ہیں کہ اب نہ تو میں ان دونوں پر دروازہ بند کروں گا نہ ان کی حاجت پوری کروں گا- پھر معاویہ نے لکھا پس تم کو میں نے ہاتھ سے خط لکھا ہے لہذا تم بھی ہاتھ سے (ان کو خط) لکھو- پس (ابوموسی نے) کہا اے بیٹے تم نے لغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیکھی ہے اور تم نے مثل بچھو لکھا ہے کہ تم نے ایک بہت بڑے امت محمد کے کام پر لکھا ہے جس کی حاجت نہیں کہ مجھ پر اس کو پیش کرو- کہا جب میں (أبي بردة بن أبي موسى الاشعري) والی ہوا (معاویہ) آئے پس ہم نے دروازہ بند نہیں کیا اور (معاویہ نے) کہا مجھ کو تیری حاجت نہیں سوائے اس کے کہ قاضی کا کام کرو

سیر أعلام النبلاء میں الفاظ ہیں
قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: قَالَ: إِنِّي تَعَلَّمْتُ المُعْجَمَ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَكَانَتْ كِتَابَتِي مِثْلَ العَقَارِبِ
أَبُو بُرْدَةَ: نے کہا ابو موسى نے کہا میں نے تم کو معجم رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی وفات کے بعد سکھائی ہے – پس میری (یعنی أبي بردة بن أبي موسى الاشعري) تحریر (یا خط) مثل بچھو ہے

تاریخ دمشق میں بھی یہی الفاظ ہیں
أخبرنا أبو الحسن (5) علي بن احمد بن الحسن أنا محمد بن احمد بن محمد (6) بن علي أنا عيسى بن علي أنا عبد الله بن محمد نا شيبان (7) بن أبي شيبة نا سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال عن أبي بردة بن أبي موسى الاشعري قال قال أبي تعلمت المعجم بعد وفاة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فكان كتابي مثل العقارب

تاریخ دمشق کی دوسری روایت ہے
حدثني زيد بن الحباب نا سليمان (8) بن المغيرة البكري عن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري عن أبيه عن معاوية كتب إليه سلام عليك أما بعد فإن عمرو بن العاص قد بايعني (9) على ما أريد واقسم بالله إن بايعتني (10) على الذي بايعني عليه لأستعملن ابنيك أحدهما على الكوفة والآخر على البصرة ولا يغلق دونك باب ولا تقضى دونك حاجة وقد كتبت إليك بخط يدي فاكتب الي بخط يدك قال فقال لي أبي (11) ابني إنما تعلمت المعجم بعد وفاة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال فكتب إليه كتابا مثل العقارب فكتب إليه سلام عليك أما بعد فإنك كتبت الي في جسيم أمر أمة محمد (صلى الله عليه وسلم) فماذا أقول لربي عز وجل إذا قدمت عليه ليس لي فيما عرضت من حاجة والسلام عليك

ابو بردہ نے کہا میرے باپ نے کہا کہ میں نے لغت تم کو بعد وفات النبی سکھائی ہے کہا پس میں نے ان کو ایک بچھو جیسا لکھ بھیجا انہوں نے خط لکھا اور کہا سلام علیک تم نے امت محمد کے ایک جسیم امر پر لکھا ہے تو اب میں اپنے رب کو کیا کہوں گا

یعنی اس کتاب کی خبر معاویہ رضی الله عنہ تک پہنچی اس بنا پر وہ ابو بردہ سے ناراض ہوئے لیکن بعد میں ان کو قاضی مقرر کیا اور اس کتاب پر ان سے کوئی تعرض نہیں کیا

اس کے بعد ایک کتاب خلف بن سالم المخرمی أبو محمد المهلبی (المتوفى ٢٣١ ھ) نے ایک کتاب لکھی- کتاب السنة لأبي بكر بن الخلال جلد ٤ صفحہ ٤٦٤ میں اس کا ذکر ہے

أَخْبَرَنِي عِصْمَةُ بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: قَالَ حَنْبَلٌ: أَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ كِتَابَ صِفِّينَ وَالْجَمَلَ عَنْ خَلَفِ بْنِ سَالِمٍ، فَأَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أُكَلِّمُهُ فِي ذَاكَ وَأَسْأَلُهُ، فَقَالَ: «وَمَا تَصْنَعُ بِذَاكَ وَلَيْسَ فِيهِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ؟ وَقَدْ كَتَبْتُ مَعَ خَلَفٍ حَيْثُ كَتَبَهُ، فَكَتَبْتُ الْأَسَانِيدَ وَتَرَكْتُ الْكَلَامَ، وَكَتَبَهَا خَلَفٌ، وَحَضَرْتُ عِنْدَ غُنْدَرٍ وَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ، فَكَتَبْتُ أَسَانِيدَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَكَتَبَهَا خَلَفٌ عَلَى وَجْهِهَا» ، قُلْتُ لَهُ: وَلِمَ كَتَبْتَ الْأَسَانِيدَ وَتَرَكْتَ الْكَلَامَ؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَعْرِفَ مَا رَوَى شُعْبَةُ مِنْهَا. قَالَ حَنْبَلٌ: فَأَتَيْتُ خَلَفًا فَكَتَبْتُهَا، فَبَلَغَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لِأَبِي: خُذِ الْكِتَابَ فَاحْبِسْهُ عَنْهُ، وَلَا تَدَعْهُ يَنْظُرُ فِيهِ "

حنبل بن اسحاق نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ خلف بن سالم المخرمی أبو محمد المهلبی (المتوفى ٢٣١ ھ) سے کتاب صفین و جمل لکھوں پس میں امام احمد کے پاس گیا اس پر ان سے کلام کیا اور سوال کیا- پس احمد نے کہا :تم نے یہ کیا (بتنگڑ) بنا دیا ہے اس (کتاب) میں کیا حلال و حرام (کا مسئلہ) ہے ؟ (یعنی لکھ لو) – میں نے خلف سے لکھا جیسا اس نے لکھا پس اسناد لکھیں اور کلام ترک کر دیا اور اس کو پیچھے لکھا اور غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهُذَلِيُّ کے پاس پہنچا اور ہم ان کے پاس جمع ہوئے پس ہم نے شعبہ کی احادیث کی اسناد لکھ لیں اور اس (خلف کے) نسخہ کے پیچھے (غندر کے نسخہ کی اسناد کو) بھی لکھا – میں نے غندر سے کہا اپ نے اسناد لکھیں کلام چھوڑ دیا تھا؟ غندر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ میں دیکھوں شعبہ نے ان (راویوں) سے

کیا روایت کیا ہے – حنبل بن اسحاق نے کہا میں نے کتاب کے پیچھے دیکھا کیا لکھا ہے اس کو امام احمد کے پاس لایا ان سے کہا اس کتاب کو لیں اور یہ چھپا دیں اور اس پر نظر نہ ڈالیں

.قَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: قَالَ غُنْدَرٌ: لَزِمْتُ شُعْبَةَ عِشْرِيْنَ سَنَةً
أحمد نے کہا غندر نے کہا میں نے ۲۰ سال شعبہ کو لازم رکھا یعنی ساتھ رہا

غندر شعبہ کی احادیث کو جانتے تھے اور خلف بن سالم نے اسناد میں شعبہ سے روایت کیا تھا لہذا کتاب حنبل لے کر غندر کے پاس پہنچے اس کی اسناد کا ان لوگوں نے غندر کی اسناد سے تقابل کیا ان کو چیک کرنے کے لئے اور متن دونوں غندر اور حنبل نے چھوڑ دیا جو ظاہر کرتا ہے ان کو اسناد پر شک تھا – پھر خلف کی کتاب کو احمد کے پاس لائے اور کہا یہ چھپا دیں یعنی یہ پہلے اپ نے جو کہا تھا کہ اس میں کیا حلال و حرام ہے اس میں تو یہ کچھ ہے

الذہبی نے مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ کا ذکر خلف بن سالم کے مشائخ میں سے کیا ہے
امام احمد نے خلف کی تعریف کی ہے کہ یہ کذاب نہیں تھے

قال ابن أبي خيثمة: قلت ليحيى رجل وجب عليه الحد في قرية يزعم أنه ثقة. قال من هو؟ قلت: خلف بن سالم، قال: ذاك إنما شتم .بنت حاتم مرة واحدة
ابن أبي خيثمة:نے کہا : میں نے یحیی سے کہا ایک مرد ہے جو دعوی کرتا ہے ثقہ ہے اس قریہ میں اس پر حد واجب ہے – بولے کون؟ میں نے کہا خلف بن سالم- یحیی نے کہا اس نے بنت حاتم کو ایک بار گالی دی تھی

یعنی اس کتاب کو چھپا دیا گیا – اسی طرح محدثین نے اصحاب رسول سے متعلق کتب کو جلا بھی دیا – کتاب السنہ از ابی بکر الخلال میں ہے عبد الله بن امام احمد نے خبر دی کہ محدث أَبُو عَوَانَةَ نے ایک کتاب اصحاب رسول کے معایب پر مرتب کی- محدث سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ کو اس تحریر سے کوفت ہوئی اور ابو عوانہ کو نسخہ بنانے کا دھوکہ دے کر یہ کتاب تلف کر دی گئی

. http://shamela.ws/browse.php/book-1077#page-860

وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ مِنَ الثِّقَاتِ مِنْ أَصْحَابِ أَيُّوبَ، وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا، حَدَّثَنَا عَنْهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثُمَّ قَالَ أَبِي: كَانَ أَبُو عَوَانَةَ وَضَعَ كِتَابًا فِيهِ مَعَايِبُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ بَلَايَا، فَجَاءَ إِلَيْهِ سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَوَانَةَ، أَعْطِنِي ذَلِكَ الْكِتَابَ، فَأَعْطَاهُ، فَأَخَذَهُ سَلَّامٌ فَأَحْرَقَهُ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ نے کہا میں نے باپ احمد کو کہتے سنا : سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ ثقات اصحاب ایوب میں سے ہیں اور یہ صالح رجل تھے ہم نے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نے بیان کیا – پھر احمد نے کہا أَبُو عَوَانَةَ نے ایک کتاب بنائی جس میں اصحاب رسول کے عیبوں کا تذکرہ تھا پس سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ ان کے پاس گئے اور أَبُو عَوَانَةَ سے کہا یہ کتاب مجھ کو دے دیں – پس أَبُو عَوَانَةَ سے سلام نے اس کتاب کو (دھوکہ سے) لیا اور جلا دیا

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: اسْتَعَرْتُ مِنْ صَاحِبِ حَدِيثٍ كِتَابًا، يَعْنِي فِيهِ الْأَحَادِيثَ الرَّدِيئَةَ، تَرَى أَنْ أُحَرِّقَهُ، أَوْ أُخَرِّقُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَقَدِ اسْتَعَارَ سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ كِتَابًا، فِيهِ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ، فَأَحْرَقَ سَلَّامٌ الْكِتَابَ، قُلْتُ: " فَأَحْرِقُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ

واقدی نے امام احمد کے دور میں اپنی کتب مرتب کیں اور واقدی کے شاگرد ابن سعد نے طبقات کو مرتب کیا – اسی دور میں محدث ابن ابی شیبہ نے کتاب المصنف ابن ابی شیبہ میں جنگ جمل و جنگ صفین کے حوالے سے ضعیف روایات کو جمع کیا (ان روایات پر اس کتاب میں تحقیق کی گئی ہے) - ابن ابی شیبہ کے بعد امام احمد نے اپنی مسند میں ضعیف روایات کی بھر مار جمع کی ہے - یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اگرچہ امام احمد نے واقدی سے مسند میں روایت نہیں کیا ہے لیکن مسند احمد اور واقدی کی کتب میں روایات کا متن ایک ہے - امام احمد نے اور طرقوں سے وہی متن بہم پہنچایا ہے جو واقدی کی کتابوں میں تھا - محدثین کا طریقہ کار تھا کہ ضعیف یا کذاب راوی کی روایت بھی لکھی جاتیں تھیں جس کو اعتبار کہا جاتا تھا - اعتبار محدثین کی اصطلاح ہے کہ ضعیف و کذاب راوی یا غیر معتبر راوی کی روایات کو لکھا جائے تا وقتہ کہ ان کا شاہد بہتر سند سے مل جائے - مسند احمد میں اسی منہج پر کام چل رہا تھا یہاں تک امام احمد کے بعد ان کے بیٹے عبد الله[3] نے یہ کام جاری رکھا اور ان کے بعد أبو بكرٍ القَطِيعيُّ نے یہ کام کیا

أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ نے کہا میں نے امام احمد سے پوچھا محدثین نے کتب مستعار لی ہیں، یعنی دری احادیث ، کیا ان کو جلا ڈالا ؟ احمد نے کہا ہاں سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ نے أَبِي عَوَانَةَ سے کتاب مستعار لی جس میں احادیث تھیں پس سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ نے ان کو جلا دیا- أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ نے کہا کیا؟ جلا دیا ! احمد نے کہا ہاں

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَدَفَعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ كِتَابًا فِيهِ أَحَادِيثُ مُجْتَمِعَةٌ، مَا يُنْكَرُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْوَهُ، فَنَظَرَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا يَجْمَعُ هَذِهِ إِلَّا رَجُلُ سُوءٍ» ، وَسَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: بَلَغَنِي عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى أَبِي عَوَانَةَ، فَاسْتَعَارَ مِنْهُ كِتَابًا كَانَ عِنْدَهُ فِيهِ بَلَايَا، مِمَّا رَوَاهُ الْأَعْمَشُ، فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَوَانَةَ، فَذَهَبَ سَلَّامٌ بِهِ فَأَحْرَقَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: أَرْجُو أَنْ لَا يَضُرَّهُ ذَلِكَ شَيْئًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يَضُرُّهُ؟ بَلْ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

امام احمد نے کہا بَلْ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ کو امید ہے اس عمل پر ثواب ہو گا

[3] مسند احمد امام احمد کی تالیف ہے البتہ اس میں ان کے بیٹے عبد الله نے اضافے کیے ہیں اور بعض روایات پر اپنے باپ کی آراء بھی لکھی ہیں

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں :
ثم روى المسندَ عن عبدِ الله بن أحمد أبو بكرٍ القَطِيعيُّ، وزاد فيه زيادات في مسند الأنصار
پھر مسند احمد کو عبد الله بن احمد سے روایت کیا أبو بكرٍ القَطِيعيُّ، نے اور اس میں مسند الانصار میں انہوں نے اضافہ کیا

الذھبی کے مطابق
فأما الراوي عن عبد الله: فهو أبو بكرٍ أحمدُ بن جعفر بن حمدان بن مالك القَطِيعيُّ، ولد سنة (274 هـ) ، سمع " المسند " مع عمِّ أمه عبد الله بن الجصَّاص، وكان لأبيه جعفر اتصالٌ بالدولة، وكان عبدُ الله يقرأ " المسنَدَ " لابن ذلك السلطان، فحضر القطيعيُّ أيضاً، وسَمِعه منه
أبو بكرٍ أحمدُ بن جعفر بن حمدان بن مالك القَطِيعيُّ نے مسند احمد کو عبد الله سے سنا

تیسری صدی کے بیچ میں امام بخاری و مسلم نے اپنی اپنی کتب صحیح پیش کیں - بہت سی احادیث جو متقدمین محدثین کے نزدیک ضعیف یا کم درجے کے راویوں سے تھیں وہ اس طرح صحیح کے درجے پر پہنچا دی گئیں جن سے اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان روایات کا ایک دلدل سا بنا گیا اس میں حدیث کساء، حدیث مباہلہ، حدیث عمار کا قتل شامل ہیں جن کو محدثین رد کر چکے تھے یا کر رہے تھے [4]

مسند احمد کی موضوع روایات کا ملبہ ابن تیمیہ نے الْقطيعِي پر گرایا کتاب القول المسدد في الذب عن المسند للإمام أحمد میں ابن حجر کہتے ہیں
وَنقل عَن الشَّيْخ تَقِيّ الدّين ابْن تَيْمِية أَن الَّذِي وَقع فِيهِ من هَذَا هُوَ من زيادات الْقطيعِي لَا من رِوَايَة الإِمَام أَحْمد وَلَا من رِوَايَة ابْنه عبد الله عَنهُ

ابن تیمیہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ مسند احمد میں جو یہ ہوا تو اس کا سبب ذیادات الْقطيعِي ہیں یہ امام احمد کی روایات نہیں ہیں نہ عبد الله بن احمد کی روایات ہیں

یعنی ابن تیمیہ کے نزدیک موضوع روایات الْقطيعِي نے شامل کیں

منهاج السّنة میں ابن تیمیہ نے کہا: ... ثمَّ زَاد ابْنه عبد الله على مُسْند أَحْمد زيادات، وَزَاد أَبُو بكر القَطِيعي زيادات، وَفِي زيادات القَطِيعي أَحَادِيث كَثِيرَة مَوْضُوعَة - القَطِيعي کی زیادات میں موضوع روایات ہیں

راقم کہتا ہے القَطِيعي کی زوائد کی تعداد بہت نہیں ہے چند روایات ہیں اور معلوم ہے کہ کون سی روایات ہیں- البتہ تحقیق جدید سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مسند احمد میں موضوع روایات صرف القَطِيعي نے ہی روایت نہیں کیں جیسا ابن تیمیہ یا ابن حجر نے دعوی کیا ہے بلکہ عبد الله بن احمد اور خود امام احمد نے بھی لکھی ہیں- شُعَيب الأرنَؤوط – عادل مُرْشِد کی تحقیق کے مطابق مسند میں موضوع روایات ہیں جن پر وہ کہتے ہیں شبه موضوع، موضوع ہونے کا شبہ ہے اور جن پر کہتے ہیں إسناده ضعيف جداً ان کی تعداد ١٣٩ ہے- اس قدر ضعیف روایات امام احمد کی سند سے ہیں جس میں وہ اپنے مشایخ سے روایت کرتے ہیں- معلوم ہوا امام احمد اور ان کے بیٹے نے مسند احمد میں احادیث جمع کرتے ہوئے ضعیف و موضوع روایات بھی لکھی ہیں جن کے رجال پر العلل میں خود جرح کی ہے

[4]
ضعیف راوی کی روایت صحیح میں شامل کرنے پر امام مسلم کے استاد امام ابو زرعہ الرازی نے کتاب صحیح مسلم پر شدید تحفظات کا اظہار بھی کیا - امام ابو زرعہ بڑے پائے کے محدث ہیں امام بخاری و مسلم کے استاد ہیں یہاں ان کا تبصرہ صحیح مسلم پر پیش خدمت ہے

قال البرذعي في سؤالاته (أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية ترجمه ٦٧٤ ج ٢ ص 674): ((شهدتُ أبا زرعة ذكر كتاب الصحيح الذي ألفه مسلم بن الحجاج، ثم الفضل الصائغ على مثاله، فقال لي أبو زرعة: "هؤلاء قومٌ أرادوا التقدم قبل أوانه، فعملوا شيئاً يتشوفون به. ألفوا كتاباً لم يُسبقوا إليه، ليقيموا لأنفسهم رياسةً قبل وقتها". وأتاه ذات يومٍ – وأنا شاهدٌ – رجلٌ بكتاب الصحيح مِن رواية مسلم، فجعل ينظر فيه. فإذا حديثٌ عن إسباط بن نصر، فقال لي أبو زرعة: "ما أبعدَ هذا من الصحيح! يُدخل في كتابه أسباط بن نصر!" ثم رأى في الكتاب قطن بن نسير، فقال لي: "وهذا أطمُّ مِن الأول! قطن بن نسير وصل أحاديث عن ثابت جعلها عن أنس". ثم نظر فقال: "يروي عن أحمد بن عيسى المصري في كتابه الصحيح". قال لي أبو زرعة: "ما رأيت أهل مصرٍ يَشُكُّون في أنَّ أحمد بن

عیسی" وأشار أبو زرعة بيده إلى لسانه كأنه يقول: الكذب. ثم قال لي: "يُحدِّث عن أمثال هؤلاء، ويترك عن محمد بن عجلان ونظرائه! ويُطرِّق لأهل البدع علينا، فيجدون السبيل بأن يقولوا لحديثٍ إذا احتُجَّ عليهم به: ليس هذا في كتاب الصحيح". ورأيته يذمُّ وَضْعَ هذا الكتاب ويؤنِّبه. فلما رجعتُ إلى نيسابور في المرة الثانية، ذكرت لمسلم بن الحجاج إنكار أبي زرعة عليه روايته في هذا الكتاب عن أسباط بن نصر وقطن بن نسير وأحمد بن عيسى. فقال لي مسلم: "إنما قلتُ: صحيح، وإنما أدخلتُ مِن حديث أسبط وقطن وأحمد ما قد رواه الثقات عن شيوخهم. إلا أنه ربما وقع إليَّ عنهم بارتفاعٍ، ويكون عندي مِن رواية مَن هو أوثق منهم بنزولٍ، فأقتصر على أولئك. وأصل الحديث معروفٌ مِن رواية الثقات)). اهـ

البرذعي کہتے ہیں میں نے ابو زرعہ کو دیکھا اور ان سے الصحیح کا ذکر کیا جس کی تالیف مسلم بن حجاج نے کی ... پس ابو زرعہ نے کہا یہ محدثین کی ایک قوم ہے جو وقت سے پہلے پہلے کام کرنا چاھتے ہیں ... لہذا انہوں نے کتابیں تالیف کیں جس کو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا تاکہ اپنے تئیں دوسروں پر سردار بنیں وقت سے پہلے اور وہ دن ا ہی گیا جسے میں دیکھ رہا تھا کہ ایک آدمی کتاب صحیح مسلم لایا - ابو زرعہ نے مسلم کی کتاب پر نظر ڈالی تو اس میں اسباط سے روایت کرتا ہے پس ابو زرعہ نے کہا یہ کتاب تو صحیح سے بہت دور ہے اپنی کتاب میں اسباط بن نصر سے روایت کر ڈالی ! پھر انہوں نے دیکھا کتاب میں قطن بن نسیر بھی ہے پس انہوں نے کہا یہ تو اس سے بھی خراب ہے قطن نے ثابت سے اور پھر انس سے روایت ملا دی ہیں پھر ابو زرعہ نے دیکھا احمد بن عیسیٰ المصری پس انہوں نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ اہل مصر اس کے بارے میں شکایت کرتے ہوں سوائے اس کے ، پھر انہوں نے زبان کی طرف اشارہ کیا، کہ یہ جھوٹا ہے پھر کہا اس قسم کے لوگوں سے روایت لے لی ہے اور محمد بن عجلان اور ان کے جیسوں کو چھوڑ دیا ہے اور اہل بدعت کو ہمارے لئے ایک رستہ بنا کر دے دیا ہے پس وہ اس پر ہم سے سبیل پائیں گے اس روایت سے دلیل لی گئی ہے کیا یہ صحیح میں نہیں ؟ اور ان کو دیکھا وہ اس کتاب کو بنانے پر مذمت کرتے پس جب دوسری دفعہ نیشا پور لوٹے پھر امام مسلم کا ذکر ہوا تو ابو زرعہ نے ان کا انکار کیا اور ان کی اسباط بن نصر سے اور قطن سے اور احمد بن عیسیٰ سے روایت کا پس امام مسلم نے مجھ سے کہا میں ان روایات کو صحیح کہا کیونکہ ان راویوں سے شیوخ نے روایت کیا ہے بلاشہ کبھی کبھی میرا (ایمان) ان سے اٹھ جاتا ہے اور میرے پاس ان سے زیادہ ثقہ کی روایت ہوتی ہے تو میں اس کو چھوٹا کر دیتا ہوں اور اصل حدیث تو معروف ہوتی ہے ثقات کی روایت سے

یعنی امام ابو زرعہ کے مطابق امام مسلم نے جلدی جلدی صحیح پر کتب لکھ دیں قبل اس کے ان کا علم ان پر پختہ ہوتا لوگوں نے امام ابو زرعہ کی رائے کو تعصب یا تنگ نظری کہا ہے لیکن یہ ان کا منہج ہے اس کی اپنی اہمیت ہے اور ان کا نکتہ نظر نہ صرف ایک استاد کا ہے بلکہ دیکھا جائے تو صحیح بھی ہے

اس کے برعکس ایک قول پیش کیا جاتا ہے جو الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء ج ١٠ ص پر پیش کیا ہے

وَقَالَ مَكِّيّ بن عبدَان: سَمِعْتُ مسلماً يَقُوْلُ: عرضت كِتَابِي هَذَا (المُسْنَد) عَلَى أَبِي زُرْعَةَ، فَكُلُّ مَا أَشَار عليّ فِي هَذَا الكِتَاب أَن لَهُ عِلَّة وَسبباً تركته، وَكُلّ مَا قَالَ: إِنَّهُ صَحِيْح لَيْسَ لَهُ علَّة، فَهُوَ الَّذِي أَخرجت. وَلَوْ أَنَّ أَهْل الحَدِيْث يَكْتُبُوْنَ الحَدِيْث مَائَتَي سنَة، فمدَارهُم عَلَى هَذَا

میں نے اپنی کتاب (معروف نقاد محدث) ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ پر پیش کی تو اُنہوں نے میری اس کتاب میں جس حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا کہ اس میں کوئی ضعف کا سبب یا علت ہے تو میں نے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور جس کے بارے میں بھی اُنہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت (خفی کمزوری) نہیں ہے تو اسکو میں نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے

یہ قول کذب ہے کیونکہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے امام ابو زرعہ کو امام مسلم نے صحیح نہیں دکھائی بلکہ البرزعی نے اس کا ایک نسخہ دکھآیا اور انہوں نے دیکھ کر جن راویوں کی نشان دھی کی ان کی روایات آج تک صحیح مسلم میں موجود ہیں مثلا اسباط بن نصر واحمد بن عیسیٰ المصری کی روایت- تاریخ بغداد کے مطابق سعيد بْن عَمْرو البرذعي کہتے ہیں کہ

چوتھی صدی میں ابن حبان المتوفی ٣٥٤ ھ نے اپنی کتب کی تالیف کی – ابن حبان نے لا تعداد مجھول راویوں کو کتاب الثقات میں شامل کر دیا- اس طرح روایت کی تصحیح کے حوالے سے اہل سنت کے موقف میں تبدیلی آ گئی – وہ روایات جو پہلے ردی کی ٹوکری میں تھی اب وہ نکال نکال کر مسجدوں کے منبروں پر خطبوں میں بیان ہونے لگیں- اس طرح لا تعداد مجھولین ایک آن میں درجہ ثقاہت پر پہنچ گئے- کتاب الثقات میں مجھولین

وقدم مسلم بعد ذلك الري، فبلغني أنه خرج إِلَى أَبِي عَبد اللَّهِ مُحَمَّد بْن مسلم بْن وارة، فجفاه، وعاتبه على هذا الكتاب، وَقَال لَهُ نحوا مما قاله لي أَبُو زُرْعَة: إن هذا يطرق لأهل البدع علينا، فاعتذر إليه مسلم وَقَال: إنما أخرجت هذا الكتاب وقلت هو صحاح، ولم أقل أن ما لم أخرجه من الحديث فِي هذا الكتاب ضعيف، ولكن إنما أخرجت هذا من الحديث الصحيح، ليكون مجموعا عندي وعند من يكتبه عني، فلا يرتاب فِي صحتها، ولم أقل: إن ما سواه ضعيف، أو نحو ذلك مما اعتذر به مسلم إِلَى مُحَمَّد بْن مسلم فقبل عذره وحدثه.

اور امام مسلم اس کے بعد الري آئے پس مجھے پتا چلا کہ یہ أَبِي عَبد اللَّهِ مُحَمَّد بْن مسلم بْن وارة سے تخریج کرتے ہیں پس میں خفا ہوا اور اس کتاب الصحیح کی بنا پر ان پر برسا اور وہی کہا جو امام ابو زرعہ نے کہا تھا کہ اس نے اہل بدعت کو ہم پر رستہ بنا کر دے دیا ہے پس مسلم نےجواز پیش کیا اور کہا میں نے تو یہ کتاب لکھی اورمیں کہتا ہوں یہ صحاح ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ جس حدیث کو میں نے اپنی اس کتاب میں بیان نہیں کیا، وہ ضعیف ہے۔ میں نے تو اس کتاب میں صحیح احادیث کی تخریج کی ہے تاکہ خود میرے لئے مجموعہ ہو یا ان کے لئے جنہوں نے مجھ سے لکھا پس ان کی صحت میں شک نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ ان کے سوا جو روایتین ہیں وہ ضعیف ہیں یا اسی طرح تو یہ امام مسلم کا جواز ہے محمد بن مسلم کے حوالے سے پس اس کو قبول کیا اور روایت کیا

اول اس قول کو لوگوں نے عموم بنا دیا ہے سب سے پہلے یہ قول خاص مجروحین سے امام مسلم کی روایت کرنے پر ائمہ کی جرح کے حوالے سے ان کی وضاحت پر مبنی ہے

دوم امام مسلم پر امام ابو زرعہ کا جو اعتراض ہے اس پر امام مسلم نے کوئی بات نہیں کی بلکہ بات کو اس طرف پلٹ دیا گیا کہ صحیح مسلم کے علاوہ بھی صحیح احادیث ہیں جبکہ ان سے اس پر پوچھا نہیں گیا تھا

سوم البرزعی کے امام مسلم سے کلام نیشاپور میں کیا یا الري میں کیا کیونکہ سوالات جو زیادہ معتبر کتاب ہے اس میں البرزعی نے امام مسلم سے وضاحت نیشاپور میں ہی لی تھی

امام مسلم مقدمہ میں نام لئے بغیر ہم عصر محدثین پر مقدمہ صحیح مسلم میں جرح کرتے ہیں
امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض ہمعصر محدثین نے سند حدیث کی صحت اور سقم کے بارے میں ایک ایسی غلط شرط عائد کی ہے جس کا اگر ہم ذکر نہ کرتے اور اس کا ابطال نہ کرتے تو یہی زیادہ مناسب اور عمدہ تجویز ہوتی .....اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے بات مذکور شروع کی ہے اور جس کے فکر وخیال کو ہم نے باطل قرار دیا ہے یوں گمان اور خیال کیا ہے کہ جس حدیث کی سند میں فلاں عن فلاں ہو اور ہم کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ دونوں معاصر ہیں اس لئے کہ ان دونوں کی ملاقات ممکن ہے اور حدیث کا سماع بھی البتہ ہمارے پاس کوئی دلیل یا روایت ایسی موجود نہ ہو جس سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو سکے کہ ان دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو اور ایک نے دوسرے سے بالمشافہ اور بلاواسطہ حدیث سنی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حدیث ان لوگوں کے ہاں اس وقت تک قابل اعتبار اور حجت نہ ہوگی

امکان لقاء پر حدیث کو صحیح کہنا امام بخاری کی شرط نہیں ہے لہذا صحیح بخاری کا معیار صحیح مسلم سے بہتر ہے اور یہ اقتباس ثابت کرتا ہے کہ امام مسلم اور امام بخاری کا اس پر مسئلہ پر اختلاف تھا

کے حوالے سے ابن حبان کا نقطۂ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ثقہ کسی مجھول سے روایت کر دے تو وہ اس مہجول الحال و مجھول العین کو ثقہ کے درجہ پر لے جاتے تھے اور سر کا تاج بناتے تھے

اسی دوران ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ ہجری نے اپنی کتاب التاریخ مرتب کی- طبری نے اس میں ہر قسم کا مواد جمع کر دیا گیا – اس طرح یہ کتاب تاریخ کے حوالے سے تمام فرقوں کے لئے مصدر کی حیثیت اختیار کر گئی-

پانچویں صدی کے محدث امام حاکم المتوفی ۴۰۵ ھ نے کتاب المدخل میں بہت سے راویوں پر جرح کی لیکن پھر کسی مرض تغیر کا شکار ہوئے اور صحیحین پر اپنا استدراک امت کو پیش کیا – اس میں جا بجا ٹھوکریں کھائی اور بہت سی روایات کو صحیح قرار دے دیا جو بخاری و مسلم کی شرط پر نہیں تھیں- چھٹی صدی میں اس کے بعد ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ ھ آئے جو احادیث کے معاملے میں متشدد متصور کیے گئے – ان کی کتاب الموضوعات بہت مشہور ہوئی – لیکن اپنی تاریخ کی کتاب المنتظم اور ذم یزید میں سخت رجعت قھقری کا مظاہرہ کیا اور حق یہ ہے حق ادا نہ ہوا –اس دور میں حنابلہ بغداد دو حصوں میں بٹ چکے تھے - ایک امیر یزید کی تعریف کرتا ایک شدید تنقیص کرتا – ابن جوزی گروپ بندی کا شکار ہوئے اور تاریخ میں صحیح و سقم کو انہوں نے الگ نہ کیا جس کی اس وقت شدید ضرورت تھی -

ساتویں صدی میں ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) نے حدیث خلافت تیس سال رہے گی کو رد کیا لیکن ان کی سنی نہ گئی

آٹھویں صدی میں الذھبی ہوں یا ابن کثیر دونوں نے اپنی کتب تاریخ میں ضعیف روایات سے دلیل لے کر ان کو مکدر کر دیا – اگرچہ انہوں نے بعض روایات پر جرح کی بھی کی اور بعض کے انقطاع کا ذکر کیا - فتووں میں رہی سہی کسر امام ابن تیمیہ و ابن قیم نے پوری کر دی کہ ان روایات کو صحیح قرار دے دیا جو سخت ضعیف تھیں مثلا حرہ میں قبر نبوی سے اذان کی آواز آنا- ساتھ ہی معاویہ رضی الله عنہ کو بادشاہ قرار دے دیا گیا[5]

مورخین مثلا الذھبی یا ابن کثیر وغیرہ ان مورخین میں سے ہیں جنہوں نے پہلے سے تصورات قائم کر کے تاریخ[6] – تاریخ کو اس طرح پرکھنے اور پڑھنے کا رواج اب دنیا میں معدوم ہو چلا ہے - لہذا اس کو کو رقم کیا ہے

5
برصغیر میں اردو میں تاریخ شبلی نعمانی اور سیرت سلیمان ندوی میں البدایہ و النہایہ پر ہی تکیہ کیا گیا ہے-

6
اس کی ایک مثال ابن سبا کا قتل عثمان میں ذکر ہے - راقم کے نزدیک ابن سبا کا وجود ثابت ہے اور انگریزی میں کتاب بائبل کے بادلوں میں علی میں
Ali in Biblical Clouds
اس پر سیر حاصل کلام موجود ہے – اردو میں ابن سبا پر تفصیلی ضمیمہ آخر میں ڈالا گیا ہے
یہ بات کہ ابن سبا نے قتل عثمان کروایا یہ طبری وغیرہ میں سیف بن عمر کی سندوں سے ہے – صحیح سندوں سے ابن سبا کا وجود ملتا ہے جن میں سیف کا تفرد نہیں ہے – اس طرح ابن سبا کا وجود تو یہ ثابت ہے- سیف اگرچہ حدیث میں ضعیف ہے لیکن اور سندوں سے ابن سبا کا وجود ملتا ہے – اس کے یہودی متصوفانہ نظریات کو اہل تشیع نے بیان کیا ہے قبول کیا ہے -

جدید غیر جانب دار خطوط پر استوار کرنا از بس ضرروری ہے - پہلے سے چند تصورات قائم کر کے ان کے تحت روایات کی شرح کرتے رہنا جدید تاریخ بینی میں اب معدوم بات ہے -

غیر جانب داری کا عنصر بر قرار رکھنا تبھی ممکن ہے جب متن پر تنقیدی انداز اختیار کیا جائے جس کو Textual Criticism کہتے ہیں[7] -دوسری طرف ہمارے عصر حاضر کے روایتی علماء کو نہ تو تواریخ عالم کا علم ہے نہ ادیان عالم پر کوئی سنجیدہ کام انہوں نے کیا ہے بلکہ صرف متقدمین کی کتابوں کا سرقه کیا ہے - ان کا کام بس یہ ہوتا ہے کہ پارینہ آراء کو برقرار رکھا جائے اور ہر چیز پر ان کرم فرماؤں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب روایات جمع بھی کر رکھی ہیں - روایات کی صرف جرح و تعدیل کرنے والے علماء کا یہ گمان ہے کہ اگر راوی ثقہ ہوں اور سند متصل ہو تو جو بھی کہا گیا وہ آٹو میٹک صحیح ہو جاتا ہے - اس فکر و منہج سے جو تضاد جنم لیتا ہے اس کی جھلک اپ مسند احمد کی تحقیقات میں دیکھ سکتے ہیں جس میں ہر قسم کا رطب و یابس بھرا ہے - عصر حاضر کے عرب محققین دكتور شعيب الأرنؤوط ، دکتور احمد شاکر اور ناصر الدين البانی نے مسند احمد کی بعض تاریخی روایات کو صحیح کہا ہے لیکن جب ہم ان عرب محققین کی ان آراء کا تقابل صحیح بخاری سے کرتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایک ہی سانس میں مسند کی روایات کو بھی صحیح گردان رہے ہوتے ہیں اور صحیح بخاری کو بھی قبول کرتے ہیں جبکہ دونوں کا متن ایک دوسرے کی تغلیظ کر رہا ہوتا ہے- ان محققین کی آراء کو قبول کرنے سے خود صحیح بخاری کی روایات ہی مشکوک ہو جاتی ہیں - لہذا صرف راوی کو دیکھ کر یا کسی پرانے عالم کی رائے کو دیکھ کر حدیث کو صحیح قرار دے دینا اور متن پر کوئی تحقیق نہ کرنا ایک بے کار و عبث مشقت ہے- یہ فکری تضاد راقم کی اس کتاب کو پڑھ کر عیاں ہو جائے گا - اپ کو بس کیمپ بدل کر دیکھنا ہو گا کہ راوی کس کیمپ میں ہے اور کیا روایت کر رہا ہے-

صحیح خطوط پر تحقیق کی ضرورت آج جس قدر ہے پہلے نہیں تھی - اس کی وجہ مشرق وسطی کا بدلتا نقشہ ہے جہاں شیعہ سنی کی بنیاد پر تفریق گہری ہوتی جا رہی ہے - انٹرنیٹ کی بدولت وہ تاریخی روایات جو شام غریباں میں ہی سننے کو ملتی تھیں یار دوست ذکر کرتے تھے اور لوگ بھول جاتے تھے اب ہر وقت نظروں کے سامنے لائی جا رہی ہیں - آج امام مہدی کو کوئی مدینہ میں تو کوئی عراق میں ڈھونڈ رہا ہے - کوئی خلافت قائم کرنے جا رہا ہے جبکہ قریشی النسل ہونے کا سرٹیفکیٹ کسی کے پاس نہیں - کوئی بیان کر رہا ہے کہ حجر اسود کوفہ منتقل کیا جائے گا- عوام تو عوام علماء بھی مغالطوں کا شکار ہیں - ان مغالطوں کی پیداوار اصل میں روایات ہیں جن کو حدیث رسول سمجھ کر مستقبل کی پیشنگوئی قرار دے دیا گیا تھا اور دلائل النبوه میں لکھ دیا گیا تھا -

---

یعنی ہر چند کہ علی نے ابن سبا کو مدین کی طرف ملک بدر کیا اس کے گیارہ ساتھیوں کو جلا دیا یا قوم زط کو جلا دیا تھا اس کے باوجود علی کے حوالے سے غلو پر مبنی نظریات کو فروغ ملا

7

تاریخ میں اس قسم کی تحقیق کی جھلک متقدمیں میں امام تاریخ ابن خلدون المتوفی ۸۰۸ ھ کے کام میں ملتی ہے - افسوس کہ ایک طبقہ ان کی عمرانیات و شماریات میں علم سے سخت نالاں رہا اور راقم نے جہاں دیکھا روایت پسندوں کا طبقہ امام ابن خلدون پر تنقید ہی کرتا نظر آتا ہے -

اب ازراہ مثال کچھ مغالطوں کا ذکر کرتے ہیں

مغالطہ: رسول اللہ نے خلفاء مقرر کیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر کیے - یہ مغالطہ ایک شخص سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ کا پھیلایا ہوا ہے اور کتاب السنہ میں امام ابن ابی عاصم نے یہ حدیث لکھی ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ثنا الْحَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ بَنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدًا فَقَالَ: "لأَبِي بَكْرٍ ضَعْ حَجَرًا إِلَى جَنْبِ حَجَرِي ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ ضَعْ حَجَرًا إِلَى جَنْبِ حَجَرِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ضَعْ حَجَرَكَ إِلَى جَنْبِ حَجَرِ عُمَرَ ثُمَّ قَالَ هَؤُلاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بعدي".

سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی پس فرمایا ابو بکر میرے حجرے کے ساتھ پتھر لگائیں پھر عمر ، ابو بکر کے پتھر ساتھ پتھر لگائیں پھر عثمان، عمر کے پتھر کے ساتھ پتھر لگائیں - پھر فرمایا یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے

مسند الحارث میں اس کی سند الگ ہے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ , ثنا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ , حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ , عَنْ سَفِينَةَ: مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَمَّا بَنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَضَعَ حَجَرًا، ثُمَّ قَالَ: «لِيَضَعْ أَبُو بَكْرٍ حَجَرَهُ إِلَى جَنْبِ حَجَرِي» , ثُمَّ قَالَ: «لِيَضَعْ عُمَرُ حَجَرَهُ إِلَى جَنْبِ حَجَرِ أَبِي بَكْرٍ» , ثُمَّ قَالَ: «لِيَضَعْ عُثْمَانُ حَجَرَهُ إِلَى جَنْبِ حَجَرِ عُمَرَ» , ثُمَّ قَالَ: هَؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِي " حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ , ثنا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ قَالَ: وَسَمِعْتُ الْعَوَّامَ بْنَ حَوْشَبٍ قَالَ: فَذَكَرَهُ أَيْضًا
یہاں سعید بن جمهان ضعیف ہے اور حشرج بھی ضعیف ہے
اس روایت کو بخاری نے خاص رد کیا ہے
قال البخاري: لا يتابع في حديثه – يعنى وضعهم الحجارة في أساس مسجده، وقال: هؤلاء الخلفاء بعدى

امام بخاری نے اس روایت پر جرح کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی متابعت نہیں ہے

امام عقیلی الضعفاء الکبیر میں لکھتے ہیں
حَدَّثَنِي آدَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ، يَقُولُ: حَشْرَجُ بْنُ نَبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ: «هَؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِي» قَالَ: لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ لِأَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا قَالَا: لَمْ يَسْتَخْلِفِ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
آدَمُ بْنُ مُوسَى کہتے ہیں میں نے امام بخاری کو کہتے سنا
حَشْرَجُ بْنُ نَبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ سے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابی بکر اور عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم) کے لئے کہ یہ میرے بعد خلفاء ہونگے . امام بخاری نے کہا (اسکے برعکس) علی اور عمر (رضوان اللہ علیہم) نے کہا نبی علیہ السلام نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا

البانی نے رد کیا ہے
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ثنا الْحَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ بَنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدًا فَقَالَ: "لأَبِي بَكْرٍ ضَعْ حَجَرًا إِلَى جَنْبِ حَجَرِي ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ ضَعْ حَجَرًا إِلَى جَنْبِ حَجَرِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ضَعْ حَجَرَكَ إِلَى جَنْبِ حَجَرِ عُمَرَ ثُمَّ قَالَ هَؤُلاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بعدي".
إسناده ضعيف علته الحشرج بن نباتة أورده البخاري في الضعفاء الصغير ص11-12 لهذا الحديث وقال -1157:
لم يتابع عليه لأن عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالب قالا: لم يستخلف النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کی اسناد ضعیف ہیں اس میں حشرج بن نباتہ ہے جس کا ذکر البخاري نے الضعفاء الصغير میں کیا ہے اور اس کی متابعت کوئی نہیں کرتا کیونکہ عمر بن الخطاب اور علي بن أبي طالب کا کہنا ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے کسی کو مقرر نہیں کیا

عجیب بات ہے کہ یہی البانی اسی سند سے انے والی روایت خلافت تیس سال رہے گی کو صحیح قرار دیتے ہیں صرف اس بنا پر کہ امام احمد اس کو صحیح سمجھتے تھے

دوسری طرف اس روایت کی متابعت المستدرك على الصحيحين للحاكم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، ثنا أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَمِّي، ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوَّلُ حَجَرٍ حَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ حَمَلَ أَبُو بَكْرٍ حَجَرًا آخَرَ، ثُمَّ حَمَلَ عُثْمَانُ حَجَرًا آخَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَرَى إِلَى هَؤُلَاءِ كَيْفَ يُسَاعِدُونَكَ؟ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ، هَؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِي» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَإِنَّمَا اشْتُهِرَ بِإِسْنَادٍ وَاهٍ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ فَلِذَلِكَ هُجِرَ "

عروہ نے عائشہ رضی الله عنہا سے روایت کیا سب سے پہلے مسجد بنانے کے لئے پتھر رسول الله نے اٹھایا پھر ابو بکر نے دوسرا پتھر اٹھایا پھر عثمان نے اٹھایا تو میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے کہا اپ دیکھ رہے ہیں یہ کیسے بڑھ چڑھ کر کام کر رہے ہیں ؟ پس فرمایا اے عائشہ یہ میرے بعد والے خلفاء ہیں - امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن ان دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور یہ ایک دوسرے بے کار طرق سے مشہور ہو گئی ہے جس میں مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں يحيى بن أيوب المصري ہے
بعض نے صدوق کہا ہے لیکن النسائي نے کہا ليس بذاك القوي اور الدارقطني نے کہا في بعض حديثه اضطراب سيء الحفظ
الساجي نے کہا صدوق يهم صدوق وہمی ہے اور أحمد نے کہا يحيى بن أيوب يخطىء خطأ كثيرًا بہت غلطیاں کرتا ہے

مستدرک الحاکم کی روایت پر الذھبی نے لکھا ہے أحمد بن عبد الرحمن بن وهب منكر الحديث

الذھبی نے آٹھویں صدی میں جا کر اس قول کو رد کیا – گویا چار صدیوں تک اہل سنت کا امام حاکم کی تصحیح پر یہ ایمان رہا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے خلفاء مقرر کیے تھے

راقم کہتا ہے رسول الله نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا- لیکن سعید نے اس روایت کو بیان کیا جو اہل سنت میں سے ہے اور معلوم ہوا کہ سن ٢٠٠ ہجری سے پہلے یہ پروپیگنڈا جاری تھا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ابو بکر و عمر و عثمان کو خلیفہ مقرر کیا تھا – اس روایت کو امام بخاری نے ہر چند رد کیا تھا لیکن امام حاکم نے پانچویں صدی میں دوسری سند سے اس کو صحیح قرار دیا ہے –

مغالطہ : خلافت تیس سال رہے گی

پھر اس قول کی بازگشت ایک دوسری روایت میں بھی ہے جس کو طرفہ تماشہ ہے کہ صحیح کہا جاتا ہے - روایت بیان کی جاتی ہے کہ سعید بن جمھان المتوفی ١٣٦ھ کہتا ہے کہ سفینہ رضی الله تعالی عنہ نے کہا کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا

الخلافة ثلٰثون سنةً ثم يكون ملكا ثم يقول سفينة: امسک خلافة أبی بکر سنتين و خلافة عمر عشرة و عثمان اثنتی عشرة و علی ست

نبوت کی خلافت تیس برس تک رہے گی، پھر بادشاہت ہو گی. پھر سفینہ نے کہا اب تم گن لو، ابو بکر کی خلافت دو برس اور عمر کی دس برس اور عثمان کی بارہ برس اور علی کی چھ برس۔

ایک دوسری روایت میں الفاظ ہیں الْخلَافَة فِي أمتِي ثَلَاثُونَ سنة

ترمذی کی روایت میں ہے کہ سعید بن جمھان کہتا ہے کہ

قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً، قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الخِلَافَةَ فِيهِمْ؟ قَالَ: كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ المُلُوكِ، مجھ سے سفینہ رضی الله تعالی عنہ نے کہا ابی بکر اور عمر اور عثمان کی خلافت لو پھر کہا علی کی خلافت لو کہا پس ہم نے انکو تیس سال پایا سعید نے کہا میں نے سفینہ سے کہا بے شک بنی امیہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت ہے سفینہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں بَنُو الزَّرْقَاءِ والے بلکہ وہ تو بادشاہ ہیں بہت شری بادشاہ

روایت میں جو حساب کیا گیا ہے وہ بھی مشکوک ہے- تاریخ کی کتابوں کو اگر لیا جائے تو یہ حساب اس طرح بنتا ہے

ابو بکر رضی الله تعالی عنہ
مدت خلافت ربیع الاول ١١ ہجری سے ١٣ ہجری جمادی الاولی

سال ۲ماہ ۲

عمر رضی اللہ تعالی عنہ

مدت خلافت جمادی الاولی ، ۱۳ ہجری سے ۲۳ ہجری ذی الحجہ
سال ۷ ماہ ۱۰

عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

مدت خلافت ذی الحجہ ۲۳ ہجری سے ۳۵ ہجری ذی الحجہ
سال ۱۲

علی رضی اللہ تعالی عنہ

مدت خلافت ذی الحجہ ۳۵ ہجری سے ۴۰ ہجری رمضان
سال ۹ ماہ ٤

جمع سال۲ ، ۱۰، ۱۲، ٤= ۲۸ سال ہوئے اور ۱۸ ماہ یعنی ایک سال ٦ ماہ کل حساب ۲۹ سال اور ٦ ماہ ہوئے جو مکمل ۳۰ سال نہیں ہوتے
اگر اس میں حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت جو سات ماہ گیارہ دن کی ہے کو شامل کیا جائے تو تیس سال ایک ماہ اور گیارہ دن ہوتے ہیں لیکن پھر یہ مکمل تیس سال نہیں ہونگے- گویا حسن کی خلافت ختم ہونے سے ایک ماہ گیارہ دن پہلے ملوکیت میں بدل چکی تھی - راوی نے بھی ایسا حساب لگوایا ہے کہ حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو اس میں سے نکال دیا ہے اور بظاہر ان کی خلافت کا ہی انکاری معلوم ہوتا ہے

ابی داود میں ہے سعید بن جمھان نے سفینہ سے پوچھا

قَالَ سَعِيدٌ، قُلْتُ: لِسَفِينَةَ إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ قَالَ: "كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ"
سعید بن جمھان نے سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا

یہ دعوی کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام خلیفہ نہیں تھے سفینہ بولے جھوٹ بولتے ہیں بَنُو الزَّرْقَاءِ کی مقعد[8] یعنی بنی مروان

---

[8]

أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ انتہائی بیہودہ الفاظ ہیں

الزَّرْقَاءُ اِمْرَأَةٌ مِنْ أُمَّهَاتِ بَنِي أُمَيَّةَ. تحفة الأحوذي – (ج 6 / ص 8) الزَّرْقَاءُ بنو امیہ کی ماؤں میں سےایک کا نام ہے

مسند ابی داود میں سعید بن جمھان کے الفاظ ہیں

قُلْتُ: فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ
میں نے کہا اور مُعَاوِيَةُ؟ سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا وہ پہلا بادشاہ ہے
سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ ہیں اور بیہقی کتاب الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث میں انکو أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہیں

احمد العلل میں کہتے ہیں

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو النضر. قال: حدثنا حشرج بن نباته العبسي كوفي. قال: قلت لسعيد بن جمهان: اين لقيت سفينة؟ قال: لقيته ببطن نخلة في زمن الحجاج، فأقمت عنده ثمان ليال أسأله عن أحاديث رسول الله – صلى الله عليه وسلم -. قلت: ما اسمك؟ قال: سماني رسول الله – صلى الله عليه وسلم – سفينة. «العلل»
عبدللہ کہتے ہیں کہ میرے باپ احمد کہتے ہیں حشرج نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ سفینہ سے کہاں ملے کہا نخلہ میں حجاج کے دور میں ان کے ساتھ آٹھ راتیں گزاریں

یعنی سعید کی جانب سے یہ ساری دل کی بھڑاس حجاج بن یوسف پر نکالی جا رہی تھی - خود سعید بن جمہان نے بنو امیہ کا پورا دور دیکھا ہے لیکن اموی دور میں عدل کا یہ عالم تھا کہ کسی اموی خلیفہ نے ان کو ایسی روایات بیان کرنے پر ہلاک نہیں کیا

روایت کا راوی ضعیف ہے
سعید بن جمھان کے لئے محدثین کہتے تھے

ابن معين: روى عن سفينة أحاديث لا يرويها غيره، وأرجو أنه لا بأس به

ابن معین- یہ سفینہ سے روایات کرتے ہیں جن کو کوئی اور روایت نہیں کرتا اور مجھے امید ہے کہ ان میں برائی نہیں

وقال البخاري: في حديثه عجائب اس کی روایات میں عجائب ہیں

وقال أبو حاتم: يكتب حديثه، ولا يحتج به، اس کی روایت لکھ لو لیکن دلیل نہ لو

وقال الساجي: لا يتابع على حديثه ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی

مسائل الإمام أحمد بن حنبل رواية ابن أبي الفضل صالح المتوفى ٢٦٦ ھ میں ہے کہ امام احمد کے بیٹے پوچھتے ہیں

قلت وَتذهب إِلَى حَدِيث سفينة قَالَ نعم نستعمل الْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا حَدِيث سفينة الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة فَملك أَبُو بكر سنتَيْنِ وشيئا وَعمر عشرا وَعُثْمَان اثْنَتَيْ عشر وَعلي سِتا رضوَان الله عَلَيْهِم
میں کہتا ہوں اور (کیا) آپ حدیث سفینہ پر مذھب لیتے ہیں امام احمد نے کہا ہاں
أبو الحسن خيثمة بن سليمان بن حيدرة الأطرابلسي (المتوفى: 343هـ) کتاب میں امام احمد کا موقف لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ , قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَلِيٍّ النَّوْفَلِيُّ , قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ تَفْضِيلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ لِي: أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , ثُمَّ عُمَرُ , ثُمَّ عُثْمَانُ , ثُمَّ عَلِيٌّ فِي الْخِلَافَةِ وَيَذْهَبُ إِلَى حَدِيثِ سَفِينَةَ: «يَكُونُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ ثَلَاثِينَ سَنَةً» , قُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ , فَتَعْرِفُ مَنْ قَالَ: عَلِيٌّ فِي الْإِمَامَةِ وَالْخِلَافَةِ؟ قَالَ: لَا , قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ , وَلَا يُعْجِبُنِي مَنْ وَقَفَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْخِلَافَةِ , قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَنَتَرَحَّمُ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعِينَ
صَالِحُ بْنُ عَلِيٍّ النَّوْفَلِيُّ کہتے ہیں میں نے امام احمد سے اصحاب رسول کی فضیلت کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا ابو بکر انسانوں میں سب سے بہتر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر عمر پھر عثمان پھر علی خلافت میں اور انہوں نے سفینہ کی حدیث پر مذھب لیا کہ خلافت و رحمت تیس سال ہوگی . میں نے پوچھا کہ اے ابو عبدللہ پس کیا اپ جانتے ہیں (کسی کو) جو کہتا ہو علی کی امامت و خلافت کے حوالے سے کہا نہیں. امام احمد نے کہا اور مجھے حیرت نہ ہو گی اگر کوئی علی بن ابی طالب کے لئے موقف رکھے ان کی خلافت (برحق ہونے) پر

السنة للخلال (636) کے مطابق امام احمد اس روایت کو صحیح کہتے تھے - القرطبي (المتوفى: 463هـ) کتاب جامع بيان العلم وفضله میں لکھتے ہیں

أَبُو عُمَرَ: " قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدِيثُ سَفِينَةَ فِي الْخِلَافَةِ صَحِيحٌ وَإِلَيْهِ أَذْهَبُ فِي الْخُلَفَاءِ
ابو عمر القرطبي کہتے ہیں احمد بن حنبل کہتے ہیں سفینہ کی خلافت والی حدیث صحیح ہے اور اسی پر خلفاء (کے بارے) میں مذھب ہے
مسائل الإمام أحمد بن حنبل رواية ابن أبي الفضل صالح المتوفى ٢٦٦ ھ میں ہے کہ امام احمد کے بیٹے پوچھتے ہیں

قلت وَتذهب إِلَى حَدِيث سفينة قَالَ نعم نستعمل الْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا حَدِيث سفينة الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة فَملك أَبُو بكر سنتَيْنِ وشيئا وَعمر عشرا وَعُثْمَان اثْنَتَيْ عشر وَعلي سِتا رضوَان الله عَلَيْهِم
میں کہتا ہوں اور (کیا) آپ حدیث سفینہ پر مذھب لیتے ہیں امام احمد نے کہا ہاں

ابن بَطَّة العكبري (المتوفى ٣٨٧ ھ) کتاب الإبانة الكبرى میں لکھتے ہیں

قال الشيخ: فكانت هذه خلافة النبوة، وهؤلاء الخلفاء الذين نزلت فيهم الآية وعليّ آخرهم، وبه تمت خلافة النبوة على ما بين النبي صلى الله عليه وسلم.
پس یہ خلافت النبوہ ہے اور یہ خلفاء ہیں جن کے لئے آیات نازل ہوئیں اور علی ان میں آخری ہیں اور ان پر خلافت النبوہ مکمل ہوئی

الغرض تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک اس روایت کو علماء اپنے مذہب کا حصہ بنا چکے تھے

اگرچہ بعض محدثین نے اس راوی سعید بن جمہان کو ضعیف قرار دیا لیکن ان کی چلنے نہ دی گئی- معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی اصل خلافت ختم ہوئی یہ امام احمد، ابن بَطَّة، حاکم، ابن حبان کا مذہب ہے - دوسری طرف امام احمد کے ہم عصر امام ابو حاتم اس راوی سے سخت نالاں تھے اور کہتے اس سے دلیل مت لینا- یعنی ایک روایت نیشاپور میں رد کی جا رہی تھی تو دوسری طرف بغداد میں وہی سر کا تاج تھی

یہاں تک کہ چھٹی صدی آئی - ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) کتاب ذخيرة الحفاظ (من الكامل لابن عدي) کہتے ہیں

حَدِيث: الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة. رَوَاهُ سعيد بن جُمْهَان: عَن سفينة. قَالَ: وثنا الْحسن بن عَليّ، ثَنَا هشيم، عَن الْعَوام بن حَوْشَب، عَن سعيد بن جُمْهَان، عَن سفينة أَن رَسُول الله – صلى الله عَلَيْهِ وَسلم – قَالَ. وَقد حدث أَيْضا عَن سعيد: حَمَّاد بن سَلمَة، وحشرج بن نباتة، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة. وَأوردهُ فِي تَرْجَمَة حشرج: عَن سعيد، عَن سفينة. وَقد رَوَاهُ مَعَه حَمَّاد بن سَلمَة، وَعبد الْوَارِث بن سعيد، والعوام بن حَوْشَب، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة، وَغَيرهم. وَرَوَاهُ يحيى بن مُحَمَّد بن يحيى ابْن أخي حَرْمَلَة بن يحيى: عَن عَمه، عَن عبد الله بن وهب، عَن ابْن لَهِيعَة، عَن يزِيد بن أبي حبيب، عَن سعيد بن عَمْرو، عَن سفينة. وَهَذَا رَوَاهُ حَمَّاد بن سَلمَة، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة، وحشرج بن نباتة: عَن سعيد بن جُمْهَان عَن سفينة. وَأما بِهَذَا الْإِسْنَاد فَلم نَكْتُبهُ إِلَّا عَن يحيى، وَكَانَ ضَعِيفا.

حديث خلافت تیس سال ہے اسکو روایت کیا ہے سعيد بن جُمْهَان نے سفينة سے کہا

.وثنا الْحسن بن عَليّ، ثَنَا هشيم، عَن الْعَوام بن حَوْشَب، عَن سعيد بن جُمْهَان، عَن سفينة أَن رَسُول الله – صلى الله عَلَيْهِ وَسلم – قَالَ

اور اس کو سعید سے بھی روایت کیا ہے حَمَّاد بن سَلمَة اور حشرج بن نباتة اور َيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة اور کو لائے ہیں حشرج کے ترجمے میں : عَن سعيد، عَن سفينة.

اور بے شک اسکو روایت کیا ہے حَمَّاد بن سَلمَة، وَعبد الْوَارِث بن سعيد، والعوام بن حَوْشَب، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة اور دوسروں نے

اور اسکو روایت کیا ہے يحيى بن مُحَمَّد بن يحيى ابْن أخي حَرْمَلَة بن يحيى: عَن عَمه، عَن عبد الله بن وهب، عَن ابْن لَهِيعَة، عَن يزِيد بن أبي حبيب، عَن سعيد بن عَمْرو، عَن سفينة

اور ایسا روایت کیا ہے حَمَّاد بن سَلمَة اور يحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة اور حشرج بن نباتة نے عَن سعيد بن جُمْهَان عَن سفينة سے

وَأما بِهَذَا الْإِسْنَاد فَلم نَكْتُبهُ إِلَّا عَن يحيى، وَكَانَ ضَعِيفا.

اور ان اسناد کے ساتھ ہم نہیں لکھیں گے سوائے یحیی سے اور وہ ضعیف ہے[9]

---

[9] تحقیق اصلاحی میں زبیر علی زئی اس خلافت تیس سال والی روایت کے دفاع میں لکھتا ہے

منکرینِ حدیث کی کارستانیاں

منکرینِ حدیثِ رسول ﷺ کا اصل مقصد یہ ہے کہ احادیث صحیحہ کو مکر و فریب کے ساتھ جعلی ثابت کر دیا جائے تا کہ عامۃ المسلمین کے اذہان میں دواوین اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات اور عدم اعتماد بیٹھ جائے پھر یہ مکار مداری ان سادہ لوح عوام کو صراط مستقیم سے اپنی آراء کی لاٹھی کے ساتھ دُور ہانکتے جائیں۔ پھر نہ حدیث بچے اور نہ قرآن!

عصر حاضر میں روایت کا مسلکی دفاع:

اس روایت کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ ابن ابی حاتم کی جرح لا یحتج بہ غیر مفسر ہے. کیا ابن ابی حاتم نے نہیں بتایا کہ ان الفاظلا یحتج بہ کا کیا مفہوم ہے وہ کتاب الجرح و تعدیل میں لکھتے ہیں

قال عبد الرحمن بن أبي حاتم: قلت لأبي: ما معنى (لا يحتج به) ؟ قال: كانوا قوما لا يحفظون، فيحدثون بما لا يحفظون، فيغلطون، ترى في أحاديثهم اضطرابا ما شئت ". انتهى.

فبين أبوحاتم في إجابته لابنه: السبب في أنه لا يحتج بحديثهم، وهو ضعف حفظهم، واضطراب حديثهم.

عبد الرحمن بن أبي حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ لا یحتج بہ کیا مطلب ہے انہوں نے کہا ایک قوم ہے رجال کی جو یاد نہیں رکھتے تھے اور حدیثیں بیان کرتے ہیں جو انکو یاد نہیں ہوتیں پس ان میں غلطیاں کرتے ہیں پس تم دیکھو گے کہ انکی حدیثوں میں اضطراب کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے

ابن ابی حاتم نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ لا یحتج بہ کا کیا مطلب ہے. باقی یہ اعتراض کہ یہ الفاظ صرف وہ بولتے ہیں بھی درست نہیں. الساجی بھی سعید بن جمہان کو انھی الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور یہ جرح بالکل مفسر ہے

جرح غیر مفسر، متاخرین کا شوشہ ہے جس کا مقصد صرف اپنے محبوب راویوں کو بچانا ہے

الذهبی، "سير أعلام النبلاء" 13: 260، في ترجمة (أبي حاتم) میں لکھتے ہیں

إذا وثق أبوحاتم رجلا فتمسك بقوله، فإنه لا يوثق إلا رجلا صحيح الحديث، لاذا ليق رجلا أوقال فيه: لا يحتج به، فتوقف حتى ترى ما قال غيره فيه، فإن وثقه أحد، فلا تبن على تجريح أبي حاتم، فانه متعنت في الرجال، قد قال في طائفة من رجال "الصحاح ": ليس بحجة، ليس بقوي، أونحوذلك

جب امام ابو حاتم کسی شخص کو ثقہ قرار دیں تو اس بات کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو کیونکہ وہ صرف اس شخص کو ثقہ کہتے ہیں جو کہ صحیح الحدیث ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کی تضعیف کریں یا اس کے بارے میں

اپنے مخصوص عقائد و نظریات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کسی بھی حد سے گزرنا اہل حدیث کا شیوہ بن چکا ہے لہذا اگر کوئی حدیث کی تصحیح میں ان سے اختلاف کرے تو اس پر فورا منکر حدیث کا فتوی جڑنا ان کا سب سے آسان عمل ہے

اس روایت کو منکر حدیث نے ہی ضعیف نہیں کہا بلکہ ابن قیسرانی نے بھی اس روایت پر جرح کی ہے ہمارا مقصد انکار حدیث کا دفاع نہیں بلکہ اس سوچ کا رد ہے جو روایت پرست علماء کا ہے

بلا سوچے سمجھے اپنی عقل گروی رکھ کر اہل حدیث اوران کے ہم قبیل ایسی روایات کو صحیح کہتے رہے ہیں جس سے نہ صرف مسلکی تعصب، صحابہ سے بغض اور شرک کی ترویج ہوتی ہے مثلا ابن تیمیہ نے یہ تک مان لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے حرہ کے واقعہ میں اذان دیتے رہے .اسی ڈگر پر یہ لوگ روایات سے شرک کو پھیلاتے ہیں اور پھر بھولے بن کر لوگوں کو جو قبروں پر جا رہے ہیں مشرک کہتے ہیں یعنی اگ خود لگاتے ہیں اور جب کوئی الاو میں چلا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اس کی غلطی ہے

لایحتج بہ کہیں تو توقف کرو تا وقتہ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اوروں نے کیا کہا ہے؟ اور اگر کسی نے ثقہ کہا ہے تو پھر ابو حاتم کی جرح نہ مانو کیونکہ وہ اسماء الرجال میں متشدد ہیں۔ انہوں نے صحیحین کے ایک گروہ کے بارے میں لیس بحجۃ لیس بقوی وغیرہ کہا ہے

ہم الذھبی کی اس رائے سے متفق نہیں. اسناد، دین ہیں اگر کوئی اس معاملے میں متشدد ہے تو یہ اچھی بات ہے. جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ابی حاتم نے صحیحین کے راویوں پر بھی جرح کی ہے تو وہ بھی مضر رساں نہیں ان راویوں کی ساری روایات صحیح ہونے کے قائل کون ہیں ماسوا آج کل کے اہل حدیث فرقہ کے - چند سال قبل تک انکا بھی یہ موقف نہیں تھا. مبارک پوری اہل حدیث ہیں ، ترمذی کی شرح تحفہ الاحوذی میں لکھتے ہیں

وَأَمَّا قَوْلُ الْهَيْثَمِيِّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ فَلَا يَدُلُّ عَلَى صِحَّتِهِ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ وَرَوَاهُ بِالْعَنْعَنَةِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مُخْتَلِطٌ وَرَوَاهُ عَنْهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ اخْتِلَاطِهِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ أَوْ يَكُونَ فِيهِ عِلَّةٌ أَوْ شُذُوذٌ ، قَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ فِي نَصْبِ الرَّايَةِ فِي الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ رِوَايَاتِ الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ لَا يَلْزَمُ مِنْ ثِقَةِ الرِّجَالِ صِحَّةُ الْحَدِيثِ حَتَّى يَنْتَفِيَ مِنْهُ الشُّذُوذُ وَالْعِلَّةُ ، وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التَّلْخِيصِ فِي الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ رِوَايَاتِ حَدِيثِ بَيْعِ الْعِينَةِ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ رِجَالِ الْحَدِيثِ ثِقَاتٍ أَنْ يَكُونَ صَحِيحًا انْتَهَى
اور   الْهَيْثَمِيِّ کا یہ کہنا کہ رجال ثقہ ہیں دلیل نہیں بنتا کہ یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اسمیں شذوذ یا علّت ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے اس میں مدلس ہو جو عن سے روایت کرے . الزَّيْلَعِيُّ کہتے ہیں... کسی حدیث میں ثقہ راوی ہونے سے وہ صحیح نہیں ہو جاتی

ابن حجر النکت میں کہتے ہیں

قلت : ولا يلزم في كون رجال الإسناد من رجال الصحيح أن يكون الحديث الوارد به صحيحاً ، لاحتمال أن يكون فيه شذوذ أو علة
میں کہتا ہوں اگر کسی حدیث کی اسناد میں صحیح کے رجال ہیں تو اس سے حدیث صحیح نہیں ہو گی اس احتمال کی وجہ سے کہ اس میں شذوذ یا علّت ہو
معلوم ہوا کہ صحیحین کے راویوں کی وہ روایات جو صحیحین سے باہر ہیں ضعیف ہو سکتی ہیں

سعید کی سفینہ رضی الله تعالی عنہ سے روایت اس قابل نہیں کہ اس کو حدیث رسول صلی الله علیہ وسلم کہا جائے - سفینہ رضی الله تعالی عنہ جو خود ایک فارسی النسل تھے انکا بنو الزرقاء سے بغض بھی سمجھ سے بالا تر ہے. مُعَاوِيَةُ رضی الله تعالی عنہ کس طرح ایک بادشاہ تھے اور خلافت النبوہ سے کس طرح خارج تھے روایت میں واضح نہیں کیا گیا

یہ روایت کئی وجوہ سے منکر ہے

اول امت کے پانچویں خلیفہ حسن رضی الله تعالی عنہ تھے لیکن روایت میں علی رضی الله تعالی عنہ کے بعد سب کو بادشاہ بتایا گیا ہے. سعید کا سفینہ رضی الله عنہ کے حوالے سے معاویہ رضی الله عنہ کو پہلا بادشاہ

کہنا خلاف تاریخ ہے -جو حساب کتاب اس روایت میں ہے اس کے مطابق پہلے بادشاہ حسن رضی الله تعالى عنہ ہوتے ہیں علی رضی الله تعالى عنہ نے وفات سے پہلے حسن رضی الله تعالى عنہ کو خلیفہ کیا تھا
الذہبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

بُوْيِعَ الحَسَنُ، فَوَلِيَهَا سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَأَحَدَ عَشَرَ يَوْماً، ثُمَّ سَلَّمَ الأَمْرَ إِلَى مُعَاوِيَةَ
حسن پر بعیت ہوئی پس انہوں نے سات مہینے ۱۱ دن حکومت کی، پھر خلافت مُعَاوِيَةَ کو دے دی

دوم صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حسن رضی الله عنہ امت کے دو گروہوں میں صلح کرائیں گے لیکن اس روایت کے مطابق حسن رضی الله عنہ نے معاویہ رضی الله عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر غلط کیا -اگر حسن خلیفہ نہیں تھے تو وہ کس چیز سے دست بردار ہوئے؟ سارا الزام حسن پر اتا ہے کہ وہ باشاہوں کو امت پر مسلط کر کے چلے گئے-اصل میں یہ روایت نہ صرف معاویہ رضی الله عنہ بلکہ حسن رضی الله عنہ پربھی تبرا ہے
الذہبی کتاب سیرالاعلام میں لکھتے ہیں

قال الذهبي: ((قال النبي ﷺ في الحسن: «إن ابني هذا سيد وسيصلح الله به بين فئتين عظيمتين من المسلمين». ثم إن معاوية أجاب إلى الصلح، وسر بذلك، ودخل هو والحسن الكوفة راكبين، وتسلم معاوية الخلافة في آخر ربيع الآخر، وسمي عام الجماعة لاجتماعهم على إمام، وهو عام أحد وأربعين)).

الذہبی کہتے ہیں نبی صلی الله علیہ وسلم نے حسن رضی الله تعالى عنہ کے لئے فرمایا بے شک یہ میرا بیٹا سردار ہے اور الله اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا پس جب معاویہ نے صلح کو مانا اور اس پر تیار ہوئے تو وہ اور حسن چلتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے اور معاویہ خلیفہ ہوئے
ربیع الثانی میں اور وہ سال، عام الجماعہ کے نام سے پڑ گیا ان دونوں کے اجماع کی وجہ سے اور یہ سال ٤١ ھ کا ہے
جو سال صحابہ کے درمیان عام الجماعہ کے نام سے مشہور ہو اس سال کو تواس حدیث کی روشنی میں عام الملوک (بادشاہوں کا سال) کہا جانا چاہیے تھا

امام بخاری کے شیخ نعیم کی کتاب الفتن میں ہے

حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً» فَحَسِبُوا ذَلِكَ فَكَانَ تَمَامَ ذَلِكَ وِلَايَةُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ نے سفینہ سے روایت کیا کہ کہ رسول الله نے فرمایا خلافت تیس سال ہے – اس کا حساب لگایا گیا تو یہ ولایت علی پر تمام ہوا

معلوم ہوا کہ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ کا مذہب تھا کہ دور خلافت علی کی ولایت پر ختم ہوا

سوم اسلام میں بادشاہت معیوب نظام نہیں قرآن میں انبیاء داود ، سلیمان علیھما السلام کو ملک یعنی بادشاہ ہا گیا ہے. نام میں کیا رکھا ہے کام دیکھا جائے گا-کیا حسن رضی اللہ تعالی عنہ ایک ایسے بادشاہ کے حق میں دستبردار ہو گئے جس کو نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے[10]

چہارم معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جو جہاد ہوئے ان میں حسین رضی اللہ تعالی عنہ بھی شریک تھے کیا وہ ایسے نظام کو مظبوط کر رہے تھے جو تھا ہی غلط ؟کیا اس جہاد کے نتیجے میں جو علاقے فتح ہوئے ان پر غیر اسلامی نظام مسلط کرنے کے لئے انہوں نے غلط کام نہیں کیا؟

10

صحیح مسلم: كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ صحیح مسلم: کتاب: حسن سلوک‘صلہ رحمی اور ادب (باب: نبی ﷺ نے کسی شخص پر لعنت کی ہو، برا کہا ہو یا اس کے خلاف بددعا کی ہو اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس کے لیے تزکیہ (برائی سے پاکیزگی)، اجر اور رحمت کا باعث بن جائے گی)

6628 . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِيَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا

محمد بن مثنیٰ عنزی اور ابن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی ۔۔ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں ۔۔ دونوں نے کہا: ہمیں امیہ بن خالد . نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے ابوحمزہ قصاب سے حدیث بیان کی، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، کہا: آپ آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے کھلے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی (مقصود پیار کا اظہار تھا) اور فرمایا: "جاؤ، -میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں نے آپ سے آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: "جاؤ، معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں نے پھر آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: "اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

معاویہ ہجرت مدینہ سے تقریباً 15 برس پیشتر مکہ میں پیدا ہوئے اور اسلام لائے تو زندگی کے پچیسویں برس میں تھے – یقینا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہو گا تو وہ اس وقت سنجیدہ مزاج ہوں گے - روایت لا أشبع الله بطنه الله اسکا پیٹ نہ بھرے ضعیف ہے اس کی سند میں أَبُو حَمْزَةَ القَصَّابُ عِمْرَانُ بنُ أَبِي عَطَاءٍ الوَاسِطِيُّ کا تفرد ہے الذھبی کہتے ہیں لَيَّنَهُ: أَبُو زُرْعَةَ، وَالنَّسَائِيُّ : ابو زرعہ اور نسائی نے اس کو کمزور کیا ہے- میزان میں ہے کہ أبو داود نے کہا أبو حمزة عمران بن أبي عطاء يقال له عمران الجلاب، ليس بذاك، هو ضعيف یہ ضعیف ہے- دارقطنی کہتے ہیں ليس بالقوي قوی نہیں ہے- بعض نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن یہ راوی مختلف فیہ ہے -راقم کہتا ہے جس میں بھی اس کا تفرد ہو اس کو رد کیا جائے گا

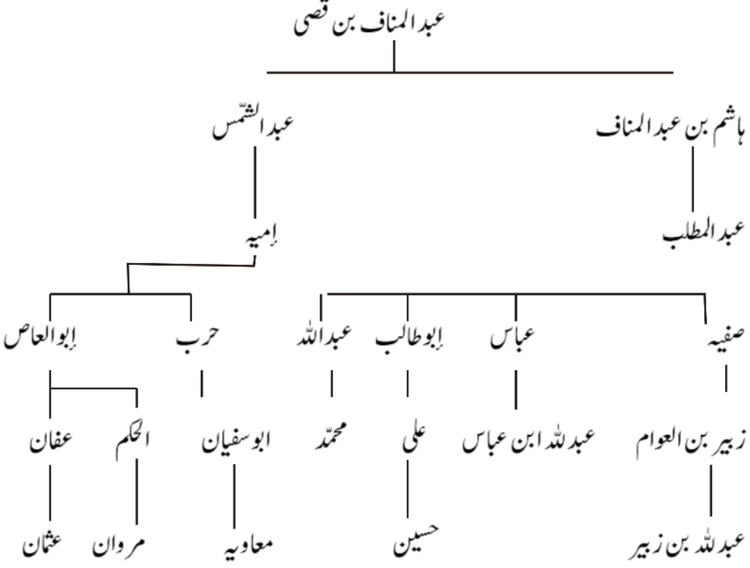

پنجم کہا جاتا ہے کہ اللہ کفر کی حکومت چلنے دیتا ہے لیکن ظلم کی نہیں. اب ہم بھی حساب لگاتے ہیں دیکھتے ہیں بنی امیہ کی حکومت کب تک چلی

عثمان بن عفان اموی رضی اللہ عنہ مدت خلافت ذی الحجہ ٢٣ ہجری سے ٣٥ ہجری ذی الحجہ
معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ ٤١ سے ٦٠ ہجری

یزید بن معاویہ رحمہ اللہ علیہ ٦٠ سے ٦٤ ہجری

معاویہ بن یزید ٦٤ ہجری

مروان بن الحکم ٦٥ ہجری

عبدالملک بن مروان ٦٥ سے ٨٦ ہجری

ولید بن عبدالملک ٨٦ سے ٩٦ہجری

سلیمان بن عبدالملک ٩٦ سے ٩٩ ہجری

عمر بن عبد العزیز ٩٩ سے ١٠١ ہجری

یزید بن عبدالملک بن مروان ١٠١ سے ١٠٥ ہجری

ہشام بن عبدالملک ١٠٥ سے ١٢٥ ہجری

ولید بن یزید ١٢٥ سے ١٢٦ ہجری

یزید بن ولید ١٢٦ ہجری

ابراہیم بن ولید ١٢٦ہجری

مروان بن محمّد ١٢٦ سے ١٣٢ ہجری

عثمان رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر بنو امیہ کی حکومت ٩١ سال رہی اور اگر دور عثمان کو بھی شامل کر دیا جائے جو ١٢ سال ہیں تو بنو امیہ کی حکومت ١٠٣ سال رہی- دونوں صورتوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکومت تقریبا ایک صدی رہی-یہ حکومت کیوں رہی اس کا جواب بھی حدیث الصحیح المسلم ، باب الناس ، تبع لقریش میں ملتا ہے معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

إن هذا الأمر فی قريش لا يعاديهم أحد إلا كبه الله على وجهه ما أقامو ا الدين

یہ امر خلافت قریش رہے گا جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر دے گا جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش ،کتاب الاحکام

صحیح مسلم کی روایت ہے

عن جابر بن سمرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یقول : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول : لَا یزَالُ الْاِسْلَامِ عَزِیزًا اِلیٰ اِثْنَی عَشَرَ خَلِیفَۃً ۔

جابر بن سمرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام کو کوئی زوال نہیں ہو گا بارہ خلفاء تک

صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً»، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ»

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا بے شک یہ امر(دین) نہیں کم ہو گا حتی کہ ان میں سے بارہ خلفاء نہ گزر جائیں .. جو سب قریش کے ہونگے

سلیمان بن عبدالملک تک بارہ خلفاء ہوتے ہیں اور اسلام دینا میں غالب رہا اور اس کی سرحدیں ہند اور یورپ تک پہنچ گئیں[11]

کہا جاتا ہے ۱۲ خلفاء والی روایت کی سفینہ والی روایت سات تطبیق ممکن ہے ایک کے مطابق رشید خلفاء تیس سال رہیں ہے اس کے بعد صرف خلفاء ہوں گے - تحقیق اصلاحی میں زبیر علی زئی لکھتے ہیں

11

شیعوں نے بارہ خلفاء والی روایت سے اپنے بارہ امام نکال لئے. افسوس روایت میں اسلام کی جس سر بلندی کا ان بارہ خلفاء کے دور کا ذکر ہے اس پر ان کے امام نہیں اترتے. بنو امیہ اور بنو عبّاس کے خوف میں تقیہ اختیار کر کے زندہ رہنے والے اسلام کی کیا سر بلندی کر پائے آج تک کسی شیعہ نے نہیں بتایا لہذا اس روایت کا وہ مصداق نہیں ہو سکتے

حدیث میں ہے کہ۱۲ خلفاء قریش سے ہوں گے یہ نہیں ہے کہ ۱۲ سے زیادہ نہ ہو سکیں گے بلکہ ۱۲ تک اسلام کو کوئی نیچا نہ کر سکے گا ایسا ہی ہوا کہ اسلام اپنے مخالفین یعنی اس پاس کی سلطنتوں پر غالب ہوا- بنو امیہ قریش میں سے ہیں اور ان کی حکومت رہی اور ان کے خلفاء کی تعداد ۱۲ سے زیادہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ۱۲ ہی ہوتے ورنہ تو یہ روایت صحیح نہیں سمجھی جا سکتی- آج قریش قبیلہ معدوم ہے - بنو ہاشم اور بنو عباس ۱۰۰ ہجری کے بعد عراق منتقل ہوئے اور یہ دونوں اہل فارس کی عورتوں سے شادی کرتے رہے اصل قریشی نسل ختم ہو گئی- بنو آمیہ قریشی ہیں ان کا انخلاء ہوا یہ اسپین چلے گئے وہاں ۸۰۰ سال حکومت کر کے یہ بھی وہاں معدوم ہو گئے- اپ کو خبر کی جاتی ہے کہ اب دنیا میں قبیلہ قریش معدوم ہے کوئی نسلی ریکارڈ نہیں کہ کہا جا سکے کہ یہ قریشی ہے

اہل سنت کے بعض ائمہ نے شیعیت سے متاثر ہو کر لوگوں کے ذہنوں کو بنو امیہ کے خلاف تعصب سے بھر دیا اور عوام الناس کو یہ خیال ہوا کہ بارہ خلفاء ابھی آئیں گے. امداد زمانہ کے ساتھ اہل سنت کے ہاں اب بارہ خلفاء کا انتظار بھی ختم ہو گیا اور اب تو شیعوں کی طرح امام المہدی کا سب کو انتظار ہے

ابن الجوزی جو یزید مخالف تھے انہوں نے کشف المشکل میں لکھا

قد اطلت البحث عن معنى ہذا الحدیث ، و طلبت مظانہ وسألت عنہ فلم ا قع علی المقصود بہ ۔
میں نے مدتوں اس (بارہ خلفاء والی) حدیث کے معنی کی تفتیش کی ۔ اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں ۔ اپنے زمانہ کے ائمہ سے سوال کئے ۔ مگر مراد متعین نہ ہوئی
ہوتی بھی کیسے بارہ خلفاء آ چکے لیکن اپ کو وہ پسند نہیں آئے

۱) فائدہ: بعض متاخرین نے دعویٰ کیا ہے کہ سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح مسلم کی اس حدیث کے خلاف ہے جسے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے:

((إن هذا الأمر لا ينقضي حتى يمضي فيهم اثنا عشر خليفة.... كلهم من قريش)) یہ دین ختم نہیں ہوگا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ ہوگزریں.... (اور وہ) سارے کے سارے قریش میں سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم :۱۸۲۱، واصلہ فی صحیح البخاری: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳)

حالانکہ یہ اعتراض معترض کی کم علمی کا واضح ثبوت ہے کیونکہ ان دونوں صحیح حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے۔ حدیثِ سفینہ سے مراد خلافت راشدہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ ہے اور حدیث جابر سے مراد مطلق خلافت ہے لہٰذا حدیث اول میں خلافت راشدہ بعد از ''ثلاثین سنۃ'' کی نفی ہے اور دوم میں خلافت غیر راشدہ کا اثبات لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اسی تطبیق کی طرف حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج ۱۳ ص ۲۱۲ تحت الحدیث: ۷۲۲۳) میں اشارہ کیا ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے مجموع فتاویٰ میں اور یہی صواب ہے مزید تفصیل کے

لیکن اصول ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ جانتا ہے سعید بن جمهان کہتے ہیں

سعید نے کہا میں نے سفینہ سے کہا بے شک بنی امیہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت ہے سفینہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں بَنُو الزَّرْقَاءِ والے بلکہ وہ تو بادشاہ ہیں بہت شری بادشاہ

سعید تو باقی کو خلفاء نہیں بادشاہ کہہ رہا ہے

زبیر علی زئی کتاب تحقیق اصلاحی میں صحابہ میں تفریق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نمبر ③: میں پوچھتا ہوں کہ اس حدیث سے دنیائے رفض و کذب کے ہاتھ میں کون سا ہتھیار آگیا ہے؟ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ تینوں خلفائے راشدین علی منھاج النبوۃ میں سے تھے۔ بتایئے وہ کون سا رافضی ہے جو ان خلفائے ثلاثہ کو خلفاء علی منھاج النبوۃ سمجھتا ہے؟! بلکہ اس حدیث سے تو عقیدہ رفض کا خاتمہ ہو جاتا ہے! والحمدللہ

قارئین اپ کے دیکھا کس طرح مخفی تبرہ بھیجا گیا کیا یہ ممکن ہے کہ معاویہ اور حسن رضی اللہ تعالی عنہما نے جو خلافت قائم کی وہ اس اصولوں پر نہیں تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے ہم تو یہ سوچنا ہی غلط سمجھتے ہیں. رافضی تو حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو پسند نہیں کرتے اس پر شاہد انکی کتب ہیں کیونکہ انہوں نی معاویہ سے معاہدہ کرکے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا تھا

کہا جاتا ہے کہ اس روایت میں شیعیت کہاں ہے؟ اسمیں تو پہلے چار خلفاء کو خلفاء النبوہ مایا گیا ہے! بنیادی طور سے یہ بنو امیہ مخالف روایت ہے . خاندانی دشمنی پر مبنی کوئی بھی بات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتی. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فتح مکّہ والے دن ساری عصبیتوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے. اس روایت کا مقصد صحابہ کو قابض اور خلافت النبوہ سے علیحدہ کرنا ہے یہ ان سارے صحابہ پر اتہام ہے جنھوں نے بنو امیہ کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی جن من جلیل القدر اصحاب رسول عبدللہ ابن عبّاس ، عبدللہ بن عمر، انس بن مالک ، ابو الدرداء، جابر بن عبدللہ، ابو واقد لیثی، ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہم اتے ہیں

اسی روایت کی بنیاد پر آگے چل کر خلافت راشدہ کی اصطلاح گھڑلی گئی یعنی پہلے چار خلفاء ہدایت یافتہ اور ان کے بعد بننے والے حسن رضی اللہ تعالی عنہ ، معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ وغیرہ غیر ہدایت یافتہ نعوذ باللہ من تلک الخرافات

کہا جاتا ہے کہ اگر اس تیس سال والی روایت کو ضعیف مانا جائے تو یزید بھی خلیفہ بن جاتا ہے لہذا یہ صحیح رائے نہیں – گویا کہ یزید کو گمراہ قرار دینا دین کا ضروری جز ہو

مغالطہ : حکمرانوں کے خلاف خروج کا حکم نبوی تھا؟

اسی قسم کا ایک مغالطہ اور ہے کہ حاکموں کے خلاف خروج کا حکم خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا – اس قسم کا مغالطہ خوارج کے لشکر میں اور قاتلین عثمان میں موجود تھا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " سَيَكُونُ أُمَرَاءُ بَعْدِي يَقُولُونَ، مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے وہ عمل کریں گے جن کا حکم نہیں ہو گا اور وہ نہیں کریں گے جن کا حکم دیا ہو گا تو ان سے جو ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن اور جو زبان سے جہاد کرے وہ مومن اور جو دل میں برا جانے وہ مومن اس کے بعد ایمان نہیں ہے

سند میں معاوية بن إسحاق بن طلحة بن عبيد الله ہے جس کو امام أبو زرعة: شيخ واه بڈھا واہی ہے کہتے تھے – یعنی نیشاپور میں اس روایت کو رد کیا جاتا تھا- الأعلام از الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ) کے مطابق

وأعان (زيد بن علي) حين خرج على بني مروان، فقاتل بين يديه قتالا شديدا وقتل في الكوفة معه

معاوية بن إسحاق بن طلحة بن عبيد الله نے زید بن علی کے خروج میں مدد کی جب انہوں نے بنی مروان کے خلاف خروج کیا پس ان میں شدید قتال ہوا اور یہ کوفہ میں قتل ہوئے

یعنی اس روایت کے پیچھے راوی کا اپنا سیاسی مدعا چھپا ہے جو ابھی نیچے کے حوالوں میں ثابت ہو جائے گا – مزید یہ کہ اس روایت میں ابہام بھی ہے- یہ فرد پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ حکمرانوں کے خلاف خود ہی فیصلہ کرے اور خروج کرے - سندا اس میں عطا بن یسار ہے جس کا سماع ابن مسعود سے نہیں ہے

ابن ابی حاتم المراسیل میں کہتے ہیں

إن عطاء لم يسمع من عبد الله بن مسعود

اس کے باوجود شعیب الأرنؤوط اس روایت کو صحیح کہتے ہیں شعیب الأرنؤوط دلیل دیتے ہیں کہ ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاشِعٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ السِّمْطِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَّ اسْتَكْتَمَنِي أَنْ أُحَدِّثَ بِهِ مَا عَاشَ مُعَاوِيَةُ فَذَكَرَ عَامِرٌ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَهُوَ قَاضِي الْمَدِينَةِ قال: سمعت بن مَسْعُودٍ وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَيَكُونُ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يقولون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهده مذكر إِطْلَاقِ اسْمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ أَتَى جُزْءًا مِنْ بَعْضِ أَجْزَائِهِ

یعنی سند میں ہے عطا نے کہا سمعت بن مَسْعُودٍ

عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَهُوَ قَاضِي الْمَدِينَةِ قال: سمعت بن مَسْعُودٍ

ان کا سماع ابن مسعود سے ہے

راقم کہتا ہے یہ سند خود مشکوک ہے - صحیح ابن حبان کی سند میں ہے مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ نے کہا

قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَّ اسْتَكْتَمَنِي أَنْ أُحَدِّثَ بِهِ مَا عَاشَ مُعَاوِيَةُ

میں جو اب روایت کرتا ہوں اس کو میں نے چھپایا جب تک معاویہ (رضی اللہ عنہ) زندہ ہے

معاوية بن إسحاق بْن طلحة کو اگرچہ بعض محدثین ثقہ کہتے ہیں لیکن أَبُو زُرْعَة کہتے ہیں : شيخ واه. بڈھا واہی ہے - امام بخاری نے اس کی سند سے صحیح میں صرف ایک روایت متابعة ذکر کی ہے اور امام مسلم نے کوئی روایت نہیں لی- راقم کہتا ہے روایت اس سند سے ضعیف ہے اور اس کی بنیاد پر سماع ثابت نہیں ہوتا لھذا شعیب اور البانی کا اس روایت کو صحیح سمجھنا غلط ہے- راقم مزید کہتا ہے روایت صریح کذب ہے اس روایت کے متن میں ہے

صحيح موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان از البانی کے مطابق اس روایت کو سننے کے بعد

قال: فخرجَ ابن عمر وهو يُقلّب كفّه وهو يقول: ما كان ابن أُمّ عبد يكذب على رسول الله – صلى الله عليه وسلم

ابن عمر رضی اللہ عنہ ہتھیلی کو بھینچتے ہوئے اٹھے اور کہہ رہے تھے ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتے تھے

یعنی ابن عمر کے نزدیک بھی یہ قول مشکوک ہے - ہم کو صحیح بخاری کی روایات سے پتا ہے کہ ابن عمر نے معاویہ اور یزید کی بیعت کی اور صحیح مسلم سے پتا ہے کہ ابن عمر نے حرہ کے بلوائیوں کو بھی خروج سے منع کیا یہاں تک کہ عبد الملک بن مروان کی بیعت پر انتقال کیا

اب مسند احمد کی روایات کا تضاد دیکھیں - اسی طرح مسند احمد کی ایک دوسری روایت کو بھی شعیب الأرنؤوط صحیح کہتے ہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مُحْصِنٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " سَيَكُونُ (4) أُمَرَاءُ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ (5) ، فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ كَرِهَ، فَقَدْ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَغِبَ (6) وَتَابَعَ ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: " لَا، مَا صَلَّوْا الصَّلَاةَ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے امراء ہوں گے جن کو پہچانو اور انکار کرو گے پس جس نے انکار کیا وہ بَرِئَ ہوا اور جس نے کراہت کی وہ بچ گیا لیکن وہ جس نے رغبت کی اور تابع ہوا (؟ کلام میں حذف ہے) — لوگوں نے کہا اے رسول اللہ ہم ان سے قتال کریں؟ فرمایا نہیں بس نماز نہ پڑھو

دوسری میں الفاظ ہیں

" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: " لَا، مَا صَلَّوْا لَكُمُ الْخَمْسَ

پوچھا اے رسول اللہ ہم ان سے قتال کیوں نہ کریں ؟ فرمایا نہیں پس پانچ نماز نہ پڑھو

یعنی یہ اوپر والی سے متناقض ہے اور شعیب الأرنؤوط دونوں کو صحیح کہہ رہے ہیں

مسند احمد کی ایک اور روایت ہے اس کو بھی شعیب نے صحیح کہا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَحَجَّاجٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي أُبَيٍّ ابْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " سَيَكُونُ أُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ اجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے امراء ہوں گے جو چیزوں میں مشغول ہو کر نماز موخر کر دیں گے اس کے وقت سے پس تم نماز وقت پر پڑھو پھر ان امراء کے ساتھ نفل کے طور پر

مغالطہ : بنو امیہ سے دور رہنے کا حکم دیا

اس کو نقل کرنے والے امام احمد خود اس کے خلاف موقف رکھتے ہیں

حدثنا محمَّد بن جعفر، حدثنا شُعبة، عن أبي التَّيَّاح، قال: سمعت أبا زُرعة، يحدث عن أبي هريرة، عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، قال: "يُهلكُ أمتي هذا الحيُّ من قريبٌ"، قالوا: فِي تأمُرُنا يا رسول الله؟، قال: "لو أن الناس اعتزلوهم". [قال عبد الله بن أحمد]: وقال أبي- في مرضه الذي مات فيه: اضرب على هذا الحديث، فإنه خلافُ الأحاديث عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، يعني قوله: "اسمعوا وأطيعوا واصبروا".

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو یہ محلہ جلد ہی ہلاک کرے گا ہم نے پوچھا آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں اے رسول اللہ ! فرمایا کاش کہ لوگ ان سے الگ رہتے عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے اس حالت مرض میں (اس روایت کے بارے میں) پوچھا جس میں ان کی وفات ہوئی احمد نے کہا اس حدیث کو مارو کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہے یعنی سمع و اطاعت کرو اور صبر کرو

امام بخاری کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے اس کو صحیح سمجھ کر صحیح بخاري میں شامل کر دیا

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ» قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ» قَالَ: مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا ، کہا ہم سے ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ، کہاہم سے ابواسامہ نے بیان کیا ، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ، ان سے ابوالتیاح نے ، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضي اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبي صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس قریش کا یہ محلہ لوگوں کو ہلاک وبرباد کردے گا ؟ صحابہ نے عرض کیا : اس وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم کرتے ہیں ؟ نبی صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کاش لوگ ان سے الگ رہتے ؟ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداود طیالسي نے بیان کیا ، کہا ہم کو شعبہ نے خبردي ، انہیں ابوالتیاح نے ، انہوں نے ابوزرعہ سے سنا

مسند احمد میں امام احمد اسی روایت کو منکر کہتے ہیں

احمد کے نزدیک صحیح بخاری کی روایت منکر ہے

مغالطہ : رسول اللہ (ص) نے یزید بن معاویہ کا ذکر کیا

الأوائل لابن أبي عاصم میں ہے
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، ثنا أَبِي، ثنا عَوْفٌ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مَخْلَدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ قَالَ لِيَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ»

ابو ذر نے یزید بن ابی سفیان سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب سے پہلے میری سنت کو بنو امیہ کا ایک مرد تبدیل کرے گا

مصنف ابن ابی شیبہ 35877 میں ہے

حَدَّثَنَا هَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ»

ابو ذر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب سے پہلے میری سنت کو بنو امیہ کا ایک مرد تبدیل کرے گا

اس کا ذکر ابن کثیر نے البداية والنهاية ج6/ص229 میں کیا اور لکھا

وروى البيهقي من طريق عوف الأعرابي عن أبي خلدة عن أبي العالية عن أبي ذر قال سمعت رسول الله يقول إن أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية وهذا منقطع بين أبي العالية وأبي ذر

[12]ابن کثیر کہتے ہیں یہ أبي العالية اور أبي ذر کے درمیان منقطع ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں أبوالعالية الرياحي رفيع بن مهران کا تفرد ہے جو اس کو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہے

12

البانی نے الصحیحة ١٧٤٩ میں اس کو حسن روایت قرار دیا ہے اور باوجود یہ کہ سند منقطع ہے معاویہ و یزید دشمنی میں اپنی انگلیاں چبا لی ہیں لکھتے ہیں

فمثله لا ينزل حديثه عن مرتبة الحسن. والله أعلم. ولعل المراد بالحديث تغيير نظام اختيار الخليفة، وجعله وراثة. والله أعلم.

اس قسم کی روایت مرتبہ حسن سے نیچے نہیں جاتیں واللہ اعلم اور ممکن ہے مراد اس حدیث کی ہو کہ خلیفہ کو منتخب کرنے کا نظام میں تغیر آ جائے گا اس کو وراثت میں بدل دیا جائے گا
البانی نے معاویہ رضی اللہ عنہ پر ان تمام اصحاب رسول پر مخفی تبرا بھیجا ہے کہ منقطع سند کو حسن کا درجہ دیا اور جملہ بھی کسا کہ اس سے مراد خلافت کے نظام کو بدلنا ہے – راقم کہتا ہے خلیفہ کو مقرر کرنے کا کوئی نظام اسلام میں نہیں ہے-
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت کی – اس طرح خلیفہ اپنے بعد والے کے لئے وصیت کر سکتا ہے اور علی رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا

الکامل از ابن عدی میں ہے امام شافعی کی روایت کورد کرتے

حرملة يقول: قال الشافعي حديث أبي العالية الرياحي رياح

أبو العالية لم يسمع من أبي ذر قاله ابن معين

أبو العالية نے أبي ذر سے نہیں سنا یہ امام ابن معین نے کہا

تاریخ صغیر (یا التاريخ الأوسط) میں امام بخاری کا کہنا ہے کہ

حَدثنِي مُحَمَّد ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن عبد الْمجِيد عَن الْمُهَاجِرين أبي مخلد ثَنَا أَبُو الْعَالِيَة قَالَ وحَدَّثنِي أَبُو مُسلم قَالَ كَانَ أَبُو ذَر بِالشَّام وَعَلَيْهَا يزِيد بْن أبي سُفْيَان فغزا النَّاس فغنموا وَالْمَعْرُوف أَن أَبَا ذَر كَانَ بِالشَّام زمن عُثْمَان وَعَلَيْهَا مُعَاوِيَة وَمَات يزِيد فِي زمن عمر وَلَا يعرف لأبي ذَر قدوم الشَّام زمن عمر رَضِي الله عَنهُ

أَبُو الْعَالِيَة نے أَبُو مُسلم سے روایت کیا اس نے ابو ذر کی خبر دی کہ ابو ذر دور عثمان میں شام میں تھے جہاں معاویہ گورنر تھے اور یزید بن ابی سفیان کا انتقال دور عمر میں ہوا اور ابو ذر کا شام جانا دور عمر میں معلوم نہیں ہے

امام بخاری نے اس طرح واضح کیا کہ ابو عالیہ نے ابو ذر سے نہیں بلکہ کسی اور کے واسطوں سے سنا ہے

تاریخ ابن معین (رواية الدوري) میں ہے

قلت ليحيى بن معِين سمع أَبُو الْعَالِيَة من أبي ذَر قَالَ لاإنما يروي أَبُو الْعَالِيَة عَن أبي مُسلم عَن أبي ذَر قَالَ قلت ليحيى من أَبُو مُسلم هَذَا قَالَ لَا أَدْرِي

الدوری نے کہا میں نے امام ابن معین سے پوچھا کیا أَبُو الْعَالِيَة نے أبي ذَر سے سنا ہے ؟ کہا یہ ابو مسلم سے اور وہ ابوذر سے روایت کرتا تھا میں نے پوچھا یہ ابو مسلم کون تھا کہا میں نہیں جانتا

مسند ابویعلی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتَّى يَثْلِمَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ»

ابو عبیدہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امر کا عدل سے زوال نہ ہو گا یہاں تک کہ ایک بنو امیہ کا شخص اس کو ملیا میٹ کرے گا

محقق حسين سليم أسد کا کہنا ہے : إسناده ضعيف اس کی اسناد ضعیف ہیں

البدایہ و النہایہ ج ۸ ص ۲۳۱ میں ابن کثیر نے اس روایت کا ذکر کر کے لکھا ہے

وَهَذَا مُنْقَطِعٌ بَيْنَ مَكْحُولٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بَلْ مُعْضَلٌ

یہ مَكْحُولٍ اور أَبِي عُبَيْدَةَ کے درمیان منقطع ہے بلکہ یہ مُعْضَلٌ روایت ہے

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار از البزار (المتوفى: 292هـ) میں ہے

وَحَدَّثنَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ قَائِمًا حَتَّى يَثْلِمَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ» وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس طرق کا ذکر البدایہ و النہایہ ج ٨ ص ٢٣١ میں ابن کثیر نے تاریخ دمشق کے حوالے سے ذکر کر کے لکھا ہے

وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيقِ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ. عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَزَالُ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتَّى يَكُونَ أَوَّلَ مَنْ يَثْلُمُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ يُقَالُ لَهُ يَزِيدُ» . ثُمَّ قَالَ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ أَيْضًا بَيْنَ مَكْحُولٍ وَأَبِي ثَعْلَبَةَ

مَكْحُولٍ نے أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابن الْجَرَّاحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سند سے روایت کیا....
ابن کثیر نے کہا یہ بھی مَكْحُولٍ اور أَبِي ثَعْلَبَةَ پر منقطع ہے

بعض روایات میں الفاظ ہیں یقال لہ یزید یعنی اس کو یزید کہا جائے گا

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَزَالُ أَمْرُ أُمَّتِي قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتَّى يَكُونَ أَوَّلَ مَنْ يَثْلِمُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ

الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نے الْأَوْزَاعِيِّ سے انہوں نے مَكْحُولٍ شامی سے انہوں نے أَبِي عُبَيْدَةَ رضی الله عنہ سے روایت کیا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میری امت عدل سے زوال نہ کرے گی یہاں تک کہ ایک بنو امیہ کا مرد اس کو ملیا میٹ کرے گا جس کو یزید کہا جائے گا

اس کتاب کے محقق حسين سليم أسد کا کہنا ہے : رجاله ثقات غير أنه منقطع

اس کے رجال ثقہ ہیں لیکن یہ منقطع ہے

راقم کہتا ہے اس میں الولید بن مسلم ہے جو تدلیس تسویہ کرتا ہے یعنی استاد کے استاد تک سے تدلیس کرتا ہے - پھر اس کی سند مَكْحُولٍ اور أَبِي عُبَيْدَةَ کے درمیان منقطع بھی ہے

ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ میں لکھا

وَقَدْ رَجَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِحَدِيثِ أَبِي عُبَيْدَةَ الْمُتَقَدِّمِ، قَالَ: وَيُشْبِهُ أَنَّ يَكُونَ هَذَا الرَّجُلُ هو يزيد بن معاوية ابن أَبِي سُفْيَانَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ قُلْتُ: النَّاسُ فِي يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَقْسَامٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يُحِبُّهُ وَيَتَوَلَّاهُ، وَهُمْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، مِنَ النواصب،

وأما الروافض فيشنعون عليه وَيَفْتَرُونَ عَلَيْهِ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً لَيْسَتْ فِيهِ وَيَتَّهِمُهُ كثير منهم بِالزَّنْدَقَةِ، وَلَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ، وَطَائِفَةٌ أُخْرَى لَا يُحِبُّونَهُ وَلَا يَسُبُّونَهُ لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ زِنْدِيقًا كَمَا تَقَوَّلَهُ الرَّافِضَةُ

اور بیہقی نے اس (أَبِي ثَعْلَبَةَ والے طرق) کو راجح کیا ہے اور کہا ہے کہ اس رجل پر شبہ ہے کہ یہ یزید بن معاویہ ہے و اللہ اعلم- ابن کثیر نے کہا میں کہتا ہوں : دور یزید کے لوگ قسموں کے تھے ایک وہ تھے جو اس سے محبت کرتے تھے اور یہ اہل شام تھے جو ناصبی تھے اور دوسرے (اہل شام) روافض تھے جو اس کو برا کہتے اور اس کے اوپر جھوٹ کہتے جن میں وہ نہیں تھا اور اس پر انہوں نے بہت اتہام بازی کی کہ یزید زندیق تھے جبکہ یہ نہیں تھے اور دوسرا گروہ تھا جو ان سے محبت نہ کرتا تھا ان کو گالی دیتا کیونکہ وہ جانتے نہیں تھے کہ یزید زندیق نہیں تھے جیسا رافضی کہہ رہے تھے

[13] روایت پسندوں پر اس کا روایت منقطع ہو تو ضعیف ہوتی ہے لیکن چونکہ لوگوں نے اس کو مذہب مانا ہے دفاع فرض ہے اور انہوں نے اس روایت کو صحیح یا حسن کہا ہے

13

کتاب فیض القدیر میں المناوی نے لکھا

أطلق جمع محققون حل لعن يزيد به حتى قال التفتازاني: الحق أن رضى يزيد بقتل الحسين وإهانته أهل البيت مما تواتر معناه وإن كان تفاصيله آحادا فنحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه لعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه

جمیع محققین نے یزید پر لعنت کرنے کے حلال ہونے کا اطلاق کیا ہے یہاں تک کہ تفتازانی نے کہا حق یہ ہے کہ تواتر معنوی سے آیا ہے کہ یزید قتل حسین پر اور اہانت اہل بیت پر راضی تھا اور .. ہم اس پر توقف نہیں کریں گے کہ اس پر اور اس کے مدد گاروں پر لعنت کریں

اس کے برعکس محدث ابن الصلاح کہتے ہیں:

، والمحفوظ أن الآمر بقتاله المفضي إلى قتله – كرمه الله – إنما هو عبيد الله –لم يصح عندنا أنه أمر بقتله – أي الحسين رضي الله عنه بن زياد والي العراق إذ ذاك
ہمارے (محدثین) کے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم کیا ہو

ابن تیمیہ کہتے ہیں

إن يزيد بن معاوية لم يأمر بقتل الحسين باتفاق أهل النقل

اہل نقل کا اتفاق ہے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں کیا

غزالی کہتے ہیں

البانی اپنے مذہب کو بچانے کے لئے الصحيحة (4/ 329: 1749) میں لکھتے ہیں

هذا إسناد حسن.....فمثله لا ينزل حديث عن مرتبة الحسن

یہ اسناد حسن ہیں .... اور اس قسم کی روایات مرتبہ حسن سے نیچے نہیں جاتیں

راقم کہتا ہے حسن کی اصطلاح فقہ میں استعمال ہوتی ہے جب ضعیف روایت سے دلیل لے کر اس پر عمل کیا جاتا ہے – لیکن فتن و آثار و مشاجرات میں یہ کرنا نہایت غلط ہے – اس میں ضعیف راوی کا سیاسی مقصد کیا ہے اس کو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے جس کی بنا پر اس قسم کی روایتوں کو درجہ قبولیت ملا ہے

مغالطہ : سن ٦٠ کی حکومت کا ذکر کیا

مستدرک الحاکم میں ہے

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الصَّنْعَانِيُّ، بِمَكَّةَ حَرَسَهَا اللَّهُ تَعَالَى، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنْبَأَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَ مَعْمَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوِيهِ، قَالَ: «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ تَصِيرُ الْأَمَانَةُ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةُ غَرَامَةً، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْحُكْمُ بِالْهَوَى» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ بِهَذِهِ الزِّيَادَاتِ "
[التعليق - من تلخيص الذهبي]
8489 - على شرط البخاري ومسلم

ابو ہریرہ نے کہا عرب کی بربادی ہے اس شر سے جو ساٹھویں سال کے شروع میں قریب آ گیا ہے –امانت کو غنیمت سے بدلا جائے گا ، صدقہ کو تاوان سے اور گواہی کو جان پہچان سے ، فیصلہ کو خواہش سے بدلا جائے گا

یہ قول ابو ہریرہ کا ہے اور اس میں واضح نہیں کہ ساٹھواں سال سے کیا مراد ہے – اگر اس سے مراد وفات النبی کے بعد کا دور ہے تو یہ سن ٧٠ ہجری کا آغاز بنتا ہے جو ابن زبیر کی خلافت کا دور ہے – اگر ہجرت النبوی سے لگایا جائے تو سن ٦٠ ہجری کا دور معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور ہے –

اس روایت کی سند منقطع ہے کیونکہ جامع معمر بن راشد میں ہے

هذا لم يثبت أصلاً فلا يجوز أن يقال إنه قتله

یہ اصلا ثابت نہیں کہ پس کسی کے لئے جائز نہیں کہ کہے کہ یزید نے قتل کرنے کا کہا

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ رَجُلٍ - قَالَ مَعْمَرٌ: - أُرَاهُ سَعِيدًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قَالَ: «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ، تَصِيرُ الْأَمَانَةُ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةُ غَرِيمَةً، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ، وَالْحُكْمُ بِالْهَوَى»

إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ نے اس کو کسی مجھول سے لیا ہے اس میں معمر کا کہنا ہے ان کا گمان ہے یہ سَعِيدٍ (الْمَقْبُرِيِّ؟) نے روایت کیا

علل دارقطنی میں ہے

فَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبِ بْنِ صَدَقَةَ الْقَرْقَسَانِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ النبي صلى الله عليه وسلم.

وخالفه جَعْفَرُ بْنُ الْحَارِثِ أَبُو الْأَشْهَبِ، رَوَاهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هريرة موقوفا، وهو أشبه بالصواب

دارقطنی کا کہنا ہے یہ موقوف ٹھیک ہے

راقم کہتا ہے مرفوع سند میں محمد بن مصعب بن صدقة القرقساني سخت ضعیف ہے

وذكره الساجي، وابن شاهين، وابن الجارود، والعقيلي، والبلخي، والدولابي، وأبو العرب في " جملة الضعفاء ".

معجم الاوسط از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: نا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: نا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: فِي كِيسِي هَذَا حَدِيثٌ، لَوْ حَدَّثْتُكُمُوهُ لَرَجَمْتُمُونِي، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَا أَبْلُغَنَّ رَأْسَ السِّتِّينَ» . قَالُوا: وَمَا رَأْسُ السِّتِّينَ؟ قَالَ: «إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ، [ص:106] وَبَيْعُ الْحُكْمِ، وَكَثْرَةُ الشُّرَطِ، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ، وَيَتَّخِذُونَ الْأَمَانَةَ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا، وَنَشْوٌ يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ» قَالَ حَمَّادٌ: «وَأَظُنُّهُ قَالَ: وَالتَّهَاوُنُ بِالدَّمِ»
لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ إِلَّا حَمَّادٌ، تَفَرَّدَ بِهِ: رَوْحٌ
أَبِي هُرَيْرَةَ نے کہا ... اگر یہ حدیث بیان کرو تو رجم کر دیا جاؤں پھر کہا اے اللہ مجھ کو ساٹھ سال کے شروع تک مت پہنچانا- ہم نے کہا یہ ساٹھ سال کیا ہیں ؟ کہا لڑکوں کی امارت اور فیصلوں کا بکنا اور ...

سند میں علي بن زيد بن جدعان القرشي التيمي ضعیف ہے – طبقات ابن سعد میں ہے ، وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ ضعیف ہے ناقابل دلیل ہے

ضعيف الجامع الصغير وزيادته میں البانی نے سن ٦٠ ہجری والی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن اہل حدیث عالم زبیر علی زئی اس کی تصحیح کرتے تھے

شمس محمد بن عبد الرحمن السخاوي (المتوفى: 902 هـ) اس روایت کو صحیح مانتے ہوئے کتاب میں تبصرہ کرتے ہیں

والصحيح رأس الستين كما صرحت به غيرها فقد كانت إمارة يزيد فيها وكان غالبًا ينزع الشيوخ من إمارة البلدان الكبار ويوليها الأصاغر من أقاربه، ولذا كان أبو هريرة رضي الله عنه

صحیح ہے کہ یہ ساٹھ کے شروع میں ہے جیسا کہ صراحت کی دوسروں نے کہ یہ دور امارت یزید ہے جس میں اس کا جھگڑا ہوا بزرگوں سے شہروں کی امارت پر اور اس نے چھوٹوں کو والی کر دیا جو رشتہ دار تھے اور اسی لئے ابو ہریرہ نے ایسا کہا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَامِلٌ يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ - مُؤَذِّنًا كَانَ يُؤَذِّنُ لَهُمْ - قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ "
ابو صالح موذن نے کہا میں ابو ہریرہ کو کہتے سنا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو ستر سال کے شروع سے اور لڑکوں کی امارت سے

شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد مسند احمد کی تعلیق میں لکھتے ہیں

إسناده ضعيف لجهالة أبي صالح -وهو مولى ضباعة، وقيل: اسمه ميناء

یہ سند ضعیف ہے ابو صالح کے مجہول ہونے کی وجہ سے جو مولی ضباعة ہے اور اس کا نام میناء ہے

البانی الصحیحہ ٣١٩١ میں اس کو صحیح کہتے ہیں- احمد شاکر إسناده صحيح کہتے ہیں

اس کی سند میں راوی کو خود شک ہے لہذا مسند احمد میں ہی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، قَالَ: زَعَمَ أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ

كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، قَالَ: زَعَمَ أَبُو صَالِحٍ

كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، نے دعوی کیا کہ اس میں أَبُو صَالِحٍ ہے

یزید بن معاویہ کی وفات سن ٧٠ سے پہلے ہو گئی تھی

البزاز کہتے ہیں

وَهَذَا الحديثُ لاَ نَعْلَمُ رَوَاهُ عَنْ أَبِي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , إلاَّ أبو صالح هذا وأبو صالح هذا لا نعلم روى عنه إلا كامل

اور یہ حدیث صرف أبو صالح نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور اس أبو صالح سے کوئی روایت نہیں کرتا سوائے کامل کے

یعنی یہ أبي صالح مولى ضباعة مجھول ہے- البتہ متاخرين مثلا الذھبی وغیرہ نے اس کو غیر مجھول سمجھا ہے اور میزان میں كامل بن العلاء أبو العلاء السعدي الكوفي کے ترجمہ میں لکھا ہے حدث عن أبي صالح السمان یہ أبي صالح السمان سے روایت کرتا ہے – معلوم ہوا کہ الذھبی غلطی کا شکار ہوئے

[14]اسی سند سے جامع ترمذی 2331 میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الجَوْهَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي العَلَاءِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُمْرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً

ابو ہریرہ نے کہا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا : میری امت کی عمر ٦٠ سے ٧٠ سال ہے

راوی کو مغالطہ ہوا کہ وفات النبی کے ٦٠ یا ستر سال میں امت محمد کا ہی اختتام ہو جائے گا

یعنی یہ راوی سمجھ نہیں پاتا تھا کہ روایت کیا ہے اور غلطیاں کرتا تھا – اس بنا پر اس کی حدیث یا روایت سے دلیل نہیں لی جا سکتی

الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي سفيان بقيسارية، حَدَّثَنا أَبِي، حَدَّثَنا الفريابي، حَدَّثَنا كَامِلُ بْنُ الْعَلاءِ، عَن أَبِي صَالِحٍ، عَن أَبِي هُرَيْرَةَ قَال رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ رَأْسِ السبعين وإمارة الصبيان وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَال رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ: لاَ تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَغْلِبَ عَلَيْهَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ
أبي صالح مولى ضباعة نے کہا ابو ہریرہ نے روایت کیا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستر سال کے شروع ہونے پر اللہ کی پناہ مانگو اور لڑکوں کی امارت سے پناہ مانگو میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سنا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ختم نہ ہو گی یہاں تک کہ اس پر لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ کا غلبہ ہو جائے گا

لکع بن لکع کا مطلب بیان کیا جاتا ہے رديء النسب والحسب وہ جس کا حسب و نسب ردی ہو

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ یہ روایت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان قریشی النسب کے لئے نہیں ہے جن کی والدہ بھی بنو کلب کے ایک اشرف خاندان کی تھیں

عربی میں مرد پر صبی یعنی لڑکے کا اطلاق نہیں ہوتا – یزید بن معاویہ خلیفہ بننے کے وقت صبی کی تعریف میں نہیں اتے لیکن غلو پسند علمائے اہل سنت نے یزید کو صبی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی

14

اسی متن سے جامع ترمذی ٣٥٥٠ میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ ".
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہماری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر (سال) کے درمیان ہیں اور تھوڑے ہی لوگ ایسے ہوں گے جو اس حد کو پار کریں گے"۔

مغالطہ: علی کو خلیفہ قرار دیا تھا

یہ مغالطہ خاص شیعان علی میں پایا جاتا تھا - اس مغالطہ کی وجوہات میں سے ایک وجہ حدیث منزلتین ہے [15]- مناسب ہے اس کو دیکھا جائے کہ اس - شیعہ عقیدے کے مطابق حدیث منزلت علی کی خلافت پر نص ہے میں کیا کہا گیا ہے- غَزْوَةُ تَبُوكَ سن ۹ ہجری کے لئے ابن اسحاق سیرت میں لکھتے ہیں

وَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، عَلَى أَهْلِه، وَأَمَرَهُ بِالْإِقَامَةِ فِيهِمْ، فَأَرْجَفَ بِهِ الْمُنَافِقُونَ، وَقَالُوا: مَا خَلَّفَهُ إلَّا اسْتِثْقَالًا لَهُ، وَتَخَفُّفًا مِنْهُ. فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ الْمُنَافِقُونَ، أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ سِلَاحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجُرْفِ ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، زَعَمَ الْمُنَافِقُونَ أَنَّكَ إنَّمَا خَلَّفْتنِي أَنَّكَ اسْتَثْقَلْتنِي وَتَخَفَّفْتَ مِنِّي، فَقَالَ: كَذَبُوا، وَلَكِنَّنِي خَلَّفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِي، فَارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ، أَفَلَا تَرْضَى يَا عَلِيُّ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، فَرَجَعَ عَلِيٌّ إلَى الْمَدِينَةِ، وَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَفَرِهِ.قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ إبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ هَذِهِ الْمَقَالَةَ.

---

15 اہل سنت کے مطابق یہ علی کی منقبت ہے اور یہ اسی طرح کا قول ہے جیسا کہ رسول الله نے دیگر اصحاب کے لئے کہا مثلا ابو عبیدہ کو کہا کہ اس امت کے امین ہیں اور ان کو نجران بھیجا- کہا جا سکتا ہے خلافت کا حقدار صرف وہی ہے جو سب سے بڑھ کر امین ہو – لیکن اس طرح کا نتیجہ نکالنے کا مقصد علی کی منقبت پر شک نہیں لیکن ان کے غالی شیعوں کے لئے مثال ہے- کعب بن مالک اور دو اور صحابیوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس آ کر بائیکاٹ بھی کرایا تھا اور اس پر قرآن میں تبصرہ بھی ہے- نہایت مناسب ہوتا کہ امامت جیسے اہم مسئلہ پر بھی قرآن میں کوئی حکم آ جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا اور امت اس کے علم سے محروم رہ گئی-

اس حدیث سے علی کی خلافت پر اشارہ لینا بھی عبث ہے کیونکہ علی، ہارون علیہ السلام جیسے تھے جو موسی علیہ السلام کے خلیفہ نہ ہوئے بلکہ یوشع بن نون ہوئے - شیعہ حضرات کے اصول پر یہ روایت بنو امیہ کی گھڑی ہوئی بنتی ہے کیونکہ اس کی تمام صحیح اسناد میں سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ کا تفرد ہے جو شیعان معاویہ میں سے تھے- حدیث کی صحاح ستہ سے باہر کی ایک دو کتب میں اس کو أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بھی روایت کرتی ہیں جو ابو بکر کی بیوی تھیں اور مرض وفات میں دوا پلانے والے واقعہ میں دوا انہی کی بنائی ہوئی تھی ،جس کے لئے شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ اس میں زہر تھا – کسی خاتوں کا اس کو روایت کرنا بھی بحث سے خالی نہیں کیونکہ یقینا وہ اس موقعہ پر موجود نہ ہوں گی جب رسول الله نے علی کو یہ سب کہا، کیونکہ تمام مسلم خواتین مدینہ میں تھیں - شیعہ عالم مدقق آمدی حدیث منزلت کو قبول نہیں کرتے اور رد کرتے ہیں- لب لباب یہ ہے کہ اس حدیث کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو تبوک کے موقعہ پر اہل بیت کے بچوں اور خواتین کی دیکھ بھال پر مقرر کیا گیا تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاندانی حکم تھا امت کے لئے نہ تھا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے گھر والوں کے لئے پیچھے چھوڑا تو مناققوں نے اس پر افواہ پھیلائی اور کہا کہ اس کو اس لئے رکھا ہے کیونکہ اس کے لئے یہ کام بھاری ہے اور یہ کمزور ہے ، پس جب مناققوں نے یہ بات کی تو علی بن ابی طالب نے اپنا اسلحہ لیا اور رسول اللہ کے پاس پہنچے اور نبی چٹانوں تک (مدینہ سے باہر) جا چکے تھے علی نے کہا اے نبی اللہ ! منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے چھوڑا ہے کیونکہ مجھ پر یہ بھاری ہے اور میں اس قابل نہیں ؟ رسول اللہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں لیکنتم کو بنایا گیا ہے کہ تم میرے پیچھے رہو اور واپس میرے اور اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، کیا تم راضی نہیں اے علی کہ تمہارا درجہ میرے لئے ایسا ہو جیسا ہارون کا موسی کے لئے تھا؟ خبر دار میرے بعد کوئی نبی نہیں ! پس علی (یہ سن کر) واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا – ابن اسحاق نے کہا مجھ سے مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے روایت کیا اس نے إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے اس نے سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب علی کو کہتے سنا

ابن اسحاق اس کو إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے وہ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے روایت کرتے ہیں - صحیح بخاری اور صحیح مسلم ، سنن ترمدی، ابن ماجہ ، مسند احمد، میں مصعب بن سعد بن أبی وقاص اس کو سعد بن أبی وقاص سے روایت کرتے ہیں

سیرۃ ابن إسحاق جس کے مؤلف محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي (المتوفى: 151ھ) ہے دار الفكر ، بيروت سے ۱۹۷۸ میں شائع ہوئی ہے اس میں صحابیوں کا ذکر ملتا ہے جن کو مدینہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا - اسی طرح السيرة النبوية لابن هشام ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر سے سن ۱۹۵۵ میں چھپی ہے اس میں بھی صحابیوں کا ذکر ملتا ہے جن کو مدینہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا- ان کتب میں ان اصحاب رسول کے نام ہیں جن کو رسول اللہ نے مدینہ پر اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا تھا – ان ناموں کی لسٹ یہ ہے

موقعہ و محل	صحابی رسول رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر گئے	سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ
غَزْوَةُ بُوَاطٍ	السَّائِبَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ
غَزْوَةُ صَفْوَانَ وَهِيَ غَزْوَةُ بَدْرٍ الْأُولَى	زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ
غَزْوَةُ بَنِي سُلَيْمٍ بِالْكُدْرِ	سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ یا ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
غَزْوَةُ السَّوِيقِ	أَبُو لُبَابَةَ بَشِيرَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ
غَزْوَةُ ذِي أَمَرَ	عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ
غَزْوَةُ بَنِي النَّضِيرِ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ	أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ اور کہا جاتا ہے عُثْمَانَ ابْن عَفَّانَ
غَزْوَةُ بَدْرٍ	عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ بن سَلُولَ الْأَنْصَارِيَّ
غَزْوَةُ دَوْمَةَ الْجَنْدَلِ	سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ
غَزْوَةُ خندق	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
غَزْوَةُ بنی قُرَيْظَةَ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
غَزْوَةُ بَنِي لِحْيَانَ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ	أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، اور کہا جاتا ہے نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ
أَمْرُ الْحُدَيْبِيَةِ	نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ
غَزْوَةُ خَيْبَرَ	نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَتْ بَيْضَاءَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ کو نائب مدینہ مقرر کیا اور علی کو لشکر پر علم بردار کیا جو سفید تھا
عمرہ کے لئے ذِي الْقَعْدَةِ میں مدینہ سے نکلے	عُوَيْفَ بْنَ الْأَضْبَطِ الدِّيلِيَّ
غَزْوَةُ تبوک	محمد بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ یا سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ

معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کسی بھی موقعہ پر مدینہ میں نائب نہیں کیا گیا بلکہ تبوک میں بھی ان کو صرف اہل بیت کی خواتین کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑا گیا تھا جو ایک ضروری امر تھا اور خود علی کو یہ نا پسند ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں - لہذا تالیف قلب کے لئے رسول اللہ نے ان کو کہا کہ جس طرح قوم بنی اسرائیل کو ہارون کے حوالے کر کے موسی کوہ طور گئے تھے اسی طرح علی کو منافقین کے ساتھ چھوڑا گیا ہے

البتہ علی میں یہ خواہش موجود تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں جو قدرتی امر ہے اور اس میں وہ منفرد نہیں یہ خواہش سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھی تھی جو خزرج کے سردار تھے

صحیح بخاری ح ٦٢٦٦ میں ہے

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الأَنْصَارِيُّ، وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ، " كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا "، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ ثَلاَثٍ عَبْدُ العَصَا، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عِنْدَ المَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هَذَا الأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لاَ يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لاَ أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں بنو عبدالمطلب کے مرنے والوں کے چہرے پہچانتا ہوں اے علی آؤ چلیں اور رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کون ہوگا اگر خلافت ہمارے خاندان میں رہنے والی ہے تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر کسی دوسرے کے لیے ہوگی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر جائیں گے- علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم!اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے بارے میں سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا تو لوگ ہمیں کبھی بھی خلیفہ نہ بنائیں گے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی خلافت کے بارے میں سوال نہ کروں گا

شیعان علی البتہ اس کو ایک نص سمجھتے تھے کہ علی کی خلافت پر نص ہے اور عثمان نے اقتدار غصب کیا ہوا ہے - صحیح بخاری میں ہے کہ یہ خبر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی گئی کہ رسول اللہ نے علی کو کچھ خاص وصیت کی تھی- صحیح بخاری میں ہے

الاسود کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگوں نے ذکر کیا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آخر کس وقت ان کو یہ وصیت کی؟ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے یا گودسے تکیہ لگائے ہوے تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا اور میری گود میں جھک پڑے مجھے تو معلوم بھی نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی ہے تو بتاؤ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کب وصیت کی؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی اور وفات النبی کے وقت صرف عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں[16]- عائشہ رضی اللہ عنہا اس انکار وصیت میں منفرد نہیں

16

صحیح بخاری کی روایت ہے

طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى - رضي الله عنهما -: هَلْ أَوْصَى رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم -؟ , فَقَالَ: لَا , قُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةُ؟ , أَوْ فَلِمَ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ؟ , قَالَ: " أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ - عزَّ وجل

طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ کہتے ہیں میں نے صحابی رسول عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا کیسے جبکہ مسلمانوں پر وصیت فرض ہے یا ان کو وصیت کا حکم ہے ؟ عبد اللہ نے کہا انہوں نے کتاب اللہ کی وصیت کی

صحیح مسلم کی روایت ہے

حدَّثنا مُسدَّدٌ ومحمدُ بن العلاءِ، قالا: حدَّثنا أبو معاويةَ، عن الأعمشِ، عن أبي وائلٍ، عن مسروقٍ عن عائشة، قالتْ: ما ترَكَ رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم - ديناراً، ولا درهماً، ولا بعيراً، ولا شاةً، ولا أوصَى بشيءٍ

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ بعیر نہ بکری اور نہ کسی چیز کی وصیت کی

مسند احمد کی روایت ہے

عَنِ الْأَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضي الله عنهما - مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الشَّامِ ... فَمَاتَ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - وَلَمْ يُوصِ

الْأَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے شام تک کا سفر کیا .... (اس دوران سوالات کیے).. ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور انہوں نے کوئی وصیت نہ کی

ممکن ہے بعض نے اس ہارون والی حدیث کو ایک وصیت سمجھا ہو جیسا اہل تشیع کا قول ہے اور اس کو خلافت پر نص سمجھ لیا ہو- پھر صحیح سند سے آیا ہے کہ غدیر خم پر رسول اللہ نے علی کا خاص ذکر کیا تھا

سن ۱۰ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا کہ وہاں جائیں اور خمس وصول کریں – علی رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک لونڈی حاصل کی اس سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں نے علی کو غسل کرتے دیکھا یعنی علی نے خمس میں سے مال خود لے لیا اور دیگر اصحاب رسول کے نزدیک اس کی تقسیم نبی صلی [17] – علی اس وفد کے امیر تھے باقی اصحاب نے اس پر علی اللہ علیہ وسلم کرتے اور علی کو صبر کرنا چاہیے تھا سے اختلاف کیا یہاں تک کہ واپسی پر ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صورت حال بتا دی جس پر اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبین کي- یہ واقعہ غدیر خم پر ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپسی پر مدینہ جا رہے تھے اور علی اپنے وفد کے ساتھ اسی مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں[18] جس کا دوست اس کا علی دوست

شعیب الأرنؤوط اور احمد شاکر اس کو إسناده صحيح کہتے ہیں- یہ روایت مسند ابویعلی میں بھی ہے جہاں حسين سليم أسد اس کو صحیح کہتے ہیں

یعنی عبد بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سب بیان کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی

17

حجه الوداع سے چند سال پہلے فتح مکہ ہوا اس میں ابو جھل کی بیٹی سے علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی خواہش کا اظہار اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا اس پر فاطمہ ناراض ہوئیں اور نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پسند نہیں آئی یہاں تک کہ اپ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا کہ اللہ کے رسول اور اس کے دشمن کی بیٹی جمع نہ ہوں گی اور میرے داماد ابو العاص نے جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا
اس طرح اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ دامادوں میں اپ کو سب سے زیادہ پسند ابو العاص رضی اللہ عنہ ہیں- یہ بات صحابہ نے بھی سنی اور بعض اغلبا یہ سمجھے کہ جب تک فاطمہ زندہ ہیں علی کوئی لونڈی بھی نہیں رکھ سکتے

18

امام عقیلی نے اس کا ایک طرق نقل کیا جو مجھول سے تھا پھر کہا
وَقَدْ رُوِيَ هَذَا بِإِسْنَادٍ أَصْلَحَ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ
اس کو اس سے اصلح اسناد سے بھی روایت کیا گیا ہے
یعنی عقیلی نے اس روایت کو تسلیم کیا ہے کہ صحیح ہے

راقم کہتا ہے

جو بہتر اسناد ہیں ان میں ایک مدلس أبو إسحاق السبيعي ہے جس نے اس کو روایت کیا ہے

اس کو سُلَيْمَان بن قرم الضَّبِّيّ نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مُحَمَّد بن سَلمَة بن كهيل نے روایت کیا ہے جو واہی الحديث ہے
اس کو دَاوُد الأودي نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عَمْرو بن ثَابت نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مَيْمُون أبي عبد الله نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عمر بن شبيب الْمسلي نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مالك بن الحسن بن مالك بن الحويرث نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے
اس کو الحسين بن الحسن الأشقر، نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے
اس کو علي بن سعيد بن قتيبة الرّملي نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو حميد بن أَبي غنية الأصبهاني نے روایت کیا ہے جو مجہول ہے

اس کو بہت سی اسناد سے زید بن ارقم سے بھی روایت کیا گیا ہے جو معرفہ صحابہ میں ہے لیکن راوی بہت مضبوط نہیں ہیں- اس کی اسناد بہت ہیں اور کہا جاتا ہے یہ متواتر ہے الذہبی تذکرہ الحفاظ میں کہتے ہیں اس کے کثرت طرق نے مجھے حیران کر دیا ہے

وقد حكم عليه غير واحد بالتواتر، منهم الذهبي في "النبلاء" (8/ 335)، والسيوطي في "قطوف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة" ص (277)، والكتاني في "نظم المتناثر" برقم (232)، والعجلوني في "كشف الخفاء" (2/ 261)، والألباني في "الصحيحة" (4/ 343).
ان سب نے اس کو متواتر کہا ہے

ابن حجر نے "الفتح" (7/ 74) میں کہا : هو كثير الطرق جدًا، وقد استوعبها ابن عقدة في كتاب مفرد، وكثير من أسانيدها صحاح وحسان اهـ.
اس کے طرق بہت ہیں ... اور سندیں صحیح یا حسن ہیں

الزيلعي (المتوفى: 762هـ) نے نصب الراية میں کہا
وَحَدِيثِ: مَنْ كُنْت مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ، بَلْ قَدْ لَا يُزِيدُ الْحَدِيثَ كَثْرَةُ الطُّرُقِ إلَّا ضَعْفًا،
حدیث من کنت مولاہ کا حال یہ ہے کہ اس کے جتنے طرق ہوں اس کا ضعف بڑھتا ہے

مناقب امام الشافعی میں اس کی تاویل ہے
أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي، قال: أخبرنا محمد بن محمد بن يعقوب؛ قال: حدثنا العباس بن يوسف الشِّكْلِي (2)، قال: سمعت الربيع بن سليمان، يقول سمعت الشافعي، يقول في معنى قول النبي، صلى الله عليه وسلم، لعلي بن أبي طالب، رضي الله عنه: «من كنت مولاه فعلى مولاه (3)» يعني بذلك وَلَاءَ الإسلام وذلك قول الله تعالى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ

امام شافعی نے کہا مولا سے مراد ہے کہ ایسا اسلام میں لگاؤ (اطاعت) ہے اور الله کا قول ہے
سوره محمد
یہ اس لئے کہ الله مولی ہے ایمان والوں کا اور کافروں کا کوئی مولی نہیں ہے

قاسم بن سلام غریب الحدیث میں کہتے ہیں مولی کا مطلب الْعصبَة (خون کے تعلق سے رشتہ دار) ہے
فَكل وليّ للْإنْسَان هُوَ مَوْلَاهُ مثل الْأَب وَالْأَخ وَابْن الْأَخ والعَم وَابْن الْعم وَمَا وَرَاء ذَلِك من الْعصبَة كلّهم وَمِنْه قَوْله تَعَالَى: {وَإِنِّي خِفْتُ المَوَالِي من ورائي}
ہر انسان کا جو وليّ ہے وہ مولاہ ہے جیسے اس کا باپ یا بھائی یا بھتیجا یا چچا یا کزن اور اسی طرح خونی رشتہ والے جیسے الله کا قول ہے کہ زکریا نے کہا اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں

یعنی مولاہ مطلب بھائی بند

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا علی میرا کزن میرا بھائی بند ہے اور جس طرح یہ میرا جگری خاندان کا ہے

سادہ الفاظ میں میں جن رشتہ میں جڑا ہوں اس میں علی بھی جڑا ہے

كتاب المجموع المغيث في غريبي القرآن والحديث از محمد بن عمر بن أحمد بن عمر بن محمد الأصبهاني المديني، أبو موسى (المتوفى: 581هـ) کے مطابق
(3) ."قوله عليه الصلاة والسلام: "مَن كنتُ مَولَاه فَعَلِيٌّ مَوْلاهُ
.قيل: أي مَن كنتُ أتولّاه فعَلِيٌّ يتولّاه 2)
،(1) والمَولَى على وُجُوهٍ: منها ابنُ العَمّ، قال الله تعالى في قصّةِ زكَرِيّاء عليه الصّلاة والسّلام: {وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي}
وأنشَدَ: مَوَالِينا إذا افتَقَرُوا إلينا
(2) فإن أثْرَوْا فَليسَ لنا مَوالِ
.(3) الثانى: المعتِق؛ ومَصْدَرُه الوَلَايَةُ
.والثالث: المُعتَقُ؛ ومَصْدَرُه الوَلَاءُ
.والرابع: المُحِبُ
"كقوله عليه الصّلاة والسَّلام (4): "مُزينَةُ وأسْلَمُ وَجُهَيْنَةُ وغِفَار مَوَالى الله تعالَى وَرَسُولِه
:والخَامسُ: الجَارُ، كَما أنشدَ
هُمُ خلطُونا بالنفوس وأَلْجَئُوا
إلى نَصْرِ مولاهُم مُسَوَّمَةً جُرْدَا
.السّادِسُ: الناصِرُ، قال الله تعالى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا ...} (5) الآية
السَّابع: المأوى، قال الله تعالى: {مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ}
وقيل: أي مَن كان يتولَّاني تولَّاه
کہا جاتا ہے کہ میں نے جس سے دوستی کی اس سے علی نے کی
اور جس نے مجھ سے دوستی کی اس سے علی کی ہوئی
اور مولی کے کئی رخ ہیں یعنی چچا زاد قرآن میں زکریا کے قصہ میں ہے
اس سے مراد آقا ہے جو آزاد کرے
اس سے مراد محبت کرنے والا ہے
اس سے مراد پڑوسی ہے
اس سے مراد مددگار ہے
اس کے مراد ماوی و ملجا ہے

اس کے اور بھی مفہوم ہیں یہ آقا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے قرآن میں سورہ النحل ۷۶ میں ہے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (76)
اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے کہ ایک ان میں سے گونگا ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے، جہاں کہیں اسے بھیجے اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے، کیا یہ اور وہ برابر ہے جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے، اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے۔

الفاظ ہیں مولاہ کا ترجمہ آقا کیا ہے

یعنی ایک طرح علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تاکہ جن اصحاب کو شکایات ہیں وہ جان لیں کہ یمن پر امیر وفد کی حثیت سے اور اہل بیت میں ہونے کی وجہ سے لونڈی لینا علی کے لئے جائز تھا- بریدہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ تو علی سے بغض نہ رکھ کیونکہ خمس میں اس کا اس سے زیادہ بھی حصہ ہے ! (بخاری)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلاَ تَرَى إِلَى هَذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «لاَ تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ نے انہیں ہدایت کی کہ خالد کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

حدیث نمبر: 4350
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا ؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "يَا بُرَيْدَةُ، أَتُبْغِضُ عَلِيًّا ؟"فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "لَا تُبْغِضْهُ، فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ".

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تاکہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تم دیکھتے ہو علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بغض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا علی سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

یہ تمام مفہوم مولاہ میں ہیں

حدیث منزلت کے علاوہ یہ حدیث بھی شیعان علی میں ان کی خلافت پر نص سمجھی جاتی ہے

تیسری حدیث کو حدیث ثقلین یعنی دو بوجھ کہا جاتا ہے – اس کو اہل سنت قبول کرتے ہیں کہ اہل بیت النبی ایک ذمہ داری تھے لیکن ان کے نزدیک اس سے خلافت علی ثابت نہیں ہوتی-اس روایت کی تمام اسناد ضعیف ہیں صرف ایک سند صحیح سمجھی گئی ہے

أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ (يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ الرَّبَابُ) اور سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ..... وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، وَمَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ وَتَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ، وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي " ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا

میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب الله ہے جس میں ہدایت و نور ہے جو اس کو پکڑے گا اور اس کو لے گا وہ ہدایت پر ہو گا اور جو اس میں غلطی کرے اور اس کو چھوڑ دے وہ گمراہ ہے اور میرے اہل بیت میں الله کا ذکر کرتا ہوں اپنے اہل بیت کے لئے

المنتخب من مسند عبد بن حميد - مسند ابن أبي شيبة - سنن الدارمي- مسند البزار- صحیح ابن خزیمہ- صحیح مسلم- السنن الکبری از نسائی

یہ قول نبوی سن ۱۰ ہجری میں حجه الوداع سے واپس انے پر غَدِيرَ خُمٍّ پر اپ نے فرمایا اس میں لوگوں نے علی رضی الله عنہ کی شکایت کی کہ انہوں نے یمن میں مال میں سے خود لونڈی لے کر اس سے جماع کر لیا اس کو اپ صلی الله علیہ وسلم نے ناپسند کیا کیونکہ جو علی رضی الله عنہ نے کیا اس پر ان کا حق تھا لہذا لوگوں کو تنبہ کی کہ کتاب الله کے مطابق خمس میں سے مال لینا علی کا حق ہے اور یہ حق اہل بیت النبی کو حاصل ہے لہذا کہا میرے اہل بیت کا الله نے جو حق مقرر کیا ہے وہ ان کو دیتے رہنا

کچھ طرق ایسے ہے جن میں لفظ " ثقلین – دو باری چیزین " کے بدلے " خلیفتین -دو خلیفہ " کا لفظ آیا ہے. روایت یوں ہے

حدثنا عبد الله قال : حدثني أبي ، حدثنا أسود بن عامر ، نا شريك ، عن الركين ، عن القاسم بن حسان ، عن زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إني تارك فيكم خليفتين : كتاب الله ، حبل ممدود ما بين السماء والأرض ، أو ما بين السماء إلى الأرض ، وعترتي أهل بيتي ، وإنهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض

ترجمہ : زید بن ارقم فرماتے ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ و آلہ نے فرمایا : میں تم لوگوں میں دو خلیفے چھوڑ رہا ہوں , ایک اللہ کی کتاب ہے جو ایک رسی ہے آسمانوں اور زمین کے درمیان یا زمین سے آسمانوں کے درمیان اور دوسرے میرے اھل بیت علیھم السلام میری عترت , یہ دونوں آپس میں جدا نہیں ہونگے حتٰی کہ حوض کوثر پر مجھ سے نہ ملیں گے

فضائل صحابہ از امام احمد اور مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ: كِتَابُ اللهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَوْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

اس میں خلیفیتن کا لفظ ہے یعنی دو بعد والی چیزیں جبکہ اہل بیت تو دور نبوی میں ہی موجود تھے اور قرآن بھی موجود تھا

یہ سند ضعیف ہے ان الفاظ کے ساتھ اس روایت کی تمام اسناد میں شريك ابن عبد الله النخعي کا تفرد ہے جس کا حافظہ خراب تھا- صحیح متن میں الثَّقَلَيْنِ (دو بوجھ) ہے

سنن ابن ماجہ میں الْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ السُّلَمِيُّ المتوفی ۷۵ ھ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

تم پر الله سے ڈرنا ہے اور سننا ہے اور اطاعت کرنا ہے اور اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر (ناظم) ہو اور تم میرے بعد اختلاف کو دیکھو گے تو تم پر ہے میری سنت اور میرے بعد انے والے، ہدایت یافتہ ، ہدایت دینے والوں کی سنت ان کو دانتوں سے پکڑو اور بدعت سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے

روایت میں عبد الرحمن بن عمرو بن عبسة السلمی ، الشامی المتوفی ۱۱۰ ہجری کا تفرد ہے یعنی یہ قول نبوی صرف اہل شام کو ملا اور ان کی وفات خلافة هشام بن عبد الملك میں ہوئی ان سے اہل حمص اور اہل مصر نے سنا اس راوی پر معلومات کم ہیں لہذا ابن حجر نے اس کو مقبول کہنے پر اکتفا کیا ہے- بہر حال اس روایت کو کسی نے حسن کہا ہے کسی نے صحیح کہا ہے

ظاہر ہے شیعہ ہوں یا خوارج ہوں یا اہل سنت ہوں تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کا دعوی کریں گے اختلاف ہوا تو اس پر ہوا کہ کیا ابو بکر کی سنت اور عمر کی سنت پر بھی عمل ہوا گا یا نہیں؟

چوتھی صدی تک اہل تشیع اور خوارج ایک مستقل الگ فرقہ بن چکے تھے - ان میں اہل تشیع علی اور اہل بیت کی سنت پر تھے لیکن ابن سبا کے نظریات کو بھی اپنا چکے تھے - خوارج اپنے ائمہ کی سنت پر ان دو کے مقابلے پر باقی لوگوں نے اہل سنت کا لقب لیا جس میں سنت خلفاء ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی کی سنت کو قبول کیا گیا- ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کی سنت بحث میں اس طرح آئی کہ مسلمانوں میں یہ جھگڑا تھا کہ خلیفہ کا انتخاب کیسے ہو گا اور اس کو کیا معزول کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر کو خلافت کی وصیت کی- کیا یا قرآن میں ہے ؟ نہیں کیا یہ کسی حدیث میں ہے ؟ نہیں لہذا اس کو کس بنیاد پر قبول کیا جائے ؟ لهذا اہل سنت میں ابو بکر اور عمر کی سنت کو مان لیا گیا کیونکہ اس پر اجماع صحابہ ہوا اور خلفاء کے انتخاب کے موقعوں پر سنت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر عمل ہو گا کیونکہ سنت نبوی میں اس کی مثال نہیں ملے گی - اہل تشیع نے اس سے اختلاف کیا کیونکہ اہل بیت نے اس سے اختلاف کیا اور بنو امیہ کے نوے سال کے دور میں ہر بیس سال پر خروج کرتے رہے لیکن کامیاب نہ ہو سکے- تاریخ ابن خلدون کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کے پڑ پوتے زید بن علی نے کہا کہ شیخین یعنی ابو بکر و عمر نے ہم سے امر خلافت لیا ہم کو مل سکتا تھا-

غیر محسوس انداز میں اہل تشیع اور اہل سنت الگ ہو رہے ہیں اور امام جعفر تک کے لئے تو اہل سنت کہتے ہیں کہ ان سے جھوٹی روایات منسوب کی گئی ہیں- کچھ محدثین لکھ بھی لیتے ہیں لیکن بعد کے ائمہ کی یا تو روایت ہی نہیں لیتے یا کوئی تبصرہ بھی نہیں کرتے یہاں تک کہ امام حسن عسکری کو ضعیف تک کہا- امام موسی کاظم یا امام جعفر کو اہل سنت حدیث میں ضعیف قرار دیتے ہیں-

نویں امام مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بن مُوسَى بْنُ جَعْفَر بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ ابن علي بن أبي طالب، أبو جعفر بن الرضا ہیں- ان کا مشہور نام محمد بن علی الجواد المتوفی ٢٢٠ ھ ہے- یہ امام احمد ، بخاری و مسلم کے ہم عصر ہیں- ان سے کوئی بھی روایت صحیحین میں نہیں ہے جبکہ یہ محدث ہیں

دسویں امام علي بْن محمد بْن علي بْن مُوسَى بن جعفر بن محمد ابن زين العابدين ہیں سن ٢٥٤ ھ میں وفات ہوئی - اہل سنت میں ان سے بھی کوئی روایت نہیں ملتی

گیاررھویں امام إمام حسن عسكري المتوفي ٢٦٠ ھ امام احمد اور امام بخاری و مسلم کے ہم عصر ہیں محدثین ان کا ذکر نہیں کرتے - لسان المیزان میں ابن حجر کہتے ہیں
.الحسن بن علي بن محمد بن علي الرضا بن موسى الكاظم الهاشمي ... ضعفه ابن الجوزي في الموضوعات
یہ ایک ہیں جن پر امامیہ، امامت کا عقیدہ رکھتے تھے الموضوعات میں ابن جوزی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے

صحیح بخاری و مسلم کو اہل تشیع نے صحیح نہیں سمجھا اور سو سال بعد محمد بن يعقوب بن إسحاق الكليني الرازي المتوفى ٣٢٩ ھ نے اہل تشیع کی صحیح سمجھی جانے والی روایت جمع کیں-یہ خلیج اس قدر وسیع ہے کہ اس کو اب پاٹ نہیں سکتے اور یہ ناممکنات میں سے ہے

مغالطہ : علی واحد شخص تھے جنہوں نے تاویل قرآن پر جنگ کی؟

مسند احمد ۔ جلد پنجم ۔ حدیث 299

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِهِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ قَالَ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بعض لوگ قرآن کی تفسیر و تاویل پر اس طرح قتال کریں گے جیسے میں اس کی تنزیل پر قتال کرتا ہوں ، اس پر حضراتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ، اس سے مراد جوتی گانٹھنے والا ہے اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی جوتی گانٹھ رہے تھے۔

جامع ترمذی ۔ جلد دوم ۔ مناقب کا بیان ۔ حدیث 1681

مناقب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے

راوی: سفیان بن وکیع , وکیع , شریک , منصور , ربعی بن حراش , علی بن ابی طالب

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَرِيكٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحَبَةِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنْ الْمُشْرِكِينَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ إِلَيْکَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ قَدْ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ عَلَى الْإِيمَانِ قَالُوا مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ و سَمِعْت الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كَذْبَةً و أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَال سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ

سفیان بن وکیع، وکیع، شریک، منصور، ربعی بن حراش، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحبہ مقام پر فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کئی مشرک ہماری طرف آئے جن میں سہیل بن عمرو اور کئی مشرک سردار تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمارے اولاد، بھائیوں اور غلاموں میں سے بہت سے ایسے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے جنہیں دین کی کوئی سمجھ بوجھ نہیں۔ یہ لوگ ہمارے اموال اور جائیدادوں سے فرار ہوئے ہیں۔ لہذا آپ یہ لوگ ہمیں واپس کر دیں اگر انہیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں سمجھا دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قریش ! تم لوگ اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگ مسلط کریں گے جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے ایمان کو آزما لیا ہے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتیوں میں پیوند لگانے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نعلین مبارک مرمت کے لئے دی تھیں۔ حضرت ربعی بن حراش فرماتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا۔ وہ اپنی جگہ جہنم میں تلاش کر لے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اس سند سے صرف ربعی کی روایت سے جانتے ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

مسند احمد ۔ جلد پنجم ۔ حدیث 788 حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ قَالَ فَقُمْنَا مَعَهُ فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَضَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَا وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ قَالَ فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ قَالَ وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل

پڑے، راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی ٹوٹ گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ رک کر جوتی سینے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل پڑے، ہم بھی چلتے رہے، ایک جگہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی کھڑے ہوگئے اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہوگا جو قرآن کریم کی تاویل و تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے، یہ سن کر ہم جھانک جھانک کر دیکھنے لگے، اس وقت ہمارے درمیان حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتی سینے والا ہے، اس پر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لئے گئے تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انہوں نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

شعیب اس کو حسن کہتے ہیں سند میں فطر بن خلیفہ ہے جو شیعہ ہے

یہ بات کہ علی جنگ کریں گے اس کا مقصد خوراج اور علی کے مابین تصادم ہے کیونکہ خوارج تاویل قرآن پر اختلاف کر رہے تھے کہ امیر کے خلاف بغاوت کو کچل دیا جائے اور سورہ المائدہ کی آیات ثبت کر رہے تھے جبکہ علی خود سورہ حجرات اور سورہ نساء کی آیات استعمال کر رہے تھے - راقم کے نزدیک اس میں فطر نے اپنی شیعیت کا اظہار کیا ہے اس کی بدعت کی وجہ سے قابل رد ہے فطر کو دارقطنی اور جوزجانی نے زائغ قرار دیا ہے دوسرے راوی إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، کو أبو الفتح الأزدي نے منكر الحديث کہا ہے

البانی اس کو الصَّحِيحَة: 2487 میں بیان کیا ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ"، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "لَا"، قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "لَا، وَلَكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ"، قَالَ: وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهُ (رقم طبعة با وزير: 6898) , (حب) 6937 [قال الألباني]: صحيح - "الصحيحة" (2487).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بعض لوگ قرآن کی تفسیر و تاویل پر اس طرح قتال کریں گے جیسے میں اس کی تنزیل پر قتال کرتا ہوں ، اس پر حضراتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ، اس سے مراد جوتی گانٹھنے والا ہے اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی جوتی گانٹھ رہے تھے۔

العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں ابن جوزی نے اس روایت پر باب قائم کیا حَدِيثٌ فِي أَنَّهُ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ اور لکھا

قال الدارقطني: إِسْمَاعِيلُ ضَعِيفٌ

دارقطنی نے کہا اسمعیل ضعیف ہے

دارقطنی نے المؤتَلِف والمختَلِف میں ذکر کیا ہے

بُرَيْد بن مُعَاوية العِجْلي , عن إسماعيل بن رَجَاء , عَن أبيه , عَن أبي سَعِيد , عن النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم حديث خاصف النعل

یہ روایت تین شیعہ بُرَيْد بن مُعَاوية العِجْلي، اعمش اور فطر بن خلیفہ کی روایت کردہ ہیں جبکہ ابو سعید مدینہ میں اور شام میں رہے اور کسی اور علاقے میں یہ روایت بیان نہیں ہوئی- خود ابو سعید نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی - سب کی اسناد میں إسماعيل بن رجاء الزبيدي کا تفرد ہے جس کو أبو الفتح الأزدي المتوفی ۳۷٤ ھ نے منکر الحدیث قرار دیا ہے

تاویل قرآن پر ابو بکر رضی الله عنہ نے بھی جنگ کی جب زکوہ کے انکاری اہل قبلہ سے قتال کیا - حدیث ہے :
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، باقی اسلام پر وہ عمل کر رہے تھے۔لیکن اس کے باوجود خلیفہ رسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے عزم کا اظہار فرمایا، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا آپ ان سے قتال کریں گے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں؟ جبکہ ایسے لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ان سے قتال ضرور کروں گاجو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کر رہے ہیں۔اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے - اللہ کی قسم! اگر وہ ایک بکری کا بچہ بھی مجھے دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (زکوٰۃ میں)ادا کرتے تھے تو میں اس کے بھی روک لینے پران سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم!(جب میں نے ابوبکر کے موقف پر غور کیا تو) میں نے یہی دیکھا کہ اللہ نے ان لوگوں سے قتال کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے بھی جان لیا کہ یہی بات حق ہے- صحیح بخاری

یعنی اسلام میں تاویل قرآن پر پہلی جنگ ابو بکر رضی الله عنہ نے کی ہے

مغالطہ : علی کی خلافت پر نص تھی

ابن حجر اپنی کتاب تلخيص الحبير میں لکھتے ہیں کہ
قَوْلُهُ: ثَبَتَ أَنَّ أَهْلَ الْجَمَلِ وَصِفِّينَ وَالنَّهْرَوَانِ بُغَاةٌ. هُوَ كَمَا قَالَ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ حَدِيثُ عَلِيٍّ: " أُمِرْت بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ ". رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْخَصَائِصِ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالنَّاكِثِينَ: أَهْلُ الْجَمَلِ؛ لِأَنَّهُمْ نَكَثُوا بَيْعَتَهُ، وَالْقَاسِطِينَ: أَهْلُ الشَّامِ؛ لِأَنَّهُمْ جَارُوا عَنْ الْحَقِّ فِي عَدَمِ مُبَايَعَتِهِ، وَالْمَارِقِينَ: أَهْلُ النَّهْرَوَانِ لِثُبُوتِ الْخَبَرِ الصَّحِيحِ فِيهِمْ: «أَنَّهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ

روایت أُمِرْت بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ ". رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْخَصَائِصِ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالنَّاكِثِينَ:
علی نے کہا مجھے حکم ہے کہ میں (بیعت نہ کرنے اور) جانے والوں اور (حق سے) تجاوز کرنے والوں اور (بیعت کر کے) نکل جانے والوں سے قتال کروں

یہ روایت ضعیف ہے – اس کا ذکر امام الذھبی نے کتاب ميزان الاعتدال في نقد الرجال میں حكيم بن جبير (بقول دارقطنی متروک) کے ترجمہ میں کیا ہے اس روایت کو بیان کیا ہےعبيد الله بن موسى، عن فطر، عن حكيم بن جبير، عن إبراهيم، عن علقمة، عن علي: أمرت بقتال الناكثين، والقاسطين، والمارقين

اسی روایت کا ذکر أصبغ بن نباتة (بقول النسائي وابن حبان متروک) کے ترجمہ میں بھی کیا ہے
وعن علي بن الحزور، عن الأصبغ بن نباته، عن أبي أيوب، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أمرنا بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين

ابن حجر نے التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير میں ایک روایت کو بحث میں اوپر والی روایت کا ذکر کیا کہا

میں ابن حجر کہتا ہوں الإمام أبو القاسم القزويني الرافعي صاحب "الشرح الكبير" نے جو کہا ثَبَتَ أَنَّ أَهْلَ الْجَمَلِ وَصِفِّينَ وَالنَّهْرَوَانِ بُغَاةٌ. کہ ثابت ہے کہ اہل جمل و صفین اور نہروان باغی تھے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہا

ابن حجر نے لسان الميزان میں جب ميزان الاعتدال از الذھبی کی تہذیب کی تو اس روایت کو الأصبغ بن نباته اور حكيم بن جبير کے ترجموں سے حذف بھی کر دیاابن حجر کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے

لیکن کتاب المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثّمَانِيَةِ از ابن حجر میں جامعة الإمام محمد بن سعود کے محقق سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري لکھتے ہیں

إن الحديث روي من حديث جملة مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وله طرق متعددة من حديث علي رضي الله عنه، وأبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه، ولكن لا يخلو طريق منها عن ضعف، بل أكثرها ضعيفة جدًا، وسبب ضعفه في الغالب أن أحد رواة الإسناد شيعي والحديث في فضل علي رضي الله عنه، لذا لا يقبل حديثه في بدعته عند علماء هذا الشأن، وقد أطلق بعض العلماء القول بوضعه مثل شيخ الإسلام ابن تيمية كما سيأتي قريبًا، ولكن يستثنى من ذلك الجزء الأخير وهو قوله: (المارقين) لأنه ورد من طرق أخرى قتال علي رضي الله عنه الخوارج كما سيأتي بعد قليل.أقوال العلماء في الحديث:أطلق مجموعة من العلماء القول بعدم صحته، ومنهم من حكم عليه بالضعف وآخرون قالوا بأنه موضوع.

1 – أبو جعفر العقيلي رحمه الله:أخرج الحديث في الضعفاء (2/ 51)، من طريق الربيع بن سهل، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الوالبي، عن علي رضي الله عنه، به، ثم قال: "الأسانيد في هذا الحديث عن علي ليّنة الطرق، والرواية عنه في الحرورية صحيحة".وأخرجه أيضًا (3/ 480) من طريق الْقَاسِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قال: سمعت عمار بن ياسر يقول، فذكره بنحوه، ثم قال: "ولا يثبت في هذا الباب شيء".2 – ابن حبّان رحمه الله:ذكر الحديث في كتابه المجروحين (1/ 174)، وقد تقدم الكلام عليه آنفًا.3 – ابن الجوزي رحمه الله:أما ابن الجوزي رحمه الله فقد حكم عليه بالوضع، وذكره في الموضوعات (2/ 12 – 13)، وقال: هذا حديث موضوع بلا شك ... وقال أيضًا: هذا حديث لا يصح.4 – الذهبي رحمه الله:قال في تلخيص المستدرك (3/ 140) عن هذا الحديث كما سبق: "لم يصح، وساقه الحاكم بإسنادين مختلفين إلى أبي أيوب ضعيفين".5 – الحافظ ابن كثير رحمه الله:قال في البداية والنهاية (7/ 316) بعد أن أورد الحديث: فإنه حديث غريب ومنكر، على أنه قد روي من طرق عن علي، وعن غيره، ولا تخلو واحدة منها عن ضعف".6 – أبو العباس أحمد بن تيمية رحمه الله:لم يرو علي رضي الله عنه في قتال الجمل وصفين شيئًا، كما رواه في قتال الخوارج، بل روى الأحاديث الصحيحة، هو وغيره من الصحابة في قتال الخوارج المارقين، وأما قتال الجمل وصفين، فلم يرو أحد منهم إلَّا القاعدون، فإنهم رووا الأحاديث في ترك القتال في الفتنة، وأما الحديث الذي يروي أنه أمر بقتال الناكثين والقاسطين، والمارقين، فهو حديث موضوع على النبي -صلى الله عليه وسلم-".وقال أيضًا في المنهاج (5/ 50) ردًا على حديث عامر بن واثلة وفيه: قال علي: فأنشدكم بالله هل فيكم أحد قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم-: تقاتل الناكثين والفاسقين والمارقين، على لسان النبي -صلى الله عليه وسلم- غيري؟ قالوا: لا ... الحديث.قال شيخ الإسلام: "هذا كذب باتفاق أهل المعرفة بالحديث".الأحاديث التي وردت في قتال المارقين، وهم الخوارج

ان اقوال کو لا کر سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري نے اس روایت کو رد کیا
البانی نے اس روایت کا ذکر سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة میں ح ٤٩٠٧ میں کیا ہے اور اس گھڑی ہوئی قرار دیا ہے – حسين سليم أسد نے مسند ابو یعلی میں إسناده ضعيف قرار دیا ہے – الذھبی نے تلخیص مستدرک میں اس کو لم يصح یعنی صحیح نہیں قرار دیا ہے – ابن الجوزي نے اس کا "الموضوعات میں ذکر کیا ہے

كتاب التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِير میں محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) لکھتے ہیںوقال الشوكاني رحمه الله تعالى: "والواجب علينا الإيمان بأنه -أي عليا- عليه السلام وصي رسول الله – صلى الله عليه وسلم – ولا يلزمنا التعرض للتفاصيل الموصى بها، فقد ثبت -أنه أمره بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين وعين له علاماتهم وأودعه جملاً من العلوم وأمره بأمور خاصة كما سلف، فجعل الموصى بها فرداً منها ليس من دأب المنصفين"

امام شوکانی نے کہا ہم پر واجب ہے کہ ہم ایمان رکھیں کہ علی علیہ السلام وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہم پر لازم نہیں ہے کہ ہم جس کی وصیت کی گئی (یعنی علی) اس کی فضیلت سے تعرض کریں کہ ان کو تو حکم ہوا تھا کہ قتال کریں الناكثين والقاسطين والمارقين اور یہ ان کے لئے علامت ہوئی

یعنی شوکانی کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے – ابن حجر نے میزان از الذھبی کی تہذیب کرتے وقت اس روایت کو حکیم بن جبیر اور أصبغ بن نباتة کے ترجموں سے بھی حذف کر دیا

اہل سنت اس روایت کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ شوکانی نے اس کو علی کی فضیلت میں لیا اور شوکانی کے بقول اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی وصی النبی تھے یعنی ان کی خلافت کی وصیت کی گئی تھی
راقم کہتا ہے روایت صحیح سند سے نہیں ہے راویوں پر سخت جرح ہے متروک تک کہا گیا ہے

المعجم الکبیر از طبرانی کی روایت ٢٧٤٩ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الصِّينِيُّ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَنَسُ انْطَلِقْ فَادْعُ لِي سَيِّدَ الْعَرَبِ» - يَعْنِي عَلِيًّا - فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَلَسْتَ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ» . فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَأَتَوْهُ، فَقَالَ لَهُمْ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: «هَذَا عَلِيٌّ فَأَحِبُّوهُ بِحُبِّي، وَكَرِّمُوهُ لِكَرَامَتِي، فَإِنَّ جِبْرِيلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِالَّذِي قُلْتُ لَكُمْ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ»

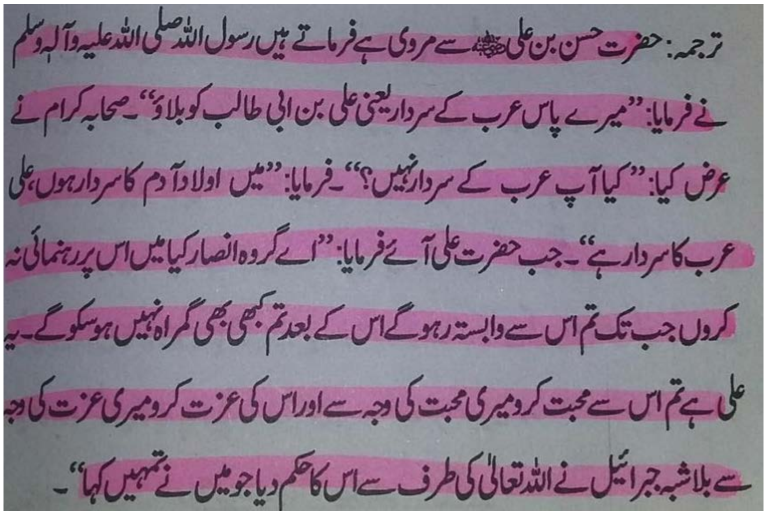
ترجمہ: حضرت حسن بن علی ؑ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس عرب کے سردار یعنی علی بن ابی طالب کو بلاؤ"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: "کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟"۔ فرمایا: "میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، علی عرب کا سردار ہے"۔ جب حضرت علی آئے فرمایا: "اے گروہ انصار کیا میں اس پر رہنمائی نہ کروں جب تک تم اس سے وابستہ رہو گے اس کے بعد تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو سکو گے۔ یہ علی ہے تم اس سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے اور اس کی عزت کرو میری عزت کی وجہ سے بلاشبہ جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا جو میں نے تمہیں کہا"۔

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء از أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمُقْرِي، ثنا حُسَيْنٌ الْأَشْقَرُ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَنَسُ، إِنَّ عَلِيًّا سَيِّدُ الْعَرَبِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا: أَلَسْتَ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ» غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ زُبَيْدٍ، تَفَرَّدَ بِهِ قَيْسٌ

اس کی سند میں قَيس بْن الرَّبِيع، أَبو مُحَمد، الأَسَدِيُّ، الكُوفيُّ کا تفرد ہے

احمد نے کہا كَانَ يتشيع وكان كثير الخطأ فِي الحديث

ابن معین اور وکِیع نے کہا ضعیف ہے

ابو حاتم نے کہا ولیس بقوی

بیہقی نے متعدد بار اس کو ضعیف کہا ہے

* ضعيف عند أهل العلم بالحديث (السنن الكبرى: 6/ 136).

* غير قوي (السنن الكبرى: 7/ 276).

* لا يحتج به (السنن الكبرى: 8/ 42 و 344).

* ضعيف (السنن الكبرى: 10/ 271).

معلوم ہوا روایت منکر ہے – لیکن قابل غور ہے کہ بیان ہو رہی تھی –

علی حق پر تھے اور مخالف غلطی پر تھے ؟

یہ قول کہ علی رضی اللہ عنہ کا موقف صحیح تھا اور ان سے لڑنے والے اجتہادی غلطی کر رہے تھے یہ قول ابن جوزی کے ہم عصر حنابلہ کا تھا اور یہ قول ان میں چلا آ رہا تھا جو جنبلی صوفی السفاريني النابلسي نے بھی پیش کیا

وَقَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ الْحَقِّ أَنَّ الْمُصِيبَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ وَالتَّنَازُعِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ – رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ – مِنْ غَيْرِ شَكٍّ وَلَا تَدَافُعٍ

اور اہل حق کا اتفاق ہے کہ ان جنگوں میں حق پر اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تھے

شوافع میں النووی نے ساتویں صدی میں اس کو پیش کیا اور الطيبي (743ھ) نے آٹھویں صدی میں سیوطي نے نویں صدی میں
وإن كان علي رضي الله عنه هو المحق المصيب في تلك الحروب. هذا مذهب أهل السنة

احناف میں ملا علی قاری نے گیارہویں صدی میں پیش کیا
وَكَانَ عَلِيٌّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ، وَهَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ

البتہ علی (الْمُحِقُّ الْمُصِيبُ) جنگوں میں حق پر تھے یہ قول اہل سنت میں چھٹی صدی سے پہلے نہیں ملتا بلکہ تیسری صدی میں ان اختلافات پر توقف کی رائے تھی اور بعض کا انداز علی پر جرح کا بھی تھا مثال امام جوزجانی نصب کے لئے مشہور ہیں اسی طرح اور محدثین بھی علی رضی اللہ عنہ پر جرح کرتے تھے

کتاب الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة میں أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ) لکھتے ہیں

قلت الْإِجْمَاع حجَّة على كل أحد وَإِن لم يعرف مُسْتَنده لِأَن الله عصم هَذِه الْأمة من أَن تَجْتَمِع على ضَلَالَة وَيدل لذَلِك بل يُصَرح بِهِ قَوْله تَعَالَى وَيتبع غير سَبِيل الْمُؤمنِينَ نوله مَا تولى ونصله جَهَنَّم وَسَاءَتْ مصيرا النِّسَاء 115 وَقد أَجمعُوا أَيْضا على استحقاقهم الْخلَافَة على هَذَا التَّرْتِيب لَكِن هَذَا قَطْعِيّ كَمَا مر بأدلته مَبْسُوطا فَإِن قلت لم لم يكن التَّفْضِيل بَينهم على هَذَا التَّرْتِيب قَطْعِيا أَيْضا حَتَّى عِنْد غير الْأَشْعَرِيّ لِلْإِجْمَاع عَلَيْهِ قلت أما بَين عُثْمَان وَعلي فَوَاضِح لِلْخلاف فِيهِ كَمَا تقدم وَأما بَين أبي بكر ثمَّ عمر ثمَّ غَيرهمَا فَهُوَ وَإِن أَجمعُوا عَلَيْهِ إِلَّا أَن فِي كَون الْإِجْمَاع حجَّة قَطْعِيَّة خلاف فَالَّذِي عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ أَنه حجَّة قَطْعِيَّة مُطلقًا فَيقدم على الْأَدِلَّة كلهَا وَلَا يُعَارضهُ دَلِيل أصلا وَيكفر أَو يبدع ويضلل مخالفه وَقَالَ الإِمَام الرَّازِيّ والآمدي إِنَّه ظَنِّي مُطلقًا وَالْحق فِي ذَلِك التَّفْصِيل فَمَا اتّفق عَلَيْهِ المعتبرون حجَّة قَطْعِيَّة وَمَا اخْتلفُوا كالإجماع السكوتي وَالْإِجْمَاع الَّذِي ندر مخالفه فَهُوَ ظَنِّي وَقد علمت مِمَّا قَرَّرته لَك أَن هَذَا الْإِجْمَاع لَهُ مُخَالف نَادِر فَهُوَ وَإِن لم يعْتد بِهِ فِي الْإِجْمَاع على مَا فِيهِ من الْخلاف فِي مَحَله لكنه يُورث انحطاطه عَن الْإِجْمَاع الَّذِي لَا مُخَالف لَهُ فَالْأول ظَنِّي وَهَذَا قَطْعِيّ وَبِهَذَا يتَرَجَّح مَا قَالَه غير الْأَشْعَرِيّ من أَن الْإِجْمَاع هُنَا ظَنِّي لِأَنَّهُ اللَّائِق بِمَا قَرَّرْنَاهُ من أَن الْحق عِنْد الْأُصُولِيّين التَّفْصِيل الْمَذْكُور وَكَانَ الْأَشْعَرِيّ من الْأَكْثَرين الْقَائِلين بِأَنَّهُ قَطْعِيّ مُطلقًا

میں کہتا ہوں کہ اجماع ہر ایک کے لیے حجت ہےاگرچہ کہ اس سے استناد نہ کیا جاتا ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو گمراہی پر جمع ہونے سے بچایا ہے۔ اسپر دلالت کرتا ہے بلکہ صراحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان (نساء آیت 115)خلافت کے استحقاق اور اس کی ترتیب پر بھی یقینا اجماع قطعی ہے جیسا کہ اس کے مضبوط دلائل پہلے بیان ہوئے ہیں۔اگر میں کہوں (یا تم کہو) کہ خلافت کی ترتیب میں افضلیت قطعی نہیں ہے جبکہ غیر اشعریوں کے نزدیک اس پر اجماع ہے ۔ میں کہتا ہوں عثمان اور علی کے درمیان یہ معاملہ برعکس ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ۔ اور ابوبکر پھر عمر اور پھر ان دونوں کے علاوہ کا معاملہ ہے اس پر اجماع ہے سوائے اس سے کہ جو اجماع حجت قطعی کے خلاف ہو پس یہی معاملہ ہے اکثر کا کہ وہ اسے قطعی حجت مانتے ہیں ۔ اس کے تمام دلائل گزرچکے ۔ اور اس کے خلاف اصلا کوئی دلیل نہیں ہے ۔ مکفرہ بدعتی اور گمراہ فرقے اس کے مخالف ہیں ۔ امام رازی اور آمدی کے نزدیک یہ مطلق ظنی ہے ۔ تفضیل کے معاملہ میں حق تو وہی ہے کہ جس پر قابل اعتبار لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ حجت قطعی ہے ۔انکا اختلاف نہیں جیسا کہ اجماع سکوتی اور وہ اجماع جس کی تھوڑی مخالفت کی گئی وہ ظنی ہے ۔ تم نے جان لیا جو کہ تمھارے لیے قرار وقعی ہے کہ وہ اجماع جس کی تھوڑی مخالفت کی گئی ہو وہ اس اجماع سے باہر نہیں جس کی اس کی جگہ موقع پر کوئی مخالفت نہ کی گئی ہو ۔ لیکن اجماع سے مخالفت یا اس سے ہٹنے کا معاملہ توارث ہوا ہو ۔ بنا بریں پہلا ظنی اور یہ والا قطعی ہے ۔ اس وجہ سے راجح وہ ہے جو غیر اشعریوں کا کہنا ہے کہ یہ والا اجماع ظنی ہے ۔ بہتر ہے اور ہمارے لیے موقر ہے کہ حق اصولیوں کے نزدیک مذکورہ تفضیل کے مسئلہ پر ہے اور اشعریوں کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ یہ قطعی اور مطلق ہے ۔

الفاظ خلافت کی ترتیب میں افضلیت قطعی نہیں ہے جبکہ غیر اشعریوں کے نزدیک اس پر اجماع ہے قابل غور ہیں- یعنی عثمان کے پہلے خلیفہ ہونے سے وہ علی سے افضل نہیں

اس کے برعکس المنتقى من منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال میں امام الذهبي (المتوفى: 748هـ) کہتے ہیں

وَسَائِر أَئِمَّة السّنة على تَقْدِيم عُثْمَان وَهُوَ مَذْهَب جَمَاهِير أهل الحَدِيث وَعَلِيهِ يدل النَّص وَالْإِجْمَاع والإعتبار

تمام کے تمام ائمہ اہل سنت عثمان کو مقدم کرتے ہیں اور یہ جمہور اہل حدیث جا مذھب ہے اور اس پر نص اور اجماع اور الإعتبار دلالت کرتا ہے

ابن حزم الملل و النحل میں خوارج کا ذکر کر کے کہتے ہیں

وَأما أَمر مُعَاوِيَة رَضِي الله عَنهُ فبخلاف ذَلِك وَلم يقاتله عَليّ رَضِي الله عَنهُ لامتناعه من بيعَته

اور جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ علی نے ان کی بیعت کو روکنے نہیں لڑے

المنتقى من منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال میں امام الذهبي (المتوفى: 748هـ) تفصیل دیتے ہیں

قَالَت طَائِفَة بِصِحَّة إِمَامَة عَليّ وَمُعَاوِيَة مَعًا وَقَالَت طَائِفَة لم يكن للنَّاس إِذْ ذَاك إِمَام عَام بل كَانَ زمَان فتْنَة وَهُوَ قَول طَائِفَة من أهل الحَدِيث الْبَصرِيين وَقَالَت طَائِفَة ثَالِثَة بل عَليّ هُوَ الإِمَام وَهُوَ مُصِيب فِي قتال من قَاتله كطلحة وَالزُّبَيْر وهم مصيبون بِنَاء على أَن كل مُجْتَهد مُصِيب كَقَوْل أبي الْهُذيْل والجبائي وَابْنه وَابْن الباقلاني وَأحد قولي الْأَشْعَرِيّ وَهَؤُلَاء يجْعَلُونَ مُعَاوِيَة مُجْتَهدا مصيبا أَيْضا وَطَائِفَة رَابِعَة تجْعَل عليا إِمَامًا وَأَنه الْمُصِيب وَأَن من قَاتله مُجْتَهد مخطيء وَهَذَا قَول خلق من الْحَنَفِيَّة والمالكية وَالشَّافِعِيَّة والحنبلية وَطَائِفَة

خَامِسَة تَقول عَليّ الْخَلِيفَة وَهُوَ أقرب إِلَى الْحق من مُعَاوِيَة وَكَانَ ترك الْقِتَال مِنْهُمَا أولى لقَوْل النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم سَتَكُون فتْنَة الْقَاعِد فِيهَا خير من الْقَائِم

مسلمانوں میں ایک گروہ نے علی اور معاویہ کی ایک ساتھ امامت کی صحت کا کہا

دوسرے گروہ نے کہا ایسا لوگوں کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تو فتنہ کا دور تھا اور یہ بصرہ کے محدثین کا قول تھا

تیسرے گروہ نے کہا نہیں بلکہ امام تو علی ہی تھے جو طلحہ اور زبیر کے ساتھ قتال میں حق پر تھے … یہ قول (معتزلہ میں) أبي الْهُذيْل اور الجبائي اور اس کے بیٹے کا تھا اور (اہل سنت میں) ابْن الباقلاني اور ایک قول الْأَشْعَرِيّ کا اس پر تھا اور انہوں نے معاویہ کو مجتہد قرار دیا جو حق پر ہو

چوتھے گروہ نے علی کو امام کہا اور یہ کہ وہ حق پر تھے اور ان سے قتال کرنے والی خطاکار مجتہد تھے - یہ قول الْحَنَفِيَّة والمالكية وَالشَّافِعِيَّة والحنبلية میں سے ایک خلق کا ہے

پانچویں گروہ نے کہا علی خلیفہ ہیں اور وہ معاویہ کے مقابلے میں حق کے قریب تھے اور ان کا اپس میں ترک قتال کرنا اولی تھا قول نبوی کے مطابق کہ ایک فتنہ ہو گا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے

الغرض اہل سنت میں یہ بات کہ علی حق پر تھے اور ان کے مخالف خطاکار تھے ایک گروہ کا قول تھا اس پر کوئی اجماع نہیں تھا نہ ممکن ہے بلکہ منصف رائے یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے اور کسی کو بھی خاطی یا حق پر قرار نہ دیا جائے

مغالطہ: مباہلہ میں اہل بیت کو پیش کیا

واقعہ مباہلہ اور واقعہ تطہیر/حدیث کساء پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے

مسند احمد ترمذی مستدرک حاکم اور صحیح مسلم میں ہے
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ وَخَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُخَلِّفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ قَالَ: «يَا عَلِيُّ، أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى. إِلا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ» فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَفَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي

ان تمام کی سند میں بکیر بن مسمار ہے جو امام بخاری نے نزدیک مجروح ہے اس پر ان کی شدید جرح ہے پتا نہیں امام مسلم نے یہ روایت کیوں لکھی

فضائل صحابہ از امام احمد کی روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، نا حَسَنٌ هُوَ ابْنُ مُوسَى، نا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَاهِبًا

نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَسْلِمَا تَسْلَمَا» ، فَقَالَا: قَدْ أَسْلَمْنَا قَبْلَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَذَبْتُمَا مَنَعَكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ ثَلَاثٌ، سُجُودُكُمَا لِلصَّلِيبِ، وَقَوْلُكُمَا: {اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا} [البقرة: 116] ، وَشُرْبُكُمَا الْخَمْرَ "، فَقَالَا: فَمَا تَقُولُ فِي عِيسَى؟ قَالَ: " فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ {ذَلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ} [آل عمران: 58] إِلَى قَوْلِهِ: {أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] قَالَ: فَدَعَاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُلَاعَنَةِ قَالَ: وَجَاءَ بِالْحَسَنِ، وَالْحُسَيْنِ، وَفَاطِمَةَ أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ " قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدَهُ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَقْرِرْ بِالْجِزْيَةِ وَلَا تُلَاعِنْهُ قَالَ: فَرَجَعَا، فَقَالَا: نُقِرُّ بِالْجِزْيَةِ وَلَا نُلَاعِنُكَ قَالَ: فَأَقَرَّا بِالْجِزْيَةِ.

اس میں سند منقطع ہے

دلائل النبوه از البیہقی میں اس کی سند میں سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ يَشُوعَ ایک مجھول ہے

واقعہ مباہلہ ۹ ہجری کا ہے اور السمهودي (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى) کے مطابق یہ سن ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے

إم کلثوم بنت محمد رضی الله عنہا کی وفات سن ۹ ہجری شعبان میں ہوئی
رقیه رضی الله عنہا کی سن ۲ ہجری میں ہوئی
زینب رضی الله عنہا کی سن ۸ ہجری میں ہوئی

یعنی نبی صلی الله علیہ وسلم کی اس وقت صرف ایک بیٹی زندہ تھیں جو فاطمہ رضی الله عنہا تھیں – اہل تشیع میں کہا جاتا ہے یہ واقعہ ۲۴ ذی الحجہ سن ۹ ہجری میں ہوا
المفید، الارشاد، ج1، ص166-171
ابن شهرآشوب، 1376ق، ج 3، ص: 144۔

جبکہ اہل سنت میں المقريزي (المتوفى: 845هـ) کی کتاب إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع کے مطابق یہ رمضان سن ۹ ہجری سے پہلے ہوا السيرة النبوية لابن هشام یا سیرت ابن اسحٰق کے مطابق بھی یہ واقعہ سن ۹ ہجری میں ہوا جس کے بعد بھی بہت سے واقعات ہوئے جو یہ ناممکن بنا دتیے ہیں کہ یہ سال ختم ہونے سے چھ دن پہلے ہوا ہو یعنی ۲۴ ذی الحجہ کو
المقريزي (المتوفى: 845هـ) کے مطابق وفد نجران کے جانے کے بعد علی رضی الله عنہ کو یمن بھیجا گیا یہ بھی سن ۹ میں ہوا
یاد رہے کہ حج پر سوره توبہ کی آیات مجمع میں سنانے کے لئے بھی علی کو بھیجا گیا تھا ان شواہد کی موجودگی میں یہ ممکن ہی نہیں کہ یہ واقعہ ۲۴ ذو الحجہ کا ہو

لیکن قرآن میں شرط رکھی ہے کہ
فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ
اپنے بیٹوں کو لاو اور اپنی عورتوں کو لاو

تمام روایات میں ہے کہ ٦٠ مرد نجران سے آئے تھے ان میں عورتیں نہ تھیں لہذا مباہلہ اسی صورت ہوتا کہ یہ واپس جا کر اپنے اہل و عیال کو لاتے

جب یہ بات یہاں تک پہنچی تو نصرانی ڈر گئے اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا

حدیث کساء اور مباہلہ تنقیص عثمان رضی اللہ عنہ پر گھڑی گئی ہیں جن میں عثمان رضی اللہ عنہ کی نسل کو اولاد نبی سے نکل دیا گیا اور اولاد علی کو اس طرح پیش کیا کہ گویا یہ اولاد نبی ہوں

مباہلہ کا واقعہ اگر ہوا ہوتا تو کئی طرق سے ثابت ہوتا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر جماعت اس کو نقل کرتی لیکن اس کی اسناد میں جن کو صحیح سمجھا گیا ہے ان میں ایک ہی راوی بکیر بن مسمار المتوفی ١٥٣ ھ کا تفرد ہے جو امام بخاری کے نزدیک ضعیف ، ابن حجر کے نزدیک ضعیف، ابن حبان کے نزدیک ضعیف ہے

قرآن میں نسائکم ہے یعنی ایک سے زیادہ عورتوں کو لانا ہو گا یعنی امہات المومنین کو بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے بیٹے ابراہیم کو ہم کیوں بھول جاتے ہیں روایت کے مطابق رسول اللہ اپنے صلبی بیٹے کی بجائے نواسوں کو لے گئے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ سب کذب ہے
دوسری طرف نصرانیوں کے وفد میں نہ عورتیں ہیں نہ بچے ہیں لہذا یہ کیسا آدھا پونا مباہلہ ہے جس میں ایک طرف بیٹی داماد اور نواسے ہیں اور دوسری طرف ٦٠ مرد ہیں
یہ سب نا قابل قبول ہے نہ یہ قرآن کے حکم پر مکمل عمل ہے نہ یہ کبھی فریق مخالف کو قبول ہوتا

مغالطہ: حدیث کساء چادر والی روایت

یہ مغالطہ اہل سنت میں امام مسلم کو ہوا جبکہ ان کے ہم عصر محدثین اس سے محفوظ رہے - صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے

خرج النبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ غداةً وعليه مِرطٌ مُرحَّلٌ ، من شعرٍ أسودٍ . فجاء الحسنُ بنُ عليٍّ فأدخلَه . ثم جاء الحسينُ فدخل معه . ثم جاءت فاطمةُ فأدخلها . ثم جاء عليٌّ فأدخلَه . ثم قال " إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا " [33 / الأحزاب / 33] .

عائشہ صدیقہ رضی اﷲ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس حسن بن علی رضی اﷲ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُس چادر میں داخل کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی ان کے ہمراہ چادر میں داخل ہو گئے، پھر فاطمہ رضی اﷲ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی : بے شک اللہ چاہتا ھے کہ وہ تم اہل بیت سے رجس کو دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔

امام مسلم اس کی سند دیتے ہیں

وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،

اس کی سند میں مصعب بن شيبة بن شيبة بن جبير بن شيبة کا تفرد ہے - امام احمد اس روایت کو پسند نہیں کرتے

قال أحمد بن محمد بن هانىء: ذكرت لأبي عبد الله الوضوء من الحجامة، فقال: ذاك حديث منكر، رواه مصعب بن شيبة، أحاديثه مناكير، منها هذا الحديث، وعشرة من الفطرة، وخرج رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وعليه مرط مرجل. «ضعفاء العقيلي» (1775)

احمد بن محمد بن ہانی کہتے ہیں میں نے ابی عبد اللہ سے حدیث ذکر کی کہ حجامہ میں وضو پس کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو مُصْعَبِ بْنِ شيبة روایت کرتا ہے اس کی حدیثیں منکر ہیں جن میں یہ حدیث ہے اور ... اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے والی

وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول: مصعب بن شيبة روى أحاديث مناكير. «الجرح والتعديل» 8/ (1409) .

کتاب ضعفاء العقيلي میں امام احمد اس کی خاص اس ایک اونی منقش چادر والی روایت کو رد کرتے ہیں

ترمذی میں بھی یہ موجود ہے جہاں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، رَبِيبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ البَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اﷲ عنہا کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت ”اہلِ بیت! اللہ چاہتا ھے کہ وہ تم سے رجس دُور کر دے اور تمہیں طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔“ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ اور حسنین سلام اﷲ علیہم کو بلایا اور انہیں ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا، پھر فرمایا : اے اﷲ! یہ میرے اہل بیت ہیں، پس ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک و صاف کر دے۔ اُم سلمہ رضی اﷲ عنہا نے عرض کیا : اے اللہ کے نبی! میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں، فرمایا : تم اپنی جگہ رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔“

امام ترمذی اس کو حسن بھی نہیں کہتے بلکہ لکھتے ہیں وهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ یہ حدیث انوکھی ہے اس طرق سے

اس کی سند میں يحيى بن عبيد ہے اور اس سے صرف محمد بن سليمان الأصبهاني نے روایت کیا ہے - ابن حجر کا گمان ہے کہ یہ يحيى بن عبيد المكي مولى السائب المخزومي ہے(تہذيب التہذيب) کیونکہ عطا مکی ہیں - راقم کہتا ہے يحيى بن عبيد کا شاگرد محمد بن سليمان بن الأصبهانی مجہول ہے

محقق محمد أيمن الشبراوي كتاب سير أعلام النبلاء **دار الحديث – القاهرة** پر تعلیق میں کہتے ہیں

قلت: إن كان يحيى بن عبيد هو المكي، مولى بني مخزوم، فهو ثقة، والإسناد حسن، وإلا فهو مجهول، ويضعف الإسناد به، وهذا الراوي لم يتبين للحافظ المزي، وللحافظ ابن حجر العسقلاني لم يتبين لهما من هو فقالا: يحتمل أن يكون يحيى بن عبيد المكي وإلا فهو مجهول. وإن كنت أرجح أن الحديث ضعيف بهذا اللفظ لجهالة الرجل لماذا؟ لأن الترمذي قال في إثر الحديث: هذا حديث غريب من حديث عطاء عن عمر بن أبي سلمة، يقول محمد أيمن الشبراوي: اصطلاح الترمذي هذا: "هذا حديث غريب معروف عند الأكابر بله الأصاغر من طلاب علم الحديث أن الحديث ضعيف عنده، فيحيى بن عبيد ليس المكي، وإنما هو رجل مجهول والله –تعالى– أعلم.

میں کہتا ہوں : اگر یہ یحییٰ بن عبید مکہ کا ہے جو مولی بنی مخزوم ہے تو یہ ثقہ ہے اور اسناد حسن ہیں اگر نہیں تو یہ مجہول ہے اور اسناد ضعیف ہیں اور اس راوی کی وضاحت نہ حافظ مزی نے کی نہ ابن حجر عسقلانی پر واضح ہو سکا یہ کون ہے اور ان دونوں نے کہا ممکن ہے یہ یحییٰ بن عبید مکہ کا ہے ورنہ مجہول ہے اور اگر حدیث کو راجح کیا جائے کہ یہ ضعیف ہے ان الفاظ کے ساتھ راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے، تو کیوں اس کو ضعیف کیا جائے کیونکہ ترمذی نے اس اثر حدیث میں کہا ہے یہ ان حدیث غریب ہے حدیث عطاء عن عمر بن إبي سلمة سے اور محمد إيمن الشبراوی نے کہا ترمذی کی اصطلاح میں حدیث غریب وہ ہے جو اکابر میں معروف ہے . . پس یحییٰ بن عبید اس میں مکی نہیں بلکہ مجہول ہے ؟

دونوں احادیث میں ایک ہی واقعہ ہے- ایک دفعہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا گیا اور دوسری دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو - ظاہر ہے یہ ایک دفعہ ہی ہوا ہو گیا اگر ہوا بھی - مسلم کی حدیث امام احمد کے نزدیک ضعیف ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، – فَذَكَرُوا (1) عَلِيًّا، فَلَمَّا قَامُوا قَالَ لِي: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَتَيْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنْ عَلِيٍّ، قَالَتْ: تَوَجَّهَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ، آخِذٌ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِهِ، حَتَّى دَخَلَ فَأَدْنَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، فَأَجْلَسَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسَ حَسَنًا، وَحُسَيْنًا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهُ – أَوْ قَالَ: كِسَاءً – ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] وَقَالَ: " اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ

شداد ابی عمار ، واثلہ بن اسقع سے ملے اور اس وقت کچھ لوگ ان کے پاس تھے۔ وہاں علی رضی اللہ کا ذکر ہوا ، جب وہ چلے گئے تو واثلہ نے ان سے کہا کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ میں نے نبی اکرم سے کیا دیکھا؟ تو شداد نے کہا جی ضرور۔ انہوں نے یہ بیان کیا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ کے پاس علی رضی اللہ کا پوچھنے گئے۔ جس پر فاطمہ رضی اللہ نے انہیں کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہیں۔وہ انتظار میں بیٹھ گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، علی رضی اللہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس آئے اور انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چادر میں جمع کیا اور آیت تطہیر کے تلاوت کی، اور کہا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں، اور ان کا مجھ پر حق زیادہ ہے

وقال أبو داود: سمعت أحمد يقول: حديث القرقساني -قال أبو داود: يعني محمد بن مصعب القرقساني – عن الأوزاعي، مقارب

احمد نے کہا محمد بن مصعب کی الأوزاعي سے حدیث سرسری ہے

يَحْيى بْن مَعِين نے کہا مُحَمد بْن مصعب القرقساني ليس بشَيْءٍ کوئی چیز نہیں ہے

یہ بھی کہا لم يكن من أصحاب الحديث یہ محدث بھی نہیں ہے

.صالح جزرة: عامة أحاديثه عن الأوزاعي مقلوبة

جزرة: نے کہا اس کی الأوزاعي سے روایت مقلوبہ ہیں

مقلوبہ یعنی کسی اور کی روایت پیش کرتا ہے اس نے نہیں لی ہوتی

.صالح بن محمد: عامة أحاديث عن الأوزاعي مقلوبة، وقد روى عن الأوزاعي غير حديث كلها مناكير ليس لها أصول

صالح بن محمد: بیشتر روایات جو الأوزاعي سے نقل کرتا ہے وہ مناکیر ہیں ان کا کوئی اصول نہیں ہے

مغالطہ: علی تمام اصحاب میں افضل؟

یہ مغالطہ امام حاکم کو تھا – انہوں نے مستدرک میں حدیث طیر لکھی اور اس کو صحیح قرار دیا

امام حاکم مستدرک میں حدیث لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ الصَّفَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ الزَّيَّاتُ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ، ثنا أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُدِّمَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْخٌ مَشْوِيٌّ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي مِنْ هَذَا الطَّيْرِ» قَالَ: فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «افْتَحْ» فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا حَبَسَكَ عَلَيَّ» فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ آخِرَ ثَلَاثِ كَرَّاتٍ يَرُدَّنِي أَنَسٌ يَزْعُمُ إِنَّكَ عَلَى حَاجَةٍ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ دُعَاءَكَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُحِبُّ قَوْمَهُ»

انس کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا پس ان کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اپنی خلقت میں سے سب سے محبوب بندے کو یہاں بھیج جو اس کو میرے ساتھ کھائے .... پس علی آ گئے

اس پر الذھبی کو تذکرہ الحفاظ میں کہنا پڑا

قال الحسن بن أحمد السمرقندي الحافظ, سمعت أبا عبد الرحمن الشاذياخي الحاكم يقول: كنا في مجلس السيد أبي الحسن, فسئل أبو عبد الله الحاكم عن حديث الطير فقال: لا يصح، ولو صح لما كان أحد أفضل من علي -رضي الله عنه- بعد النبي, صلى الله عليه وآله وسلم - قلت: ثم تغير رأي الحاكم وأخرج حديث الطير في مستدركه؛ ولا ريب أن في المستدرك أحاديث كثيرة ليست على شرط الصحة, بل فيه أحاديث موضوعة شان المستدرك بإخراجها فيه. وأما حديث الطير فله طرق كثيرة جدًّا قد أفردتها بمصنف ومجموعها هو يوجب أن يكون الحديث له أصل. وأما حديث: "من كنت مولاه ... " فله طرق جيدة وقد أفردت ذلك أيضًا.

الشاذیاخي کہتے ہیں ہم سید ابی الحسن کی مجلس میں تھے پس امام حاکم سے حدیث طیر کے سلسلے میں سوال کیا انہوں نے کہا صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی سے بڑھ کر کوئی افضل نہ ہو گا- الذھبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کے بعد امام حاکم کی رائے میں تغیر آیا اور انہوں نے مستدرک میں حدیث طیر کو لکھا اور اس میں شک نہیں کہ مستدرک میں کتنی ہی حدیثیں ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں بلکہ اس میں موضوع ہیں جن سے مستدرک کی شان کم ہوئی اور جہاں تک حدیث طیر کا تعلق ہے تو اس کے طرق بہت ہیں ...... اور اس روایت کی کوئی اصل ہے

امام حاکم نے حدیث طیر کو مستدرک میں لکھا اس کی تصحیح کی اور اس طرح علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل قرار دیا - اسی قسم کی ان کی تصحیح پر ان کے قریب کے دور کے لوگوں نے ان کو رافضی کہا- یہ تغیر امام حاکم میں ایک ذہنی تبدیلی لایا ان کا موقف اہل سنت سے ہٹ کر رافضیوں والا ہوا

الذھبی نے تلخیص مستدرک میں لکھا ابن عياض لا أعرفه

أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ کو نہیں جانتا

السبکی (**المتوفى: 771ھ**) نے میں الذھبی کے اس قول کا حوالہ طبقات الشافعية الكبرى میں دیا

وَرِجَال هَذَا السَّنَد كلهم ثِقَاة معروفون سوى أَحْمد بن عِيَاض فَلم أر من ذكره بتوثيق وَلَا جرح

اس کی سند کے تمام رجال ثقہ ہیں معروف ہیں سوائے أَحْمد بن عِيَاض کے اس پر نہ جرح معلوم ہے نہ تعدیل

لیکن سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی نے لکھا

وله طرق كثيرة عن أنس متكلم فيها، وبعضها على شرط السنن، من أجودها حديث قطن بن نسير شيخ مسلم، قال: حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، عن أنس، قال: أهدي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حجل مشوي، فقال: "اللهم ائتني بأحب خلقك إليك يأكل معي". وذكر الحديث

اس کے بہت سے طرق جو انس کی سند سے ہیں ان پر کلام ہے – بعض ان میں سنن (ابو داود، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) کی شرط پر ہیں جن میں سب سے اچھی سند امام مسلم کے شیخ سے ہے جس میں وہ کہتے ہیں حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، ..انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بھنا ہوا پرندہ بھیجا اپ نے دعا کی یا اللہ اس کو میرے پاس بھیج جو مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے محبت کرتا ہوں اور حدیث ذکر کی

محدث أبو يعلى الخليلي القزويني (المتوفى: 446هـ) کی تحقیق الذھبی سے الگ ہے الإرشاد في معرفة علماء الحديث میں کہتے ہیں

وَمَا رَوَى فِي حَدِيثِ الطَّيْرِ ثِقَةٌ. رَوَاهُ الضُّعَفَاءُ مِثْلُ: إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَلْمَانَ الْأَزْرَقِ وَأَشْبَاهِهِ

حدیث طیر کو کوئی ثقہ روایت نہیں کرتا اس کو تو الضُّعَفَاءُ مثلا إسماعيل بن سلمان الأزرق اور اس کے جیسوں نے روایت کیا ہے

مستدرک حاکم کي ایک اور روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ، الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ عَائِشَةَ وَاقِفَةً دَخَلَنِي بَعْضُ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ، فَكَشَفَ اللَّهُ عَنِّي ذَلِكَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَقَاتَلْتُ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ ذَهَبْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا جِئْتُ أَسْأَلُ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا وَلَكِنِّي مَوْلًى لِأَبِي ذَرٍّ، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا فَقَصَصْتُ عَلَيْهَا قِصَّتِي، فَقَالَتْ: أَيْنَ كُنْتَ حِينَ طَارَتِ الْقُلُوبُ مَطَائِرَهَا؟ قُلْتُ: إِلَى حَيْثُ كَشَفَ اللَّهُ ذَلِكَ عَنِّي عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، قَالَ أَحْسَنْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَأَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ هُوَ عُقَيْصَاءُ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

ابو ثابت مولي ابو ذر نے کہا میں جمل میں علي کے ساتھ تھا لیکن جب میں نے عائشہ کو دیکھا اور ان کو پہچان گیا .... پس الله نے میرا دل نماز ظہر پر کھول دیا اور میں نے علي کے ساتھ قتال کیا پس جب فارغ ہوا میں مدینہ ام سلمہ کے پاس پہنچا انہوں نے مرحبا کہا اور میں نے قصہ ذکر کیا ... میں نے تذکرہ کیا کہ الله نے مجھ پر زوال کے وقت (حق کو) کشف کیا – پس ام سلمہ نے کہا اچھا کیا میں نے رسول الله سے سنا ہے کہ علي قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علي کے ساتھ ہے یہ الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر ملیں گے

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

سند میں علي بن هاشم بن البريد ہے جس کو شیعي غال کہا گیا ہے

الكامل از ابن عدي میں ہے

وَعلي بْن هاشم هُوَ من الشيعة المعروفين بالكوفة ويروي فِي فضائل علي أشياء لا يرويها غيره بأسانيد مختلفة وقد حدث عنه جماعة من الأئمة، وَهو إن شاء الله صدوق فِي روايته

علي بْن هاشم کوفہ کے معروف شیعوں میں سے ہے جو فضائل علي میں وہ چیزیں روایت کرتا ہے جو کوئي اور نہیں کرتا مختلف اسناد سے اور اس سے ائمہ کي جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ صدوق ہے

ابن حبان نے کہا كان غاليا في التشيع وروى المناكير عن المشاهير یہ غالي شیعہ ہے

امام مسلم نے ایک روایت صحیح مسلم میں پیش کی اور ساتھ ہی انصار سے محبت کی روایت پیش کی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ: «أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِق

عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ نے زِرٍّ بن حبیش سے روایت کیا اس نے کہا عَلِيٌّ نے کہا قسم ہے دانہ کو پھاڑنے والے کی اور جان کو پیدا کرنے والے کی بے شک نبی الامی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سےوعدہ کیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض منافق ہی رکھے گا۔

اس کی سند میں عدي بن ثابت ہے

.وقال السُّلَمِيُّ: سألت الدَّارَقُطْنِيّ عن عدي بن ثابت، فقال: ثقة، إلا أنه كان رافضيًا غاليًا فيه

السُّلَمِيُّ[19] نے کہا کہ میں نے دارقطنی سے اس کے بارے میں پوچھا کہا یہ ثقہ ہے لیکن رافضی غالی تھا

چونکہ عدی بن ثابت شیعہ و رافضی ہیں اس روایت پر دارقطنی نے کلام کیا ہے

---

[19] اب یہاں ابن حجر کا قول دیکھتے ہیں جو تہذیب التہذیب میں ابان بن تغلب کے ترجمہ میں ہے جو دارقطنی کے قول کے سراسر خلاف ہے

فالتشيع في عرف المتقدمين هو اعتقاد تفضيل علي على عثمان, وأن عليا كان مصيبا في حروبه وأن مخالفه مخطئ مع تقديم الشيخين وتفضيلهما, وربما اعتقد بعضهم أن عليا أفضل الخلق بعد رسول الله -صلى الله عليهآله وسلم-, وإذا كان معتقد ذلك ورعا دينا صادقا مجتهدا فلا ترد روايته بهذا, لا سيما إن كان غير داعية, وأما التشيع في عرف المتأخرين فهو الرفض المحض فلا تقبل رواية الرافضي الغالي (ولا كرامة) تهذیب التہذیب الجزء الاول ترجمہ ابان بن تغلب

متقدمین نے جنہیں شیعہ کہا ہے تو اس سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو علی ؓ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے، اور جنگوں میں جناب علی کو حق پر اور انکے مخالفین کو خطا پر سمجھتے تھے، لیکن ساتھ ہی شیخین یعنی سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت و برتری کے بھی قائل تھے ، ہاں ان میں بعض کا عقیدہ تھا کہ جناب علی ؓ پیغمبر کے بعد سب سے افضل ہیں ، اور اگر یہ عقیدہ رکھنے والا نیک اور دیندار ، اور سچا ہو ، تو اسکی روایت رد نہیں کی جائے گی ،خاص کر جب وہ اپنی روایت میں اپنے مذہب کا داعی نہ ہو ۔ اور جہاں تک متاخرین کے دور کے شیعہ کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ یہ خالص رافضی ہیں اور رافضی کی روایت کسی صورت قبول نہیں ہوتی ، نہ ان کی کوئی حیثیت ہے انتھی

دوسری طرف امام دارقطنی کے نزدیک عدی بن ثابت رافضی ہے- معلوم ہوا ابن حجر کا یہ دعوی غلط ہے کہ متقدمین میں رافضی نہیں تھے

کتاب الإلزامات والتتبع از دارقطنی میں دارقطنی نے امام مسلم کا خاص ذکر کیا کہ اس روایت کو انہوں نے قبول کر لیا ہے جبکہ بخاری نے اس کو نہیں لیا

.وأخرج مسلم حديث عدي بن ثابت: والذي فلق الحبة. ولم يخرجه البخاري

طبرانی المعجم الاوسط میں دوسرا طرق ہے

حدثنا عبد الرحمن بن سلم قال: نا أبو الأزهر النيسابوري قال: حدثني عبد الرزاق، وحدي قال: نا معمر، عن الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله، عن ابن عباس قال: نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي، فقال: «لا يحبك إلا مؤمن، ولا يبغضك إلا منافق، من أحبك فقد أحبني، ومن أبغضك فقد أبغضني، وحبيبي حبيب الله، وبغيضي بغيض الله، ويل «لمن أبغضك بعدي

” لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ إِلَّا أَبُو الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ

ابن عباس نے کہا نبی صلی الله علیہ وسلم نے علی کی طرف دیکھ کر کہا ان سے کوئی محبت کرتا سوائے مومن کے اور کوئی بغض نہیں رکھتا سوائے منافق کے -

سند میں أحمد بن الأزهر أبو الأزهر النيسابوري. ہے جس کی روایات يا علي أنت سيد في الدنيا والآخرة پر محدثین کو اعتراض تھا

ابن عدی الکامل میں کہتے ہیں

.وأَمَّا هذا الحديث عن عَبد الرَّزَّاق، فعَبد الرَّزَّاق من أهل الصدق، وَهو ينسب إلى التشيع، فلعله شبه عليه لأنه شيعي

یہ عبد الرزاق سے روایت کرتے- عبد الرزاق تو اہل صدق میں سے ہیں اور ان کو شیعہ سے نسبت دی جاتی ہے تو ممکن ہے لوگوں کو شبہ ہوا ہو کہ یہ بھی شیعہ ہیں

معجم ابن الأعرابي میں ہے

نا عَلِيٌّ، نا أَبُو غَسَّانَ النَّهْدِيُّ، نا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِي الْأَنْصَارِ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

أَبِي سَعِيدٍ نے کہا ہم انصار کے منافقوں کو علی سے بغض کی بنا پر پہچان جاتے تھے

سند میں اعمش مدلس کا عنعنہ ہے

ابی صالح کا پتا نہیں کون سا ہے کیونکہ اعمش کئی ابی صالح سے روایت کرتے ہیں

إسرائيل بن يونس بن أبي إسحاق السبيعي کو ابن حزم نے ضعیف قرار دیا ہے يحيى القطان نے اس کو ترک کیا

يَعْقُوْبُ بنُ شَيْبَةَ: صَدُوْقٌ، وَلَيْسَ بِالقَوِيِّ قرار دیا – عَلِيٍّ بنِ المَدِيْنِيِّ نے ضعیف قرار دیا

علی اصحاب رسول میں سے ہیں جن کے ایمان کی گواہی قرآن میں ہے اور تمام اصحاب رسول سے محبت لازم ہے[20]

فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي السَّوَّارِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي حُبِّي، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي.

علی نے کہا ایک قوم مجھ سے محبت کرے گی یہاں تک کہ اگ میں داخل ہو گی اور ایک قوم بغض کرے گی یہاں تک کہ اگ میں داخل ہو گی

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي حُبِّي وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي»

سند صحیح ہے اس سے مراد روافض و سبائی ہیں اور نفرت کرنے والے

---

[20]

متفق علیہ روایت عدی بن ثابت کی سند سے البراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

الأنصار لا يحبهم إلا مؤمن، ولا يبغضهم إلا منافق، فمن أحبهم أحبه الله، ومن أبغضهم أبغضه اللهُ

انصار سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرتا پس جو ان سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے گا اور ان سے سوائے منافق کوئی بغض نہیں رکھتا

مسند احمد میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرٍ، سَمِعَ أَنَسًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى «اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْصَارِ: «الْأَنْصَارُ آيَةُ الْمُؤْمِنِ وَآيَةُ الْمُنَافِقِ، لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ

مسند البزار میں عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرَشِيُّ، قَالَ: نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الصَّرَّافِ، عَنِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ [ص:190] عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْأَنْصَارُ مِحْنَةٌ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغَضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ

مغالطہ : خلافة على منهاج نبوة کا سراب

سن ۱۰۰ ہجری کے بعد یہ تصور واپس زور پکڑنے لگا کہ خلافة على منهاج نبوة کی کوئی خبر رسول الله نے دی تھی – اس کو پھیلانے میں عمر بن عبد العزیز کے دور کا ایک شخص حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ [الوفاة: 101 - 110 ھ] پیش پیش تھا جو ایک روایت بیان کرتا جس پر لوگوں کو حیرت ہوتی – اس کا ذکر امام احمد مسند میں کرتے ہیں

عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضا فتكون ما شاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا جبرية فيكون ما شاء الله أن يكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج نبوة ثم سكت قال حبيب فلما قام عمر بن عبد العزيز كتبت إليه بهذا الحديث أذكره إياه وقلت أرجو أن تكون أمير المؤمنين بعد الملك العاض والجبرية فسر به وأعجبه يعني عمر بن عبد العزيز . رواه أحمد والبيهقي في دلائل النبوة .

مشكوة شريف:جلد چہارم:حدیث نمبر 1309

نعمان بن بشیر حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے درمیان، نبوت موجود رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ نبی کو اپنے پاس بلا لینے کے ذریعہ نبوت کو اٹھا لے گا اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی اور وہ اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو بھی اٹھا لے گا اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت کی حکومت قائم ہوگی وہ بادشاہت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بادشاہت کو بھی اس دنیا سے اٹھا لے گا اس کے بعد قہر وتکبر اور زور زبردستی والی بادشاہت کی حکومت قائم ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بادشاہت کو بھی اٹھا لے گا، اس کے بعد پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی اتنا فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔ حضرت حبیب بن سالم نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز مقرر ہوئے اور حکومت قائم کی تو میں نے یہ حدیث لکھ کر ان کے پاس بھیجی اور اپنے اس احساس کا اظہار کیا کہ مجھ کو امید ہے کہ آپ وہی امیرالمومنین یعنی خلیفہ ہیں جس کا ذکر اس حدیث میں کاٹ کھانے والی بادشاہت اور قہر وتکبر اور زور زبردستی والی بادشاہت کے بعد آیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اس تشریح سے حیران ہوئے

خلافة على منهاج نبوة کی اصطلاح زبان زد عام ہے لیکن امام بخاری اس روایت کے سخت مخالف ہیں اس روایت کا دارومدار ایک راوی حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ پر ہے - حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ کے لئے امام بخاری فيه نظر کہتے ہیں اور ان سے صحیح میں کوئی روایت نہیں لی[21]

افسوس بخاری کی شدید جرح کو نظر انداز کردیا گیا[22]

21

امام مسلم نے صرف ایک روایت لی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز میں سورہ الغاشیہ پڑھتے تھے

22

ادوار	روایت میں ذکر	مراد ہے
١	دور نبوی	دور نبوی
٢	خلافة على منهاج النبوة	دور ابو بکر، عمر ، عثمان. علی، حسن
٣	کاٹ کھانے والی بادشاہت کی حکومت	دور معاویہ
٤	قہر وتکبر اور زور زبردستی والی بادشاہت	دور یزید بن معاویہ معاویہ بن یزید مروان بن الحکم عبد الملک بن مروان ولید بن عبد الملک سلیمان بن عبد الملک
٥	پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت	حبیب بن سالم (المتوفی ١٠١ سے ١١٠ کے درمیان) کے مطابق یہ عمر بن عبد العزیز کا دور (٩٩ سے ١٠١ ہجری) ہے

اس روایت کو صحیح ماننے والے عوام کے سامنے تقرر میں اس روایت کو پورا نہیں سناتے کہ راوی خود الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے دور کو بتاتا ہے کہ وہ گذر چکا ہے جو سن ٩٩ ہجری میں عمر بن عبد العزیز کا دور تھا

دوسری طرف آج الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ والی روایت قادیانیوں ، جہادی تنظیموں اور معتدل لیکن معجزات کی منتظر مذہبی تنظیموں کی نہایت پسندیدہ ہے - لیکن اگر غیر جانب داری کے ساتھ اوپر دی گئی صورت حال کو دیکھیں تو عقل سلیم رکھنے والے جان سکتے ہیں کہ روایت صحیح نہیں ہے

كتاب من قال فيه البخاري فيه نظراز أبو ذر عبد القادر بن مصطفى بن عبد الرزاق المحمدي کے مطابق
حبيب بن سالم الأنصاري مولى النعمان بن بشير: قال البخاري: "فيه نظر". وقال ابن عدي: ليس في متون أحاديثه حديث منكر بل اضطرب في أسانيد ما يروى عنه، ووثقه أبو حاتم وأبو داود، وأورده ابن حبّان في الثقات، وقال عنه ابن حجر: لا بأس به. قلت: له عند مسلم حديثٌ واحدٌ متابعةً، وروى له أحمد والدارمي والأربعة ما مجموعه أربعة أحاديث دون المكرر.
بخاری اس راوی (حبيب بن سالم الأنصاري مولى النعمان بن بشير) کو فیہ نظر کہتے ہیں ابن عدی کہتے ہیں حدیثوں میں توازن نہیں اس کی حدیث منکر ہے بلکہ اسناد میں اضطراب بھی کرتا ہے .ابو حاتم اور ابو داود ثقہ کہتے ہیں اور ابن حبان ثقات میں لائے ہیں اور اس کو ابن حجر کہتے ہیں کوئی برائی نہیں. میں (أبو ذر عبد القادر) کہتا ہوں مسلم نے متابعت میں صرف ایک حدیث نقل کی ہے اور اس سے احمد ،دارمی اور چاروں سنن والوں نےبلا تکرار حدیث لی ہے
السیوطی کتاب تدريب الراوي میں وضاحت کرتے ہیں
تنبيهات الأول البخاري يطلق فيه نظر وسكتوا عنه فيمن تركوا حديثه
پہلی تنبیہ بخاری اگرکسی راوی پر فيه نظر کا اطلاق کریں اور سكتوا عنه کہیں تو مراد حدیث ترک کرنا ہے
کتاب التنكيل از الشیخ المعلمي کے مطابق
وكلمة فيه نظر معدودة من أشد الجرح في اصطلاح البخاري
اور کلمہ فیہ نظر بخاری کی شدید جرح کی چند اصطلاح میں سے ہے
اللكنوي کتاب الرفع والتكميل في الجرح والتعديل میں اس پر کہتے ہیں
فيه نظر: يدل على أنه متهم عنده ولا كذلك عند غيره
فیہ نظر دلالت کرتا ہے کہ راوی بخاری کے نزدیک متہم ہے اور دوسروں کے نزدیک ایسا نہیں

دین میں عمومی بگاڑ پیدا ہو گا اس کی خبر صحیح بخاری میں ہے - صحيح البخاري: كِتَابُ المَنَاقِبِ (بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ) صحیح بخاری : کتاب: فضیلتوں کے بیان میں (باب: آنحضرت ﷺکےمعجزات یعنی نبوت کی نشانیوں کابیان) میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو . إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا ، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا ، کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے ، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبید اللہ حضرمی نے ، کہا کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے بیان کیا ، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا ، وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاوں ۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ، یار سول اللہ ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر وبرکت (اسلام کی) عطا فرمائی ، اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ، میں نے سوال کیا ، اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ، لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا ۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہوگا ؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے ۔ ان میں کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری ۔ میں نے سوال کیا : کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ، جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے ، جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے ۔ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے ۔ ہماری ہی زبان بولیں گے ۔ میں نے عرض کیا : پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاوں تو میرے لیے آپ کا حکم کیا ہے ؟ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا ، میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو ۔ آپ نے فرمایا : پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا ۔ اگرچہ تجھے اس کے لیے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے ، یہاں تک کہ تیری موت آجائے اور تو اسی حالت پر ہو

راقم کے علم میں اس کی سند صحیح ہے اور یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ اس بگاڑ کی اصلاح کسی خلافت سے ممکن نہیں - [23]

---

[23] صحیح مسلم میں ہے

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا بِشَرٍّ، فَجَاءَ اللهُ بِخَيْرٍ، فَنَحْنُ فِيهِ، فَهَلْ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: هَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: فَهَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: كَيْفَ؟ قَالَ: "يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ"، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: "تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ

محمد بن سہل بن عسکر تمیمی، یحیی بن حسان، عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی، یحیی ابن حسان، معاویہ ابن سلام، زید بن سلام، ابوسلام، حضرت حذیفہ (رض) سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم شر میں مبتلا تھے اللہ ہمارے پاس اس بھلائی کو لایا جس میں ہم ہیں تو کیا اس بھلائی کے پیچھے بھی کوئی برائی ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کیا اس برائی کے پیچھے کوئی خیر بھی ہوگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کیا اس خیر کے پیچھے کوئی برائی بھی ہوگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کیا اس خیر کے پیچھے کوئی برائی ہوگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرے بعد ایسے مقتداء ہوں گے جو میری ہدایت سے راہنمائی حاصل نہ کریں گے اور نہ میری سنت کو اپنائیں گے اور عنقریب ان میں ایسے لوگ کھڑے ہوں گے کہ ان کے دل انسانی جسموں میں شیطان کے دل ہوں گے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کیسے کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا امیر کی بات سن اور اطاعت کر اگرچہ تیری پیٹھ پر مارا جائے یا تیرا مال غصب کرلیا جائے پھر بھی ان کی بات سن اور اطاعت کر

نوٹ : مختصر منذری میں ہے

.وذكر الدارقطني أن أبا سلام لم يسمع من حذيفة، فهو مرسل، وقد قال فيه: قال حذيفة

دارقطنی کے بقول یہ سند منقطع ہے

البتہ سنن ابوداود میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنِ فُتِحَتْ تُسْتَرُ، أَجْلُبُ مِنْهَا بِغَالًا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا صَدْعٌ مِنَ الرِّجَالِ، وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ إِذَا رَأَيْتَهُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَتَجَهَّمَنِي الْقَوْمُ، وَقَالُوا: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا؟ هَذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، فَأَحْدَقَهُ الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي أَرَى الَّذِي تُنْكِرُونَ، إِنِّي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ هَذَا الْخَيْرَ الَّذِي أَعْطَانَا اللَّهُ، أَيَكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: "السَّيْفُ" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَاذَا يَكُونُ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ لِلَّهِ خَلِيفَةٌ فِي الْأَرْضِ فَضَرَبَ ظَهْرَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَأَطِعْهُ، وَإِلَّا فَمُتْ، وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ"، قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ، وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ، وَجَبَ وِزْرُهُ، وَحُطَّ أَجْرُهُ"، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "ثُمَّ هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ"

سبیع بن خالد کہتے ہیں کہ تستر فتح کئے جانے کے وقت میں کوفہ آیا، وہاں سے میں خچر لا رہا تھا، میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چند درمیانہ قد و قامت کے لوگ ہیں، اور ایک اور شخص بیٹھا ہے جسے دیکھ کر ہی تم پہچان لیتے کہ یہ اہل حجاز میں کا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو لوگ میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے، اور کہنے لگے: کیا تم انہیں نہیں جانتے؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حذیفہ نے کہا: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے، اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا، تو لوگ انہیں غور سے دیکھنے

لگے، انہوں نے کہا: جس پر تمہیں تعجب ہو رہا ہے وہ میں سمجھ رہا ہوں، پھر وہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ اس خیر کے بعد جسے اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے کیا شر بھی ہو گا جیسے پہلے تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں" میں نے عرض کیا: پھر اس سے بچاؤ کی کیا صورت ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تلوار" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اللہ کی طرف سے کوئی خلیفہ (حاکم) زمین پر ہو پھر وہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے لگائے، اور تمہارا مال لوٹ لے جب بھی تم اس کی اطاعت کرو ورنہ تم درخت کی جڑ چبا چبا کر مر جاؤ " میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"پھر دجال ظاہر ہو گا، اس کے ساتھ نہر بھی ہو گی اور آگ بھی جو اس کی آگ میں داخل ہو گیا تو اس کا اجر ثابت ہو گیا، اور اس کے گناہ معاف ہو گئے، اور جو اس کی (اطاعت کر کے) نہر میں داخل ہو گیا تو اس کا گناہ واجب ہو گیا، اور اس کا اجر ختم ہو گیا" میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر قیامت قائم ہو گی"۔

اس سند کو البانی نے حسن کہا ہے – راقم کہتا ہے سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ مجھول ہے

ابن ماجہ میں بھی ہے لیکن متن مختصر ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُرْطٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَكُونُ فِتَنٌ عَلَى أَبْوَابِهَا دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ، فَأَنْ تَمُوتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلِ شَجَرَةٍ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتْبَعَ أَحَدًا مِنْهُمْ"

اس سند کو البانی نے صحیح کہا ہے

سنن الکبری بیہقی میں دو طرق ہیں ایک میں الولید ہے دوسرے میں نہیں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ , أَنْبَأَ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزِيدٍ، ثنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ، ثنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو الْفَضْلِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ، ثنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْيَشْكُرِيُّ، قَالُوا: ثنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ , وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي , فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ , فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ , فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: " نَعَمْ "، قَالَ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: " نَعَمْ , وَفِيهِ دَخَنٌ " , قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: " قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي , تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ " , قُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: " نَعَمْ , دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ , مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا " , قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: " هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا , وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا " , قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: " تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ " , قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: " فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا , وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ كَذَلِكَ ". قَالَ أَبُو عَمَّارٍ [ص:270] فِي حَدِيثِهِ: صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: " هُمْ مِنْ كَذَا , وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا "

ان اسناد کو صحیح سمجھا گیا ہے الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ان میں نہیں ہے بلکہ مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ نے روایت کیا ہے جو ثقہ ہے

راقم کہتا ہے خلافت علی منہج النبوہ نام کی کوئی شی ثابت نہیں ہے – اس سے متعلق حدیث ضعیف ہے اور لوگوں کا پروپیگنڈا زیادہ ہے کہ اس قسم کی کسی خلافت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی

مغالطہ: ملک عضوض کی خبر دی تھی

معجم ابن الأعرابي از أبو سعيد بن الأعرابي البصري الصوفي (المتوفى: 340هـ) اور طبرانی الکبیر کی روایت ہے

نا زَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّايِغُ، نا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ، نا الْعَلَاءُ بْنُ الْمِنْهَالِ الْغَنَوِيُّ، نا مُهَنَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْعَبْسِيُّ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْيَوْمَ فِي نُبُوَّةٍ وَرَحْمَةٍ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا مُلُوكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، وَيَلْبَسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذَلِكَ يُنْصَرُونَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ

حُذَيْفَةَ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم پر نبوت و رحمت ہے پھر خلافت و رحمت ہو گی پھر ایسا ویسا ہو گا پھر ایسا ایسا ہو گا بادشاہت بھنبھوڑنے والی ہو گی جو شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے

اس کی سند میں مهند بن هشام القيسي الكوفي ہے جو مجھول ہے اس کو طبرانی کی سند میں العلاء بن المنهال نے ثقہ کہا ہے جبکہ اس کا حال نا معلوم ہے- خود العلاء بن المنهال کے لئے امام العقيلي کہتے ہیں : لا يتابع عليه اس کی روایات کی متابعت نہیں ہے- امام الذہبی نے ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں العلاء بن المنهال کے لئے کہا ہے فيه جهالة اس میں جہالت ہے یعنی یہ مجھول ہے جبکہ أبو زرعة الرازي اور عجلی نے اس کو ثقہ کہا ہے- اسطرح العلاء بن المنهال تو مختلف فیہ ہو گیا اور یہ جس مُهَنَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْعَبْسِيُّ کو ثقہ کہتا ہے وہ مجھول ہے

طبرانی کبیر کی ایک اور روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ النَّضْرِ الْعَسْكَرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ حَفْصٍ النُّفَيْلِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنِ ابی شِهَابٍ، عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَّلُ هَذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُونَ عَلَيْهِ تكادُمَ الْحُمُرِ فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جهادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رباطِكُمْ عَسْقَلَانُ

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کام میں سب سے پہلے نبوت و رحمت ہے پھر خلافت و رحمت ہے پھر بادشاہت و رحمت ہے پھر امارت و رحمت ہے

یہ روایت اوپر والی روایت سے یکسر الگ ہے اگرچہ اس کی سند میں فطر ہے جو کٹر شیعہ ہے لیکن اس کی یہ روایت بنو امیہ مخالف نہیں ہے فطر کے لئے محدثین کہتے ہیں

قال الجوزجاني زائغ غير ثقة الجوزجاني کہتے ہیں ٹیڑھا ہے ثقہ نہیں ہے

وقال الدارقطني زائغ لا يحتج به دارقطنی کہتے ہیں ٹیڑھا ہے اس سے دلیل مت لینا

وغمزه ابن المديني اور ابن المدینی نے اس کو کم کیا ہے

لیکن بعض دیگر نے اس کو ثقہ قرار دے دیا ہے

روایت میں چار ادوار ہیں

نبوت و رحمت ہے ظاہر ہے یہ دور نبوی ہے

خلافت و رحمت ہے یہ ابو بکر ، عمر ، عثمان ، علی رضی الله عنہما کا دور ہے

ملوکیت و رحمت ہے یعنی دور معاویہ اوریزید اور بنو امیہ

امارت و رحمت ہے یعنی دور بنو عباس

فطر کا انتقال خِلَافَةِ أَبِي جَعْفَرٍ میں سن ۱۵۵ ہجری میں ہوا گویا اس روایت میں وہ دور نبوی سے اپنے دور تک اتا ہے سب کو رحمت کہتا ہے – اس روایت کی سند میں راوی سعيد بن حفص النفيلي أبو عمرو الحرّاني ہیں بقول المعلمي اليماني کے دیگر راویوں نے اس روایت میں عسقلان کا ذکر نہیں کیا ، قد رواه غيره عن عمر من قوله، بدون ذكر عسقلان

البانی نے الصحیحہ میں رقم 3270 میں فطر کی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ابی شہاب اصل میں موسى بن نافع الخياط ہے

قلت: وهذا إسناد جيد، رجاله كلهم ثقات؛ غير سعيد بن حفص النفيلي، ففيه كلام يسير

میں البانی کہتا ہوں اس کی اسناد جید ہیں تمام راوی ثقہ ہیں سوائے سعيد بن حفص النفيلي کے جن پر تھوڑا کلام ہے

البانی ایک طرف تو اس روایت کو صحیح کہتے ہیں جس میں   بھنبوڑنے والی بادشاہت کا ذکر ہے دوسری طرف فطر کی روایت کو جید کہہ کر اس کو الله کی رحمت بھی کہتے ہیں یہ مثال ہے کہ علماء کا ضعیف احادیث کو زیادہ دیکھنا صحیح نہیں کیونکہ ان کو خود اپنی تضاد بیانی کا یاد نہیں رہتا

الغرض بھنبوڑنے والی بادشاہت والی روایت صحیح نہیں ہے

مسلک پرستوں کا دلیل لینا

مسلک پرستوں کی ممدوح شخصیت ابن حجر عسقلانی صحابہ پر زبان درازی کرتے تھے مثلا کتاب فتح الباری ج ۸ ص ۷۷ میں کہتے ہیں

قولہ فَإِذَا كَانَتْ أَيِ الْإِمَارَةُ بِالسَّيْفِ أَيْ بِالْقَهْرِ وَالْغَلَبَةِ كَانُوا مُلُوكًا أَيِ الْخُلَفَاءُ وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى مَا قَرَّرْتُهُ أَنَّ ذَا عَمْرٍو كَانَ لَهُ اطِّلَاعٌ عَلَى الْأَخْبَارِ مِنَ الْكُتُبِ الْقَدِيمَةِ وَإِشَارَتُهُ بِهَذَا الْكَلَامِ تُطَابِقُ الْحَدِيثَ الَّذِي أخرجه أَحْمد وَأَصْحَاب السّنَن وَصَححهُ بن حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ سَفِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَصِيرُ مُلْكًا عَضُوضًا

قول کہ پس جب تلوار کی حکومت ہو یعنی قہر و غلبہ ہو تو بادشاہ ہوں گے یعنی خلفاء اور ... اس کلام پر اشارہ حدیث میں ہے جس کی تخریج امام احمد اور اصحاب السنن نے کی ہے اس کو ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے اور دوسروں نے حدیث سفینہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر یہ پلٹ جائے گی بھبھوڑنے والی بادشاہت میں

عادل أحمد عبد الموجود اور علی محمد معوض جو الاصابہ از ابن حجر کے محقق ہیں وہ لکھتے ہیں

وهكذا أصبحت الخلافة ملكا عضوضا على يد معاوية الّذي ورثها لابنه اليزيد، وأجبر الناس على بيعته في حياته حتى لا ينازعه في ملكه منازع من بعده. ولسنا نقول بأن الخبر الّذي قاله النّبي صلّى اللَّه عليه وسلم عن الملك العضوض حين يفيد انتقاصا من قدر الملوك فإنه غالبا ما يكون فيهم الحزم والكياسة إلى جانب الشّدة والعنف

اور اسطرح یہ خلافت معاویہ کے ہاتھ پر ایک بھنبوڑنے والی بادشاہت میں تبدیل ہوئی جس کا وارث اس نے اپنے بیٹے یزید کو کیا اور لوگوں پر جبر کیا کہ اس کے بیٹے کی بیعت لیں اس کی زندگی ہی میں حتی کہ اس میں کوئی تنازع بعد از مرگ نہ ہو سکے لیکن وہ خبر جو رسول اللہ سے ملی ہے کاٹنے والی بادشاہت پر اس پر ہم کہتے ہیں کہ اس کا فائدہ ہے کہ اکثر بادشاہ (مقام سے) گر کر تہذیب و نرمی کے ساتھ شدت اور تشدد بھی کرتے ہیں

ابن کثیر کتاب البداية والنهاية میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ أَبِي خيثمة: حدثنا هارون بن معروف حدثنا حمزة عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ يَقُولُ أَنَا أَوَّلُ الْمُلُوكِ وَآخِرُ خَلِيفَةٍ، قُلْتُ: وَالسُّنَّةُ أَنْ يُقَالَ لِمُعَاوِيَةَ مَلِكٌ، وَلَا يُقَالُ لَهُ خليفة لحديث «سفينة الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا»

ابن ابی خیثمة کہتے ہیں ہارون بن معروف نے حمزة سے انہوں نے ابْنِ شَوْذَبٍ سے روایت کیا کہ معاویہ کہا کرتے وہ پہلے بادشاہ ہیں اور آخری خلیفہ میں ابن کثیر کہتا ہوں اور سنت یہ ہے معاویہ کو بادشاہ کہا جائے

اور خلیفہ نہ کہا جائے کہ حدیث ہے سفینہ کی میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی پھر بھنبھوڑنے والی بادشاہت ہو گی

نعوذ باللہ من تلک الخرافات

ابْنِ شَوْذَبٍ نام کے کسی بھی شخص کا معاویہ رضی الله عنہ سے سماع نہیں ہے

اللہ صحابہ کے حوالے سے بغض سے بچائے

مغالطہ : آنے والا خلیفہ بیت الابیض کو فتح کرے گا

صحیح مسلم 1822 میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِي نَافِعٍ، أَنْ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةٍ عَشِيَّةَ رُجِمَ الْأَسْلَمِيُّ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، أَوْ يَكُونَ عَلَيْكُمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ": عُصَيْبَةٌ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَفْتَتِحُونَ الْبَيْتَ الْأَبْيَضَ، بَيْتَ كِسْرَى «أَوْ» آلِ كِسْرَى " وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ فَاحْذَرُوهُمْ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِذَا أَعْطَى اللهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ»،

قتیبہ بن سعید، ابوبکر بن ابی شیبہ، حاتم بن اسماعیل، مسمار، حضرت عامر بن سعد ابی وقاص (رض) سے روایت ہے کہ میں نے اپنے غلام نافع کی ذریعہ جابر بن سمرہ (رض) کو لکھا کہ آپ مجھے خبر دیں کسی ایسی حدیث کی جو آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنی ہو تو مجھے جوابا لکھا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جمعہ کی شام کو جس دن ماعز اسلمی کو رجم کیا گیا سنا، دین ہمیشہ قائم وباقی رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے یا تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوجائیں اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں اور میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے کہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کسری یا اولاد کسری کے سفید محل کو فتح کرے گی اور مزید میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا کہ قیامت کے قریب کذاب ظاہر ہوں گے پس تم ان سے بچتے رہنا اور مزید سنا کہ جب اللہ تم میں سے کسی کو کوئی بھلائی عطا کرے تو اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے کی ابتدا کرو اور یہ بھی سنا کہ میں حوض پر آگے بڑھنے والا ہوں گا۔

اس کی سند مضبوط نہیں ہے کیونکہ اس میں المهاجر بن مسمار مولى سعد بن أبي وقاص الزهري. مات بعد خروج محمد بن عبد الله بن حسن. وقيل سنة خمسين ومائة. وله أحاديث. وليس بذاك. وهو صالح الحديث.

اس راوی پر ابن سعد کا کہنا ہے کوئی خاص نہیں ہے -

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا، حَتَّى يَكُونَ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ يَخْرُجُ كَذَّابُونَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، ثُمَّ تَخْرُجُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَيَسْتَخْرِجُونَ كَنْزَ الْأَبْيَضِ، كِسْرَى، وَآلِ كِسْرَى، وَإِذَا أَعْطَى اللهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا، فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، وَأَهْلِهِ، وَأَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ

الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، نے عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ سے اس نے جابر بن سمرہ سے روایت کی حدیث رسول کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دین کو زوال نہ ہو گا قائم رہے گا اور اس میں ۱۲ خلیفہ قریشی ہوں گے پھر اس میں قبل قیامت تیس کذاب نکلیں گے پھر مسلمانوں کا ایک گروہ نکلے گا جو کسری کا خزانہ كَنْزَ الْأَبْيَضِ اور ال کسری کو نکالیں گے اور جب اللہ کسی کو خیر دے تو اپنے اپ سے شروع کرنا اور اپنے اہل سے اور میں حوض (کوثر) پر ملوں گا

اس کے مکمل متن کے مطابق ۱۲ خلفاء کے بعد مسلمان کسری کا خزانہ نکالیں گے- جبکہ کسری کا خزانہ تو دوسرے خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی نکل آیا مدینہ پہنچ گیا تھا اور الْبَيْتَ الْأَبْيَضَ کسری کا محل فتح ہو چکا- کسری کا خزانہ دور عمر میں نکلا مدینہ پہنچا اس سے یہ معلوم ہوا مسند احمد اور صحیح مسلم کی یہ مخصوص کی روایت صحیح نہیں لیکن اس روایت کو آجکل مستقبل کی پیشن گوئیوں میں خاص شامل کیا جا رہا ہے

صحیح بخاری میں کسری کے خزانوں کی خبر ہے

مجھ سے محمد بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو سعد طائی نے خبر دی، انہیں محل بن خلیفہ نے خبر دی، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہو گا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہو گا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا ہے اور فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) کسریٰ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا، اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہو گی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم

میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا بیشک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بیشک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جہنم سے ڈرو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آ سکے تو (کسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعدان بن بشر نے خبر دی، ان سے ابومجاہد نے بیان کیا، ان سے محل بن خلیفہ نے بیان کیا، اور انہوں نے عدی رضی اللہ سنے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر مذکور ہوئی۔

یعنی یہ کسری بن ہرمز کے خزانے کی بات تھی جس کا خزانہ نکلا اور دور عمر میں مدینہ پہنچا- مسند الفاروق از ابن کثیر میں ہے

قال القاسم بن أبي شيبة: ثنا حفص بن غياث، عن السَّيباني (1)، عن أبي عَون الثَّقَفي، عن السَّائب بن الأقرع: أنَّه كان جالسًا في إيوانِ كسرى، فنَظَر إلى تمثالٍ يُشيرُ بإصبعِهِ إلى موضعٍ، قال: فوَقَعَ في رُوْعي (2) أنَّه يُشيرُ إلى كنزٍ، فاحتَفَرتُ الموضعَ، فأَخرَجتُ كنزًا عظيمًا، فكَتَبتُ إلى عمرَ -رضي الله عنه- أُخبِرُهُ، فكَتَب إليَّ عمرُ: إنك أميرٌ من أمراءِ المسلمينَ فاقْسِمْهُ بين المسلمينَ (3).

إسناد جيد أيضًا.

السَّائب بن الأقرع نے کہا وہ ایوان کسری میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ان تمثیلوں یا تصویروں کو دیکھا .. ان سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ... پھر وہاں سے عظیم خزانہ نکلا انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اس کی خبر دیں کیا کریں عمر نے جواب دیا تم امیر ہو اس کو مسلمانوں میں تقسیم کرو

ابن کثیر نے کہا سند بہت اچھی ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَيَفْتَحَنَّ رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كُنُوزَ كِسْرَى الَّتِي، قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: الَّذِي، بِالْأَبْيَضِ " قَالَ جَابِرٌ: «فَكُنْتُ فِيهِمْ، فَأَصَابَنِي أَلْفُ دِرْهَمٍ»

جابرَ بْنَ سَمُرَةَ نے کہا اس خزانہ میں سے مجھے ایک ہزار درہم ملے

بہر کیف تاریخ کا مطالعہ نہ کرنے اور صرف روایات کی تصحیح کرتے رہنے سے جو مغالطے جنم لے رہے ہیں ان کی ایک جھلک اپ کو دکھائی گئی ہے -

الغرض صحیح تاریخ کے حوالے سے جو کام ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہوا یہاں تک کہ مصر سے سن ۲۰۰۹ ع میں ۱۳ جلدوں میں صحيح وضعيف تاريخ الطبري ، محمد بن طاهر البرزنجي - محمد صبحي حسن حلاق کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے - یعنی ۱۳ صدیوں بعد مسلمانوں نے تاریخ کے اس ضخیم مصدر کی تہذیب و تحقیق کی ہے -

ان تمام روایات کو نہ صرف بطور تاریخ پڑھنا بلکہ ان کا تجزیہ کرنا بھی ضروری ہے اور اس کتاب کا مدعا یہی ہے-

صحیح بخاری ۱۵۵۰ اور سنن نسائی ٤٢٠٦ میں ہے

حدیث نمبر: 4206
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْن عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ يَعْمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ وَالٍ، إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ، وَهُوَ مِنَ الَّتِي تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا".
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسا کوئی حاکم نہیں جس کے دو قسم کے مشیر نہ ہوں، ایک مشیر اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے، اور دوسرا اسے بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا۔ لہٰذا جو اس کے شر سے بچا وہ بچ گیا اور ان دونوں مشیروں میں سے جو اس پر غالب آ جاتا ہے وہ اسی میں سے ہو جاتا ہے

الغرض خلافت حاصل کرنے اور اس کو قائم رکھنے کی کی مسلمانوں کی کاوش کو سمجھا جانا ضروری ہے - یہ ضروری ہے کہ تاریخی روایات چاہے وہ صحیح بخاری و مسلم میں ہی کیوں نہ ہوں ان کو صرف مذھب سمجھ کر نہ پڑھا جائے بلکہ اس میں راوی کے رجحانات کا تعین کیا جائے اور اس کی مستقبل بینی یا پیش بندی کو دیکھا جائے جو وہ حدیث رسول کے پردے میں بیان کر رہا ہے – اس کی وجہ ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ پر جھوٹ تک باندھا ہے اور احتمال ممکن ہے ہم کو ان کے کذب کی خبر نہ پہنچی ہو- اس میں یہ بھی ممکن ہے حدیث صحیح ہو لیکن راوی خود اس کے فہم پر مغالطہ میں ہو ، یہ بھی سکتا ہے کہ راوی سامعین کو

مغالطہ جان بوجھ کر دیے رہا ہو – اس قسم کے احتمالات و امکانات موجود ہیں- قارئیں سے درخواست ہے کہ اغلاط کی نشاندہی کریں اور اگر کسی مسئلہ میں وہ زاویہ نگاہ الگ رکھتے ہیں تو آگاہ کریں کیونکہ تحقیق کا باب کھلا رکھنا چاہیے –

یہ کتاب نہ ہوتی اگر اسلامک بلیف ویب سائٹ پر قارئین سوال نہ کرتے – یہ کتاب اصلا ان سوالات کا جواب ہیں جو ملک اعوان صاحب، وجاہت صاحب، لولی آل ٹائم ، انعم شوکت صاحبہ، جواد صاحب، عائشہ بٹ صاحبہ نے گزشتہ سالوں میں کیے ہیں - راقم اس حوالے سے ان سب کا شکر گزار ہے

اب ہم کتاب کا آغاز کرتے ہیں

ابو شہر یار ۲۰۱۸

باب ۱: دورِ ابو بکر رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری کی حدیث ٣٦٦٨ ہے

انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (دونوں مل کر حکومت کریں گے) پھر ابوبکر، عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لیے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزارء ہو۔ اس پر حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزارء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کیے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو یا ابوعبیدہ بن جراح کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ہم آپ کی ہی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

صحیح بخاری ٦٨٣٠ باب بَابُ رَجْمِ الْحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ:باب: زنا سے حاملہ ہونے والی عورت کو رجم کرنے کا بیان جب کہ وہ شادی شدہ ہو میں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی

سن لو بلاشبہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے بہتر تھے البتہ انصار نے ہماری مخالفت کی تھی اور وہ سب لوگ سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے۔ اسی طرح علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے بھی ہماری مخالفت کی تھی اور باقی مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تھے- ۔ اس وقت میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوبکر! ہمیں اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس لے چلئے۔ چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے ارادہ سے چل پڑے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ہماری، انہیں کے دو نیک لوگوں سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ انصاری آدمیوں نے یہ بات ٹھہرائی ہے کہ (سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنائیں) اور انہوں نے پوچھا۔ حضرات مہاجرین آپ لوگ کہاں جا

رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ ہرگز وہاں نہ جائیں بلکہ خود جو کرنا ہے کر ڈالو لیکن میں نے کہا کہ بخدا ہم ضرور جائیں گے۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور انصار کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے مجلس میں ایک صاحب (سردار خزرج) چادر اپنے سارے جسم پر لپیٹے درمیان میں بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بخار آ رہا ہے۔ پھر ہمارے تھوڑی دیر تک بیٹھنے کے بعد ان کے خطیب نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی۔ پھر کہا: امابعد! ہم اللہ کے دین کے مددگار (انصار) اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے گروہ مہاجرین! کم تعداد میں ہو۔ تمہاری یہ تھوڑی سی تعداد اپنی قوم قریش سے نکل کر ہم لوگوں میں آئے تھے ۔ تم لوگ اب یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کرو اور ہم کو خلافت سے محروم کر کے آپ خلیفہ بن بیٹھو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خطبہ پورا کر چکے تو میں نے بولنا چاہا۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں ترتیب دے رکھی تھی۔ میری بڑی خواہش تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بات کرنے سے پہلے ہی میں اس کو شروع کر دوں اور انصار کی تقریر سے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ پیدا ہوا ہے اس کو دور کر دوں جب میں نے بات کرنی چاہی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ذرا ٹھہرو میں نے ان کو ناراض کرنا برا جانا۔ آخر انہوں نے ہی تقریر شروع کی اور اللہ کی قسم! وہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور مجھ سے زیادہ سنجیدہ اور متین تھے۔ میں نے جو تقریر اپنے دل میں سوچ لی تھی اس میں سے انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ فی البدیہہ وہی کہی بلکہ اس سے بھی بہتر پھر وہ خاموش ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ انصاری بھائیو! تم نے جو اپنی فضیلت اور بزرگی بیان کی ہے وہ سب درست ہے اور تم بیشک اس کے لیے سزاوار ہو مگر خلافت قریش کے سوا اور کسی خاندان والوں کے لیے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قریش از روئے نسب اور از روئے خاندان تمام عرب قوموں میں بڑھ چڑھ کر ہیں اب تم لوگ ایسا کرو کہ ان دو آدمیوں میں سے کسی سے بیعت کر لو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ تھاما وہ ہمارے بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے، ان ساری گفتگو میں صرف یہی ایک بات مجھ سے میرے سوا ہوئی۔ واللہ میں آگے کر دیا جاتا اور بےگناہ میری گردن مار دی جاتی تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ مجھے ایک ایسی قوم کا امیر بنایا جاتا جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ خود موجود ہوں۔ میرا اب تک یہی خیال ہے یہ اور بات ہے کہ وقت پر نفس مجھے بہکا دے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جو اب نہیں کرتا۔ پھر انصار میں سے ایک کہنے والا حباب بن منذر یوں کہنے لگا سنو سنو میں ایک لکڑی ہوں کہ جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑ کر کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور میں وہ باڑ ہوں جو درختوں کے اردگرد حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے۔ میں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں ایسا کرو دو خلیفہ رہیں (دونوں مل کر کام کریں) ایک ہماری قوم کا اور ایک قریش والوں کا۔ مہاجرین قوم کا اب خوب شورغل ہونے لگا کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے آخر میں کہہ اٹھا ابوبکر! اپنا ہاتھ بڑھاؤ، انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین جتنے وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر انصاریوں نے بھی بیعت کر لی (چلو جھگڑا تمام ہوا جو منظور الٰہی تھا وہی ظاہر ہوا) اس کے بعد ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) ایک شخص انصار میں سے کہنے لگا: بھائیو! بیچارے سعد بن عبادہ کا تم نے خون کر ڈالا۔ میں نے کہا اللہ اس کا خون کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا اس وقت ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ہم کو ڈر پیدا ہوا کہیں ایسا نہ ہو ہم لوگوں سے جدا رہیں اور ابھی انہوں نے

کسی سے بیعت نہ کی ہو وہ کسی اور شخص سے بیعت کر بیٹھیں تب دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو ہم بھی جبراً و قہراً اسی سے بیعت کر لیتے یا لوگوں کی مخالفت کرتے تو آپس میں فساد پیدا ہوتا (پھوٹ پڑ جاتی) دیکھو پھر یہی کہتا ہوں جو شخص کسی سے بن سوچے سمجھے، بن صلاح و مشورہ بیعت کر لے تو دوسرے لوگ بیعت کرنے والے کی پیروی نہ کرے، نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی ہے کیونکہ وہ دونوں اپنی جان گنوائیں گے

اس روایت میں ہے کہ انصار نے کہا ایک خلیفہ مہاجرین میں کرو ایک انصار میں - اس سے معلوم ہوا کہ روایت جس میں دو خلفاء میں سے ایک کی گردن مارنے کا ذکر ہے وہ وہاں بیان کسی نے نہیں کی جبکہ اس کو انصاری صحابی[24] (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ،) سے منسوب کیا گیا ہے

24

صحیح مسلم: كِتَابُ الْإِمَارَةِ (بَابُ إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ) صحیح مسلم: کتاب: امور حکومت کا بیان

(باب: دب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے)

وحَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ . 4799 رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ کی سند
سندا یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کی سند سے نقل ہوئی ہے
سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ البصری المتوفی ١٤٤ ھ سے اس روایت کو (صحیح مسلم میں) خالد بن عبد اللہ نے سنا ہے
العلل از عبد اللہ بن احمد میں ہے
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علية عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق
عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں
ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا
اس دور میں بصرہ میں سن ١٣٢ ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجريري میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے
اسی کتاب میں ہے قبل موته بسبع سنين یہ اختلاط یا کیفیت الجريري پر مرنے سے قبل سات سال رہی
ابن علیہ کے برعکس امام یحیی بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے

یہ روایت خالد بن عبد اللہ الواسطی کی سند سے ہے لیکن خالد بن عبد اللہ الواسطی کا واضح نہیں کہ انہوں نے الجریری سے کب سنا محققین کے مطابق بخاری نے ان سے متابعت میں روایت لی ہے

مسند البزار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے
حَدَّثنا مُحَمد بن رزق الله الكلواذاني، قَال: حَدَّثنا عَبد الصمد، قَال: حَدَّثنا أَبُو هلال، عَن قَتادة، عَن سَعِيد، عَن أَبِي هُرَيرة، عَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما.

اس میں قتادہ مدلس ہیں

أبي هلال الراسبي محمد بن سليم ہے
كتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذهبی کے مطابق
صالح الحديث قال النسائي ليس بالقوي وتركه القطان
یہ امام القطان کے نزدیک متروک ہے

امام احمد کا قول ہے
وهو مضطرب الحديث عن قتادة. «الجرح والتعديل» 7/ (1484) .
ابو ہلال قتادہ سے روایت کرنے میں مضطرب ہے

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت تو ضعیف ہے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ میں واضح نہیں کہ اس میں اختلاط کا عمل دخل ہے یا نہیں

یہ روایت منفرد ہے اور اس قسم کی روایت بہت سے اصحاب رسول کو بیان کرنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ملتا دوم اس میں بصریوں کا تفرد ہے
جو حسین رضی اللہ عنہ کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں مثلا الجریری اور قتادہ وغیرہ

صحیح مسلم- مسند احمد – سنن نسائی – سنن ابو داود میں ہے

عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ
مستقبل میں فتنے اور فسادات ہوں گے، پس جو شخص اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے تو اسے تہ تیغ کر دو چاہے کوئی بھی ہو

سند میں زیاد بن علاقة بن مالك الثعلبي، أبو مالك الكوفي کا تفرد ہے
قال الأزدي في كتابه: «المخزون»: إثر حديث رواه عن عيسى بن عقيل، وهذا حديث لا يحفظ إلا عن زياد بن علاقة على سوء مذهبه وبراءتي من مذهبه كان منحرفا عن أهل بيت نبيه صلى الله عليه وسلم زائغا عن الحق.

الأزدي نے اپنی کتاب المخزون میں کہا وہ حدیث جو .... زیاد بن علاقہ نے روایت کی ہے وہ بد مذہب ہے اور میں اس کے مذہب سے برات کرتا ہوں یہ اہل بیت سے منحرف تھا حق سے دور

راقم کے نزدیک یہ روایت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے- راوی کی بدعت کی موید روایت نہیں لی جا سکتی

علی کا گھر جلایا گیا؟

مصنف ابن ابی شیبہ اور فضائل صحابہ از احمد کی روایت ہے[25]

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ , نا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ , حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ , عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ أَنَّهُ حِينَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ يَدْخُلَانِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُشَاوِرُونَهَا وَيَرْتَجِعُونَ فِي أَمْرِهِمْ , فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: «يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَاللهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَبِيكِ , وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا بَعْدَ أَبِيكِ مِنْكِ , وَايْمُ اللهِ مَا ذَاكَ بِمَانِعِي إِنِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ النَّفَرُ عِنْدَكِ ; أَنْ أَمَرْتُهُمْ أَنْ يُحَرَّقَ عَلَيْهِمِ الْبَيْتُ» , قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ عُمَرُ جَاءُوهَا فَقَالَتْ: تَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللَّهِ لَئِنْ عُدْتُمْ لَيُحَرِّقَنَّ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَ وَايْمُ اللهِ لَيَمْضِيَنَّ لِمَا حَلَفَ عَلَيْهِ , فَانْصَرِفُوا رَاشِدِينَ , فَرَوْا رَأْيَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ , فَانْصَرَفُوا عَنْهَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا حَتَّى بَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ

زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو بکر کی بیعت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو علی اور زبیر، فاطمہ کے پاس آئے اور ان سے مشورہ کرنے لگے اور … پس جب اس کی خبر عمر کو ہوئی تو وہ فاطمہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول اللہ کی بیٹی اللہ کی قسم ہم کو آپ کے باپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا اور ان کے بعد آپ سے زیادہ لیکن اللہ کے لئے یہ مجھے مانع نہ ہو گا کہ میں ایک جتھا اپ کے لئے لے آوں کہ وہ اس گھر کو جلا دے، پس جب عمر چلے گئے تو فاطمہ نے علی سے کہا کیا اپ

---

[25]

ڈاکٹر علی صلابی نے اس روایت کو اپنی کتاب، اسمی المطالب فی سیرۃ امیر المومنین علی ابن ابی طالب، جز ۱، صفحہ ۲۰۲، طبع مکتبۃ الصحابہ، امارات؛ پر نقل کیا ہے- اور حاشیہ میں سند کو بھی صحیح مانا ہے- طرفہ تماشہ ہے کہ اس حوالے سے اس کو روافض کا قول بھی کہہ دیا ہے

وقد زاد الروافض في هذه الرواية واختلفوا إفكا وبهتانًا وزورًا، وقالوا إن عمر قال: إذا اجتمع عندك هؤلاء النفر ان لأُحرقنَّ عليهم هذا البيت، لأنهم أرادوا شق عصا المسلمين

رافضیوں نے اس روایت میں اضافہ کیا، اور جھوٹ، بہتان اور دروغ گوئی کی کہ عمر نے کہا کہ (إذا اجتمع عندك هؤلاء النفر ان لأُحرقنَّ عليهم هذا البيت) کیونکہ وہ مسلمانوں کے عصا(یعنی قوت) کو توڑنے کا ارادہ رکھتے تھے

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-36424/page-20

سعودی مفتی بن باز نے بھی اس روایت کو صحیح متصور کیا ہے

کو پتا ہے عمر آئے تھے اور الله کی قسم لے کر گئے ہیں کہ اگر دیر کی تو وہ گھر جلا ڈالیں گے اور الله کی قسم وہ یہ کر دیں گے جس کی قسم لی ہے پس سید ھے سیدھے جاؤ .... اور واپس نہ آنا حتی کہ ابو بکر کی بیعت کر لو

یہ روایت متن میں غیر واضح اور تنقیص علی رضی الله عنہ پر مبنی ہے – علی رضی الله عنہ ناراض تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ان کو اس سے مطلع کیا جاتا اور روایات سے معلوم ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی الله عنہما سعد بن عبادہ کو روکنے گئے تھے جو انصار میں سے خلیفہ بننے کا ارادہ رکھتے تھے- عبادہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے اس کی وضاحت کے لئے ابو بکر و عمر نے عجلت کی اگر انصار میں سے کوئی خلیفہ ہو جاتا تو مسلمان دو حصوں میں بٹ جاتے ایک طرف انصار ہوتے اور دوسری طرف مہاجرین

اہل بیت اور زبیر رسول الله کے خاندان کے لوگ تھے یہ تدفین اور رشتہ داروں کے ساتھ تھے ان سب کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب ہو گیا ہے – بالفرض اگر جانے سے پہلے شیخین مسجد النبی میں اعلان کرا دیتے کہ اس باغ میں یہ ہو رہا ہے ہم وہاں جا رہے ہیں تو یہ اشتعال پر مبنی بات ہوتی کیونکہ قریش اور مہاجرین بدک جاتے اور ان کے انصار سے تعلقات کشیدہ ہو جاتے - سعد بن عبادہ رضی الله عنہ نے ابو بکر رضی الله عنہ کی بیعت نہیں کی کیونکہ ان کو لگا کہ اسلام میں اب انصار کا رول ختم ہو گیا ہے اب تو صرف قریشی خلفاء ہوں گے - علی رضی الله عنہ کسی سے ڈرنے والے نہ تھے ان کا اپنا مزاج تھا اور صحیح بخاری کے مطابق ٦ ماہ بعد انہوں نے ابو بکر کی بیعت کی

مستدرک الحاکم میں ہے
حَدَّثَنَا مُكْرَمُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَاضِي، ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْهَمْدَانِيُّ، ثنا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَلِيٍّ الزَّعْفَرَانِيُّ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكِ، وَاللَّهِ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
[التعليق – من تلخيص الذهبي] 4736 – غريب عجيب

اس کو عجیب و غریب الذھبی نے کہا ہے

سند میں زيد بن أسلم العَدَوِي العمري المدني المتوفى ١٣٦ ھ ہے جس کا ذکر ابن عدی نے الکامل میں کیا ہے لیکن ثقہ کہا ہے - دوسرے عبيد الله بن عمربن ميسرة القواريري المتوفى ٢٤٠ ھ ہیں جو حماد بن زید بصری کے ہم عصر ہیں یہ ثقہ ہیں –

امکان ہے کہ یہ محمد بْن بِشْر بْن الفَرَافِصَة بْن المختار ، أبو عَبْد اللَّه الكُوفِيُّ المتوفی ۲۳۰ ھ نے مرسل بیان کیا ہے کیونکہ دیگر اسناد میں واقعہ بیان نہیں ہوا جو محمد بن بشر العبدي نے بیان کیا ہے- محمد بن بشر العبدي ارسال بھی کرتا ہے – ممکن ہے یہاں ارسال ہو اور اصل نام نہیں لیا گیا جس نے اس واقعہ کو بیان کیا-

[26] دوم زید بن أسلم اور عبید اللہ بن عمربن میسرة القواريري کے درمیان انقطاع ہے
مسند احمد میں ایک سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو عُبَادَةَ الزُّرَقِيُّ الْأَنْصَارِيُّ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

یہاں حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ اور زید کے درمیان دو راوی ہیں

مسند ابویعلی میں سند ہے
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ»

یہاں عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ اور زید کے درمیان ایک راوی ہے

اسی کتاب میں بعض دفعہ ان کے درمیان دو راوی اتے ہیں
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

لہذا صحیح بات ہے کہ ُعبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ کا سماع زید بن اسلم سے نہیں ہے

---

[26] الکامل از ابن عدی میں ہے
حماد بن زيد قال قدمت المدينة وأهل المدينة يتكلمون في زيد بْن أسلم فقلت لعبد اللَّه ما تقول في مولاكم هذا قَال: مَا نعلم به بأسا إلا أنه يفسر القرآن برأيه.
حماد بن زید نے کہا میں مدینہ پہنچا اور اہل مدینہ زید بن اسلم پر کلام کرتے پس میں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ یہ اس پر کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا یہ قرآن کی تفسیر رائے سے کرتا ہے

بعض کتابوں میں ہے کہ حماد سے اس کو عبید اللہ بن عمربن میسرة نے بیان کیا گویا عبید اللہ بن عمربن میسرة اتنے بڑے تھے کہ وہ زید پر تبصرہ کر سکتے تھے جبکہ ان دونوں کی وفات میں سو سال سے اوپر کا فرق ہے – اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ زید اور عبید اللہ کا سماع بھی ہوا ہے – کتب حدیث میں یہ واحد روایت ہے جو عبید اللہ نے زید کی سند سے بیان کی ہے

اگر ایسا ہے تو پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی سند میں حدثنا کیوں ہے (مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ , نا عُبَيْدُ الله بْنُ عُمَرَ , حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ) ؟ یہ اغلبا محمد بن بشر کی غلطی ہے

تاریخ الطبری کے مطابق زیاد بن کلیب، مغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب ، علی کے گھر کی طرف گئے ان کے گھر میں طلحہ زبیر اور مہاجرین تھے عمر نے کہا اللہ کی قسم میں تم سب کو آج اگ میں جلاؤں گا یا پھر بیعت کرنے نکلو

تاریخ الطبری میں سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ، قَالَ: أَتَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَنْزِلَ عَلِيٍّ وَفِيهِ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَرِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ: وَالله لأُحْرِقَنَّ عَلَيْكُمْ أَوْ لَتَخْرُجُنَّ إِلَى الْبَيْعَةِ

أبو معشر الكوفى زیاد بن كليب التميمى الحنظلى المتوفى ١٢٠ ھ نے عمر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں دیکھا ان کو ثقہ کہا جاتا ہے لیکن میزان الاعتدال کے مطابق

قال أبو حاتم: ليس بالمتين في حفظه.

ابو حاتم کہتے ہیں ان کا حافظہ مظبوط نہیں

كتاب جمل من أنساب الأشراف از أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفى: 279ھـ) کے الْمَدَائِنِيُّ کہتے ہیں کہ

الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُحَارِبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التيمى، وعى ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَرْسَلَ إِلَى عَلِيٍّ يُرِيدُ الْبَيْعَةَ، فَلَمْ يُبَايِعْ. فَجَاءَ عُمَرُ، ومعه فتيلة فتلقته فاطمة على الباب، فقالت فاطمة: يا ابن الْخَطَّابِ، أَتُرَاكَ مُحَرِّقًا عَلَيَّ بَابِي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذَلِكَ أَقْوَى فِيمَا جَاءَ بِهِ أَبُوكِ. وَجَاءَ عَلِيٌّ، فَبَايَعَ وَقَالَ كُنْتُ عَزَمْتُ أَنْ لا أَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِي حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ

فاطمہ نے عمر سے کہا اے ابن الخطاب کیا تم چاھتے ہو کہ میرے سامنے میرا دروازہ جلا دو ؟ عمر نے کہا ہاں ... (اتنے میں) علی آئے اور بیعت کر لی اور کہا میں نے ارادہ کیا کہ قرآن جمع کر لو پھر اتا ہوں

مَسْلَمَةَ بْنِ مُحَارِبٍ مجہول ہے

معلوم ہوا یہ سب متضاد قصے ہیں

ایک میں ہے کہ عمر نے گھر جلانے کی دھمکی دی اور علی کو فاطمہ نے بھیجا کہ فورا بیعت کرو – عمر اور علی میں کوئی مکالمہ نہ ہوا- دوسری میں ہے عمر اور علی میں مکالمہ ہوا، علی نے بہانہ کیا کہ قرآن جمع کر رہا تھا- کچھ نے اور ڈرامائی قصہ سنایا کہ فاطمہ کا حمل بھی ضائع ہوا

أبو الفتح محمد بن عبد الكريم بن أبى بكر أحمد الشهرستاني (المتوفى: 548هـ) نے کتاب الملل و النحل میں لکھا ہے کہ روافض یہ الزام لگاتے ہیں کہ

وزاد في الفرية فقال: إن عمر ضرب بطن فاطمة يوم البيعة حتى ألقت الجنين من بطنها

اور انہوں نے جھوٹ میں اضافہ کیا کہ عمر نے فاطمہ کو ضرب لگائی بیعت کے دن یہاں تک کہ حمل ضائع ہو گیا

اس کو آجکل شیعہ ویب سائٹ پر ایسے پیش کیا گیا ہے جیسے کہ الشهرستاني اس قول کے حق میں ہوں

یہی دھوکہ کتاب الوافی الوفیات از صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ)

کے حوالے سے پھیلایا جا رہا ہے جس میں ہے

وَمِنْهَا ميله إِلَى الرَّفْض ووقوعه فِي أكَابِر الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم وَقَالَ نَص النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على أَن الإِمَام عَليّ وعينه وَعرفت الصَّحَابَة ذَلِك وَلَكِن كتمه عمر لأجل أبي بكر رَضِي الله عَنْهُمَا وَقَالَ إِن عمر ضرب بطن فَاطِمَة يَوْم لبيعة حَتَّى أَلْقَت المحسن من بَطنهَا

اور ان (گمراہوں) میں سے کچھ رفض کی طرف مائل ہوئے اور اکابر صحابہ کو برا کہا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی خلافت پر نص دی تھی لیکن اس کو عمر نے چھپا دیا ابو بکر کے لئے اور کہا کہ عمر نے فاطمہ کو ضرب لگائی بیعت کے لئے بیعت کےدن ، جس سے محسن پیٹ سے نکل آئے

اللہ کے شیر، علی رضی اللہ کو ایسے پیش کرنا کہ وہ بیوی کا حمل ضائع ہونے پر بھی خاموش رہے کیا علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے ؟ اور جب گھر جلا ہی نہیں تو اس قدر واویلا کیوں ؟ ایسا جھوٹ بولنے والے اللہ سے توبہ کریں

مال خمس و فی کا حق متولیت

جنگ بدر میں مسلمانوں کو کفار پر فتح نصیب ہوئی اس کے نتیجے میں جو مال غنیمت ملا اس کی تقسیم پر اللہ نے حکم دیا سورہ انفال

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[41]

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق وباطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ اپنے بندے (محمد) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

سارا مال پانچ برابر حصوں میں تقسیم ہو گا اور اس کے پانچوں حصوں کی تقسیم اس طرح ہو گی

پہلا حصہ الله اور اس کے رسول کا

دوسرا حصہ الله کے رسول کے رشتہ دار

تیسرا حصہ یتیم کا

چوتھا حصہ مسکین کا

پانچواں حصہ مسافر

بنو نضیر ایک یہودی آبادی تھی جو مدینہ میں تھی یہ لوگ کھیتی باڑی، تجارت اور لین دین کا کاروبار کرتے تھے اور ان کے مشرکین مکہ سے بھی اچھے تعلقات تھے لیکن بد قسمتی سے ان کا میلان نبی صلی الله علیہ وسلم کی مسلسل مخالفت اور سازش کرنا تھا یہاں تک کہ انہوں نے نبی صلی الله علیہ وسلم کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی جس کی خبر الله نے اپنے نبی کو دی اور ان کو مدینہ سے نکال دیا گیا اور مال و متاع لے جانے کی اجازت نہیں دی گئی بس جان بخشی ہوئی – یہی یہودی مدینہ کے مغرب میں جا کر ایک دوسری یہودی بستی میں بس گئے وہاں بھی سازشی ماحول کی وجہ سے سن ۷ ہجری میں ان پر حملہ (خیبر) کیا گیا اور سورہ الحشر میں اس پر تبصرہ کیا گیا اس میں بہت سے باغات ملے جن کو مال فیے کہا جاتا ہے یہ الله کی طرف سے نبی صلی الله علیہ وسلم کے لئے خاص تحفہ تھے

سورہ الحشر میں ہے

وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[6]

اور جو (مال) الله نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن الله اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کردیتا ہے۔ اور الله ہر چیز پر قادر ہے

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

[7]

جو مال الله نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ الله کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور الله سے ڈرتے رہو۔ بےشک الله سخت عذاب دینے والا ہے

انہی باغوں میں فدک کے باغ تھے جو الله نے نبی صلی الله علیہ وسلم قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کو دیے

كتاب فتوح البلدان از البَلَاذُري (المتوفى: 279هـ) کے مطابق

حدثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثُ صَفَايَا، مَالُ بَنِي النَّضِيرِ وَخَيْبَرَ، وَفَدَكَ، فَأَمَّا أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ فَكَانَتَ حَبْسًا لِنَوَائِبِهِ، وَأَمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ لأَبْنَاءِ السَّبِيلِ، وَأَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّأَهَا ثَلاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَقَسَّمَ جُزْأَيْنِ منها بين المسلمين وحبسر جُزْءًا لِنَفْسِهِ وَنَفَقَةِ أَهْلِهِ، فَمَا فَضَلَ مِنْ نَفَقَتِهِمْ رَدَّهُ إِلَى فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

عمر رضی الله عنہ نے کہا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے لئے مال غنیمت سے آمدنی کے تین ذرائع تھے مال بنو النَّضِيرِ اور مال خیبر اور مال فدک -پس مال بنو النَّضِيرِ کو کیا نوائب کے لئے اور فدک کو مسافر کے لئے اور خیبر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جن میں سے دو حصے (غریب) مسلمانوں کے لئے کیے اور ایک حصہ اپنے اور اہل کے نفقے کے لئے کیا اور جو زیادہ ہوتا تو اس کو (بھی) فقراء مہاجرین کو دیتے

اسی کتاب کی دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْن بن الأسود، قال حدثنا يحيى بن آدم، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَان عَنِ الزهري قَالَ. كانت أموال بني النضير مما أفاء اللَّه عَلَى رسوله ولم يوجف المسلمون عَلَيْهِ بخيل ولا ركاب فكانت لرسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خالصة

فقسمها بَيْنَ المهاجرين ولم يعط أحدا منَ الأنصار منها شيئا إلا رجلين كانا فقيرين، سماك بْن خرشة أَبَا دجانة، وسهل بْن حنيف

الزہری کہتے ہیں کہ بنو النضیر کے اموال رسول اللہ کے لئے خاص تھے ....پس اپ نے (اپنی خوشی سے) ان

کو مہاجرین میں تقسیم کیا اور انصار میں سے کسی کو کچھ نہ دیا سوائے دو افراد کے جو

فقیر تھے ایک سماك بْن خرشة أَبَا دجانة اوردوسرے سهل بْن حنيف تھے

مسند احمد صدیق اکبر کی مرویات
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عَبْد اللَّهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَا بَلْ أَهْلُهُ قَالَتْ فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَتْ فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ
[27] کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ ابوالطفیل عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث آپ ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ ہی ان کے وارث ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ کہاں ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ

27

ابو طفیل راقم کے نزدیک یہ صحابی نہیں ہے – اس کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے

امام احمد کا کہنا ہے اس نے نبی کو صرف دیکھا کوئی کلام نہ ہوا
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت أبا الطفيل، وسئل هل رأيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم -؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا. «العلل» (5822) .

شروع کے محدثین اس کی روایات کا انکار کرتے تھے
حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أَبِي الطفيل؟ قَال: نَعم.

دارقطنی کے بقول اللہ کو پتا ہے اس کا سماع نبی سے تھا بھی یا نہیں
قال الدَّارَقُطْنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي – صلى الله عليه وسلم – وصحبه، فأما السماع فالله أعلم. «العلل» 7

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کوئی چیز کھلاتا ہے، پھر انہیں اپنے پاس بلالیتا ہے تو اس کا نظم ونسق اس شخص کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو خلیفہ وقت ہو، اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مال کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں، یہ تمام تفصیل سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جو سناہے، آپ اسے زیادہ جانتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔

متن میں الفاظ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔موجود نہیں ہیں مترجم کی کذب بیانی ہے

احمد شاکر کہتے ہیںإسناده صحيح، الوليد بن جميع هو الوليد بن عبد الله بن جميع، نسب إلى جده، وهو ثقة. أبو الطفيل هو عامر بن واثلة، من صغار الصحابة،اس کی اسناد صحیح ہیں الوليد بن عبد الله بن جميع، ثقہ ہے اور أبو الطفيل عامر بن واثلة، چھوٹے اصحاب رسول میں سے ہے

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں اسناد حسن ہیں

ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ میں ذکر کیا ہے اور کہاابن كثير في " البداية " 5 / 289 بعد أن أورد هذا الحديث عن " المسند ": ففي لفظ هذا الحديث غرابة ونكارة، ولعله روي بمعنى ما فهمه بعض الرواة، وفيهم من فيه تشيُّعاس حدیث میں الفاظ کی غرابت و نکارت ہے اور لگتا ہے بعض راویوں نے اس کو اپنے فہم پر روایت کیا ہے اور ان میں شیعیت ہے

راقم کہتا ہے مسند احمد کی روایت ضعیف ہےنہ الولید ثقہ ہے نہ ابو طفیل صحابی ہے

صحیح بخاری حدیث 6726 میں ہےفَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْفاطمہ نے ابو بکر کو چھوڑ دیا اور ان سے بات نہ کرتیں یہاں تک کہ موت ہوئی

اس کے برعکس احمد شاکر اور شعيب الأرنؤوط دونوں مسند احمد کی اس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں وقد روينا عن أبي بكر رضى الله عنه أنه ترضى فاطمة وتلاينها قبل موتها، فرضيت، رضى الله عنهااور ہم سے روایت کیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سند سے کہ وہ فاطمہ سے راضی تھے اور ان کو اپنے موقف پر لائے پس وہ راضی ہوئیں رضی اللہ عنہا

اس طرح ان دونوں نے صحیح بخاری کی حدیث کا انکار کیا

الکامل از ابن عدی میں ہےحَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أَبِي الطفيل؟ قَال: نَعم.مغیرة ، ابی طفیل کی روایات کا انکار کرتے تھے

ابو طفیل آخری عمر میں المختار الثقفي کذاب کے ساتھ تھے جس کا قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کرایا

فدک و خیبر کے باغات صرف اہل بیت کے لئے نہیں تھے ان میں غیر اہل بیت یتیم ، حاجت مند اور مسافروں کا

بھی حق تھا لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کو اہل بیت کو نہیں دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا عمر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کا انتظام علی اور عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس شرط پر دیا کہ یہ اس کو انہی مدوں میں خرچ کریں گے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ فاطمہ اور عبّاس دونوں ابوبکر صدیق کے پاس آئے آپ کا ترکہ مانگتے تھے یعنی جو زمین آپ کی فدک میں تھی او رجوحصہ خیبر کی اراضی میں تھا طلب کررہے تھے۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ بات یہ ہے کہ محمد کی آل اس میں سے کھاتی پیتی رہے گی۔ ابوبکر نے یہ فرمایاکہ اللہ کی قسم جس نے رسول اللہ کوجو کام کرتے دیکھا میں اسے ضرور کروں گا اسے کبھی چھوڑنے کا نہی

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

فقال لها أبو بكر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا نورث، ما تركنا صدقة»، فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهجرت أبا بكر، فلم تزل مهاجرته حتى توفيت، وعاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة أشهر

رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رسول کی وفات کے بعد میراث طلب کی جس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ صدقه ہے اس پر فاطمۂ ناراض ہوئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک خلیفئہ اول کو چھوڑا (ترک کلام رکھا) یہ رسول اللہ کی وفات کے بعد چھہ ماہ تک زندہ رہی

یہی مطالبہ امہات المومنین نے بھی ابو بکر سے کرنا چاہا

عن عائشه أن أزواج النبی صلی اللہ علیه وسلم حین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم أردن أن یبعثن عثمان إلی أبی بكر یسألنه مبراثهن فقالت عائشة ألیس قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا نورث ماتركنا صدقة»(صحیح بخاری كتاب الفرائض باب قول النبی لانورث ماتركنا صدقة)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو آپ کی بیویوں نے یہ ارادہ کیاکہ عثمان کو ابوبکر کے پاس بھیجیں اور اپنے ورثہ کا مطالبہ کریں تو اس پر میں ان کو کہا کیا تم کو ‘معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا ہے: ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

ابو الحسن موسی بن جعفر الکاظم کہتے ہیں

الكافي - الكليني - ج 1 - ص 543
فأنزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله " وآت ذا القربى حقه (1) " فلم يدر رسول الله صلى الله عليه وآله من هم ، فراجع في ذلك جبرئيل وراجع جبرئيل عليه السلام ربه فأوحى الله إليه أن ادفع فدك إلى فاطمة عليها السلام ،

فدعاها رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لها : يا فاطمة إن الله أمرني أن أدفع إليك فدك ، فقالت : قد قبلت يا رسول الله من الله ومنك . فلم يزل وكلاؤها فيها حياة رسول الله صلى الله عليه فلما ولي أبو بكر أخرج عنها وكلاء ها ، فأتته فسألته أن يردها عليها ، فقال لها : ائتيني بأسود أو أحمر يشهد لك بذلك ، فجاءت بأمير المؤمنين عليه السلام وأم أيمن فشهدا لها فكتب لها بترك التعرض ، فخرجت والكتاب معها فلقيها عمر فقال : ما هذا معك يا بنت محمد ؟ قالت كتاب كتبه لي ابن أبي قحافة ، قال : أرينيه فأبت ، فانتزعه من يدها ونظر فيه ، ثم تفل فيه ومحاه و خرقه ، فقال لها : هذا لم يوجف عليه أبوك بخيل ولا ركاب ؟ فضعي الحبال (2) في رقابنا فقال له المهدي : يا أبا الحسن حدها لي ، فقال : حد منها جبل أحد ، وحد منها عريش مصر ، وحد منها سيف البحر وحد منها دومة الجندل ، فقال له ، كل هذا ؟ قال : نعم يا أمير المؤمنين هذا كله ، إن هذا كله مما لم يوجف على أهله رسول الله صلى الله عليه وآله بخيل ولا ركاب ، فقال كثير ، وأنظر فيه

الکافی کی اس روایت کے مطابق فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بحکم الہی بخش دیا گیا تھا - روایت کے مطابق یہ کسی کو بھی علم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ نے فاطمہ کو فدک بخش دیا تھا لہذا الکافی کی روایت کے مطابق ابو بکر نے فاطمہ کو کہا کہ گواہ لاؤ اور ان کے حق میں علی اور ام ایمن نے گواہی دی اورابو بکر مان گئے - ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھ دی جس میں اس کا اکاؤنٹ فاطمہ کو دے دیا گیا لیکن جب وہ واپس جا رہی تھیں عمر رستے میں مل گئے انہوں نے فاطمہ سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے سب بتایا عمر نے چال چلی اور تحریر دیکھنے کا مطالبہ کیا اور جب تحریر دیکھی تو اس کو مٹا دیا

یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ بعض شیعان علی اس دور میں جس میں یہ روایت بیان ہوئی اتنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں تھے جتنے عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے

علی کا آخر کار بیعت کرنا

صحیح بخاری ٤٢٤١ میں ہے

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو اللہ کی قسم! ضرور ان کی پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کو گواہ کیا

اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی(کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گئی اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

اسامہ بن زید کی سربراہی میں لشکر کی تیاری کا حکم نبوی

أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بن زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ المتوفی ٥٤ ھ - کے والد قریشی نہیں تھے بني کلب کے تھے - یہ قیدی بنے اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دیا- زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ کو رسول اللہ بہت پسند کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو لوگ زید بن محمد کہتے اور آیت : {ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ} [الأحزاب: 5] نازل ہوئی اور واپس ان کو ان کے باپ کے نام سے پکارا گیا

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ کو امیر لشکر مقرر کیا اور اس کی حکمت تھی کہ جہاں بھیجا جا رہا تھا وہ ان کے باپ کا مقتل تھا یعنی بیٹا اپنے باپ کا بدلہ لے لے- كشف المشكل من حديث الصحيحين از جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ) میں ہے

وَالنَّبِيّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم رَآهُ صَالحا للإمارة خُصُوصا فِي هَذِه السّريَّة الَّتِي بَعثه فِيهَا إِلَى مَوضِع مقتل أَبِيه
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس امارت کے لئے ٹھیک سمجھتے تھے خاص کر اس سریہ کے لئے کیونکہ وہ جگہ ان کے باپ کا مقتل تھی

رسول الله کا حکم تھا کہ امراء قریش میں سے ہوں گے لهذا اس پر لوگوں نے کہا کہ ایک غلام غیر قریشی کو کیوں امیر لشکر بنایا جا رہا ہے – یہ طعن بمعنی مشکل حدیث ہے کہ پہلے حکم سے الگ ہے- لهذا بطور تربیت رسول الله نے خطبہ دیا کہ اس کو ابھی قبول کرو اور ایک غلام کے بیٹے کو امیر مان لو- یہ حکم خاص سمجھا جائے گا اور عموم حکم تھا امراء قریش سے ہوں گے – لیکن اس وقت اس خاص حکم کی حکمت کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکا

صحيح مسلم حدیث نمبر: 3730

حدثنا خالد بن مخلد ، حدثنا سليمان ، قال : حدثني عبد الله بن دينار ، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ، قال : بعث النبي صلى الله عليه وسلم بعثا وامر عليهم اسامة بن زيد فطعن بعض الناس في إمارته ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم : " ان تطعنوا في إمارته فقد كنتم تطعنون في إمارة ابيه من قبل وايم الله إن كان لخليقا للإمارة ، وإن كان لمن احب الناس إلي وإن هذا لمن احب الناس إلي بعده "

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان ٗ کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ` نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اعتراض منافقوں نے کیا جبکہ یہ جاہلانہ بات ہے بلا دلیل ہے
إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري از قسطلانی میں ہے
وكان أشدهم في ذلك كلامًا عياش بن أبي ربيعة المخزومي فقال: يستعمل هذا الغلام على المهاجرين وكان فيهم أبو بكر وعمر فسمع عمر ذلك فأخبر النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-
عياش بن أبي ربيعة المخزومي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا کہ اس غلام کو مہاجرین پر امیر کیا جا رہا ہے جبکہ ان میں ابو بکر اور عمر بھی ہیں اس کی خبر رسول الله کو ہوئی

مصابيح الجامع از محمد بن أبي بكر المخزومي القرشي ابن الدماميني (المتوفى: 827 هـ) کے مطابق
ذكر ابن عساكر في "تاريخ دمشق" حديثًا في هذه القصة، فقال رجلٌ من المهاجرين -وكان أشدَّ الناس في ذلك قولًا عياشُ بنُ أبي ربيعة-: يستعمل هذا الغلامَ على المهاجرين
سب سے سخت قول عياش بن أبي ربيعة المخزومي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا تھا کہ اس غلام کو مہاجرین پر امیر کیا جا رہا ہے

عياش بن أبي ربيعة المخزومي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے ہجرت حبشہ کی ہے اور یہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے گئے

ابن حجر فتح الباری میں قَوْلُهُ بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ میں لکھتے ہیں

اس لشکر میں مندرجہ ذیل لوگوں کو بھیجا جا رہا تھا

وَكَانَ مِمَّن انتدب مَعَ أُسَامَةَ كِبَارُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدٌ وَسَعِيدٌ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَسَلَمَةُ بْنُ أَسْلَمَ فَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ قَوْمٌ مِنْهُمْ عَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ فَرَدَّ عَلَيْهِ عُمَرُ

راقم کہتا ہے یہ غلطی ہے اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملی – یہ غلطی ہے کیونکہ جس موقعہ میں یہ حکم سنایا گیا اس میں مہاجرین کبار شامل تھے جن میں أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدٌ وَسَعِيدٌ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَسَلَمَةُ بْنُ أَسْلَمَ تھے- تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

ولم يبق أحد من المهاجرين الأولين إلا انتدب في تلك الغزوة عمر بن الخطاب وأبو عبيدة وسعد بن أبي وقاص وأبو الأعور سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل في رجال من المهاجرين والأنصار عدة قتادة بن النعمان وسلمة بن أسلم بن حريش فقال رجال من المهاجرين وكان أشدهم في ذلك قولا عياش بن أبي ربيعة يستعمل هذا الغلام على المهاجرين الأولين

المهاجرين الأولين میں سے عمر بن الخطاب وأبو عبيدة وسعد بن أبي وقاص وأبو الأعور سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل اور انصار میں سے قتادة بن النعمان وسلمة بن أسلم بن حريش کو اس لشکر میں بھیجا اس میں ابو بکر کو بھیجنے کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن اس قول میں المهاجرين الأولين ہے اس کا مطلب ہے علی کو بھی کو اس غزوہ میں بھجوایا گیا؟ المهاجرين الأولين سے مراد مکی اصحاب رسول ہیں جنہوں نے جنگ بدر سے پہلے ہجرت کی ان میں علی بھی شامل ہیں

ابن حجر فتح الباری میں قَوْلُهُ بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ میں لکھتے ہیں

َ أَنَّهُ كَانَ تَجْهِيزُ أُسَامَةَ يَوْمَ السَّبْتِ قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَوْمَيْنِ

یہ اسامہ کو بھیجنے کا حکم ہفتہ کا ہے یعنی وفات النبی سے دو دن پہلے کا

ایسا لشکر بھیجا جائے گا یہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے حکم کیا اس وقت تک مرض وفات شروع نہ ہوا تھا ایسا شارحین حدیث کا کہنا ہے- لہذا تیاری کی جا رہی تھی کہ وفات النبی ہوئی اور بعد میں یہ لشکر ابو بکر رضی الله عنہ نے اپنی خلافت کے شروع ہوتے ہی فورا بھیجا

التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة - السفر الثاني از أبو بكر أحمد بن أبي خيثمة (المتوفى: 279هـ) کے مطابق

وَأَخْبَرَنَا مُصْعَبُ بنُ عَبْدِ اللَّهِ؛ قَالَ: أُسَامَةَ بْنُ زَيْد اسْتَعْمَلَهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم فتُوفِّيَ وهُوَ في مُعَسْكِرٌ بالْجُرُفِ، فَقَالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْضُوا بَعْثَ أُسَامَةَ"، وأُسَامَةَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَغَارَ أُسَامَةَ حَيْثُ أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم وَرَجَعَ سَالِمًا.

مُصْعَبُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ مُصْعَبِ ابْنِ ثَابِتِ بنِ عَبْدِ اللهِ الأَسَدِيُّ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سالار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اسامہ بن زید کا لشکر جرف میں تھا پس رسول اللہ نے کہا اسامہ کا انتظار کرو اور اسامہ ان دنوں ۱۸ سال کے تھے پس اسامہ نے غزوہ کیا جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا اور واپس صحیح و سالم لوٹے

أَبُو مُسْلِمِ الخَوْلاَنِيُّ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم پر اگ میں جھونکا گیا؟

قَالَ إِسْمَاعِيْلُ بنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيْلُ بنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَتَى أَبُو مُسْلِمٍ الخَوْلاَنِيُّ المَدِيْنَةَ وَقَدْ قُبِضَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، واستُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ.

فحدَّثنا شُرَحْبِيْلُ أَنَّ الأَسْوَدَ تنبَّأ بِاليَمَنِ، فَبَعَثَ إِلَى أَبِي مُسْلِمٍ، فَأَتَاهُ بِنَارٍ عَظِيْمَةٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَلْقَى أَبَا مُسْلِمٍ، فِيْهَا فَلَمْ تَضَرَّهُ، فَقِيْلَ لِلأَسْوَدِ: إِنْ لَمْ تَنْفِ هَذَا عَنْكَ أَفْسَدَ عَلَيْكَ مَنِ اتَّبَعَكَ، فَأَمَرَهُ بِالرَّحِيْلِ، فَقَدِمَ المَدِيْنَةَ، فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، وَدَخَلَ المَسْجِدَ يُصَلِّي، فَبَصُرَ بِهِ عُمَرُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فقام إِلَيْهِ فَقَالَ: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قَالَ: مِنَ اليَمَنِ, قَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي حَرَّقَهُ الكَذَّابُ بِالنَّارِ؟ قَالَ: ذَاكَ عَبْدُ اللهِ بنُ ثُوبٍ, قَالَ: نَشَدْتُكَ بِاللهِ, أَنْتَ هُوَ؟ قَالَ: اللهمَّ نَعَمْ، فَاعْتَنَقَهُ عُمَرُ وَبَكَى، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِ حَتَّى أَجْلَسَهُ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ: الحَمْدُ للهِ الَّذِي لَمْ يُمِتْنِي حَتَّى أَرَانِي فِي أُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَنْ صُنِعَ بِهِ كَمَا صُنِعَ بِإبراهيم الخليل. رواه عبد الوهاب بن نجد، وَهُوَ ثِقَةٌ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ, لَكِنَّ شُرَحْبِيْلَ أَرْسَلَ الحِكَايَةَ.

سير أعلام النبلاء

شُرَحْبِيْلُ بنُ مُسْلِمٍ نے کہا ابو مسلم خولانی مدینہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور ابو بکر خلیفہ ہوئے پس شُرَحْبِيْلُ بنُ مُسْلِمٍ نے بتایا کہ الاسود کو یمن بھیجا گیا اس نےوہاں ایک عظیم اگ جلائی اور اس میں ابو مسلم کو جھونک دیا لیکن ان کو کوئی نقصان نہ ہوا اس پر الاسود نے کہا اگر تم انکار نہ کرو گے تو تمہارے متبعین فساد کریں گے پس ابو مسلم کو لادھ کر مدینہ لائے اور مسجد میں داخل ہوئے جب نماز ہو رہی تھی اور عمر نے دیکھا ان کے سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہاں سے آئے؟ کہا یمن سے پوچھا اس کذاب کا کیا ہوا جس کو اگ میں جلایا؟ کہا یہ عبد اللہ بن ثوب ہے کہا اللہ کی قسم کیا تم ہی ہو ؟ کہا ہاں پس عمر نے اس کو آزاد کر دیا اور روئے اور پھر وہ ابو بکر صدیق کے پاس گئے بیٹھے کہا اللہ کی تعریف ہے جس نے مجھے موت نہیں دی یہاں تک کہ امت میں دکھایا اس کو جس کے ساتھ وہی سب کیا جو ابراہیم کے لئے کیا تھا

الذهبی نے شرحبیل بن مسلم کا ترجمہ میزان میں قائم کیا ہے وہاں یہ پوری روایت نقل کی ہے اور ابن معین کا قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ شرحبیل بن مسلم ضعیف ہے - ابن کثیر کی روایت کی سند میں جعفر بن أبي وحشية إياس، أبو بشر اليشكري الواسطي ہے اس پر بھی جرح ہے- شعبة اس کو ضعیف کہتے[28]-

الردہ

وفات النبی سے پہلے مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کر دیا تھا اور اسی طرح بعض قبائل نے زکواۃ دینے سے انکار کیا – ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان پر مرتد کا حکم لگا کر قتال کیا

صحیح بخاری میں ہے

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لا الہٰ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں پس جو شخص اقرار کر لے کہ لا الہٰ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، واللہ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابوبکیر اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے «عناقا» (کی بجائے «عقلا») کہا یعنی بکری کا بچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے-

سنن نسائی میں ہے

28

ناصر الدین البانی سے اس قصہ کے متعلق سوال ہوا ، تو کہا کہ یہ صحیح ہے ، البانی کا یہ جواب ان کی آڈیو کیسٹ میں ہے ان آڈیو کیسیٹس کو مکتبہ شاملہ کیلئے کتابی شکل دی گئی ہے -
دیکھئے (تفريغ «فتاوى جدة» للشيخ الألباني – الإصدار الرابع ۔ کیسٹ 29)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے، اور عربوں میں سے جنہیں کافر مرتد ہونا تھا کافر ہو گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ یہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیں، تو جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیا، اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے اسلام کے حق کے مجھے سے محفوظ کر لیا۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے" اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا (یعنی نماز تو پڑھے اور زکاۃ دینے سے منع کرے) کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے، قسم اللہ کی، اگر یہ اونٹ باندھنے کی رسی بھی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے مجھ سے روکیں گے، تو میں ان سے ان کے روکنے پر لڑوں گا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! زیادہ دیر نہیں ہوئی مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتال کے سلسلے میں شرح صدر عطا کر دیا ہے، اور میں نے جان لیا کہ یہ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔

اس کے برعکس روایت میں ہے کہ عمر کو ابو بکر کے قتال کے حوالے سے معلومات نہیں تھیں اس کو امام حاکم بیان کرتے صحیح کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ , وَابْنِ عُيَيْنَةَ , عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ , قَالَ: قَالَ عُمَرُ: " لَأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , عَنْ ثَلَاثَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ عَنِ الْكَلَالَةِ , وَعَنِ الْخَلِيفَةِ بَعْدَهُ , وَعَنْ قَوْمٍ , قَالُوا: نُقِرُّ بِالزَّكَاةِ فِي أَمْوَالِنَا , وَلَا نُؤَدِّيهَا إِلَيْكَ أَيَحِلُّ قِتَالُهُمْ أَمْ لَا " قَالَ: «وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَرَى الْقِتَالَ»

مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے کہا عمر نے کہا اگر (پہلے خیال) ہوتا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال تین پر کرتا جو مجھ کو سرخ بکریوں سے زیادہ محبوب ہے
ایک کلالہ
اور ان کے بعد خلیفہ
اور قوم پر جو کہتے ہیں ہم اپنے اموال میں سے زَّكَاةِ دینے پر برقرار ہیں لیکن تم کو نہیں دیں گے کہ کیا ان سے قتال ہے یا نہیں
عمر نے کہا : ابو بکر اس پر قتال دیکھتے تھے

محمد بن طلحة بن يزيد بن ركانة کا کسی صحابی سے سماع نہیں یہاں تک کہ تابعین میں سے بھی بعض سے یہ ارسال کرتے ہیں - سند میں انقطاع ہے - راقم کو مزید ملا کہ امام الذھبی کی بھی یہی رائے ہے یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے
هَكَذَا أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، بِالْكُوفَةِ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، ثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ طَلْحَةَ بْنَ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ «ثَلَاثٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ مَنِ الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ، وَعَنْ قَوْمٍ قَالُوا أَنُقِرُّ " بِالزَّكَاةِ فِي أَمْوَالِنَا وَلَا نُؤَدِّيهَا إِلَيْكَ، أَيَحِلُّ قِتَالُهُمْ؟ وَعَنِ الْكَلَالَةِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ
[التعليق - من تلخيص الذهبي] 3186 - بل ما خرجا لمحمد شيئا ولا أدرك عمر

الذهبی نے کہا بلکہ مُحَمَّدَ بْنَ طَلْحَةَ بْنَ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے عمر سے کوئی چیز نہیں لی نہ ان کا دور پایا

شارح صحیح بخاری ابن بطال لکھتے ہیں

وكانت الردة على ثلاثة أنواع: قوم كفروا وعادوا إلى ما كانوا عليه من عبادة الأوثان، وقوم آمنوا بمسيلمة وهم أهل اليمامة، وطائفة منعوا الزكاة وقالوا: ما رجعنا عن ديننا، ولكن شحنا على أموالنا، فرأى أبو بكر، رضى الله عنه، قتال الجميع، ووافقه على ذلك جميع الصحابة بعد أن خالفه عمر فى ذلك، ثم بان له صواب قوله، فرجع إليه، فسبى أبو بكر، رضى اله عنه، نساءهم، وأموالهم اجتهادًا منه، فلما ولى عمر، رضى الله عنه، بعده، رأى أن يرد ذراريهم ونساءهم إلى عشائرهم، وفداهم، وأطلق سبيلهم

ارتاد تین طرح کا تھا – ایک قوم تھی جو مرتد ہوئی اور بتوں کی عبادت کی اور ایک قوم مسیلمہ پر ایمان لائی اور یہ یمامہ کے لوگ تھے اور ایک گروہ نے زکوات دینے سے منع کیا اور کہا ہم دین سے نہیں پلٹ رہے لیکن ہم مال کے حوالے سے غریب ہیں پس ابو بکر رضی الله عنہ نے ان سب سےقتال کیا اور اس میں جمہور اصحاب رسول نے موافقت کی ، عمر نے مخالفت کی پھر ان کی رائے ٹھیک ہوئی اور اپنے قول سے رجوع کیا – ابو بکر نے ان کی عورتوں اور مال کو لیا اجتہاد کرتے ہوئے - عینی نے عمدہ القاری میں قبائل کی لسٹ دی ہے

مرتد ہونے والے قبائل	ایمان پر باقی رہنے والے قبائل
بَنو عَامر فَزَارَة بَنُو حنيفَة الْبَحْرين بكر بن وَائِل أهل دباء أزد عمان كلب بني تَمِيم بني سليم عصية وعميرة وخفاف وَبَنُو عَوْف بن امْرُؤ الْقَيْس وذكوان	أسلم- غفار - جهينة - مُزَيْنَة أَشْجَع كَعب بن عَمْرو بن خُزَاعَة ثَقِيف هذيل الدئل كنانة أهل السراة بجيلة خثعم طي وَمن قَارب تهَامَة من هوَازن وجشم سعد بن بكر عبد الْقَيْس - تجيب - مدحج

دور ابو بکر میں ارتداد پر اسلامی حکومت کی سرحدیں کم ہو گئیں اور یمن اور حجاز اور مدینہ کے جنوب میں حکومت رہ گئی

باب ۲: دور عمر رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری ٦٨٣٠ میں ہے عمر بن خطاب نے اپنی رائے کا اظہار کیا جب ایک خطبہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ ان تک خبر پہنچی ہے کہ کسی نے کہا کہ عمر کے بعد ہم فلاں کی بیعت کریں گے

ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلاَنًا، فَلاَ يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ: إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ، أَلاَ وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا، وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ، مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ المُسْلِمِينَ فَلاَ يُبَايَعُ هُوَ وَلاَ الَّذِي بَايَعَهُ، تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلاَ

[29] کسی نے یوں کہا ہے کہ واللہ اگر عمر کا انتقال ہو گیا تو میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے فلاں سے بیعت کروں گا دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگاہ ہوئی اور اللہ نے ناگہانی بیعت میں جو برائی ہوئی ہے اس سے تم کو بچائے رکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا ہو کہ جس سے ملنے کے لیے اونٹ چلائے جاتے ہوں۔ دیکھو خیال رکھو کوئی شخص کسی سے بغیر مسلمانوں کے صلاح مشورہ کے بغیر بیعت نہ کرے جو کوئی ایسا کرے گا اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ قتل کیا جائے گا

29

بعض شارحین کے نزدیک اس میں فلاں سے مراد زبیر رضی اللہ عنہ ہیں بحوالہ فتح الباري (ج ١ / ص ٣٣٨) پر اور إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري از قسطلانی میں ہے
قد مَاتَ عمر لقد بَايَعت فلَانا فِي مُسْند الْبَزَّار والجعديات بِإِسْنَاد ضَعِيف أَن المُرَاد بِالَّذِي يُبَايع لَهُ طَلْحَة بن عبيد الله وَلم يسم الْقَائِل وَلَا النَّاقِل ثمَّ وجدته فِي الْأَنْسَاب للبلاذري بِإِسْنَاد قوي مِنْ رِوَايَةِ هِشَامِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيّ بِالْإِسْنَادِ الْمَذْكُور فِي الأَصْل وَلَفظه قَالَ عمر بَلغنِي أَن الزبير قَالَ لَو قد مَاتَ عمر بَايعنَا عليا الحَدِيث فَهَذَا أصح
یہ زبیر کا قول تھا کہ عمر کی وفات پر ہم علی کی بیعت کروں گا ... ابن حجر نے کہا یہ اصح ہے
ابن حجر کے مطابق انساب البلازری میں ان صحابی کا نام موجود ہے- البتہ کتاب مصابيح الجامع از ابن الدماميني (المتوفى: 827 هـ) کے مطابق: وفلانٌ المشارُ إليه بالبَيْعة هو طلحةُ بنُ عُبيد الله، وقع ذلك في فوائد البغوي عن عليِّ بنِ الجعد، قاله ابن بشكوال وهو في مسند البزار فيما رواه أسلم مولى عمر عن عمر
یہ طلحةُ بنُ عُبيد الله رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ عمر کی وفات پر علی کی بیعت کروں گا
راقم کہتا ہے یہ بات شیعوں کی پھیلائی ہوئی ہے کہ علی کی بیعت کا ان دونوں کا ارادہ تھا – انساب الاشراف کی جس سند کو ابن حجر و قسطلانی نے اصح کہا ہے اور جس کی بنیاد پر کہا گیا کہ زبیر کا قول تھا – اس کی کی سند میں شیخ بلاذری بَكْرُ بْنُ الْهَيْثَمِ مجہول ہے- اور جس سند میں ہے کہ یہ طلحہ کا قول تھا اس کا حوالہ دیا گیا کہ یہ مسند البزار میں ہے جبکہ وہاں نام موجود نہیں ہے – علی بن جعد کٹر شیعہ تھے- ابن حجر نے خود اس کو ضعیف قول کہا ہے

یہ عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے[30]

---

[30]

صحيح مسلم: كِتَابُ الْإِمَارَةِ (بَابُ إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ) صحیح مسلم: کتاب: امور حکومت کا بیان

(باب: دب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے)

4799 . وحَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ کی سند
سندا یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کی سند سے نقل ہوئی ہے
سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ البصرى المتوفى ١٤٤ ھ سے اس روایت کو (صحیح مسلم میں) خالد بن عبد اللہ نے سنا ہے
العلل از عبد اللہ بن احمد میں ہے
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علية عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق
عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں
ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا
اس دور میں بصرہ میں سن ۱۳۲ ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجريري میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے
اسی کتاب میں ہے قبل موته بسبع سنين یہ اختلاط یا کیفیت الجريري پر مرنے سے قبل سات سال رہی
ابن علیہ کے برعکس امام یحیی بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے

یہ روایت خالد بن عبد اللہ الواسطی کی سند سے ہے لیکن خالد بن عبد اللہ الواسطی کا واضح نہیں کہ انہوں نے الجریری سے کب سنا محققین کے مطابق بخاری نے ان سے متابعت میں روایت لی ہے

مسند البزار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے
حَدَّثنا مُحَمد بن رزق الله الكلواذاني، قَال: حَدَّثنا عَبد الصمد، قَال: حَدَّثنا أَبُو هلال، عَن قَتادة، عَن سَعِيد، عَن أَبِي هُرَيرة، عَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما.

اس میں قتادہ مدلس ہیں

أبي هلال الراسبي: وهو محمد بن سليم ہے
كتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذہبی کے مطابق
صالح الحديث قال النسائي ليس بالقوي وتركه القطان
یہ امام القطان کے نزدیک متروک ہے

یعنی خلیفہ کا انتخاب صلاح مشورہ سے ہو گا

امام احمد کا قول ہے
. (1484) /وهو مضطرب الحديث عن قتادة. «الجرح والتعديل» 7
ابو ہلال قتادہ سے روایت کرنے میں مضطرب ہے

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت تو ضعیف ہے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ میں واضح نہیں کہ اس میں اختلاط کا عمل دخل ہے یا نہیں

یہ روایت منفرد ہے اور اس قسم کی روایت بہت سے اصحاب رسول کو بیان کرنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ملتا دوم اس میں بصریوں کا تفرد ہے
جو حسین رضی اللہ عنہ کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں مثلا الجریری اور قتادہ وغیرہ

صحیح مسلم- مسند احمد – سنن نسائی – سنن ابو داود میں ہے

عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ
مستقبل میں فتنے اور فسادات ہوں گے، پس جو شخص اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے تو اسے تہ تیغ کر دو چاہے کوئی بھی ہو

سند میں زیاد بن علاقة بن مالك الثعلبي، أبو مالك الكوفي کا تفرد ہے
قال الأزدي في كتابه: «المخزون»: إثر حديث رواه عن عيسى بن عقيل، وهذا حديث لا يحفظ إلا عن زياد بن علاقة على سوء مذهبه وبراءتي من مذهبه كان منحرفا عن أهل بيت نبيه صلى الله عليه وسلم زائغا عن الحق.

الأزدي نے اپنی کتاب المخزون میں کہا وہ حدیث جو .... زیاد بن علاقہ نے روایت کی ہے وہ بد مذہب ہے اور میں اس کے مذہب سے برات کرتا ہوں یہ اہل بیت سے منحرف تھا حق سے دور

راقم کے نزدیک یہ روایت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے

راوی کی بدعت کی موید روایت نہیں لی جا سکتی

عمر کی شہادت

أَبِي لُؤْلُؤَةَ فارس نہاوند سے غلام بنا کر لایا گیا اس کو مغیرہ بن شعبہ رضی الله عنہ نے لیا – بعض کے مطابق یہ نصرانی تھا اور بعض کے بقول مجوسی تھا-[31]

[31]
مجوسی کو مشرک کے زمرے میں نہیں لیا گیا ان کو اہل کتاب کے زمرے میں لیا گیا ہے – مشرک مجوسی مدینہ میں داخل ہو سکتا ہے اسی طرح نصرانی بھی داخل ہو سکتا ہے
متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے
ابن قیم نے کتاب أحكام أهل الذمة میں لکھا ہے
لَا فَرْقَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، وَلَا يَصِحُّ أَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
مجوس میں اور بت پرستوں میں فرق نہیں ہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ یہ اہل کتاب میں سے ہیں

بغوی کہتے ہیں
وَاخْتَلَفُوا فِي أَنَّ الْمَجُوسَ: هَلْ هُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَمْ لَا؟ فَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لَهُمْ كِتَابٌ يَدْرُسُونَهُ فَأَصْبَحُوا، وَقَدْ أُسْرِيَ عَلَى كِتَابِهِمْ، فَرُفِعَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ. وَاتَّفَقُوا عَلَى تَحْرِيمِ ذَبَائِحِ الْمَجُوسِ وَمُنَاكَحَتِهِمْ بِخِلَافِ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ
مجوس پر اختلاف ہے کہ کیا اہل کتاب ہیں یا نہیں – علی سے روایت ہے کہ ان کی کتاب تھی … اس پر اتفاق ہے کہ ان کا ذبیحہ حرام ہے

التلخيص الحبير از ابن حجر میں ہے کہ یہ سند حسن ہے کہ
وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي كِتَابِ النِّكَاحِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ قَالَ: نَا إبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، نَا أَبُو رَجَاءٍ جَارٌ لِحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، نَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: كُنْت عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ مَنْ عِنْدَهُ الْمَجُوسَ، فَوَثَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاَللَّهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لَسَمِعَهُ يَقُولُ: «إنَّمَا الْمَجُوسُ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَاحْمِلُوهُمْ عَلَى مَا تَحْمِلُونَ عَلَيْهِ أَهْلَ الْكِتَابِ» .
ابن ابی عاصم نے حسن روایت دی کہ عمر نے کہا مجوس اہل کتاب ہیں

الخبر في كنز العمال: عن علي قال: كان المجوس أهل كتاب وكانوا متمسكين بكتابهم

أخرجه الثعلبي في تفسيره (الكشف والبيان:ج10ص171) عن عبدالله بن يوسف قال: حدّثنا عمر بن محمد بن بحير قال: حدّثنا عبدالحميد بن حميد الكشي، عن الحسن بن موسى قال: حدّثنا يعقوب بن عبدالله القمي قال: حدّثنا جعفر بن أبي المغيرة عن ابن (ابري) قال: لما هزم المسلمون أهل أسفندهان انصرفوا فجاءهم يعني عمر فاجتمعوا، فقالوا: أي شيء تجري على المجوس من الأحكام فأنهم ليسوا بأهل كتاب وليسوا من مشركي العرب، فقال: علي بن أبي طالب: بل هم أهل الكتاب وكانوا متمسكين بكتابهم

عبد الرحمن بن أبزى مختلف في صحبته، وممن جزم بأن له صحبة خليفة بن خياط والترمذي ويعقوب بن سفيان وأبو عروبة والدارقطني والبرقي وبقي بن مخلد وغيرهم وفي صحيح البخاري من حديث ابن أبي المجالد انه سأل عبدالرحمن ابن أبزي وابن أبي أوفى عن السلف فقالا كنا نصيب المغانم مع النبي ρ ، الحديث. ثقة روى له الستة (تهذيب التهذيب:ج6ص121تر277) وجعفر بن أبي المغيرة القمي ثقة (تهذيب التهذيب:ج2ص92تر165) ويعقوب بن عبد اهاه52 القمي قال عنه النسائي ليس به بأس ووثقه الطبراني وابن حبان وقال عنه الدارقطني ليس بالقوي (تهذيب التهذيب:ج11ص342تر653) والحسن بن موسى الأشيب ثقة روى له الستة (تهذيب

یہ مجوسی تھا

المحبر از محمد بن حبيب بن أمية بن عمرو الهاشمي، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: 245هـ)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ نُهَاوَنْد وَكَانَ مَجُوسِيًّا

مسعودی مروج الذهب

یہ نصرانی تھا

عيون الاخبار از أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (المتوفى: 276هـ)

البدء والتاريخ از المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ)

تاريخ طبری : فَلَقِيَهُ أَبُو لُؤْلُؤَةَ غُلامُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَكَانَ نَصْرَانِيًّا،

ابو لُؤْلُؤَةَ نے عمر سے گزارش کی اس کو آزاد کر دیا جائے اور المحن از محمد بن أحمد بن تميم التميمي المغربي الإفريقي، أبو العرب (المتوفى: 333هـ) میں ہے

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمُغِيرَةَ بن شُعْبَة عدى عَلَيَّ يَأْخُذُ مِنِّي كُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمًا قَالَ فَمَا عَمَلُكَ قَالَ أَصْنَعُ هَذِهِ الأَرْحِيَةَ قَالَ وَكَمْ تُصِيبُ قَالَ أُصِيبُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمَيْنِ قَالَ مَا هُوَ بِكَثِيرٍ أَنْ تُعْطِيَ أَهْلَكَ نِصْفَ مَا تُصِيبُ يَا أَبَا لُؤْلُؤَةَ أَلا تصنع لِي رَحا

اے امیر المومنین - الْمُغِيرَةَ بن شُعْبَة مجھ سے روز ایک درہم لیتے ہیں – عمر نے پوچھا کیا کام لیتے ہیں ؟ أَبِي لُؤْلُؤَةَ نے کہا چکی پیستا ہوں – عمر نے پوچھا اس پر کتنا ملتا ہے ؟ کہا ایک دن میں دو درہم- عمر نے کہا أَبَا لُؤْلُؤَةَ یہ تو زیادہ نہیں ہیں ، تم میرے لئے اس کو کرو

تاریخ طبری میں ہے کہ عمر نے پوچھا تمہارا اصل فن کیا ہے ؟

وَأَيْشِ صِنَاعَتُكَ؟ قَالَ: نَجَّارٌ، نَقَّاشٌ

أَبِي لُؤْلُؤَةَ نے کہا بڑھئی نقش و نگار بناتا ہوں

اغلبا أَبِي لُؤْلُؤَةَ سخت کوفت میں ہوا اور اس نے جب دیکھا کہ اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اس نے عمر سے کہا

لأَصْنَعَنَّ لك رَحَا يتحدث الناس بها

میں ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ ذکر کریں گے

التهذيب:ج2ص279تر560

یہ روایت حسن ہے

بحوالہ مروج الذهب از المسعودي

پر اگلی ہی نماز میں ابو لولؤ نے حملہ کر کے ان کو شہید کیا- صحیح بخاری کے مطابق عمر رضی الله عنہ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کس نے خنجر مارا؟ ابن عباس نے کہا مغیرہ کے غلام نے – عمر نے الله کا شکر ادا کیا کہ کسی صحابی نے یہ کام نہیں کیا اور کہا مدینہ میں غلام تم اور عباس لائے

اہل سنت کے نزدیک یہ کوئی سازش تھی اور اس کا قتل کیا گیا جبکہ اہل تشیع کے نزدیک علی نے اس کو اپنا گھوڑا دیا کہ یہ فرار ہو جائے اور آج اس کا مزار ایران میں بابا فیروز کے نام سے موجود ہے - اہل سنت جب کہتے ہیں کہ ابو لولو مجوسی تھا تو اس سے مراد اس کا چھپا ہونا ہے اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو یا مسلمان بنتا ہو

عمر رضی الله عنہ نے منع کیا کہ ابن عمر رضی الله عنہ کو خلیفہ بنایا جائے

ابن سعد اپنی طبقات، 343/3، پر ایک روایت درج کرتے ہیں

قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: " مَنْ أَسْتَخْلِفُ لَوْ كَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؟ فَقَالَ: قَاتَلَكَ اللَّهُ، وَاللَّهِ مَا أَرَدْتَ اللَّهَ بِهَذَا، أَسْتَخْلِفُ رَجُلًا لَيْسَ يُحْسِنُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ "

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو خلیفہ بناؤ، تو ابو عبیدہ کو بناؤ۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ عبداللہ بن عمر کہاں گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا تمہیں غارت کرے، خدا کی قسم میں اللہ کا ارادہ ایسا نہیں دیکھتا، ایسے شخص کو خلیفہ بناؤ جو کہ بیوی کو اچھے طریقے سے طلاق بھی نہیں دے سکتا

اس کی سند منقطع ہے ابراہیم النخعی کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی کتاب جامع التحصیل کے مطابق
وقال علي بن المديني إبراهيم النخعي لم يلق أحدا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

علی بن المدینی کہتے ہیں کہ ابراہیم کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی

نصرانیوں کے مطابق مسلمانوں میں جدل ہونا تھا

سنن أبي داؤد ٤٦٥٦ : كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان باب: خلفاء کا بیان

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيَّ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ . شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ الْأَقْرَعِ- مُؤَذِّنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ-، قَالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الْأُسْقُفِّ، فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي فِي الْكِتَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قَالَ: أَجِدُكَ قَرْنًا، فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ، فَقَالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فَقَالَ: قَرْنٌ حَدِيدٌ، أَمِينٌ شَدِيدٌ، قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ، مِنْ بَعْدِي؟ فَقَالَ: أَجِدُهُ خَلِيفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ، قَالَ عُمَرُ: يَرْحَمُ اللَّهُ

عُثْمَانَ- ثَلَاثًا-، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ! قَالَ: أَجِدُهُ صَدَأً حَدِيدٍ، فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: يَا دَفْرَاهُ! يَا دَفْرَاهُ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّهُ خَلِيفَةٌ صَالِحٌ، وَلَكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِينَ يُسْتَخْلَفُ, وَالسَّيْفُ مَسْلُولٌ، وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ. قَالَ أَبو دَاود الدَّفْرُ: النَّتْنُ .

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا ۔ میں اسے بلا لایا ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا : کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو ؟ کہا : ہاں ۔ پوچھا کیسے ؟ کہا : میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا ” قرن “ سے کیا مراد ہے ؟ کہا : بہت سخت فولادی قلعہ ، انتہائی امین ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو ؟ کہا : وہ ایک صالح خلیفہ ہو گا ، صرف اتنا ہو گا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ، تین بار کہا ۔ پھر پوچھا : ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو ؟ کہا : میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہو گا ۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور کہا : اے بدبودار ! اے بدبودار ! (کیا کہہ رہے ہو ؟) تو اس نے کہا : امیر المؤمنین ! یہ صالح خلیفہ ہو گا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے ۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ «الدفر» کے معنی ہیں ” بدبو “ ۔

4656

شعَیب الأرنؤوط کہتے ہیں
إسناده ضعيف، الأقرع مؤذن عمر بن الخطاب -وإن وثقه العجلي وذكره ابن حبان- قال عنه الذهبي في "الميزان": لا يُعرف. تفرد عنه شيخ. قلنا: فهو مجهولٌ، ثم إن في متنه نكارة شديدة.
اس کی سند ضعیف ہے الأقرع جو عمر بن خطاب کا موذن ہے اگرچہ اس کو عجلی نے ثقہ کہا ہے جس کا ذکر ابن حبان نے کیا ہے یہ امام الذھبی نے مطابق المیزان ، میں ہے : میں اس کو نہیں جانتا ... ہم کہتے ہیں یہ مجھول ہے اور اس روایت کے متن میں شدید نکارت ہے

الغرض ضعیف و منکر ہے

اس کی سند میں عبد الله بن شقيق العقيلي کا تفرد ہے جو ثقہ ہیں لیکن ناصبی مشھور ہیں
امام احمد کہتے ہیں
وكان يحمل على علي «تهذيب الكمال» 15/ (3333) . یہ علی پر الزام دھرتے
قال ابن خراش: ثقة كان يبغض عليا
ابن خراش کہتے ہیں یہ علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے

البانی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے- مجلس علمی دار الدعوۃ (نئی دہلی) کی تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی کے ترجمہ کے ساتھ سنن ابو داوود کی اس روایت کو ضعیف الاسناد قرار دیا گیا ہے -

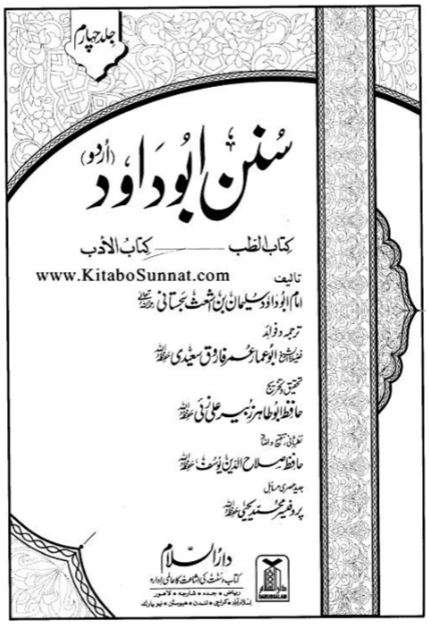

٤٦٥٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ أَنَّ سَعِيدَ بنَ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيَّ أخبرَهُمْ عن عَبْدِ

۴۶۵۶-سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلا لایا۔ حضرت

٤٦٥٥ـ تخريج : [حسن] تقدم، ح: ٢٧٦٥، ٢٧٦٦.
٤٦٥٦ـ تخريج : [إسناده صحيح] ● الأقرع ثقة، وحماد بن سلمة سمع من الجريري قبل اختلاطه.

www.KitaboSunnat.com

٣٩ - كتاب السنة ———— اصحاب رسول کی فضیلت کا بیان

الله بنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ، عن الأَقْرَعِ مُؤَذِّنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الأُسْقُفِّ فَدَعَوْتُهُ فقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي في الْكِتابِ؟ قال: نَعَمْ. قال: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قال: أَجِدُكَ قَرْنًا. قال: فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ. فقالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فقالَ: قَرْنٌ حَدِيدٌ أَمِينٌ شَدِيدٌ. قال: كَيْفَ تَجِدُ

عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: کیسے؟ کہا: میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا: "قرن" سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت سخت فولادی قلعہ' انتہائی امین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا' صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے

اہل حدیث مولوی زبیر علی زئی نے اس کو اسنادہ صحیح قرار دیا ہے اور مجہول اقرع کو ثقہ کہا ہے

اس طرح اس عثمان دشمن روایت کو صحیح تسلیم کر لیا گیا

اگلے خلیفہ کا انتخاب

صحیح بخاری حدیث نمبر: 7218

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ : أَلَا تَسْتَخْلِفُ، قَالَ: "إِنْ أَسْتَخْلِفْ، فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ أَتْرُكْ، فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ رَاهِبٌ، وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَلَا مَيِّتًا".

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے، آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں تو (اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس بزرگ نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لیے) چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی، پھر انہوں نے کہا کہ کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی ڈر کر۔ اب میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی

چھوٹ جاؤں، نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اٹھایا۔ اب مرنے پر میں اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

باب ۳: دورِ عثمان رضی اللہ عنہ

عثمان کا انتخاب عبد الرحمان بن عوف کی رائے پر ہوا جو کیمٹی کے سربراہ تھے

بخاری بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے خلافت کے لیے جن چھ حضرات کا نام لیا تھا وہ یہ ہیں ،علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ –

صحیح بخاری میں ہے

...جب ان (عمر رضی اللہ عنہ) کی تدفین سے فراغت ہوئی تو یہ (چھ)حضرات جمع ہوئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگ اپنے اس معاملے کو گھٹا کر چھ سے تین میں کر لیجئے- زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں الگ ہوتا ہوں اور اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں- اب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ میں سے جو دستبردار ہوجائے اس کے سپرد میں یہ کام کروں گا کہ وہ اللہ تعالٰی کے حکم اور اسلام کس رعایت سے افضل ترین شخص کوخلافت کے لیے منتخب کردے- دونوں حضرات (علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ)خاموش رھے اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ لوگ اس معاملے کو میرے سپرد کرنے پر رضی ہیں،اگر ہوں تو اللہ تعالٰی کو گواہ کر کےکہتا ہوں کہ میں افضل ترین کے انتخاب میں کوتاہی نہ کروں گا - دونوں حضرات نے کہا کہ ہاں ہم راضی ہیں پھر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک کا(علی رضی اللہ عنہ کا) ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں سبقت کا جو شرف حاصل ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے اللہ آپ پر نگران ہے اگر میں آپ کو امیر منتخب کروں تو کیا آپ عدل کریں گے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤں تو آپ رضی اللہ عنہ سمع و طاعت اختیار کریں گے؟پھر دوسرے (عثمان رضی اللہ عنہ)سے یہی کہی- جب عہد و پیمان لے لیا تو کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! ہاتھ اٹھاؤ،پھر خود عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے اور باہر کا مجمع مکان کے اندر داخل ہوگیا اور ان سب نے بیعت کی-"

بخاری کے مطابق عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، نے عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب خالص ذاتی افضلیت اور مسلمانوں کی ترجیح کی بنا پر کیا تھا- کسی اور چیز کی وجہ سے نہیں اور علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے ہوئے صرف یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر میں آپ میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کروں تو آپ انصاف کریں گے اور اگر آپ کے علاوہ دوسرے کو منتخب کروں تو آپ سماع و طاعت کا رویہ اختیار کریں گے-

ترجمہ:- "......عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تین راتیں صلاح و مشوارے اور سوچ بچار میں گزارنےکے بعد فجر کی نماز مسجدِنبوی میں ادا کی – پس جب لوگ فجر کی نماز پڑھ چکے تو عمر رضی اللہ عنہ کے نامزد کردہ حضرات منبرِنبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے مہاجرین، انصار اورامراء،اجناد کو جو جج میں عمر کے ساتھ شریک تھے اور اس وقت مدینہ میں موجود تھے بلوا بھیجا-جب سب

لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور کہا- امّا بعد! اے علی رضی اللہ عنہ میں نے لوگوں کے خلافت کے معاملے میں رجحان کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے-اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اپنے نفس پر کوئی راستہ نہ نکالیں، پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دونوں خلفاء (ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کی سنّت پر پھر مہاجرین، انصار، امراء، اجناد اور دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی-

عبد الرحمان بن عوف کا خاص علی کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اپ کے لئے خلیفہ بننے کا کوئی چانس نہیں ظاہر کرتا ہے کہ علی اس امر خلافت کو لینے کے لئے تیار تھے - عثمان اور علی دونوں صحابی ہیں دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں لیکن دونوں میں فرق بہت ہے عثمان عمر میں بڑے اور متمول ہیں اور علی عمر میں بہت چھوٹے اور غریب تھے- علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ابو بکر کے صلبی بیٹے محمد بن ابی بکر(جو ١٠ھ میں پیدا ہوا) اب علی کے لے پالک تھے - علی رضی اللہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شیخین اور عثمان کی خلافت میں کئی شادیاں کیں اور متعدد لونڈیاں رکھیں - اس طرح علی کا کنبہ بہت بڑا ہوا جو ظاہر کرتا ہے علی فارغ البال ہو گئے تھے

جب ہم علی کو حاصل منصبوں کو دیکھتے ہیں تو ہم یہ پاتے ہیں کہ شیخین (ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کی سنت یہ تھی کہ علی کو کہیں کا گورنر مقرر نہیں کیا جائے گا - عمر نے علی کو قاضی کامنصب دیا ہوا تھا- اسی سنت پر عثمان رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور علی کو کوئی گورنری کا عہدہ نہ دیا-اس بنا پر کوفہ میں علی کے خیر خواہوں نے ایک فیصلہ کیا کہ امراء کے خلاف محاذ کھڑا کیا جائے اور ممکن ہے جب یہ معزول ہوں تو علی کو عامل مقرر کر دیا جائے- سوال یہ ہے کہ ایسا بعض کوفیوں کو کیا ہوا کہ وہ علی کے حق میں اتنا آگے تک جا رہے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوفی اصلا یمنی تھے جن کو ان کے علاقوں سے عمر نے نکال کر کوفہ منتقل کر دیا تھا اس میں قبیلہ بنو اسد والے کثیر تعداد میں تھے اور بعد میں علی کے شیعوں میں بھی اسدیوں کی کثرت تھی اسی طرح علی کے ساتھ لڑنے والے بھی یمنی قبائل تھے - کوفیوں میں شیخین مخالف جذبات پیدا ہو چکے تھے- علی کے ہمدردوں میں یمنی قحطانی قبائل اور مدینہ کے مشرقی قبائل شامل ہوئے - قحطانی اپنے اپ کو قریش سے زیادہ قدیم بتاتے ہیں - حدیث رسول کہ امراء قریش میں سے ہوں گے کی وجہ سے کسی اور قبیلہ کا فرد اس امت میں خلیفہ نہیں بن سکتا تھا -

سن ٣١ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حدیث نمبر: 3717حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

.ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے،۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ خبر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا نام بطور خلیفہ لیا جا رہا ہے امت میں پھیل چکی تھی – اس کی خبر کوفیوں کو بھی ہوئی اور مصریوں کو بھی – حدیث نبوی کے مطابق جو عہدہ مانگے اس کو وہ نہ دو لہذا علی رضی اللہ عنہ یہ مطالبہ نہیں کر سکتے تھے کہ ان کو عامل مقرر کیا جائے لیکن ان کے ہمدرد یہ کر سکتے تھے لہذا کوفہ کے لوگ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچا شروع ہوئے کہ امراء کو تبدیل کیا جائے

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ نے ٢١ ھ میں کوفہ کے عامل کی حیثیت سے معزول کیا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے عامل ہوئے اور دور عثمان تک رہے

سعد بن ابی وقاص کو عثمان نے واپس کوفہ کا گورنر کیا

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ٢٥ ھ میں گورنر کیا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو ٢٩ ہجری میں گورنر کیا

ابو موسی رضی اللہ عنہ کو ٣٤ ہجری میں گورنر کیا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو ٣٤ ہجری میں گورنر کیا

یعنی کوفی مسلسل درد سر بن چکے تھے امراء کے خلاف جھوٹے سچے قصے گھڑ کر مدینہ پہنچ جاتے اور عثمان رضی اللہ عنہ پر زور ڈالتے کہ ان کو تبدیل کرو لیکن عثمان اس سب کو بھانپ چکے تھے کہ ان کا مقصد کیا ہے – ان کوفی ہمدردوں کے نام معلوم ہیں اور یہ سب اصحاب علی ہیں (كُمَيْل بن زياد النُّخعي الكوفي،

الأشتر النخعي ، مالك بن يزيد ، علقمہ بن قيس النخعي ، ثابت بن زيد النخعي ، جندب بن زهير العامري ، جندب بن كعب الأزدي ، عروة بن الجعد ، عمرو بن الحمق الخزائی، صعصعة بن صوحان ، زيد بن صوحان ، ابن الكوا) ان کے شیعہ ہیں یعنی یہ ہمدرد علی کو بتائے بغیر بالا ہی بالا ان کے حق میں ایک تحریک چلا رہے تھے

[32]مسند احمد کی روایت میں ہے

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ - رضي الله عنه - قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ , إِنْ وَلِيتَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا فَأَكْرِمْ قُرَيْشًا , فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - يَقُولُ: " مَنْ أَهَانَ قُرَيْشًا , أَهَانَهُ اللهُ - عز وجل

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ نے کہا کہ میرے باپ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بیٹے اگر تجھ کو والی لوگوں پر کیا جائے تو قریش کی تکریم کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ عز وجل اس کی اہانت کرے گا

شیعان علی میں کثیر تعداد یمنی کوفیوں کی تھی جن کو اس پر اعتراض تھا کہ قریشی امراء ہی کیوں مقرر کیے جا رہے ہیں جبکہ عثمان کے نزدیک وہ حدیث رسول پر عمل کر رہے تھے

قتل عثمان سے پہلے علی اور عثمان میں فاصلے بڑھ چکے تھے

32
جس کو شعیب اور البانی صحیح کہتے ہیں

شہادت سے پہلے

ابو لؤلؤة کی بیٹی کا قصاص

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزند عبیداللہ نے اپنے والد کے قتل پر طیش میں ابو لولوہ کی بیٹی کو قتل کردیا ، علی رضی اللہ عنہ ، مقداد اور دیگر صحابہ نے ابو لولوہ کے قتل کا قصاص لینے کے لیے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا لیکن انہوں نے قصاص لینے سے انکار کردیا (دیکھیے تاریخ الطبری، ج3 ،ص 302)

تاریخ طبری میں ہے خلیفہ بننے کے بعد

ثُمَّ جَلَسَ عُثْمَانُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، ودعا بعبيد اللَّهِ بْنَ عُمَرَ- وَكَانَ مَحْبُوسًا فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَهُوَ الَّذِي نَزَعَ السَّيْفَ مِنْ يَدِهِ بَعْدَ قَتْلِهِ جُفَيْنَةَ وَالْهُرْمُزَانَ وَابْنَةَ أَبِي لُؤْلُؤَةَ، وَكَانَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لأَقْتُلَنَّ رِجَالا مِمَّنْ شَرِكَ فِي دَمِ أَبِي- يُعَرِّضُ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ- فَقَامَ إِلَيْهِ سَعْدٌ، فَنَزَعَ السَّيْفَ مِنْ يَدِهِ، وَجَذَبَ شَعْرَهُ حَتَّى أَضْجَعَهُ إِلَى الأَرْضِ، وَحَبَسَهُ فِي دَارِهِ حَتَّى أَخْرَجَهُ عُثْمَانُ إِلَيْهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ لِجَمَاعَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ: أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي هَذَا الَّذِي فَتَقَ فِي الإِسْلامِ مَا فَتَقَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَرَى أَنْ تَقْتُلَهُ، فَقَالَ بَعْضُ الْمُهَاجِرِينَ: قُتِلَ عُمَرُ أَمْسِ وَيُقْتَلُ ابْنُهُ الْيَوْمَ! فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْفَاكَ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْحَدَثُ كَانَ وَلَكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ سُلْطَانٌ، إِنَّمَا كَانَ هَذَا الْحَدَثُ وَلا سُلْطَانَ لَكَ، قَالَ عُثْمَانُ: أَنَا وَلِيُّهُمْ، وَقَدْ جَعَلْتُهَا دِيَةً، وَاحْتَمَلْتُهَا فِي مَالِي. قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ الْبِيَاضِيُّ إِذَا رَأَى عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عمر، قال: الا يا عبيد الله مالك مَهْرَبٌ ... وَلا مَلْجَأٌ مِنَ ابْنِ أَرْوَى وَلا خفر

عثمان مسجد کے برابر میں بیٹھے اور عبید اللَّهِ بْنَ عُمَرَ کو طلب کیا اور اس کو سعد بن ابی وقاص کے گھر میں قید کیا ہوا تھا اور اس نے تلوار نکالی اور اس نے جُفَيْنَةَ اور الْهُرْمُزَانَ اور أَبِي لُؤْلُؤَةَ کی بیٹی کو قتل کر دیا تھا اور کہہ رہا تھا جو میرے باپ کے قتل میں شریک ہوا میں اللہ کی قسم اس کو قتل کروں گا اس کو مہاجرین و انصار پر پیش کیا گیا – پس سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور تلوار سے اس کے بال کاٹ دے اور اس کو گھر میں قید کیا یہاں تک کہ عثمان نے نکلوایا – پس عثمان نے مہاجرین و انصار کی جماعت سے کہا اس پر مشورہ دو کہ اسلام میں کیا ہے - علی نے کہا : میں دیکھتا ہوں اس کو قتل کیا جائے- بعض مہاجرین نے کہا عمر کا قتل تو کل ہوا اور اس نے آج قاتل کی بیٹی کو قتل کیا ہے ! عمرو بن العاص نے کہا امیر المومنین: بے شک اپ مسلمانوں پر والی و سلطان ہیں – عثمان نے کہا میں ان کا والی ہوں میں اس پر دیت دیتا ہوں اور اس کو میرے مال سے لیا جائے – انصار میں سے ایک شخص زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ نے اشعار کہے

عثمان نے اگرچہ دیت دے دی تھی لیکن علی نے اس کو قبول نہیں کیا اور پھر بھی عبید اللہ کے قتل کا ارادہ کیا – ممکن ہے مقتول کے ورثاء نے اس دیت کو قبول نہ کیا ہو

کتاب المعارف از ابن قتیبہ میں ہے

وأما «عبيد الله بن عمر بن الخطاب» ، فكان شديد البطش. فلما قتل «عمر» جرّد سيفه فقتل بنت «أبي لؤلؤة» ، وقتل «الهرمزان» ، و «جفينة» - رجلا أعجميّا- وقال: لا أدع أعجميّا إلا قتلته. فأراد «عليّ» قتله بمن قتل، فهرب إلى «معاوية» وشهد معه «صفّين» فقتل.

عبید اللہ بن عمر بن الخطاب شدید غصے میں تھے – جب عمر کا قتل ہوا اس نے تلوار نکالی اور ابو لؤلؤة کی [34] ایک عجمی کا قتل کر دیا اور کہا میں کسی عجمی کو (زندہ) [33] کا اور جفینة بیٹی کوقتل کر دیا اور الهرمزان نہیں چھوڑوں گا – پس علی نے (خلیفہ بننے پر) اس بنا پر (بطور قصاص) عبید اللہ بن عمر بن الخطاب کے قتل کا ارادہ کیا تو یہ معاویہ کے پاس بھاگ گیا اور صفین میں لڑا وہاں قتل ہوا

کتاب البدء والتاريخ از المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ) میں ہے

وأما عبيد الله بن عمر بن الخطاب فكان شديد البطش وجرد سيفه يوم قتل عمر واستعرض العجم بالمدينة فقتل الهرمزان وابنته وأبا لؤلؤة وجفينة رجلاً فلما صارت الخلافة إلى عليّ عم أراد أن يقتص عنه فهرب إلى معاوية

جب خلافت علی کو ملی تو انہوں نے عبید اللہ بن عمر کے قتل کا ارادہ کیا

گورنر کا شراب پینا

صحيح مسلم: كِتَابُ الْحُدُودِ (بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ) صحیح مسلم: کتاب: حدود کا بیان

(باب: شراب کی حد)

4457 .

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ فَيْرُوزَ، مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ الدَّانَاجِ، حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَزِيدُكُمْ، فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ، وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا، فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ

33

ہرمزان فارس سے غلام بن کر آیا تھا اور اس کو امان عمر رضی اللہ عنہ نے دی تھی لیکن عبید اللہ بن عمر بن الخطاب نے اس کو قتل کر دیا

34

فتوح البلدان از أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفى: 279هـ) میں ہے
قَالَ الواقدي، وكان جفينة العبادي من أهل الحيرة نصرانيا ظئرا لسعد ابن أبي وقاص فاتهمه عُبَيْد اللَّه بْن عُمَر بمشايعة أَبِي لؤلؤة عَلَى قتل أبيه فقتله وقتل ابنيه.

حَتَّى بَلَغَ أَرْبَعِينَ، فَقَالَ: أَمْسِكْ، ثُمَّ قَالَ: «جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ»، وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، وَعُمَرُ ثَمَانِينَ، " وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ. زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ

ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب اور علی بن حجر سب نے کہا: ہمیں اسماعیل بن علیہ نے ابن ابی عروبہ سے حدیث بیان کی، انھوں نے عبداللہ داناج (فارسی کے لفظ دانا کو عرب اسی طرح پڑھتے تھے) سے روایت کی، نیز اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے -- الفاظ انھی کے ہیں -- کہا: ہمیں یحییٰ بن حماد نے خبر دی، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن مختار نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ان عامر داناج کے مولیٰ عبداللہ بن فیروز نے حدیث بیان کی: ہمیں ابو ساسان حُضین بن منذر نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ولید (بن عقبہ بن ابی معیط) کو لایا گیا، اس نے صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر کہا: کیا تمہیں اور (نماز) پڑھاؤں؟ تو دو آدمیوں نے اس کے خلاف گواہی دی۔ ان میں سے ایک حمران تھا (اس نے کہا) کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اسے (شراب کی) قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے شراب پی ہے تو (اس کی) قے کی ہے۔ اور کہا: علی! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حسن! اٹھیں اور اسے کوڑے ماریں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی ناگوار باتیں بھی انھی کے سپرد کیجیے جن کے سپرد اس کی خوش گوار ہیں۔ تو ایسے لگا کہ انھیں ناگوار محسوس ہوا ہے، تب انھوں نے کہا: عبداللہ بن جعفر! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔ تو انھوں نے اسے کوڑے لگائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کرتے رہے حتی کہ وہ چالیس تک پہنچے تو کہا: رک جاؤ۔ پھر کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس لگوائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی (کوڑے) لگوائے، یہ سب سنت ہیں اور یہ (چالیس کوڑے لگانا) مجھے زیادہ پسند ہے۔ علی بن حجر نے اپنی روایت میں اضافہ کیا: اسماعیل نے کہا: میں نے داناج کی حدیث ان سے سنی تھی لیکن اسے یاد نہ رکھ سکا

راقم کہتا ہے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے کوفیوں کو بہت خنس تھی اور کوفیوں کا مقصد شروع سے یہ رہا کہ علی کو وہاں کا گورنر کرا دیا جائے -کوفی یمنی تھے لہذا شیعان علی کی ایک روایت یہ ہے کہ قرآن میں ایک فاسق کا ذکر ہے جو ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ تھے

﴿قال: قدمت علی رسول اللہ ﷺ فدعانی الی الاسلام ، فدخلت فیہ، واأقررت بہ---﴾ (مسند احمد بن حنبل ،ج ۳۰، ص ۴۰۳، رقم ۸۴۵۹ پر الحدیث

ترجمہ: (میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی جو میں نے منظور کر لی اور مسلمان ہوگیا۔ پھر آپ نے زکوۃ کی فرضیت سنائی میں نے اس کا بھی اقرار کیا اور کہا کہ میں واپس اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان میں سے جو ایمان لائیں اور زکوۃ ادا کریں میں ان کی زکوۃ جمع کرتا ہوں۔ اتنے اتنے دنوں کے بعد آپ میری طرف کسی آدمی کو بھیج دیں میں اس کے ہاتھ جمع شدہ مال زکوۃ آپ کی خدمت میں بھجوادوں گا۔ سیدنا حارث نے واپس آکر یہی مال زکوۃ جمع کیا جب وقت مقررہ گزر چکا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی قاصد نہ آیا تو آپ نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا یہ تو نا ممکن ہے کہ اللہ کے رسول اپنے وعدے کے مطابق اپنا آدمی نہ بھیجیں ۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں کسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ہم سے ناراض نہ ہوگئے ہوں؟ اور اس بنا پر آپ نے اپنا کوئی قاصد مال زکوۃ لینے کے لیے نہ بھیجا ہو، اگر آپ متفق ہوں تو ہم اس مال کو لے کر خود ہی مدینہ منورہ چلیں اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ یہ تجویز طے پاگئی اور یہ حضرات اپنا مال زکوۃ لے کر چل کھڑے ہوئے۔ ادھر سے رسول اللہ ﷺ ولید بن عقبہ کو اپنا قاصد بنا کر بھیج چکے تھے۔ لیکن یہ حجرات راستے میں ہی ڈر کے مارے لوٹ آئے اور یہاں آ کر کہہ دیا کہ حارث نے زکوۃ بھی روک لی اور میرے قتل کے درپے ہوئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور کچھ آدمی حارث کی تنبیہ کے لیے روانہ فرما دیے۔ مدینے کے قریب راستے میں ہی اس مختصر سے لشکر نے حضرت حارث کو پالیا۔ سیدنا حارث نے پوچھا آخر کیا بات ہے؟ تم کہاں اور کس کے پاس جا رہے ہو؟ انہوں نے آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ پوچھا کیوں؟ کہا اس لیے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد ولید کو زکوۃ نہ دی بلکہ انہیں قتل کر نا چاہا۔ حارث نے فرمایا قسم ہے اس رب کی جس نے محمد ﷺ کو سچا بنا کر بھیجا ہے

نہ میں نے اسے دیکھا نہ وہ میرے پاس آیا، چلو میں تو خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ یہاں جو آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تم نے زکوۃ بھی روک لی اور میرے آدمی کو قتل کرنا چاہا۔ آپ نے جواب دیا ہر گز نہیں یا رسول اللہﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے نہ میں نے انہیں دیکھا ہے اور نہ ہی وہ میرے پاس آئے، بلکہ قاصد کو نہ دیکھ کر اس ڈر کے مارے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مجھ سے ناراض نہ ہوگئے ہوں اور اسی وجہ سے قاصد نہ بھیجا ہو میں خود حاضر خدمت ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔۔۔۔۔۔

(الحجرات: ۶)

اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔۔۔ حکیم تک نازل ہوئی۔

سند میں محمد بن سابق ہے جو ضعیف ہے۔

دینار کا باپ عیسیٰ مجھول ہے۔

محمد بن سابق التمیمی:

قال یحییٰ بن معین : ضعیف۔

قال ابو حاتم لا یحتیج بہ۔

وقال یعقوب بن شیبة : ولیس ممن یوصف بالضبط للحدیث۔تهذیب التهذیب ،ج۷، ص۱۶۳، تهذیب الکمال للمزی،ج۲۵،ص۶۳۳، تاریخ الکبیرللبخاری الترجمة ۳۱۲، الجرح والتعدیل

اس تناظر میں صحیح مسلم کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے دو کوفیوں کی شکایات پر عثمان نے گورنر کو کوڑے لگوائے اور وہ بھی خاص اہل بیت النبی سے – کیا یہ ہر وقت مجلس عثمان میں ہی رہتے تھے ؟ کسی اور صحابی کا ذکر بھی اس روایت میں نہیں ہے

کہا جاتا ہے کہ حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ المتوفی ۹۹ ھ جو گواہ بن کر کھڑا ہوا یہ بعد میں كَانَ صَاحِبَ شُرْطَةِ عَلِيٍّ، علی کا خصوصی گارڈ بنا اس کا بیان بھی صحیح بخاری کی روایت سے جدا ہے

حدیث نمبر 3872:

حدثنا عبد الله بن محمد الجعفي، حدثنا هشام، أخبرنا معمر، عن الزهري، حدثنا عروة بن الزبير، أن عبيد الله بن عدي بن الخيار، أخبره أن المسور بن مخرمة وعبد الرحمن بن الأسود بن عبد يغوث قالا له ما يمنعك أن تكلم خالك عثمان في أخيه الوليد بن عقبة وكان أكثر الناس فيما فعل به. قال عبيد الله فانتصبت لعثمان حين خرج إلى الصلاة فقلت له إن لي إليك حاجة وهي نصيحة. فقال أيها المرء، أعوذ بالله منك، فانصرفت، فلما قضيت الصلاة جلست إلى المسور وإلى ابن عبد يغوث، فحدثتهما بالذي قلت لعثمان وقال لي. فقالا قد قضيت الذي كان عليك. فبينما أنا جالس معهما، إذ جاءني رسول عثمان، فقالا لي قد ابتلاك الله. فانطلقت حتى دخلت عليه، فقال ما نصيحتك التي ذكرت آنفا قال فتشهدت ثم قلت إن الله بعث محمدا صلى الله عليه وسلم وأنزل عليه الكتاب، وكنت ممن استجاب لله ورسوله صلى الله عليه وسلم وآمنت به، وهاجرت الهجرتين الأولين، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورأيت هديه، وقد أكثر الناس في شأن الوليد بن عقبة، فحق عليك أن تقيم عليه الحد. فقال لي يا ابن أخي أدركت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قلت لا، ولكن قد خلص إلى من علمه ما خلص إلى العذراء في سترها. قال فتشهد عثمان فقال إن الله قد بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق وأنزل عليه الكتاب، وكنت ممن استجاب لله ورسوله صلى الله عليه وسلم وآمنت بما بعث به محمد صلى الله عليه وسلم. وهاجرت الهجرتين الأوليين كما قلت، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبايعته، والله ما عصيته ولا غششته حتى توفاه الله، ثم استخلف الله أبا بكر فوالله ما عصيته ولا غششته، ثم استخلف عمر، فوالله ما عصيته ولا غششته، ثم استخلفت، أفليس لي عليكم مثل الذي كان لهم على قال بلى. قال فما هذه الأحاديث التي تبلغني عنكم فأما ما ذكرت من شأن الوليد بن عقبة، فسنأخذ فيه إن

شاء الله بالحق قال فجلد الوليد أربعين جلدة، وأمر عليا أن يجلده، وكان هو يجلده. وقال يونس وابن أخي الزهري عن الزهري أفليس لي عليكم من الحق مثل الذي كان لهم.

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیارنے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبد الر حمن بن اسود بن عبد یغوث ان دونوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا تم اپنے ماموں (امیرالمؤمنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، (ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بہت اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا)، عبیداللہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیرخواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پنا ہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فا رغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جودیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیرخواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ کیاتھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے یا میرے بھانجے کیا تم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کودیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنوا ری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتحب ہوئے۔ اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبیداللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم انشاءاللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی کے بعد) ولید بن عقبہ کو چالیس کوڑے لگوائے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی رضی عنہ نے ہی کوڑے لگائے

روایات کے مطابق گواہوں نے ایک انگوٹھی پیش کی اور کہا کہ ہم نے ولید رضی اللہ عنہ کو شراب نوشی کرتے دیکھا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم ان کی انگوٹھی اتار لائے اور انہیں علم نہیں ہو سکا۔عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو طلب کیا اور ان سے فرمایا جھوٹے گواہ کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اے میرے بھائی! تم صبر کرو۔ اس کے بعد انہوں نے ولید پر شراب کی سزا نافذ کی طبری۔ 314-1/3 –

فضائل صحابہ از امام احمد میں روایت ہے جس کی سند وہی صحیح مسلم والی ہے

[1138] حدثنا أحمد قال نا أبو الربيع الزهراني نا عبد العزيز بن المختار الأنصاري قثنا عبد الله بن فيروز قثنا الحصين بن المنذر الرقاشي قال شهدت عثمان بن عفان واتى بالوليد بن عقبة وقد صلى باهل الكوفة الصبح أربعا ثم قال ازيدكم فشهد عليه حمران ورجل آخر شهد أحدهما انه رآه يشرب الخمر وشهد الآخر انه رآه يتقيأها فقال عثمان لعلي فقال علي لابنه الحسن فقال ول حارها من تولى قارها فقال لابن أخيه عبد الله بن جعفر فأخذ السوط فضربه فلما بلغ أربعين قال امسك جلد رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعين وأبو بكر أربعين وعمر ثمانين وكل سنة وهذا أحب الي

۱۱۳۸۔ حصین بن منذر رقاشی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ولید بن عقبہ کے خلاف فجر کی نماز کے بعد کوفہ میں گواہی دی، انہوں نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور گواہ ہے۔ اس پر حمران اور ایک دوسرے شخص نے گواہی دی، ان میں سے ایک نے کہا: میں نے ولید کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے اور دوسرے نے کہا: میں نے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے کہا تو سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: جو نفع اور فائدہ اٹھاتا رہا ہے تو اب وہ بوجھ اور نقصان بھی اٹھائے، پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو کہا تو انہوں نے کوڑے اٹھا کر حد لگائی، جب چالیس ہو گئے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رُک جاؤ ۴۰ کوڑے لگانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابو بکر کی سنت ہے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ۸۰ ہیں، یہ سب طریقے اپنی جگہ جائز ہیں مگر ۴۰ کوڑے والی سنت مجھے زیادہ پسند ہے۔ (۲)

[1139] حدثنا عبد الله بن سليمان المجستاني نا عباد بن يعقوب نا موسى بن عمير عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده عن علي قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا معشر بني هاشم والذي بعثني بالحق لو أخذت بحلقة باب الجنة ما بدأت الا بكم

۱۱۳۹۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خاندان بنو ہاشم! اگر میں جنتی دروازوں کی کنڈی پکڑوں، تب بھی میں تمھارے علاوہ کسی اور سے شروع نہیں کروں گا۔ (۳)

[1140] حدثني أحمد بن إسرائيل قثنا محمد بن عثمان قثنا زكريا بن يحيى الكسائي نا يحيى بن سالم نا أشعث ابن عم حسن

---

(۱) تحقیق: اسنادہ ضعیف لاجل عبدالمومن بن عباد؛ تقدم تخریجہ فی رقم: 871

(۲) تحقیق: اسنادہ صحیح؛ تخریج: صحیح مسلم: 3/1331؛ السنن الکبریٰ للبیہقی: 8/318_316

محقق وصی اللہ بن عباس کے نزدیک روایت صحیح ہے
روایت کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے – گواہی مدینہ میں طلب کی گئی کوفہ میں تو نماز غلط پڑھی گئی تھی – البتہ حمران کوفی نے گواہی دی کہ الولید رضی اللہ عنہ نے شراب پی تھی- حد بھی مدینہ میں جاری کی گئی
یہ روایت عبد اللہ بن فیروز الداناج البصری کی روایت کی وجہ سے حدیث الداناج کے نام سے مشہور ہے اور فقہاء نے اس کو رد کیا ہے کہ یہ قول علی ممکن نہیں دیکھئے شرح صحیح بخاری از ابن بطال

صحیح بخاری میں ہے
- بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ
باب: (شراب میں) چھڑی اور جوتے سے مارنا نمبر: 6775
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانُ، فَشَقَّ عَلَيْهِ، وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، فَضَرَبُوهُ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ، وَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ".ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عبداللہ بن ابی ملکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نعیمان یا ابن نعیمان کو لایا گیا، وہ نشہ میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ناگوار گزرا اور آپ نے گھر میں موجود لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے انہیں لکڑی اور جوتوں سے مارا اور میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسے مارا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ شراب میں رسول اللہ نے کوئی حد مقرر نہیں کی تھی

حدیث نمبر: 6778
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ ، سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيدٍ النَّخَعِيَّ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "مَا كُنْتُ لِأُقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوتَ فَأَجِدَ فِي نَفْسِي، إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ: فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَسُنَّهُ".
ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن الحارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوحصین نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عمیر بن سعید نخعی سے سنا، کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نہیں پسند کروں گا کہ حد میں کسی کو ایسی سزا دوں کہ وہ مر جائے اور پھر مجھے اس کا رنج ہو، سوا شرابی کے کہ اگر وہ مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کر دوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی تھی۔

لہذا فضائل صحابہ یا صحیح مسلم کی روایت صحیح نہیں ہو سکتی جس میں علی پر جھوٹ باندھا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر چالیس کوڑوں کی حد مقرر کی تھی - الفاظ ہیں جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ جبکہ صحیح بخاری کی روایت میں انہی کا رد ہے أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَسُنَّهُ رسول اللہ نے اس میں کوئی سنت اختیار نہیں کی

نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار میں عینی کا گمان ہے کہ یہ حمران بن أبان مولى عثمان المدنی ہے جس کا شمار بخاری نے الضعفاء میں کیا ہے- راقم کہتا ہے یہ گواہی دینے والا حمران اغلبا کوئی کوفی ہے -

حج میں اختلاف

صحیح مسلم: كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ صحیح مسلم2964 : کتاب: حج کے احکام ومسائل

(باب: حج تمتع کرنا جائز ہے)

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ، فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: «مَا تُرِيدُ إِلَى أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَنْهَى عَنْهُ؟» فَقَالَ عُثْمَانُ: دَعْنَا مِنْكَ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدَعَكَ، فَلَمَّا أَنْ رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ، أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا

عمرو بن مرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی،کہا: مقام عسفان پر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکھٹے ہوئے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج تمتع سے یا (حج کے مہینوں میں) عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ اس معاملے میں کیا کرنا چاہتے ہیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور آپ اس سے منع کرتے ہیں؟ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: آپ ہمیں چھوڑیں (یعنی جو دل چاہے کریں)۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں آپ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپ کو چھوڑ دوں ۔جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ پکارنا شروع کردیا ۔

صحيح البخاري 1563: كِتَابُ الحَجِّ (بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ) صحیح بخاری: کتاب: حج کے مسائل کا بیان

(باب: حج میں تمتع، قران اور افراد کا بیان۔۔۔)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهَى عَنْ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے علی بن حسین (حضرت زین العابدین) نے اور ان سے مروان بن حکم نے بیان کیا کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے سے منع کیا لیکن علی رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا " لبیک بعمرۃ وحجۃ " اور کہا کہ میں کسی ایک شخص کی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو نہیں چھوڑ سکتا۔

راقم کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج کیا ہے اور اس میں حج و عمرہ کو ملانے کا ذکر نہیں ہے- اور حدیبیہ میں حج کو عمرہ سے بدلا گیا تھا جو خاص عمل تھا –

قرآن میں ہے

لَّقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ

بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب حق کے ساتھ سچا کر دیا ، اگر اللہ نے چاہا (اِنْ شَآءَ اللّٰهُ) تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے بے خوف و خطر ہو گے

اس خواب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدی کے جانوروں کو لے کر مکہ کا قصد کیا اور یہ حج کے سفر کا مہینہ ذیقعدہ تھا - اپ حدیبیہ تک آ گئے تھے لیکن مشرکوں نے روکا- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ أَهْدَى جَمَلَ أَبِي جَهْلٍ الَّذِي كَانَ اسْتَلَبَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي رَأْسِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي هَدْيِهِ» وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «لِيَغِيظَ بِذَلِكَ الْمُشْرِكِينَ»

ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جھل کے اونٹ کو حدیبیہ کے سال ھدی کیا جس کو بدر کے دن حاصل کیا تھا اور اس کے سر پر چاندی کا برہ (جانور کی ناک کا حلقہ) تھا

دوسری روایت میں ہے

نَحَرَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ سَبْعِينَ، فِيهَا جَمَلُ أَبِي جَهْلٍ، فَلَمَّا صُدَّتْ عَنِ الْبَيْتِ

الْحُدَيْبِيَةِ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے جن میں ابو جھل کا اونٹ بھی تھا جب بیت اللہ جانے سے روکا گیا

یہ اونٹ دم میں ذبح کیے گئے کیونکہ احرام کو کھولا گیا اور ستر اونٹ لے کر جانے کا مقصد اصلا حج کرنا تھا اس کا مقصد عمرہ نہیں تھا – لیکن جب روکا گیا تو مجبورا ایسا کیا گیا- پھر جب صلح ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور عمرہ کیا

صحیح بخاری میں ہے کہ حدیبیہ کے سال (سن ٦ ہجری میں) عمرہ کیا- انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عُمْرَةُ الحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي القَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ المُشْرِكُونَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذِي القَعْدَةِ میں عمرہ کیا جب مشرکوں نے روکا

عمرہ تو بالاخر ہو گیا لیکن اس سال حج نہ ہو سکا - اللہ تعالی نے فرمایا کہ خواب سچ ہو گیا یعنی خواب کا مدعا عمرہ کا ہی تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حج جانا اور ھدی کے جانور لے کر گئے - اس طرح حج کے مہینوں میں حج کی نیت کو عمرہ سے بدلا گیا جو خاص عمل تھا لیکن علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ عام حکم تھا [35]

---

[35]

حج افراد صرف حج کرنے کو کہتے ہیں جس میں عمرہ شامل نہیں ہوتا- اہل مکہ اور میقات اور حدود حرم کے درمیان میں رہنے والے باشندے حج افراد کرتے ہیں

حج قران میں قربانی ساتھ لے کر جاتے ہیں اور احرام اس وقت تک نہیں کھولا جاتا جب تک قربانی ذبح یا نحر نہ ہو جائے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج قران کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانیاں ساتھ لائے تھے اور میقات کے باہر سے اس میں داخل ہوئے تھے

حج تمتع یہ ہے کہ انسان حج کے مہینوں (شوال، ذو القعدہ، اور ذو الحجہ) میں صرف عمرے کا احرام باندھتے ہوئے کہے لبیک عمرۃ - حج تمتع میں قربانی ساتھ لے کر نہیں جاتے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیتے ہیں اور پھر حج کے ایام میں احرام باندھ لیتے ہیں اور حج کرتے ہیں- یہ حج صرف میقات کے باہر والے ہی ادا کر سکتے ہیں۔ اس میں حاجی عمرہ ادا کرنے اور حلق و قصر کرنے کے بعد احرام کھول سکتے ہیں۔ ایسا حاجی جب تک عمرے کا طواف شروع نہیں ہو جاتا اس وقت تک تلبیہ

صحیح مسلم میں ہے

ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: ” لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ

علی نے عثمان سے کہا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے تمتع کیا تھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے ساتھ- عثمان نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہم اس (وقت حدیبیہ) میں خوف زدہ تھے

مشکل الاثار میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ , قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ , قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ , عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ , عَنْ أَبِيهِ , قَالَ: سُئِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ , فَقَالَ: كَانَتْ لَنَا , لَيْسَتْ لَكُمْ

عثمان نے کہا ایک تابعی سے کہا یہ ہمارے لئے تھا تمھارے لئے نہیں ہے

عثمان رضی الله عنہ کے نزدیک ایسا کرنا علت کی بنا پر تھا کہ حدیبیہ میں حج کو عمرہ سے بدلا گیا لہذا یہ خصوص تھا اور علی رضی الله عنہ نے اس کو عموم سمجھا

عثمان کی طرح ابو ذر رضی الله عنہ بھی اس کو حکم خصوصی کہتے تھے جو صرف اصحاب النبی کے لئے وقتی تھا

أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: «كَانَتْ الْمُتْعَةُ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

ابو ذر رضی الله عنہ نے کہا تمتع کرنا اصحاب النبی کے لئے خاص تھا

ابن حجر نے کہا

ويحتمل أن يكون عثمان أشار إلى أن الأصل في اختياره – صلى اللَّه عليه وسلم – فسخ الحجّ إلى العمرة في حجة الوداع دفع اعتقاد قريش منع العمرة في أشهر الحجّ، وكان ابتداء ذلك بالحديبية؛ لأن إحرامهم بالعمرة كان في ذي القعدة، وهو من أشهر الحجّ، وهناك يصحّ إطلاق كونهم خائفين، أي من وقوع القتال بينهم وبين المشركين، وكان المشركون صدّوهم عن الوصول إلى البيت، فتحلّلوا من عمرتهم، وكانت أول عمرة وقعت في أشهر الحجّ، ثم جاءت عمرة القضيّة في ذي القعدة أيضًا، ثم أراد – صلى اللَّه عليه وسلم – تأكيد ذلك بالمبالغة فيه، حتى أمرهم بفسخ الحجّ إلى العمرة

کہتا رہے گا اور مکہ پہنچ کر طواف، سعی ، بال حلق، یا قصر کروا کر احرام کھول دے گا پھر آٹھ ذو الحجہ کو صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام ارکان بجا لائے گا ، اس طرح حج تمتع کرنے والا عمرہ اور حج مکمل کرتا ہے

اور احتمال ہے کہ عثمان کا اشارہ ہے جو اصل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ حج کو عمرہ سے بدلا حجه الوداع میں قریش کے عقیدہ کو دفع کرنے کہ حج کے ماہ میں عمرہ منع ہے اور اس کی شروعات حدیبیہ میں ہوئی جب عمرہ کا احرام باندھا جو ذیقعدہ میں تھا جو حج کا مہینہ ہے اور اس پر خوف کا اطلاق صحیح ہے کہ ان میں اور مشرکین میں قتال ہو سکتا تھا اور مشرکین نے راستہ روکا تو اس کو عمرہ سے بدلا اور پہلا عمرہ حج کے مہینوں میں ہوا پھر عمرہ قضیہ ہوا جو ذیقعدہ میں ہوا

مصری پروپیگنڈا : عثمان حدیث چھپاتا ہے

سنن دارمی ۔ جلد دوم ۔ جہاد کا بیان ۔ حدیث 275

ایک دن اور رات کے لئے پہرہ دینے کی فضیلت۔

أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي كُنْتُ كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنْ الْمَنَازِلِ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ بات بیان کی میں نے تم سے ایک حدیث چھپائی تھی جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی سنی تھی کیونکہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے لیکن پھر میں نے سوچا کہ مجھے وہ تمہارے سامنے بیان کر دینا چاہیے تاکہ ہر شخص اپنی پسند کے مطابق فیصلہ کر سکے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا دیگر مقامات پر ایک ہزار بسر کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

مسند احمد ۔ جلد اول ۔ حدیث 440

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنِي زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنْ الْمَنَازِلِ

ابوصالح جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگو! میں نے اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے بیان نہیں کی تاکہ تم لوگ مجھ سے جدا نہ ہو جاؤ لیکن اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم سے بیان کردوں تاکہ ہر آدمی جو مناسب سمجھے، اسے اختیار کر لے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک دن کی پہرہ داری، دوسری جگہوں پر ہزار دن کی پہرہ داری سے بھی افضل ہے۔

اس کی سند میں أبو صالح مولى عثمان بن عفان ، مجھول ہے، مصر کا تھا – اس سے أَبُو عقيل زهرة بن معبد القرشي المِصْرِي نے یہ روایت لی ہے

متن منکر ہے

نماز قصر نہ کرنا

صحيح البخاري: كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلاَةِ (بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى البُيُوتَ، فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هَذِهِ الكُوفَةُ قَالَ: «لاَ حَتَّى نَدْخُلَهَا») صحیح بخاری: کتاب: نماز میں قصر کرنے کا بیان (باب: جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی)
1090 . حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ الصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ
حکم : صحیح

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے زہری سے بیان کیا، ان سے . عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی بعد میں سفر کی نماز تواپنی اسی حالت پر رہ گئی البتہ حضر کی نماز پوری (چار رکعت) کردی گئی۔ زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیوں نماز پوری پڑھی تھی انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی جو تاویل کی تھی وہی انہوں نے بھی کی۔

صحیح بخاری کی شرح تیسیر الباری، ج 2، ص 138 پر علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں

یہ حضرت عثمان کی رائے تھی جو سنت صریحہ کے خلاف قابل قبول نہیں ہو سکتی

راقم کہتا ہے یہ قول باطل ہے مستخرج أبو عَوانة کے مطابق

وإنَّما أتمَّها عُثْمَانُ أربعًا لأنه تأهَّل بِمَكَّة ونَوَى الإِقامَة
عثمان نے منی میں ان کو رکعات کو چار پڑھا کیونکہ انہوں نے مکہ میں سکونت کی اور اس میں اقامت کی

طحاوی کتاب شرح معاني الآثار میں کہتے ہیں
وَقَدْ ذَكَرْنَا مَا تَأَوَّلَ فِي إِتْمَامِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصَّلَاةَ بِمِنًى فَكَانَ مَا صَحَّ مِنْ ذَلِكَ هُوَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَجْلِ نِيَّتِهِ . لِلْإِقَامَةِ. فَإِنْ كَانَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ

اور ہم نے ذکر کیا جو عثمان رضی الله عنہ نے منی میں نماز میں جو چار رکعات پڑھیں تو پس اس میں صحیح ہے کہ یہ ان کی نیت اقامت کی وجہ ہے

اصلا اپ کا ارادہ اگر کسی شہر میں رکنے کا ہو تو اپ پر مقیم کا حکم لگتا ہے عثمان رضی الله عنہ کا ارادہ رکنے کا تھا لہذا انہوں نے قصر نہیں کیا- رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے قصر کیا کیونکہ اپ کا ارادہ رکنے کا نہیں تھا

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ إِنَّمَا أَتَمَّ الصَّلَاةَ لِأَنَّهُ نَوَى الْإِقَامَةَ بَعْدَ الْحَجِّ فَهُوَ مُرْسَلٌ وَفِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّ الْإِقَامَةَ بِمَكَّةَ عَلَى الْمُهَاجِرِينَ حَرَامٌ كَمَا سَيَأْتِي فِي الْكَلَامِ عَلَى حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فِي الْمَغَازِي

جو عبد الرزاق نے روایت کیا کہ ... زہری سے کہ عثمان نے نماز کو پورا کیا کیونکہ انہوں نے اقامت کی حج کے بعد تو یہ مرسل ہے اس میں نظر ہے کیونکہ مکہ میں اقامت کرنا مہاجرین پر حرام ہے جیسا کہ مغازی میں حدیث الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ میں آئے گا[36]

---

[36]

صحیح بخاری میں ہے

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ:باب: حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں قیام کرنا کیسا ہے ؟حدیث نمبر: 3933حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ، السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ، مَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَى مَكَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ"

.مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن حمید زہری نے بیان کیا، انہوں نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے سنا، وہ نمر کندی کے بھانجے سائب بن یزید سے دریافت کر رہے تھے کہ تم نے مکہ میں (مہاجر کے) ٹھہرنے کے مسئلہ میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجر کو (حج میں) طواف وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے-

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِجُلَسَائِهِ مَا سَمِعْتُمْ فِي سُكْنَى مَكَّةَ فَقَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ الْعَلَائَ أَوْ قَالَ الْعَلَائَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَائِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا

ترجمہ : یحیی بن یحیی، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمن، ابن حمید، عمر بن عبدالعزیز، حضرت عبدالرحمن بن حمید (رض) سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے سنا وہ اپنے ہم نشینوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے مکہ میں قیام کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت سائب بن یزید (رض) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علاء یا فرمایا کہ حضرت علاء بن حضرمی

پھر ایک (منقطع) روایت پیش کی کہ عثمان تو کہتے تھے کہ لن أفارق دار هجرتي میں اپنا دار ہجرت نہیں چھوڑوں گا- راقم کہتا ہے یہ روایت مسند احمد میں ہے عثمان نے کہا فَلَنْ أُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِي میں اپنے دار ہجرت[37] حیرت ہے کہ ابن حجر نے اپنی دوسری کتاب " تعجيل المنفعة " ص 371 میں ہی لکھا ہے کو نہیں چھوڑوں گا کہ وما أظن أن روايته عن المغيرة إلا مرسلة میں گمان کرتا ہوں کہ یہ لن أفارق دار هجرتي والی روایت مغیرہ کی سند سے مرسل ہے - راقم کہتا ہے یہ مرسل ہے تو پھر اس سے دلیل کیسے لی؟

مہاجرین اولین پر فتح مکہ کے سال تک پابندی تھی کہ وہ مکہ میں سکونت نہیں کریں گے- ممانعت کا حکم سن ۹ ہجری کے لئے ہو گا جب ابو بکر رضی الله عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا تھا -

زکواہ کی تقسیم

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ مُنْذِرٍ، عَنِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ، قَالَ: لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ، .
فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ: أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: أَغْنِهَا عَنَّا، فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا»

ابْنِ الحَنَفِيَّةِ نے کہا : اگر علی ، عثمان کا ذکر کرتے، تو اس روز ذکر کرتے جب لوگ عثمان کے منصب داروں کے حوالے سے شکوہ کرتے آئے تو علی نے مجھ سے کہا جاؤ عثمان کو اس کی خبر دو – کہ یہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا صدقه تھا پس وہ منصب داروں کو اس پر عمل کا حکم کریں – میں لهذا گیا اور عثمان نے کہا ہم یہی خرچ کرتے ہیں پس میں واپس آیا علی کے پاس اور خبر دی انہوں نے کہا جہاں سے لیا وہاں رکھ دو

الفاظ أَغْنِها عنَّا کا ترجمہ مسند احمد کی تعلیق میں شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد نے اصرفها عنا کیا ہے کہ ہم ایسا خرچ کرتے ہیں

(رض) سے سنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ مہاجر مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مکہ میں تین دن قیام کرسکتا ہے۔

مصطفی البغا صحیح بخاری پر تعلیق میں کہتے ہیں

وكانت الإقامة في مكة قبل فتحها حراما على المهاجرين

مہاجرین پر فتح سے پہلے اقامت مکہ کرنا حرام تھا-اس حدیث کو خاص پر محمول کیا جائے گا اور اس کو فتح مکہ سے قبل کا زمانہ کہا گیا ہے یعنی سن ۹ ہجری کے حج ختم ہونے سے پہلے کے دور میں

[37] شعيب الأرنؤوط نے اس روایت پر لکھا ہے منقطع ہے - إسناده ضعيف لانقطاعه، محمد بن عبد الملك بن مروان قتل سنة 132 هـ والمغيرة بن شعبة مات سنة 50 هـ فيبعد أن يسمع منه

یہی مطلب البانی نے مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِي میں تعلیق میں لکھا ہے
.وقوله: "أغنها"؛ أي: اصرفها عنا

ابن بطال شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں
(أغنها عنا) يقول: اصرفها عنا، يقال: أغنيت عنك كذا: صرفته عنك
کہا ہم ایسا ہی خرچ کرتے ہیں کہا جاتا ہے أغنيت عنك كذا میں نے تجھ کو اس طرح غنی کیا یعنی تجھ پر خرچ کیا

ابن قرقول (المتوفى: 569هـ) کتاب مطالع الأنوار على صحاح الآثار میں کہتے ہیں
أَغْنِهَا عَنَّا" بقطع الألف، أي: اصرفها وسيرها عنا"
أَغْنِهَا عَنَّا" ... یعنی خرچ کیا"

کتاب كشف المشكل من حديث الصحيحين از ابن جوزی کے مطابق
.وَقَوله: أغنها عَنَّا: أَي اصرفها عَنَّا
اور ان کا قول یعنی ہم نے ایسا خرچ کیا

مصنف عبد الرزاق میں الفاظ ہیں
عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَعْلَى مِنْذِرٌ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ إِلَى أَبِي فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ أَبِي: " خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقُلْ لَهُ: قَالَ أَبِي: أَنَّ نَاسًا مِنَ النَّاسِ قَدْ جَاءُوا شَكَوْا سُعَاتَكَ وَهَذَا أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَرَائِضِ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ "، فَانْطَلَقْتُ بِالْكِتَابِ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنَّ أَبِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ، وَذَكَرَ أَنَّ نَاسًا مِنَ النَّاسِ شَكَوْا سُعَاتَكَ، وَهَذَا أَمْرُ [ص:7] رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَرَائِضِ فَمُرْهُمْ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِي كِتَابِكَ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى أَبِي فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبِي: «لَا عَلَيْكَ ارْدُدِ الْكِتَابَ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ» قَالَ: «فَلَوْ كَانَ ذَاكِرًا عُثْمَانَ بِشَيْءٍ لَذَكَرَهُ - يَعْنِي بِسُوءٍ -» قَالَ: «وَإِنَّمَا كَانَ فِي الْكِتَابِ مَا فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ

اس مقام پر الفاظ ہیں لَا حَاجَةَ لَنَا فِي كِتَابِكَ ہمیں تمہاری تحریر کی ضرورت نہیں ہے

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں انہی احکام کے تحت عمل ہو رہا ہے اور جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک جھوٹے تھے - علی رضی اللہ عنہ چونکہ حکومت کا حصہ نہ تھے ان کو نظم انٹیلی جنس کی خبریں نہیں تھیں کہ یہ لوگ اصلا پرو پیگنڈا کرتے پھر رہے ہیں اور ان کی باتوں سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنی کتاب عثمان کے پاس بھیج دی- علی رضی اللہ عنہ کو لگا کہ منصب دار عثمان تک صحیح خبریں نہیں پہنچا رہے اور لوگوں میں اشتعال پیدا ہو رہا لہذا انہوں نے ایسا کیا

یہ ظاہر کرتا ہے کہ لوگ نیک ہوں اور مقصد اچھا ہو تو بھی نتیجہ صحیح نہیں نکلتا کیونکہ دونوں میں کمیونیکشن گیپ ہے

گوورنروں کا نماز میں تاخیر کرنا

صحیح مسلم کی روایت ہے

وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، قَالَ: أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلَاةَ، فَجَاءَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّامِتِ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا، فَجَلَسَ عَلَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ ابْنِ زِيَادٍ، فَعَضَّ عَلَى شَفَتِهِ، وَضَرَبَ فَخِذِي، وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، وَقَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ، وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي«

زہیر بن حرب، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب، حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے نماز میں تاخیر کی تو عبداللہ بن صامت (رض) میرے پاس آئے اور میں نے ان کے لئے کرسی ڈالی وہ اس کر سی پر بیٹھے تو میں نے ان سے ابن زیاد کے کام کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنے ہونٹ دبائے اور میری ران پر مارا اور فرمایا کہ میں نے ابوذر (رض) سے پوچھا تھا جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے اور انہوں نے بھی میری ران پر مارا جس طرح میں نے تیری ران پر مارا اور فرمایا کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا اور اگر تو نے نماز ان کے ساتھ پا لی تو پڑھ لینا یہ مت کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اس لئے اب میں نماز نہیں پڑھتا

اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث ہے

وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُدَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَضَرَبَ فَخِذِي: "كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ "" قَالَ: قَالَ: مَا تَأْمُرُ؟ قَالَ: "صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ، فَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ

یحیی بن حبیب، خالد بن حارث، شعبہ، بدیل، ابوعالیہ، عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی : اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اور میری ران پر ہاتھ مارا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں باقی رہ جائے گا جو نماز کو اپنے وقت سے تاخیر کر کے پڑھیں میں نے عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے وقت کے لئے مجھے کیا حکم فرماتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا پھر اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے جانا پھر اگر نماز کی اقامت کہی جائے اس حال میں کہ تم مسجد میں ہو تو نماز پڑھ لینا۔

اسی طرح صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ، فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً، وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ"

یحیی بن یحیی، جعفر بن سلیمان، ابی عمران جونی، عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی : اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے فرمایا اے ابوذر عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نماز کو مٹا ڈالیں گے تو تم نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا تو اگر تو نے نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا تو وہ نماز (جو حاکم کے ساتھ پڑھی گئی) تیرے لئے نفل ہوگی ورنہ تو نے تو اپنی نماز پوری کر ہی لی۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ شام میں رہے وہاں سے مدینہ آئے اور پھر زبدہ میں وفات عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی - عبد اللہ بن الصامت الغفاری البصری صحابی أبي ذر الغفاری کے بھتیجے ہیں عبد اللہ کا درجہ صدوق کا ہے اور امام الذھبی میزان میں کہتے ہیں وقال بعضهم: ليس بحجة. بعض کہتے ہیں یہ حجت نہیں ہیں

امام بخاری نے ان سے تعلیق میں شاہد روایت لی ہے اور امام مسلم نے دس روایات لی ہیں

راقم کہتا ہے روایات ضعیف ہیں ان میں بصریوں کا تفرد ہے اگرچہ بات ابن زیاد سے شروع ہوتی ہے لیکن بعد میں اس کو عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہم پر اتہام میں بدل دیا جاتا ہے

کتاب العلل میں ابن ابی حاتم اپنے باپ سے اس روایت أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ پر سوال کرتے ہیں

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ الوليدُ ابن مسلم ، عن عبد الرحمن بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدان، عن عبد الله بْنِ الصَّامِت، عَنْ أَبِي ذَرٍّ؛ قال: جِئْتُ رسولَ الله (ص) وَهُوَ يَتوضَّأ، فحرَّك رأسَهُ كَهَيْئَةِ المتعجِّب، فقلتُ: يَا رسولَ اللَّهِ، وَمَاذَا تعجَبُ مِنْهُ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ! ، قَالَ: فقلتُ: وَمَا إماتَتُهُمْ إيَّاها؟ قَالَ: يُؤَخِّرُونَهَا عَنْ وَقْتِهَا. قلتُ: فَمَا تأمُرُنِي إنْ أدركتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، وَاجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً؟

عبد اللہ بن الصامت ، ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس پہنچا اور وہ وضو کر رہے تھے پس اپ نے تعجب سے ہاتھ کو حرکت دی اور میں نے پوچھا اے رسول اللہ کس بات پر اپ کو تعجب ہوا؟ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ نماز کو مٹا دیں گے میں نے پوچھا کیا مٹا دیں گے فرمایا یعنی اس کو وقت سے موخر کریں گے میں نے پوچھا اس پر کیا حکم ہے جب ان کو پاؤں؟ فرمایا نماز وقت پر پڑھو اور اپنی نماز ان کے ساتھ بھی بطور تسبیح کرو

قَالَ أَبِي: هَذَا حديثٌ مُنكَرٌ بِهَذَا الإِسْنَادِ

ابی حاتم نے کہا یہ روایت ان اسناد سے منکر ہے

ابو ذر الغفاری رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا اختلاف

امام احمد اپنی مسند، ج 35، ص 300 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

21373

- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْأَشْتَرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ ذَرٍّ، قَالَتْ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا ذَرٍّ الْوَفَاةُ قَالَتْ: بَكَيْتُ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَأَنْتَ تَمُوتُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، وَلَا يَدَ لِي بِدَفْنِكَ، وَلَيْسَ عِنْدِي ثَوْبٌ يَسَعُكَ فَأُكَفِّنَكَ فِيهِ.

حضرت ام ذر کہتی ہیں کہ جب حضرت ابو ذر کا آخری وقت آیا تو میں رونے لگی۔ انھوں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو۔ جواب دیا کہ کیوں نہ رؤں کہ آپ اس جنگل میں مرنے والے ہیں، اور میرے پاس کچھ نہیں، کپڑا بھی نہیں کہ جس سے آپ کو کفن دے سکوں

محقق، شیخ شعیب الارناؤط نے سند کو حسن کہا ہے

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس میں إِبْرَاهِيم بن الأشتر ہے جس کی توثیق نہیں ملی- اس کے بارے میں نہ یہ پتا ہے کہ علم حدیث میں کیا مقام ہے نہ حافظہ کا پتا ہے نہ عدل کا لہذا اس راوی کو قبول نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ الذہبی نے کہا ہے
وما علمت له رواية
میں اس کی کسی روایت کو نہیں جانتا

[38] اتنا کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی فتوحات کی بدولت ان کا الغرض مختلف روایات ہیں جو اکثر مبہم ہیں رہن سہن بدل رہا تھا اور صحابہ فارغ البال ہو گئے اس کا ابو ذر رضی اللہ عنہ پر اثر ہوا اور وہ زہد کی طرف

---

[38]

طبقات ابن سعد میں واقدی کہتا ہے کہ ہشام بن حسان نے ابن سیرین سے خبر دی

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ [أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قَالَ لأَبِي ذَرٍّ: إِذَا بَلَغَ النَّبَأُ سِلَعًا فَاخْرُجْ مِنْهَا. وَنَحَا بِيَدِهِ نَحْوَ الشَّامِ. وَلا أَرَى أُمَرَاءَكَ يَدَعُونَكَ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلا أُقَاتِلُ مَنْ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ أَمْرِكَ؟ قَالَ: لا. قَالَ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِعَبْدٍ حَبَشِيٍّ.] قَالَ: فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عُثْمَانَ: إِنَّ أَبَا ذَرٍّ قَدْ أَفْسَدَ النَّاسَ بِالشَّامِ. فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُثْمَانُ فَقَدِمَ عَلَيْهِ. ثُمَّ بَعَثُوا أَهْلَهُ مِنْ بَعْدِهِ فَوَجَدُوا عِنْدَهُ كِيسًا أو شيئا فظنوا أنها دَرَاهِمَ. فَقَالُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ! فَإِذَا هِيَ فُلُوسٌ. فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَهُ عُثْمَانُ: كُنَّ عِنْدِي تَغْدُو عَلَيْكَ وَتَرُوحُ اللِّقَاحُ. قَالَ: لا حَاجَةَ لِي فِي دُنْيَاكُمْ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر کو کہا کہ جب تفرقہ کی خبر سنو تو اس طرف جانا اور شام کی طرف اشارہ کیا اور میں نہیں دیکھتا کہ امراء تم کو بلائیں ابو ذر نے کہا اے رسول اللہ کیا میں ان سے قتال نہ کروں جو میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہوں ؟ کہا نہیں ابو ذر نے کہا پس آپ کیا حکم دیتے ہیں ؟ کہا سمع و اطاعت کرنا چاہیے کوئی حبشی ہو پس جب ابو ذر شام گئے تو معاویہ نے عثمان کو لکھا کہ یہ شخص بہت برا ہے لہذا ابو ذر کو عثمان نے مدینہ طلب کیا - اس کے بعد ان کے گھر والے ان کے پاس گئے ابو ذر نے گھر والوں کے پاس ایک تھیلا پایا اور انہوں نے گمان کیا اس میں درہم ہیں پس کہا جو اللہ کی مرضی یہ قیمت ہے ! پس جب مدینہ پہنچے تو عثمان نے کہا میرے ساتھ ہو جاؤ ابو ذر نے کہا کہ مجھے تمہاری دنیا کی حاجت نہیں

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے رشوت دی جس کو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ٹھکرا دیا

اس کی سند میں ہشام بن حسان ہے

کتاب تعریف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس از ابن حجر کے مطابق

هشام بن حسان البصري وصفه بذلك علي بن المديني وأبو حاتم قال جرير بن حازم قال قاعدت الحسن سبع سنين ما رأيت هشاما عنده قيل له قد حدث عن الحسن بأشياء فمن تراه أخذها قال من حوشب

هشام بن حسان البصري کو تدلیس سے متصف ابن المدینی اور ابو حاتم نے کیا کہا جریر نے کہا حسن بصری کے ساتھ سات سال رہا لیکن ایک دفعہ بھی ہشام کو ان کے ساتھ دیکھا کہا کہ یہ تو حسن سے بہت چیزیں روایت کرتا ہے تو یہ سب اس کو کہاں سے ملیں کہا حوشب سے

حوشب جن سے ہشام نے روایت لی وہ ابن مسلم ہے

الذہبی میزان میں کہتے ہیں

حوشب بن مسلم.

لا يدري من هو.

حوشب بن مسلم میں نہیں جانتا کون ہے

معلوم ہوا کہ ہشام بن حسان تدلیس کرتا تھا

مخلد بن حسین کہتے ہیں

أَرْسَلَ فِيْهِ فِي حَدِيْثِ ابْنِ سِيْرِيْنَ خَاصَّةً.

هشام بن حسان البصري خاص ابن سیرین کی روایت میں ارسال کرتا ہے

المیمونی کہتے ہیں امام احمد کہتے ہیں

قال: حدثنا عفان. قال: حدثنا معاذ. قال: قال الأشعث: ما رأيت هشامًا، يعني ابن حسان، عند الحسن قط

عثمان نے ہم سے روایت کیا ہے کہا معاذ نے بیان کیا کہا الأشعث نے کہا میں نے ہشام یعنی ابن حسان کو کبھی ہی حسن کے پاس نہ دیکھا

تاریخ مدینہ از ابن شبہ کے مطابق عثمان نے ابو ذر سے کچھ کہا ابو ذر بھڑک گئے اور بولے

ثُمَّ رَفَعَ أَبُو ذَرٍّ بِصَوْتِهِ الْأَشَدِّ فَقَالَ: " {وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ} [التوبة: 34] ، إِلَى آخِرِ الْآيَةِ "، فَأَمَرَهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الرَّبَذَةِ

اس پر عثمان نے الرَّبَذَةِ بھیج دیا

سند ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ حِمَاسٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: كُنْتُ أَسْمَعُ بِأَبِي ذَرٍّ، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَرَاهُ أَوْ أَلْقَاهُ مِنْهُ، فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عُثْمَانَ

اس میں أَبِي عَمْرِو بْنِ حِمَاسٍ مجهول ہے

تاریخ مدینہ ابن شبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ هُشَيْمٍ ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ فَقُلْتُ: مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هَذَا؟ قَالَ: " كُنْتُ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ {وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ} [التوبة: 34] ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، وَقُلْتُ أَنَا: نَزَلَتْ فِينَا وَفِيهِمْ، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَلَامٌ فِي ذَلِكَ، فَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَشْكُونِي، فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنْ أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَقَدِمْتُهَا، فَكَثُرَ النَّاسُ عَلَيَّ حَتَّى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ وَكُنْتَ قَرِيبًا، لِذَلِكَ أَنْزَلَنِي هَذَا الْمَنْزِلَ، وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ، وَأَطَعْتُ "

زید بن وہب کہتا ہے میں ربذہ ابو ذر کے پاس پہنچا ان سے پوچھا یہاں کیسے ؟ کہنے لگے میں شام میں تھا وہاں معاویہ اور میرا اختلاف ہوا سورہ توبہ کی آیت ٣٤ پر معاویہ نے کہا یہ اہل کتاب کے لئے ہے میں نے کہا ہمارے لئے ہے اور ان کے کے لئے بھی پس اس میں کلام ہوا انہوں نے عثمان کو لکھ بھیجا اور شکوہ کیا عثمان نے مجھے لکھا اور مدینہ بلایا پس اس قدر لوگ جمع ہوئے جتنا اس سے قبل نہ دیکھے پس عثمان سے ذکر کیا انہوں نے کہا اگر آپ کو پسند کریں تو یہ منزل پاس بھی ہے یہاں سکونت کر لیں اور اگر آپ پر حکم کر دوں تو ایک لشکر میری بات سنتا اور اطاعت کرتا ہے

یعنی عثمان رضی الله عنہ نے دھمکی آمیز انداز میں ان کی خبر لی سندا اس میں حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ہے جو مقبول ہے

الکامل از ابن عدی کے مطابق سند کے دوسرے راوی هشیم کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شيبة البغدادي، حَدَّثَنا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ هُشَيْمًا يقول كان حصين كبير السن

حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عمر رسیدہ تھے

کہتے تھے کہ اختلاط کا شکار تھےکتاب بَهْجَة المحَافِل وأجمل الوَسائل بالتعريف برواة الشَّمَائل از إبراهيم بن إبراهيم بن حسن اللقاني کے مطابق اس عمر میں یہ بھولتے بھی تھے یہاں تک کہ یزید بن ہارون وصلی علیه ابن مسعود
ابو ذر کی نماز جنازہ ابن مسعود نے پڑھائی

مائل ہوئے اور باقی اصحاب رسول سے اس سلسلے میں اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ شاید وہ کسی بھی قسم کا سونا چاندی رکھنے کے خلاف ہو گئے- ان کی تائید میں کسی اور نے ان کے جیسا عمل نہ کیا – علی رضی اللہ عنہ نے بھی خاموشی اختیار کی – لہذا یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کا خاص زہد پر منبی موقف تھا جس کی تائید نہ اہل بیت نے کی نہ اصحاب رسول

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عثمان کو ان کی پالیسیوں پر سمجھایا

صحیح مسلم: كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ (بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَفْعَلُهُ)

لیکن واقدی کی طبقات کی ہشام بن حسان کی روایت کے مطابق ابو ذر تو مدینہ سے دور بے یار و مدد گار انتقال کر گئے

حاكم مستدرك مین روایت لکھتے ہیں کہ ابن مسعود نے کہا

فَقِيلَ: جِنَازَةُ أَبِي ذَرٍّ فَاسْتَهَلَّ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْكِي، فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا ذَرٍّ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَيَمُوتُ وَحْدَهُ، وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ»

رسول اللہ نے سچ کہا تھا اللہ ابو ذر پر رحم کرے وہ اکیلے چلے اکیلے مرے اور اکیلے جی اٹھیں گے

الذہبی تلخیص مستدرک میں کہتے ہیں اس روایت میں ارسال ہے

سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سند میں یزید بن سفیان کو سب نے ضعیف کہا ہے

اسی طرح اس میں مُجَاهِد بْن سعيد بْن أَبِي زَيْنَب ہے جو مجهول ہے صرف ابن حبان کی توثیق ہے جو مجہولین کو ثقہ کہنے کے لئے مشھور ہیں

یہ روایت منقطع بھی ہے تاریخ الکبیر امام بخاری کے مطابق مجاہد نے عبد اللہ سے سنا ہے
عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ نا مُجَاهِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ الأَصْبَحِيُّ لَقِيتُهُ بِالْجَزِيرَةِ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ حَدَّثَنِي عَبد اللَّه بْن مَالِكِ بْن إِبْرَاهِيم بْن الأَشْتَرِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
یعنی مجاہد نے عبد اللہ سے سنا نہ کہ اس کے باپ سے

صحیح مسلم: کتاب: زہد اور رقت انگیز باتیں

باب: اس شخص کی سزا جو دوسروں کو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور خود اسے نہیں کرتا اور دوسروں کو برے (کام سے روکتاہے اور خود اسے کرتا ہے)

7483 . حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحَقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قِيلَ لَهُ أَلَا تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فَقَالَ أَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَتِحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ يَكُونُ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ يَا فُلَانُ مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنْ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ بَلَى قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَى عَنْ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ

ابو معاویہ نے کہا: ہمیں اعمش نے شقیق سے حدیث بیان کی، انھوں نے حضرت اسامہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہا:کہ ان سے کہاگیا :تم کیوں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر بات نہیں کرتے ؟(کہ وہ لوگوں کی مخالفت کا ازالہ کریں)تو انھوں نے کہا:کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمھیں نہیں سنواتا تو میں ان سے بات نہیں کرتا؟اللہ کی قسم!میں نے ان سے بات کی جو میرے اور ان کے درمیان تھی اس کے بغیرکہ میں کسی ایسی بات کا آغاز کروں جس میں سب سے پہلے دروازہ کھولنے والا میں بنوں ۔میں کسی سے جو مجھ پر امیر ہویہ نہیں کہتا کہ وہ سب انسانوں میں سے بہتر ہے۔ اس بات کے بعد جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ،آپ فرما رہے تھے۔"قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جا ئے گا ،اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی۔وہ ان کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد لگاتا ہے۔ اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو جا ئیں گے اور اس سے کہیں گے فلاں!تمھارا ساتھ کیاہوا؟کیا تو نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا ایسا ہی تھا،میں نیکیوں کا حکم دیتا تھا خود (نیکی کے کام) نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے روکتا تھا اور خود ان کا ارتکاب کرتا تھا۔"

صحیح مسلم: كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ (بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَفْعَلُهُ)

صحیح مسلم: کتاب: زہد اور رقت انگیز باتیں

باب: اس شخص کی سزا جو دوسروں کو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور خود اسے نہیں کرتا اور دوسروں کو برے (کام سے روکتاہے اور خود اسے کرتا ہے)

7484 . حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْخُلَ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فِيمَا يَصْنَعُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

جریر نے اعمش سے اور انھوں نے ابو وائل سے روایت کی کہا:ہم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے کہا:آپ کو کیا چیز اس سے مانع ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور جو وہ کررہے ہیں اس کے بارے میں ان سے بات کریں؟اس کے بعد اسی (سابقہ حدیث) کے مانند حدیث بیان کی۔

صحيح البخاري: كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ (بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ) صحیح بخاری: کتاب: اس بیان میں کہ مخلوق کی پیدائش کیوں کر شروع ہوئی

(باب : دوزخ کا بیان اور یہ بیان کہ دوزخ بن چکی ہے، وہ موجود ہے۔)

3267 . حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ لَوْ أَتَيْتَ فُلاَنًا فَكَلَّمْتَهُ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ أَنِّي لاَ أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ، إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لاَ أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلاَ أَقُولُ لِرَجُلٍ أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ: قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلاَنُ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ المُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلاَ آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ المُنْكَرِ وَآتِيهِ رَوَاهُ غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا ، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ، ان سے اعمش نے ، ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ اگر آپ فلاں صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) کے یہاں جاکر ان سے گفتگو کرو تو اچھا ہے (تاکہ وہ یہ فساد دبانے کی تدبیر کریں) انہوں نے کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے تم کو سناکر (تمہارے سامنے ہی) بات کرتا ہوں ، میں تنہائی میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اس طرح پر کہ فساد کا دروازہ نہیں کھولتا ، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے میں فساد کا دروازہ کھولوں اورمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سننے کے بعد یہ بھی نہیں کہتا کہ جوشخص میرے اوپر سردار ہو وہ سب لوگوں میں بہتر ہے ۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے ؟ حضرت اسامہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا ۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے ۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے ، اے فلاں ! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے ؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے ، اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے ؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں ، میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا ۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا ، لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا ۔ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے ، انہوں نے اعمش سے روایت کیا ہے ۔

اس روایت کو صحیح سمجھنا غلط ہے یہ منقطع ہے اس کی تمام اسناد میں شقيق بن سلمة الأسدي، أبو وائل الكوفي ہیں جن کا صحابہ میں سے بعض سے سماع نہیں ہے

ان کا أبي الدرداء رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے علی رضی اللہ عنہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے یہ مدلس بھی ہیں
جامع التحصيل في أحكام المراسيل

أسامة بن زيد بن حارثة بن شراحيل رضی اللہ عنہ کی وفات سن ٥٤ ہجری میں مدینہ میں ہوئی
قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: مَاتَ فِي آخِرِ خِلاَفَةِ مُعَاوِيَةَ ان کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری میں ہوئی

اسامہ رضی اللہ عنہ عراق نہیں گئے کتاب التذكرة: 3540، التقريب: 316 کے مطابق
وقدم دمشق، وسكن المزة، ثم انتقل إلى المدينة، فمات بها، ويقال: مات بوادى القرى، سنة أربع وخمسين
اسامہ بن زید دمشق گئے مزہ میں رکے پھر مدینہ لوٹے اور وہیں فوت ہوئے

شقيق بن سلمة الأسدي، أبو وائل الكوفي نے ان اصحاب رسول سے سنا ہے جو کوفہ گئے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ
اور ابو نعیم کتاب معرفة الصحابة میں کہتے ہیں شقیق کی وفات تُوُفِّيَ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ ۷۹ ہجری میں ہوئی
قَالَ ابْن سعد توفّي زمن الْحجَّاج بعد الجماجم
ابن سعد کہتے ہیں حجاج بن یوسف کے دور میں ہوئی جماجم کے بعد

الجماجم سن ۸۳ ہجری کا واقعہ ہے
اور معرکة بزاخة جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرتد قبائل کے خلاف تھا نجد میں ہوا اس وقت شقیق کی عمر ۱۱ سال تھی
ذكر ابْن أبي شيبَة أَن أَبَا وَائِل قَالَ كنت يَوْم بزاخة ابْن إِحْدَى عشرَة سنة

شقیق نے مدینہ کا سفر کیا ہو کسی نے بیان نہیں کیا لہذا یہ روایت منقطع ہے

محدثین کا قول کہ عثمان غبن کرتے تھے
قال أحمد بن إبراهيم الدورقي : قلت لعلي بن الجعد : بلغني أنك قلت : ابن عمر ذاك الصبي ، قال : لم أقل ، ولكن معاوية ما أكره أن يعذبه الله .
تاريخ بغداد " 11 / 364، و" الضعفاء " للعقيلي لوحة 295، و" تهذيب الكمال " لوحة 960.
أحمد بن إبراهيم الدورقي نے علی بن جعد سے کہا مجھ تک پہنچا کہ تم کہتے ہو ابن عمر وہ چھوکرا تو علی نے کہا میں نے ایسا نہیں کہا لیکن کہا معاویہ پر مجھے کوئی کراہت نہ ہو گی اگر اللہ اس کو عذاب دے

وقال هارون بن سفيان المستملي : كنت عند علي بن الجعد ، فذكر عثمان ، فقال : أخذ من بيت المال مائة ألف] درهم بغير حق ، فقلت : لا والله ، ما أخذها إلا بحق
تاريخ بغداد " 11 / 364، و" تهذيب الكمال " لوحة 960 ".

هارون بن سفيان المستملي نے کہا میں علی بن جعد کے ساتھ تھا پس عثمان کا ذکر ہوا کہا اس نے بیت المال سے ایک ہزار درہم لئے بغیر حق کے میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم انہوں نے جو لیا حق سے لیا
سند ہے
أَخْبَرَنَا العتيقي، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوسُف بْن أَحْمَد، قَالَ: حَدَّثَنَا العقيلي، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَد بْن الحسين، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَد بْن إِبْرَاهِيم الدورقي

امام علی بن جعد رافضی تھے اور امام بخاری کے استاد ہیں ان کی بڑھی ہوتی شیعیت تھی یہ بات علم جرح و تعدیل میں معروف ہے

اسی بنا پر اس اصول کا استخراج کیا گیا ہے کہ بدعتی کی روایت اس کی بدعت کے حق میں قبول نہیں کی جاتی

حذیفہ بن یمان کی عثمان نے خبر لی

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، قَالَ: " دَخَلَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةُ عَلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ عُثْمَانُ لِحُذَيْفَةَ: " بَلَغَنِی أَنَّکَ قُلْت كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا قُلْتُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: «مَا لَکَ فَلِمَ تَقُولُهُ مَا سَمِعْتُکَ تَقُولُ؟» قَالَ: «إِنِّی أَشْتَرِی دِينِی بَعْضَهُ بِبَعْضٍ مَخَافَةَ أَنْ يَذْهَبَ كُلُّهُ.

مصنف ابن ابی شیبة،ج6،ص474،ح33050 ط دار التاجحلیة الاولیاء لابی نعیم،ج1،ص279 ط دار التاجشرح صحیح البخاری لابن بطال،ج8،ص81 ط مکتبة الرشدشرح صحیح البخاری لابن بطال،ج8،ص309 ط مکتبة الرشدالتوضیح لشرح الجامع الصحیح،ج17،ص19 ط اوقاف قطرالتوضیح لشرح الجامع الصحیح،ج32،ص53 ط اوقاف قطرتهذیب الکمال للمزی،ج5،ص508و509 ط موسسة الرسالةاعلام الموقعین لابن القیم الجوزیة،ج5،ص119 ط دار ابن الجوزیتهذیب الآثار للطبری،مسند هلی بن ابی طالب،ص143 ط مطبعة المدنیالخصاف فی الحیل،ص2 ط بمصر فی القاهرة فی سنة 1314المخارج فی الحیل،ص10 ط مکتبة الثقافة الدینیة

النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، نے کہا ابْنُ مَسْعُودٍ اور حُذَيْفَةُ عثمان کے پاس داخل ہوئے – پس عثمان نے حُذَيْفَةُ سے کہا مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے ایسا ایسا کہا ؟ حُذَيْفَةُ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ایسا نہیں کہا پس جب وہ نکلے ابن مسعود نے کہا تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا جو میں نے تم کو کہتے سنا تھا ؟ حُذَيْفَةُ نے کہا میں نے اپنے دین کے بعض کو بعض سے بیچ دیا اس خوف سے کہ سب چلا جائے گا

سند میں اعمش مدلس ہے یہ سند ضعیف ہے - اسناد کو دیکھنا پڑے گا کہ کیا تحدیث ہے یا نہیں – اور کیا اس کا متن قابل قبول ہے بھی یا نہیں کیونکہ تدلیس کا احتمال رہتا ہے

حذیفہ نے عثمان کی اینٹیلجنس کو چغل خور قرار دیا ؟ ⇑

صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ

صحيح البخاري: كِتَابُ الأَدَبِ (بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ) صحیح بخاری: کتاب: اخلاق کے بیان میں (باب: چغل خوری کی برائی کا بیان)

6056

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ»

حکم : صحیح 6056

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا ، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا ، ان سے منصور بن معمر نے ، ان سے ابراہیم نخعی نے ، ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے ، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں حضرت عثمان سے جا لگا تا ہے ۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے بتلایا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا ۔

عربی میں قتات سے مراد وہ ہے جو فساد کرانے کے لئے بات ادھر کی ادھر کرتا ہو

غريب الحديث از أبو عبيد القاسم بن سلام الهروي میں ہے

وقال "الأصمعي" في الذي ينمي الأحاديث هو مثل القتات إذا كان يبلغ هذا عن هذا على وجه الإفساد والنميمة

الأصمعي نے کہا جو باتیں غلط بیانی کر کے کرے وہ قتات ہے جو یہ اور وہ فساد و غلط بیانی کے لئے کرے

راقم کہتا ہے دو لوگ ہیں اس میں کس کا کام حرام ہے ؟ اول ایک سیکورٹی یا انٹیلی جنس کا آدمی ہے جو حکومت کو خبر کرتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے - کیا یہ کام اس حدیث کے مطابق حرام ہے ؟ (ظاہر ہے یہ قول عام میں صحیح نہیں ہے) دوسرا ایک آدمی ہے جو بات کا بتنگڑ بنا کر کچھ سے کچھ کرتا ہے- ظاہر ہے کہ یہ عثمان کی تنقیص نہیں بلکہ اس جھوٹے افسر پر تنقید ہے جو چاپلوس ہو

جمع القرآن کا نزاع

عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر قرآن کے غیر سرکاری نسخے جلا دیے گئے (صحیح بخاری) -

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

وَكِيعٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، قَالَ: عَابُوا عَلَى عُثْمَانَ تَمْزِيقَ الْمَصَاحِفِ وَآمَنُوا بِمَا كُتِبَ لَهُمْ

أَبِي مِجْلَزٍ المتوفي سن 106یا سن 109ھ نے کہا ان (باغی) لوگوں نے عثمان پر مصحف کو پامال کرنے کا عیب لگایا

سند منقطع ہے

كتاب المصاحف از أبو بكر بن أبي داود،السجستاني (المتوفى: 316ھ) میں ہے

فَقَالَ سُوَيْدٌ: وَاللَّهِ لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَغْلُوا فِي عُثْمَانَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا [أَوْ قُولُوا لَهُ خَيْرًا] فِي الْمَصَاحِفِ وَإِحْرَاقِ الْمَصَاحِفِ، فَوَاللَّهِ مَا فَعَلَ الَّذِي فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ إِلَّا عَنْ مَلَأٍ مِنَّا جَمِيعًا،

سُوَيْدٌ نے کہا اللہ کی قسم میں وہ کہتا ہوں جو میں نے علی بن ابی طالب سے سنا انہوں نے کہا اے لوگوں عثمان کے حوالے سے غلو مت کرو اور ان کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ مت کہو یا کہا قرآن کے حوالے سے یا اس کو جلانے کے حوالے سے صرف خیر کہو اللہ کی قسم انہوں نے جو بھی کیا مصاحف کے ساتھ کیا وہ ہم سب کو اس میں ملانے کے بعد کیا

عید کا خطبہ نماز سے پہلے کرنا

مصنف عبد الرزاق کی روایت 5644 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کہتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینا عمر رضی الله عنہ نے شروع کیا جب دیکھا کہ لوگ کم ہونے لگے ہیں

یہی بات یوسف نے عثمان رضی الله عنہ کے لئے بھی بولی

اور امام الزہری کہتے ہیں کہ معاویہ رضی الله عنہ نے اس کو شروع کیا

معمر کہتے ہیں ان کو پہنچا کہ عثمان اپنی خلافت کے آخری دور میں ایسا کرتے تھے

ابن حجر فتح الباری ج ٢ ص ٤٥٠ میں لکھتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے خطبہ عثمان بھی دیتے تھے

وَسَيَأْتِي فِي الْبَابِ الَّذِي بَعْدَهُ أَنَّ عُثْمَانَ فَعَلَ ذَلِكَ أَيْضًا لَكِنْ لِعِلَّةٍ أُخْرَى

اور آگے باب میں ہے کہ عثمان بھی ایسا کرتے تھے لیکن اس کی وجہ اور ہے

کتاب كوثَر المَعَاني الدَّرَارِي في كَشْفِ خَبَايا صَحِيحْ البُخَاري از محمَّد الخَضِر بن سيد عبد الله بن أحمد الجكني الشنقيطي (المتوفى: 1354هـ) کے مطابق عید کی نماز سے پہلے خطبہ دینا

وقيل بل سبقه إليه عثمان؛ لأنه رأى ناسًا لم يدركوا الصلاة فصار يقدم الخطبة رواه ابن المنذر بإسناد صحيح إلى الحسن البصري

عثمان نے کیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز میں نہیں آ رہے پس خطبہ کو پہلے کیا اس کو ابن المنذر نے صحیح اسناد سے حسن بصری سے روایت کیا ہے

ابو مسعود عقبة بن عمرو بن ثعلبة رضی الله عنہ کی وفات ٣٩ یا ٤٠ ہجری میں ہوئی اور مصنف عبد الرزاق کی روایت 5648 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: «خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ - أَوْ أَضْحَى - هُوَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي مَسْعُودٍ حَتَّى أَفْضَيْنَا إِلَى الْمُصَلَّى، فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ الْكِنْدِيُّ قَدْ بَنَى لِمَرْوَانَ مِنْبَرًا مِنْ لَبِنٍ وَطِينٍ، فَعَدَلَ مَرْوَانُ إِلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى حَاذَى بِهِ فَجَاذَبْتُهُ لِيَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ»، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، تُرِكَ مَا تَعْلَمُ، فَقَالَ: كَلَّا وَرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا نَعْلَمُ ثُمَّ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ

عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْح کہتے ہیں کہ ابو سعید سے سنا کہ میں مروان کے ساتھ یوم فطر یا عید الاضحی پر نکلا اور میرے اور مروان کے درمیان ابی مسعود تھے یہاں تک کہ نماز کی جگہ پہنچے پس کثیر بن الصلت نے مروان کے لئے ایک منبر بنوایا ہوا تھا جس پر مروان چڑھا پھر اس پر سے نماز کے لئے اٹھا پس کہا اے ابو سعید چھوڑ دیا جس کو تم جانتے تھے اس پر ابو سعید نے کہا ہرگز نہیں مشارق و مغارب کے رب کی قسم تم اس خیر تک نہیں پہنچو گے جس کو ہم جانتے ہیں - پھر خطبہ شروع کیا

عینی عمده القاری میں لکھتے ہیں

وَزَاد عبد الرَّزَّاق عَن دَاوُد ابْن قيس وَهُوَ بيني وَبَين أبي مَسْعُود، يَعْنِي: عقبَة بن عَمْرو الْأنْصَارِيّ

ابی مسعود سے مراد عقبَة بن عَمْرو الْأنْصَارِيّ ہیں

کثیر بن صلت کے لئے ابن سعد طبقات میں واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں

وَلَهُ دَارٌ بِالْمَدِينَةِ كَبِيرَةٌ فِي الْمُصَلَّى وَقِبْلَةُ الْمُصَلَّى فِي الْعِيدَيْنِ إِلَيْهَا.

ان کا ایک بڑا گھر مدینہ میں تھا مصلی کے ساتھ اور اس میں عیدیں کے لئے مصلی کا قبلہ تھا

یہ روایت المسنَد الصَّحيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة يَعقُوب بن إسحَاق الإسفرَايينيّ (المتوفى 316 هـ) میں بھی ہے جہاں اس میں ابی مسعود صحابی کا ذکر ہے

سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی کہتے ہیں

قال المدائني وغيره: تُوُفِّيّ سنة أربعين. وقال خليفة تُوُفِّيّ قبل الأربعين وقال الواقدي: مات في آخر خلافة معاوية بالمدينة.

المدائني اور دیگر نے کہا کہ ان کی وفات ٤٠ ھ میں ہوئی اور خلیفہ نے کہا ٤٠ سے بھی پہلے اور واقدی نے کہا کہ معاویہ کی خلافت میں مدینہ میں

ابن حبان ، مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار میں کہتے ہیں

مات بالكوفة في خلافة على بن أبي طالب وكان عليها واليا له

ان کی وفات کوفہ میں علی رضی الله عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی طرف سے وہاں کے والی تھے

الأعلام میں الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ) کہتے ہیں ابی مسعود : ونزل الكوفة. وكان من أصحاب علي، فاستخلفه عليها لما سار إلى صفين (انظر عوف بن الحارث) وتوفي فيها

ابی مسعود کی وفات کوفہ میں ہوئی

جمہور محدثین و مورخین کے مطابق ابی مسعود رضی الله عنہ کی وفات دور علی میں کوفہ میں ہوئی

بعض شارحین حدیث سے تسامح ہوا اور انہوں نے اس خطبہ پہلے کرنے کو معاویہ رضی الله عنہ کا عمل قرار دے دیا ہے جبکہ یہ عمر رضی الله عنہ نے بھی کیا ہے اور عثمان رضی الله عنہ نے بھی - پھر ابی مسعود رضی الله عنہ تو کوفہ میں دور علی میں وفات پا گئے تو اب وہ مروان کا دور کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور معاویہ کا ہے ہی نہیں - یہ دور عثمان کا ہو گا جب مروان کو کسی بنا پر امیر مقرر کیا گیا ہو گا اگرچہ متاخرین شارحین نے اور مروان اور ابی مسعود اور ابو سعید الخدری رضی الله عنہ نے ساتھ نماز پڑھی- جمہور کا قول چھوڑ کر واقدی کے قول پر اعتماد کیا ہے اور دعوی کیا ہے ابی مسعود نے معاویہ کے دور میں

وفات پائی- راقم کہتا ہے واقدی کا منفرد قول جمہور کے مقابلے پر شاذ ہے ابی مسعود کا انتقال دور علی میں ہوا

عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمعہ کی نماز بازار میں ہوتی تھی کیونکہ لوگ زیادہ تھے – اسی طرح عید کی واجب نماز میں ابن منذر کے بقول انہوں نے خطبہ پہلے دیا کہ لوگ جمع ہو لیں- راقم کی رائے میں روایت میں ابی مسعود کی موجودگی سے پتا چلتا ہے کہ یہ دور معاویہ کا واقعہ ہے ہی نہیں[39]

سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حدیث نمبر: 3717حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔، انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

---

[39]

شیعہ عالم کتاب الدرجات الرفیعة- السید علي ابن معصوم ، عقبة بن عمرو رضی اللہ عنہ پر کہتے ہیں

وقال أبو عمرو كان قد نزل الكوفة وسكنها واستخلفه علي في خروجه إلى صفين. ومات سنة احدى أو اثنتين أو أربعين والله أعلم

ابو عمر نے کہا کہ یہ کوفہ آئے اور اس میں رکے اور علی نے ان کو صفین جاتے وقت امیر کوفہ کیا اور یہ سن ۴۲ یا ۴۱ میں مرے

یعنی شیعوں اور سنیوں کے بقول عقبة بن عمرو رضی اللہ عنہ دور معاویہ سے پہلے دور حسن میں انتقال کر گئے تھے

تو پھر راقم کہتا ہے کھینچ تان کر کے اس روایت کو دور معاویہ تک کیسے لایا جا سکتا ہے؟

یعنی یہ خطبہ کو پہلے کرنے کا واقعہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیماری کی وجہ سے پیش آیا جس میں اپ حج پر نہ جا سکے اور اتنے بیمار ہوئے کہ وصیت تک کر دی- عقبة بن عمرو بن ثعلبة الخزرجي، أبو مسعود البدري کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور عثمان کا ہے اور مدینہ کا ہے تو خطبہ عید دینا عثمان رضی اللہ عنہ کا کام ہے مروان کا نہیں ہے – مروان کا یہ کام کرنا بطور علت ہے جس کی وجہ نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہے اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی

مصنف عبد الرزاق میں ہے

ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

یوسف نے کہا جس نے عید کی نماز میں خطبہ پہلے کیا وہ عمر ہیں جب دیکھا کہ لوگ کم ہو گئے ہیں

تاريخ أبي زرعة الدمشقي میں ہے

حدثنا خلف بن هشام المقرئ قال: حدثنا حماد بن زيد عن يحيى بن سعيد قال: غدوت مع يوسف بن عبد الله بن سلام في يوم عيد، فقلت له: كيف كانت الصلاة على عهد عمر ؟ قال: كان يبدأ بالخطبة، قبل الصلاة ـ

یحیی بن سعید نے کہا میں نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام کے ساتھ عید کے دن پوچھا کہ عہد عمر میں عید کی نماز کیسی تھی ؟ کہا عمر بن خطاب خطبہ دیتے نماز عید سے پہلے

ان آثار کو محدثین نے غریب یعنی منفرد کہا ہے لیکن اس کو رد نہیں کیا کیونکہ سند میں کوئی ایسی علت نہیں کہ ان کو غیر صحیح قرار دیا جائے – معلوم ہوا کہ عموم یہ ہے کہ نماز پہلے پھر خطبہ دیا جاتا تھا لیکن کسی وجہ سے اس کو آگے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے

الأوسط از ابن المنذر میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَانُوا يُصَلُّونَ ثُمَّ يَخْطُبُونَ، فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ رَأَى أَنَّهُمْ لَا يُدْرِكُونَ الصَّلَاةَ خَطَبَ ثُمَّ صَلَّى

حسن بصری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ابی بکر کے دور میں عمر کے دور میں عثمان کے دور میں نماز ہوتی پھر خطبہ لیکن جب لوگ زیادہ ہوئے دور عثمان میں تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز کو نہیں پاتے تو انہوں نے خطبہ کیا پھر نماز

یعنی لوگوں کو اتے اتے وقت لگتا اور نماز چھوٹ جاتی لہذا آسانی کی وجہ سے ہوا - بہر حال حسن بصری نے ان تمام ادوار کو نہیں دیکھا لہذا کسی نے ان کو خبر دی ہو گی اس کے برعکس یوسف نے ان ادوار کو دیکھا ہے[40]

فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عُثْمَانُ فَعَلَ ذَلِكَ أَحْيَانًا بِخِلَافِ مَرْوَانَ فَوَاظَبَ عَلَيْهِ فَلِذَلِكَ نُسِبَ إِلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مِثْلُ فِعْلِ عُثْمَانَ قَالَ عِيَاضٌ وَمَنْ تَبِعَهُ لَا يَصِحُّ عَنْهُ وَفِيمَا قَالُوهُ نَظَرٌ لِأَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ وبن أَبِي شَيْبَةَ روياه جَمِيعًا عَن بن عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَهَذَا إِسْنَاد صَحِيح

اور احتمال ہے اس طرح خطبہ پہلے کرنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی کبھی کیا ہے ... اور روایت کیا گیا ہے کہ ایسا عمر نے بھی کیا ہے اور قاضی عِيَاضٌ اور ان کی اتباع کرنے والوں نے کہا ہے یہ صحیح نہیں اس پر نظر ہے اور مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ میں دونوں نے اس کو .. يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے

أبو العبَّاس أحمَدُ بنُ الشيخِ كتاب المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم میں کہتے ہیں

وقد رُوِيَ أنَّ أوَّلَ مَنْ فعل ذلك عمر بن الخَطَّاب ، وقيل : عثمان ، وقيل : عَمَّار ، وقيل : ابن الزبير ، وقيل : معاوية ـ رضى الله عنهم ـ ... فإنْ صحَّ عن واحدٍ مِنْ هؤلاء أنَّه قدَّم ذلك ، فلعلَّه إنما فعل ؛ لمَا رأى من انصرافِ الناسِ عن الخُطْبة ، تاركين لسماعها مستعجلين ، ، أو ليدرك الصلاة مَنْ تأخَّر وبَعُدَ منزلُهُ.

اور روایت کیا گیا ہے سب سے عید کی نماز کرنا بھر خطبہ دینا عمر نے کیا اور کہا جاتا ہے عثمان نے کیا اور کہا جاتا ہے عمار نے کیا اور کہا جاتا ہے ابن زبیر نے کیا اور کہا جاتا ہے معاویہ نے کیا پس اگر یہ ان سب سے صحیح ہیں جن کا ذکر کیا تو ہو سکتا ہے انہوں نے ایسا کیا ہو جب دیکھا کہ لوگ خطبہ پر جا رہے ہیں اور جلدی میں خطبہ نہیں سن رہے اور نماز میں دیر کر رہے ہیں

راقم کہتا ہے اگر کوئی بیماری عام ہو یا کوئی اور وجہ ہو مثلا قحط وغیرہ تو ایسا کیا جا سکتا ہے

40

کتاب الام میں شافعی نے روایت دی ہے

أخبرنا الرَّبِيعُ قال أخبرنا الشَّافِعِيُّ قال أخبرنا إبْرَاهِيمُ قال حدثني دَاوُد بن الْحُصَيْنِ عن عبد اللَّهِ بن يَزِيدَ الْخِطْمِيِّ أَنَّ النبي صلى اللَّهُ عليه وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَبْتَدِئُونَ بِالصَّلَاةِ قبل الْخُطْبَةِ حتى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فَقَدَّمَ الْخُطْبَةَ.

رسول اللہ، ابو بکر عمر اور عثمان سب نماز کے بعد خطبہ عید دیتے لیکن جب معاویہ آئے تو انہوں نے خطبہ پہلے کر دیا

راقم کہتا ہے اس کی سند میں إبراهيم بن أبي يحيى الأسلمي ہے جو متروك الحديث ہے

جمعہ کی دو اذان کرنا

دور نبوی میں جمعہ کی صرف ایک اذان دی جاتی تھی لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے دو اذان کا حکم دیا- ایک جمعہ کا وقت شروع ہونے پر اور دوسری جب امام منبر پر جائے-

الطحطاوي كتاب حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح میں کہتے ہیں

أحدث عثمان رضي الله عنه الأذان الأول على دار بسوق المدينة مرتفعة يقال لها الزورا

عثمان رضی اللہ عنہ نے اذان اول مدینہ کے اونچی جانب کے بازار الزورا میں شروع کی

عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن پہلی اذان شروع کی مدینہ کے اوپر والے بازار کے دروازے پر جس کو الزوراء کہا جاتا تھا - مدینہ کا یہ الزوراء بازار مسجد النبی سے جڑآ ہوا نہ تھا بلکہ دور تھا وہاں تک مسجد کے اندر ہونے والی اذان کی آواز نہ جاتی ہو گی- بازار ویسے بھی شور کی جگہ ہوتا ہو جہاں بھاو تاؤ ہو رہا ہوتا ہے اس لئے یہ پہلی اذان زوال کے فورا بعد اس الزوراء بازار میں دی جاتی اور بعد میں موذن مسجد آ کر اذان دیتا

یعنی اصلا یہ ایک ہی اذان تھی جو مدینہ کے دور کے بازار میں دی جاتی تھی کیونکہ ان کے دور میں شہر پھیل گیا تھا یہ دو اذانیں نہیں تھیں جو ایک ہی مقام یا مسجد سے دی جاتی ہوں اس کی وجہ تھی کہ نہ گھڑیاں تھیں نہ لاؤڈ اسپکیر تھا لہذا اس کو دور مرتفع مقام میں دیا جاتا

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں مسجد والی اذان الْمَنَارِ (ایک پلیٹ فارم) پر دی جاتی

ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ کتاب الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني کے مطابق

ثُمَّ لَمَّا تَوَلَّى هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بِالْمَدِينَةِ أَمَرَ بِنَقْلِ الَّذِي عَلَى الزَّوْرَاءِ إلَى الْمَنَارِ وَالَّذِي عَلَى الْمَنَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَمَرَّ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

ہشام بن عبد الملک کے دور بازار الزَّوْرَاءِ والے موذن کو حکم دیا گیا کہ وہ المنار کی طرف جائیں اور المنار والے موذن کو حکم دیا گیا کہ بازار کی طرف جائیں اور اس طرح بیچ میں اذان دی جانی لگی اور اسی پر عمل جاری رہا

اس طرح خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے اذان کی حکمت و مقصد کو سمجھتے ہوئے دو اذانوں کو تین کر دیا

دیکھئے شرح ابن ناجي التنوخي على متن الرسالة لابن أبي زيد القيرواني

امام شافعی کہتے ہیں کہ مجھے وہ پسند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا اور ابو بکر اور عمر کا عمل پسند ہے وأحب ما كان يفعل على عهد رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وأبي بكر وعمر (دیکھئے البيان في مذهب الإمام الشافعي از يحيى بن أبي الخير بن سالم الشافعي (المتوفى: 558هـ) میں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

«حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ؟ فَقَالَ: قَالَ «ابْنُ عُمَرَ: «بِدْعَةٌ
ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جمعہ کے دن پہلی اذان بدعت ہے – نافع نے کہا بدعت ؟ ابن عمر نے کہا بدعت

یہ بات صحیح ہے کہ یہ بدعت تھی لیکن یہ قول بدعت اسی طرح ہے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح شروع کی تو اس کو بدعت کہا[41]

مصر کے گورنروں کا نزاع

صوبہ مصر اس دور میں بہت زرخیز تھا یہاں صحابی رسول عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ گورنر[42] – کتاب مشاهير علماء تھے اور ان کا سیکریٹری عثمان رضی اللہ عنہ کا لے پالک محمّدابن أَبِي حُذيفة تھا الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار از ابن حبان کے مطابق

41
راقم کی رائے میں اس کو دو یا تین اذان کہنا غلط ہے یہ اصلا ایک ہی اذان ہے لیکن چونکہ آواز ایک مقام سے دوسرے مقام بغیر اسپیکر نہیں جاتی لہذا اس کو دیا جاتا تھا آج اس کی ضرورت ختم ہے- البتہ جن علاقوں میں بجلی یا لاوڈ اسپیکر نہیں وہ گاؤں یا دیہات کی مناسبت سے دو اذان دے سکتے ہیں

42
وفات نبی کے وقت یہ گیارہ سال کا تھا اور اس کی پرورش عثمان رضی اللہ عنہ نے کی

جبکہ کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة بن ربيعة ولد أيضا بأرض الحبشة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وله رؤية

محمّد حبشہ میں پیدا ہوا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھا

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة له صحبة كان عامل عثمان بن عفان على مصر

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة صحابی ہے اس کو عثمان بن عفان نے مصرپر عامل مقرر کیا تھا

طبری کی ایک روایت کے مطابق عبد الله بن سعد بن ابی السرح رضی الله عنہ جو عثمان کے رضاعی بھائی تھے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے کاتب تھے پس جب رسول الله صلی الله علیہ وسلم انکو املا کراتے تو کہتے سمیعآ علیما لیکن یہ لکھ دیتے علیما حکیما اور جب رسول الله کہتے علیما حکیما یہ لکھ دیتے سمیعا علیما- (لیکن رسول اللہ بعد میں اس پر کوئی اعتراض نہ کرتے) پس عبد الله کو اس پر شک ہوا اور وہ کافر ہو گیا

اس روایت کی سند میں اسباط بن نصر اور السدی ہے- دونوں سخت ضعیف ہیں

ان کا ایک قصہ مفسرین نے سورہ المومنون کے لئے لکھا ہے جو مکی سورہ ہے کہ

رسول الله صلی الله علیہ وسلم پر جب و لقد خلقنا الانسان من سلالہ من طین نازل ہوئی اور اس آیت تک پہنچے ثم انشاناہ خلقا آخر عبد الله کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا فتبارک الله احسن الخالقین – اس پر رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہا اس کو لکھ دو – عبد الله نے اس وقت تو لکھ دیا لیکن شک میں آ گیا کہ محمد (صلی الله علیہ وسلم) تو جو میں لقمہ دیتا ہوں اسکو ہی وحی بنا دیتے ہیں

آپ دیکھ سکتے ہیں کس قدر بکواس اور لچر بات کی گئی ہے نہ صرف رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے لئے بلکہ ایک صحابی کے لئے بھی- افسوس مفسرین نے اس بات کو تفسیر میں لکھا ہے مثلا بیضآوی وغیرہ نے ، امام حاکم صاحب مستدرک نے، طبری نے-

سنن ابو داود میں انکے قصہ میں ہے کہ فتح مکہ کے روز جب رسول الله صلی الله علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے تو عثمان رضی الله عنہ اپنے اس رضاعی بھائی عبد اللہ کو لائے اور رسول الله سے درخواست

الذهبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

فنشأ مُحَمَّد فِي حُجْر عُثْمَان، ثُمَّ إنّه غضب على عُثْمَان لكونه لم يستعمله أو لغير ذلك، فصار إلْبًا على عُثْمَان

پس محمّد ،عثمان رضی الله عنہ کے حجرے میں پلا بڑھا لیکن عثمان پر غضب ناک ہوا کہ انہوں نے اس کو کیوں عامل نہیں کیا اور انہی پر پلٹا

كتاب أسد الغابة کے مطابق

ولما قتل أبوه أَبُو حذيفة، أخذ عثمان بْن عفان مُحَمَّدا إليه فكفله إِلَى أن كبر ثُمَّ سار إِلَى مصر فصار من أشد الناس تأليبا عَلَى عثمان

جب محمّد کے باپ شہید ہوئے تو اس کو عثمان نے لے لیا اور کفالت کی یہاں تک کہ بڑا ہوا پھر مصر بھیجا

کی کہ اس سے بھی بیعت لے لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا- عثمان کے تین بار اصرار پر آپ نے بیعت لے لی- اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم میں کوئی عقل مند نہ تھا جو اس کو برداشت نہ کر پاتا اور اس عبد اللہ کا قتل کرتا؟ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ہم کو آپ کے دل کا حال معلوم نہیں آپ آنکھ سے اشارہ کر دیتے – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ رسول اللہ کے لئے مناسب نہیں کہ دھوکہ والے آنکھ ہو

اس کی سند میں اسباط بن نصر اور السدی ہے دونوں ضعیف ہیں

النسائي: كِتَابُ المُحَارَبَة (بَابٌ الْحُكْمُ فِي الْمُرْتَدِّ) سنن نسائی: کتاب: کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان

(باب: مرتد کا حکم)

4072 .

أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: «اقْتُلُوهُمْ، وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ»، فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا، وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ، فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا. فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا، إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ، جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ» فَقَالُوا: وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ»

حکم : صحیح 4072

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد محترم (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیان فرماتے ہیں: جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا، رسول اللہﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تم ان کو کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا پاؤ، تب بھی قتل کر دو۔“ (وہ چار مرد یہ تھے:) عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا پایا گیا۔ حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف لپکے۔ سعید عمار سے پہلے پہنچ گئے کیونکہ وہ عمار کی نسبت جوان تھے۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ بہت تیز ہوا چل پڑی۔ (کشتی طوفان میں پھنس گئی۔) کشتی والے کہنے لگے: اب خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو کیونکہ

تمہارے معبود (بت وغیرہ) یہاں (طوفان میں) تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اگر سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے علاوہ نجات نہیں تو خشکی میں بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اس مصیبت سے، جس میں میں پھنس چکا ہوں، بچا لے تو میں ضرور حضرت محمدﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں انہیں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور احسان کرنے والا پائوں گا۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ باقی رہا عبداللہ بن ابی سرح! تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان اسے لے کر آئے حتیٰ کہ اسے بالکل آپ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔ آپ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ تین بار حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی گزارش کی۔ آپ ہر دفعہ (عملاً) انکار فرما رہے تھے۔ آخر تیسری بار کے بعد آپ نے بیعت لے لی، پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا کہ جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ روک رکھا ہے تو کوئی شخص اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔“ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ آنکھ سے ہلکا سا اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”نبی کے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔“

اوپر دی گئی تمام روایات چار راویوں کا بیان کردہ قصہ ہیں جن میں ہیں

<u>پہلی سند : إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبي كريمة السدی المتوفی ۱۲۷ ھ سے اسباط بن نصر کی روایت</u>

اسباط بن نصر – ابن معين اور أبو نعيم اسکو ضعیف کہتے ہیں – النسائي ليس بالقوي قوی نہیں کہتے ہیں – کتاب الجرح و التعديل کے مطابق

حرب بن إسماعيل: قلت لأحمد: أسباط بن نصر الكوفي، الذي يروي عن السدي، كيف حديثه؟ قال: ما أدري، وكأنه ضعفه.

حرب بن إسماعيل نے احمد سے پوچھا کہ اسباط بن نصر جو السدی سے روایت کرتا ہے اس کی حدیث کیسی ہے ؟ احمد نے کہا کیا پتا گویا کہ اس کو ضعیف گردانآ

اسباط کا استاد إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبي كريمة السدی المتوفی ۱۲۷ ھ ہے

الشَّعْبِيَّ اس کے لئے کہتے

إِنَّ إِسْمَاعِيْلَ قَدْ أُعْطِيَ حَظّاً مِنَ الجَهْلِ بِالقُرْآنِ

نے شک السدی کو قرآن پر جهل بکنے کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے

أبو حاتم کہتے ہیں لا يحتج بقوله اس کے قول سے دلیل نہ لی جائے

دوسری سند : حازم بن عطاء، أبو خلف الأعمى کی روایت

حازم بن عطاء، أبو خلف الأعمى – ابی حاتم کہتے ہیں منکر الحديث، ليس بالقوي منکر حدیث ہے قوی نہیں ہے – الذھبی کہتے ہیں ضعفوہ اس کی تضعیف کی گئی ہے- يحيى بن معين اس کو كذاب کہتے ہیں – ابن حجر متروک کہتے ہیں

تیسری سند: شرحبيل بن سعد المدني المتوفی ١٢٣ ھ کی روایت

شرحبيل بن سعد المدني المتوفی ١٢٣ ھ – ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں وليس يحتج به اس قابل نہیں کہ دلیل لی جائے – أبو حاتم ضعيف الحديث کہتے ہیں – الدارقطني بھی ضعیف کہتے ہیں – يحيى ابن معين بھی ضعیف کہتے ہیں – امام مالک ليس بثقة کہتے ہیں – يحيى القطان کہتے ہیں ہم اس سے کچھ روایت نہیں کرتے – ابن الجارود: ليس بشيء، ضعيف، کوئی چیز نہیں ضعیف ہے اور أبو العرب وابن السكن والبلخي والعقيلي نے الضعفاء میں شمار کیا ہے – الساجي ضعيف کہتے ہیں

ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے- امام حاکم نے اس احمق کی روایت مستدرک میں لکھ کر "دینی خدمت" کی

سوره المومنون مکی سوره ہے اور مورخین کے بقول ابن ابی السرح کا ارتداد مدینہ میں ہوا جس سے ظاہر ہے یہ سب بکواس ہے

چوتھی سند

سنن النسائي 4074 : كِتَابُ المُحَارَبَة (بَابُ تَوْبَةِ الْمُرْتَدِّ) سنن نسائی: کتاب: کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان باب: مرتد کی توبہ قبول ہو سکتی ہے

أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فِي سُورَةِ النَّحْلِ: {مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ} [النحل: 106] إِلَى قَوْلِهِ {لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ} [النحل: 106] فَنُسِخَ، وَاسْتَثْنَى مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ: {ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ} [النحل: 110] «وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الَّذِي كَانَ عَلَى مِصْرَ كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ، فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورہ نحل کی آیت: {مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ …} ’’جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے، سوائے اس کے جس پر جبر کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، لیکن جس نے کفر کے لیے اپنا سینہ کھول دیا (راضی خوشی کفر کیا) تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘ کے بارے میں فرمایا کہ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا، یعنی اس سے یہ مستثنیٰ کر لیا گیا۔ {ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا …} ’’پھر تیرا رب ان لوگوں کو جنھوں نے آزمائش میں پڑنے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا (ثابت قدم رہے) بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں) کے

بعد (ان لوگوں کو) بہت معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابو سرح ہیں جو (بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں) مصر کے گورنر رہے۔ رسول اللہﷺ کے لیے (وحی و خطوط وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ شیطان نے انہیں پھسلا دیا اور وہ کافروں سے جا ملے۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے قتل کا حکم جاری فرما دیا لیکن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کیل یے پناہ مانگی تو رسول اللہﷺ نے انہیں پناہ دے دی (اور ان کا اسلام قبول کر لیا

یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس میں سورہ النحل کی مکی سورہ میں آیات میں ناسخ و منسوخ قرار دیا گیا ہے

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

النحل آیت ۱۱۰ ہے

سند میں عَلِيُّ بنُ الحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ أَبُو الحَسَنِ المَرْوَزِيُّ ہے جس کو أَبُو حَاتِمٍ: ضَعِيْفُ الحَدِيْثِ کہا ہے

الحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ مدلس بھی ہے اور یہاں عنعنہ ہے

روایت اصلا عثمان رضی الله عنہ پر الزام لگانے کے لئے گھڑی گئی ہے – عثمان رضی الله عنہ اور عبد الله بن سعد بن ابی السرح رضی الله عنہ رضاعی بھائی تھے – عبد الله رضی الله عنہ کو عثمان رضی الله عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کا گورنر مقرر کیا-

مصر ایک زرخیز علاقہ تھا اور وہاں سے کافی مال اتا تھا اس پر بہت سوں کی نظر تھی- عثمان رضی الله عنہ نے اپنے لے پالک محمد بن ابی حذیفہ کو عبد الله رضی الله عنہ کا نائب بنا کر مصر بھیجا – وہاں عبد الله کی غیر موجودگی میں محمد نے بغاوت کی اور خود سب کنٹرول میں لیا- عثمان رضی الله عنہ نے علی کے سوتیلے بیٹے محمد بن ابی بکر کو محمد بن ابی حذیفہ کی جگہ بھیجا کیونکہ دونوں دوست تھے اور ممکن تھا یہ مسئلہ حل ہو جاتا لیکن نمک حرام ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی بکر کو کہا کہ عثمان نے تمہارے قتل کا آرڈر بھیجا ہے -اس کے بعد دونوں اس جھوٹے الزام کی آڑ میں مدینہ پر چڑھ دوڑے اور عثمان رضی الله عنہ کا قتل کیا – عبد الله بن سعد بن ابی السرح رضی الله عنہ اس وقت مصر میں نہیں تھے جب ان کو اس بغآوت کا علم ہوا وہ شام چلے گئے اور کسی بھی جنگ میں حصہ نہ لیا اور شام میں ہی وفات پا گئے

سن ۱۰۰ ہجری کے پاس جا کر اس سارے بلوے کو سند جواز دینے کے لئے یہ روایآت بنا دی گئیں کہ عثمان رضی الله عنہ کے رضاعی بھائی تو مرتد تھے- تاریخآ نبی صلی الله علیہ وسلم نے مرتدین کا قتل ہی کرایا مثلا ابن حنطل مرتد کو فتح مکہ پر کعبہ کی دیوار کے ساتھ قتل کرنے کا حکم دیا- اگر ایسا ہوتا تو صحیح سندوں سے یہ ہم تک ۱۰۰ ہجری سے پہلے ہی آ جاتا

محمّدابن أَبِي حُذيفة کا انتخاب

کتاب مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار از ابن حبان کے مطابق

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة له صحبة كان عامل عثمان بن عفان على مصر

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة صحابی ہے اس کو عثمان بن عفان نے مصرپر عامل مقرر کیا تھا

وفات نبی کے وقت یہ بہت گیارہ سال کا تھا اور اس کی پرورش عثمان رضی الله عنہ نے کی

جبکہ کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة بن ربيعة ولد أيضا بأرض الحبشة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وله رؤية

محمّد حبشہ میں پیدا ہوا اور اس نے نبی صلی الله علیہ وسلم کو صرف دیکھا

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

فنشأ مُحَمَّد فِي حُجْر عُثْمَان، ثُمَّ إنّه غضب على عُثْمَان لكونه لم يستعمله أو لغير ذلك، فصار إلْبًا على عُثْمَان

پس محمّد ،عثمان رضی الله عنہ کے حجرے میں پلا بڑھا لیکن عثمان پر غضب ناک ہوا کہ انھوں نے اس کو کیوں عامل نہیں کیا اور انہی پر پلٹا

کتاب أسد الغابة کے مطابق

ولما قتل أبوه أَبُو حذيفة، أخذ عثمان بْن عفان مُحَمَّدا إليه فكفله إِلَى أن كبر ثُمَّ سار إِلَى مصر فصار من أشد الناس تأليبا عَلَى عثمان

جب محمّد کے باپ شہید ہوئے تو اس کو عثمان نے لے لیا اور کفالت کی یہاں تک کہ بڑا ہوا پھر مصر بھیجا

جھگڑا یہ ہوا کہ محمّد بن ابو حذیفہ کو عثمان نے امارت معزول کیا اور محمّد بن ابی بکر کو امیر مقرر کیا محمّدبن ابو حذیفہ نے محمّد ابن ابی بکر کے کان بھرے اور ساتھ قتل کرنے آیا

محمد بن ابی بکر کا انتخاب

محمد بن ابی بکر حجه الوداع کے وقت ابو بکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوا . ابو بکر رضی الله تعالى عنه کی وفات کے بعد اسماء سے علی رضی الله عنہ نے شادی کی اور محمّد بن ابی بکر ، علی کا سوتیلا بیٹا بن گیا. مالک الاشتر ، محمّد کا بچپن کا دوست تھا. اس قتل عثمان کے وقت محمّد بن ابی بکر کی عمر ٢٦ سال ہو گی شاید یہ اس حدیث کا مصداق ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[43] کہ میری امت قریش کے نو عمر کم عقلوں کے ہاتھوں تباہ ہو گی

جھگڑا یہ ہوا کہ محمّد بن ابو حذیفہ کو عثمان نے امارت سے معزول کیا اور محمّد بن ابی بکر کو امیر مقرر کیا محمّد بن ابو حذیفہ نے محمّد ابن ابی بکر کے کان بھرے کہ میرے پاس عثمان کا خط آیا ہے کہ جیسے ہی نیا گورنر محمد بن ابی بکر مصر پہنچے اس کو قتل کر دینا – یہ سن کر محمد بن ابی بکر بدک گیا-

الذہبی کتاب سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

وممن قام على عثمان محمد بن أبي بكر الصديق، فسئل سالم بن عبد الله فيما قيل عن سبب خروج محمد قال: الغضب والطمع،

اور جو لوگ عثمان کے خلاف اٹھے ان میں محمّد بن ابی بکر صدیق تھا پس سالم بن عبدللہ سے پوچھا کہ اس کے خروج کا سبب کیا تھا کہا غصہ اور لالچ

43

الذہبی سیر أعلام النبلاء لکھتے ہیں

وقال أبو عبيدة: كان على خيل علي يوم الجمل عمار، وعلى الرجالة محمد بن أبي بكر الصديق، وعلى الميمنة علباء بن الهيثم السدوسي، ويقال: عبد الله بن جعفر، ويقال: الحسن بن علي، وعلى الميسرة الحسين بن علي، وعلى المقدمة عبد الله بن عباس، ودفع اللواء إلى ابنه محمد ابن الحنفية

جنگ جمل میں علی رضی اللہ تعالی عنہ کی سواری کی رکاب پر محمد بن أبي بكر الصديق تھا

محمد بن ابی بکر ، علی کے ساتھ جمل و صفین میں لڑا اور اس کو مصر کا گورنر بھی علی نے مقرر کیا پھر معذول کر کے مالک الاشتر کو مقرر کیا – ان دونوں پر قتل عثمان کا الزام تھا . محمد بن ابی بکر چراغ تلے اندھیرا تھا اس کو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے مصر کا امیر مقرر کیا تھا

فتنہ پردازوں نے محمد بن ابی بکر کا دماغ نفرت سے بھر دیا تھا اور ایک تحریر عثمان سے منسوب کی جس میں لکھا تھا

إذا أتاك محمد، وفلان، وفلان فاستحل قتلهم، وأبطل كتابه

جب (گورنر مصر) محمّد بن ابی بکر پہنچے اور فلاں فلاں تو ان کا قتل حلال ہے اور اس حکم کو تلف کر دینا

لیکن یہ خط فتنہ پرداز لوگوں نے محمّد کو دکھایا اور عثمان سے نفرت کے بیج بوئے کہ عثمان نے ایک طرف تو تم کو امیر مقرر کیا ہے اوردوسری طرف قتل کا خفیہ حکم دیا ہے محمّد یہ سن کر بدک گیا اور مدینہ گیا

بالاخر مصریوں اور کوفیوں نے پلان بنایا کہ اب بغاوت و خروج کیا جائے اور عثمان کو معزول کر دیا جائے – لیکن کیسے ؟ مدینہ تو عثمان کے ہمدرد اصحاب رسول سے بھرا پڑا تھا لہذا مناسب وقت ایام حج تھے جس میں اصحاب رسول مشغول ہوں تو عثمان کو محصور کیا جائے زور ڈال کر ان کو ہٹا دیا جائے اور علی کو امام و خلیفہ مقرر کیا جائے لہذا حاجیوں کے روپ میں ہدی کے جانوروں کے ساتھ نکلا جائے لیکن مدینہ پہنچ کر احرام کھول دیا جائے اور دم میں انہی جانوروں کو قربان کیا جائے- مدینہ پر اس قسم کا حملہ شمال سے ممکن تھا کیونکہ یہ مکہ کے رستے میں اتا ہے یہی وجہ ہے کہ عراق و مصر سے باغی خروج کرتے ہیں اور علی کو مجبورا مدینہ اس بنا پر چھوڑنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی بغاوت ان کے خلاف بھی ہو سکتی تھی

باغیوں میں اصحاب بیعت شجرہ میں سے عبد الرحمن بن عُدَيْسٍ بھی ہے -دیگر اصحاب رسول میں سے زید بن صوحان، زياد بن النضر الحارثي، حكيم بن جبلة (جو عثمان کے بصرہ کے بیت المال کے عمل دار تھے)، حرقوص بن زهير السعدي ہیں – محمّد بن ابو حذیفہ ہیں – محمد بن ابی بکر ہیں (یہ صحابی نہیں ہے) – یہ باغیوں کے سرغنہ تھے اور ان میں بعض کے ساتھ ۲۰۰ سے ۳۰۰ سو لوگ تھے جو ساتھ مل کر ۷۰۰ سے ہزار کی تعداد بن گئی تھی

محصور عثمان

سن ٣٥ ہجری ذِي الْقعدَة میں باغی پلان کے مطابق مدینہ پہنچے

علاقہ	باغی ٹولے کے سربراہ
مصر	عَبْد الرَّحْمَن بْن عديس البلوي صحابی ہے بیعت شجرہ کی ہے
بصرہ	حَكِيم بْن جبلة الْعَبْدِي صحابی ہے
کوفہ	الأشتر مَالك بْن الْحَارِث النَّخعِيّ صحابی ہے

باغیوں کا مطالبہ یہ تھا کہ عثمان خلافت چھوڑ کر اس سے دور ہو جائیں لیکن عثمان رضی الله عنہ نے اس سے انکار کر دیا – باغی واپس جانے والے نہیں تھے حج بھی ختم ہو رہا تھا ان کا اضطراب بڑھ رہا تھا – انہوں نے گھیرا ڈال کر زبردستی کرنے کی کوشش کی

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عبد الرحمن ابن خاطب، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أنا أنظر إِلَى عثمان يخطب على عصا النبي ص الَّتِي كَانَ يخطب عَلَيْهَا وأبو بكر وعمر رضي اللَّه عنهما، فَقَالَ لَهُ جَهْجَاه: قم يَا نعثل، فانزل عن هَذَا الْمِنْبَر، وأخذ العصا فكسرها عَلَى ركبته اليمنى، فدخلت شظية منها فِيهَا، فبقي الجرح حَتَّى أصابته الأكلة،فرأيتها تدود، فنزل عُثْمَان وحملوه وأمر بالعصا فشدوها، فكانت مضببة، فما خرج بعد ذَلِكَ الْيَوْم إلا خرجة أو خرجتين حَتَّى حصر فقتل.

واقدی نے کہا اسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ نے بیان کیا انہوں نے يَحْيَى بْنِ عبد الرحمن ابن خاطب، سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے کہ عثمان منبر پر خطاب کر رہے تھے جس پر ابو بکر اور عمر نے خطاب کیا ، عصا النبی کو لئے اور میں دیکھ رہا تھا کہ جَهْجَاه (صحابی رسول) نے کہا چل اے نعثل اس منبر سے اتر

اور عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اور اس کا سیدھا حصہ توڑ ڈالا اس پر یہ ٹوٹا حصہ رہا یہاں تک کہ دیمک اس کو لگ گئی

الشريعة از الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) میں ہے
وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ زَاطِيَا قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ , عَنْ نَافِعٍ ,: " أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ , تَنَاوَلَ عَصًا مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ , فَرُمِيَ ذَلِكَ الْمَكَانُ بِأَكْلَةٍ "

[44]کہا جاتا تھا اس نے عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اس کا دستہ نافع نے کہا ایک شخص جس کی جَهْجَاهُ توڑ دیا اور اس جگہ دیمک لگی اور عصا گل گیا

الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: آخِرُ خرجةٍ خَرَجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ حَصَبَهُ النَّاسُ، فَحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلاةِ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ يومئذٍ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ کہتے ہیں کہ آخری بار جب عثمان نکلے تھے تو جمعہ کا دن تھا پس جب منبر پر آئے تو لوگوں نے گھیر لیا پس وہ ان کے اور نماز کے بیچ حائل ہوئے اور اس دن لوگوں نے أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں ہے

---

[44]

الاستيعاب في معرفة الأصحاب از ابن عبد البر میں ہے

جهجاه بن مسعود، ويقال ابن سعيد بن سعد بن حرام بن غفار. يقال: إنه شهد بيعة الرضوان تحت الشجرة [1] ، وكان قد شهد مع رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ غزوة المريسيع

جهجاه بن مسعود ان کو بن سعید بھی کہا جاتا ہے - کہا جاتا ہے بیعت رضوان میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوة المريسيع میں شریک تھے -

امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں قتل عثمان کے بعد ایک سال سے کم مدت میں ہلاک ہوا اور اس کی حدیث صحیح نہیں ہے

جهجاه بْن سَعِيد، الغِفاري، المَدِينيّ. عَن النبيِّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم. مَاتَ بَعْدَ عثمان بْن عفان بأقل من سنة. ولم يصح حديثه.

ابن عبد البر کے مطابق غزاة بني المصطلق میں جاہلیت کی پکار لگانے والے مہاجرین میں سے یہی صحابی تھے جنھوں نے کہا کہاں ہیں مہاجرین

حديث جابر: كنا في غزاة بني المصطلق فكسع رجل من المهاجرين رجلا من الأنصار ... الحديث.

مسند احمد اور سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ

ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن و رات نہیں جائیں گے یہاں تک کہ موالی میں سے ایک شخص حکومت کرے گا جس کو جَهْجَاهُ کہا جائے گا

راقم کہتا ہے سند میں عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيِّ مجهول ہے

الآحاد والمثاني از أبو بكر بن أبي عاصم (المتوفى: 287هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ، نا خَضِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ثِقَةٌ، نا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِلْبَاءٍ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَلِيَ عَلَى النَّاسِ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ»

سند میں عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ ضعیف ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ دَارِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حِبَرَةٌ، وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ مَوَالِيهِ، قَدْ صَفَّرَ لِحْيَتَهُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَجَذَبَ النَّاسُ ثِيَابَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا وَنَادَاهُ بَعْضُهُمْ يَا نَعْثَلُ وَكَانَ حَلِيمًا حَيِيًّا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَشَتَمُوهُ فَسَكَتَ حَتَّى سَكَتُوا، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّ السَّامِعَ الْمُطِيعَ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ، وَالسَّامِعَ الْعَاصِيَ لَا حُجَّةَ لَهُ» . فَنَادَاهُ بَعْضُهُمْ: أَنْتَ السَّامِعُ الْعَاصِي. وَقَامَ جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ – وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى مَا نَدْعُوكَ إِلَيْهِ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَ: نَحْمِلُكَ عَلَى شَارِفٍ جَرْبَاءَ وَنُلْحِقُكَ بِجَبَلِ الدُّخَانِ. لَسْتَ هُنَاكَ لَا أُمَّ لَكَ. وَتَنَاوَلَ جَهْجَاهُ عَصًا كَانَتْ فِي يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهِيَ عَصَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ، وَدَخَلَ عُثْمَانُ دَارَهُ، وَصَلَّى بِالنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَوَقَعَتْ فِي رِجْلِ جَهْجَاهٍ الْأَكَلَةُ

عروہ بن زبیر نے بیان کیا اپنے باپ کی سند سے کہ عثمان اپنے دار سے جمعہ کے دن نکلے اور ان پر حبرہ کا حلہ تھا اور ان کے ساتھ ان کے مددگار لوگ تھے ان کی پیلی داڑھی تھی پس وہ مسجد میں داخل ہوئے لوگوں نے لباس سمیٹے اور بعض نے ان کو پکارا اے نعثل انہوں نے حلیم الطبع ہونے کی وجہ سے بات نہ کی یہاں تک کہ منبر پر چڑھے – لوگوں نے ان کو گالی دی عثمان چپ رہے یہاں تک کہ لوگ چپ ہوئے – عثمان نے کہا اے لوگوں سنو اور اطاعت کرو کونکہ سننے والا مطیع ہوتا ہے اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہے اور سننے والا ہی گناہ گار ہوتا ہے اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہے – بعض نے پکار کر کہا تو خود سننے والا ہے گناہ گار ہے – اور جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ کھڑا ہوا جو اصحاب شجرہ (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھا کہا ہم بھی تجھ کو اس طرف لے جائیں گے جس کی طرف تو ہم کو بلا رہا ہے – عثمان نے کہا کس طرف؟ جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ نے کہا : ہم تجھ کو بڈھی اونٹنی پر لاد کر لے جائیں گے اور جبل الدخان پر قید کریں گے وہاں تیری ماں بھی نہیں ہو گی – اور جَهْجَاهُ نے عثمان کے ہاتھ سے اس عصا کو چھین لیا جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا عصا تھا اس کا ہینڈل توڑ ڈالا اور عثمان کو دار میں داخل کر دیا اور اس روز لوگوں نے سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ کے پیچھے نماز پڑھی

مسند احمد کی روایت أَبِي إِمَامَةَ بن سَهْل سے مروی ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَفَّانُ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَتَوَعَّدُونِي بِالْقَتْلِ، قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟! سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهِ أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا، فَوَاللَّهِ مَا أَحْبَبْتُ [أَنَّ لِي] بِدِينِي [بَدَلاً] مُنْذُ هَدَانِي اللَّهُ، وَلاَ زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلاَ إِسْلاَمٍ قَطُّ وَلاَ قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي

ہم عثمان کے ساتھ تھے اور وہ محصور تھے گھر میں پس عثمان نے کہا انہوں نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے- ہم نے کہا الله اپ کے لئے کافی ہے امیر المومنین- عثمان نے کہا یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاھتے ہیں؟ میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک مسلم کا خون حلال نہیں سوائے تین کے – ایک شخص کفر اختیار کرے اسلام قبول کرنے کے بعد یا زنا کرے شادی کے بعد یا نفس کا قتل کرے پس اس کو قتل کیا

جائے اللہ کی قسم جب سے اللہ نے ہدایت دی ہے مجھ کو دین بدلنا پسند نہیں اور نہ میں جاہلیت میں زنا کیا، نہ اسلام میں کبھی، نہ قتل نفس کیا تو یہ مجھے کیوں قتل کریں گے

محقق احمد شاکر اور شعیب اس کو صحیح کہتے ہیں

اس دوران نماز میں امام عبد الرحمان بن عدیس تھا اور عید کی نماز میں امام علی رضی اللہ عنہ تھے یہ دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

صحیح بخاری کی روایت ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، - وَهُوَ مَحْصُورٌ - فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ، وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى، وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ، وَنَتَحَرَّجُ؟

عبید اللہ بن عدی، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ محصور تھے ان سے کہا کہ آپ امام ہیں لیکن ہم کو امام الفتنہ نماز پڑھا رہا ہے اور ہم کراہت کر رہے ہیں

اس روایت میں امام الفتنہ سے مراد عبد الرحمن بن عدیس البلوی ہے

ابن شبہ اپنی کتاب، تاریخ المدینہ، ج ۴، ص ۱۱۵۶، میں روایت ہے

فَطَلَعَ ابْنُ عُدَيْسٍ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَخَطَبَ النَّاسَ وَصَلَّى لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الْجُمُعَةَ، وَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَذَا وَكَذَا» ، وَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَكْرَهُ ذِكْرَهَا

ابن عدیس منبر رسول پر چڑھا اور خطاب کیا، اور لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی، اور خطبے میں کہا کہ آگاہ ہو جاو، مجھے ابن مسعود نے کہا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عثمان بن عفان ایسے ایسے ہیں۔ راوی کہتا ہے ابن عدیس نے ایسا کلام کیا کہ جو بیان کرنے سے مجھے کراہت ہو رہی ہے

یہ بات جب عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو عثمان نے جواب دیا

كذب والله ابن عديس ما سمعها من ابن مسعود، ولا سمعها ابن مسعود من رسول الله قط

اللہ کی قسم! ابن عدیس نے جھوٹ بولا، نہ اس نے ابن مسعود سے کچھ سنا، نہ ابن مسعود نے (اس بارے میں) رسول اللہ سے

ایک روایت موضوعات ابن الجوزی میں ہے جس کے مطابق منبر پر ابن عدیس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

أَلا إِن عُثْمَان أضلّ من عَيْبَة على قفلها

خبردار بے شک عثمان گمراہ ہے اس کے بارے میں جس کے یہ عیب قفل پر کرتا ہے

یعنی تالا لگا کر عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے تھے

الذہبی تلخیص الموضوعآت میں اس پر لکھتے ہیں

قد افتراه ابْن عديس

اس کو ابن عدیس نے افتری کیا ہے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو أُمِّي أَبُو حَبِيبَةَ، أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا، وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا "، أَوْ قَالَ: " اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً "، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ "، وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذَلِكَ

رواه: الإمام أحمد، والحاكم في "مستدركه"، وقال "صحيح الإسناد

عثمان جب محصور تھے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کی اجازت مانگی – پس ان کو اجازت دی گئی ابو ہریرہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہا تم کو میرے بعد فتنہ و اختلاف ملے گا .... پس لوگوں میں سے کسی نے کہا : پس ہم کیا کریں رسول اللہ فرمایا تمہارے لئے امین ہے اس کے اصحاب ہیں، ان کا اشارہ عثمان کے لئے تھا

اس روایت کو بعض علماء صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند میں أَبُو حَبِيبَةَ مجھول ہیں ان کی ثقاہت ابن حبان اور عجلی نے کی ہے جو ان دونوں کا تساہل ہے – کوئی اور ان کی تعدیل نہیں کرتا

شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کی روایت ہے

أنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاهِدٍ، قَالَ: نا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ، قَالَ: نا عَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: نا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أن عليا أتى عثمان وهو محصور فأرسل إليه أني قد جئت لأنصرك فأرسل إليه بالسلام وقال: لا حاجة لي فأخذ علي عمامته من رأسه فألقاها في الدار التي فيها عثمان وهو يقول ذلك ليعلم أني لم أخنه بالغيب.

میمون بن مہران کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ محصور تھے پس انہوں نے کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں آیا ہوں تمہاری مدد کے لئے تو عثمان نے ان کو سلام کہا اور کہا مجھے تیری حاجت نہیں- پس علی نے اپنا عمامہ جو سر پر تھا اس کو دار عثمان پر پھینکا اور کہا یہ اس لئے کہ {«ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ» } [يوسف: 52] تو جان لے کہ میں چھپ کر خیانت نہیں کر رہا

امام احمد کہتے ہیں وجعفر بن برقان، ثقة، ضابط لحديث ميمون جعفر بن برقان، مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ سے روایت کرنے میں ثقہ ضابط ہیں

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْبَرْذَعِيُّ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِنْتِ مَطَرٍ الْوَرَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ أَرْسَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَلِيٍّ يَدْعُوهُ , فَأَرَادَ إِتْيَانَهُ , فَتَعَلَّقُوا بِهِ وَمَنَعُوهُ , فَأَلْقَى عِمَامَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ , وَنَادَى ثَلَاثًا: «اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أَرْضَى قَتْلَهُ وَلَا آمُرُ بِهِ»

محمد بن حنفیہ نے کہا جب الدار والا دن آیا عثمان نے علی کو بلایا انہوں نے جانے کا ارادہ کیا لیکن ان کو روکا اور منع کر دیا گیا پس علی نے اپنا کالا عمامہ جو سر پر تھا اس کو الدار پر پھینکا اور تین بار کہا اے اللہ میں اس کے قتل سے راضی نہیں نہ اس کا حکم کیا

اس کی سند حسن ہے

مسند احمد کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَالَ: " إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ [ص:91] أَكُونَ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيد کہتے ہیں میں نے علی کو کہتے سنا وہ خطبہ دے رہے تھے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان وہ ہیں جن پر اللہ کا قول ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ

كتاب الفتن از أبو عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (المتوفى: 228هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

علی کہتے کہ میں امید کرتا ہوں میں اور عثمان ہی وہ ہیں جن کے لئے قرآن میں ہے کہ ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے

یعنی عثمان اور علی رضی الله عنہما میں اختلافات شدید تھے آخری وقت میں عثمان رضی الله عنہ نے علی رضی الله عنہ سے ملاقات تک کو پسند نہ کیا اور علی کو یہ گمان تھا کہ عثمان شاید یہ سمجھتے ہیں کہ علی درپردہ خیانت کر رہے ہیں

ظاہر ہے جب علی کی آفر کو عثمان رضی الله عنہ نے رد کر دیا تو وہاں الدار پر چوکیداری ال علی میں کوئی نہیں کر رہا تھا[45] -

کتاب المجالسة وجواهر العلم ازأبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (المتوفى : 333هـ) کی روایت ہے جس کو محقق أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان صحیح کہتے ہیں

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَرْبِيُّ، نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ، نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: [ص:161] أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا الدَّارَ، فَقُلْتُ: جِئْتُ أُقَاتِلُ مَعَكَ، قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَإِنَّكَ إِنْ قَتَلْتَ نَفْسًا وَاحِدَةً كَأَنَّكَ قَتَلْتَ النَّاسَ كُلَّهُمْ. فَقَالَ: انْصَرِفْ مَأْذُونًا غَيْرَ مَأْزُورٍ. قَالَ: ثُمَّ جَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فقال: جئت يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُقَاتِلُ مَعَكَ، فَأْمُرْنِي بِأَمْرِكَ. فَالْتَفَتَ عُثْمَانُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: انْصَرِفْ مَأْذُونًا لَكَ، مَأْجُورًا غَيْرَ مَأْزُورٍ، جَزَاكُمُ اللهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا

45

ابن كثير البداية والنهاية میں لکھتے ہیں

فروى الواقدي عن موسى بن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي عن أبيه أن عمر.... كان عثمان بن عفان يكرم الحسن والحسين ويحبهما وقد كان الحسن بن علي يوم الدار وعثمان بن عفان محصور عنده ومعه السيف متقلداً به يحاجف عن عثمان

واقدی کی موسى بن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي سے ان کی باپ سے ان کی عمر سے روایت ہے کہ عثمان رضی الله عنہ کے گھر پر حسن و حسین رضی الله عنہما تلوار لٹکائے تھے ان کی چوکیداری کے لئے

اس کی سند میں واقدی کذاب ہے - موسى بن محمد بن أبراهيم بن الحارث القرشي، التيمي کو امام احمد ضعیف کہتے ہیں - امام بخاری کہتے ہیں یہ منکر روایات بیان کرتا ہے - أبو أحمد الحاكم اس کو منكر الحديث کہتے ہیں - عقیلی کہتے ہیں امام بخاری اس کو منكر الحديث کہتے ہیں - يحيى بن معين اس کو ضعیف اور دارقطنی متروک کہتے ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ ، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اپ کے ساتھ لڑوں گا لیکن عثمان نے ان کو چلے جانے کا حکم دیا اور جزا کی دعا کی

طبقات از ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: " كَانَ مَعَ عُثْمَانَ يَوْمَئِذٍ فِي الدَّارِ سَبْعُمِائَةٍ لَوْ يَدَعُهُمْ لَضَرَبُوهُمْ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، حَتَّى يُخْرِجُوهُمْ مِنْ أَقْطَارِهَا، مِنْهُمْ: ابْنُ عُمَرَ , وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ , وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ "
ابن سرین نے کہا عثمان کے پاس الدار میں اس روز سات سو لوگ تھے جن میں ابن عمر، حسن بن علی، ابن زبیر تھے اگر وہ ان (باغیوں) کو پکارتے تو وہ مارتے ان شاء اللہ یہاں تک کہ نکل جاتے

اس کی سند منطقع ہے ابن سرین نے خبر نہیں دی کہ کس سے سنا -

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کی روایت ہے

وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ , عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «يَرُدُّ النَّاسَ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الدَّارِ بِسَيْفَيْنِ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا»

حسن بصری نے کہا : حسن بن علی لوگوں کو عثمان پر سے ہٹاتے الدار کے دن دو تلواریں دونوں ہاتھوں میں پکڑے

سند میں مبارک بن فضالہ ضعیف ہے - ابن حجر کے مطابق اکثر حسن بصری سے تدلیس کرتا ہے

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: " دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ , فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ طَابَ أَمْ ضَرْبٌ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، " أَيَسُرُّكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَإِيَّايَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا , قَالَ: فَإِنَّكَ وَاللَّهِ إِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَاحِدًا فَكَأَنَّمَا قُتِلَ النَّاسُ جَمِيعًا , قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أُقَاتِلْ

عثمان نے ابو ہریرہ سے کہا اللہ کی قسم اگر ایک (باغی) شخص کو قتل کیا تو تمام انسانوں کو قتل کیا

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا [ص:1968] عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ , عَنْ أَبِي صَالِحٍ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الدَّارِ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ , طَابَ أَوْ ضَرَبَ فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ , «أَيَسُرُّكَ أَنْ يُقْتَلَ النَّاسُ جَمِيعًا وَإِيَّايَ مَعَهُمْ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: «فَإِنَّكَ

وَاللَّهِ إِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَاحِدًا فَكَأَنَّمَا قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِيعًا» قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أُقَاتِلْ قَالَ الْأَعْمَشُ: وَكَانَ أَبُو صَالِحٍ إِذَا ذَكَرَ مَا صُنِعَ بِعُثْمَانَ بَكَى. قَالَ الْأَعْمَشُ: كَأَنِّي أَسْمَعُهُ يَقُولُ: هَاهْ , هَاهْ

ابو صَالِحٍ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہا میں عثمان کے پاس یوم الدار میں داخل ہوا میں نے کہا اے امیر المومنین خوش ہوں یا (تلوار سے باغیوں پر) ضرب لگائیں ؟ عثمان نے کہا اے ابو ہریرہ لوگوں کو قتل کرنے میں جلدی کروں اور میں ان میں ہی مل جاؤں؟ میں نے کہا نہیں – عثمان نے کہا اللہ کی قسم اگر ایک انسان کو بھی قتل کیا تو تمام انسانوں کا قتل کر دیا – ابو ہریرہ نے کہا میں لوٹ آیا اور قتال نہیں کیا – اعمش نے کہا ابو صالح سے جب ذکر ہوتا عثمان کے ساتھ کیا ہوا وہ روتے – اعمش نے کہا میں ان کو سنتا گویا کہ هَاهْ , هَاهْ کر رہے ہوں

عثمان نے باغیوں کو سبائی یا سارشی قرار نہیں دیا بلکہ مسلمان بد معاشوں سے تعبیر کیا-

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ: " قَاتِلْهُمْ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ قِتَالَهُمْ , فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أُقَاتِلُهُمْ أَبَدًا , قَالَ: فَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ عُثْمَانُ أَمَّرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الدَّارِ , وَقَالَ عُثْمَانُ: مَنْ كَانَتْ لِي عَلَيْهِ طَاعَةٌ فَلْيُطِعْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ "

ابن زبیر نے کہا میں نے عثمان سے یوم الدار کے دن کہا ان سے قتال کریں اللہ کی قسم اللہ نے یہ اپ پر حلال کیا ہے کہ ان سے قتال کریں- عثمان نے کہا نہیں اللہ کی قسم کبھی قتال نہیں کروں گا – ابن زبیر نے کہا … عثمان نے کہا جس پر میری اطاعت ہے اب وہ ابن زبیر کی اطاعت کرے

عثمان کی حفاظت ان کے چند پہرے دار کر رہے تھے لہذا صدردروازے سے کوئی داخل نہیں ہوا بلوائی ایک پڑوسی کے گھر سے اندر کودے اور عثمان رضی اللہ عنہ تک جا پہنچے ان میں علی رضی اللہ عنہ کے لے پالک اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صلبی بیٹے محمد بن ابی بکر سر فہرست تھے

الذہبی لکھتے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے گھر کے راستے سے عثمان پر بلوائی داخل ہوئے

فجاء محمد بن أبي بكر في ثلاثة عشر رجلا، فدخل حتى انتهى إلى عثمان، فأخذ بلحيته، فقال بها حتى سمعت وقع أضراسه، فقال: ما أغنى عنك معاوية، ما أغنى عنك ابن عامر، ما أغنت عنك كتبك. فقال: أرسل لحيتي يا ابن أخي

[46] تیس آدمیوں کے ساتھ آیا اور گھر میں داخل ہوا حتی کہ عثمان تک جا پہنچا اور ان کو پس محمد بن ابی بکر داڑھی سے پکڑا اور کہا تجھ کو معاویة نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، تجھ کو بنی عامر نے فائدہ نہیں پہنچایا، تجھ کو تیری تحریر نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، عثمان نے کہا اے بھائی کے بیٹے میری داڑھی چھوڑ دے

[46]

صحيح البخاري: كِتَابُ الفِتَنِ (بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «هَلاَكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ») صحیح بخاری: کتاب: فتنوں کے بیان میں (باب : نبی کریم ﷺ کا یہ فرمایا کہ میری امت کی تباہی چند بے وقوف لڑکوں کی حکومت سے ہوگی)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مُلِّكُوا بِالشَّأْمِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا سعید نے خبردی، کہا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان بھی تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صادق و مصدوق سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ سے ہوگی۔ مروان نے اس پر کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں ان کے خاندان کے نام لے کر بتلانا چاہوں تو بتلاسکتا ہوں۔ پھر جب بنی مروان شام کی حکومت پر قابض ہوگئے تو میں اپنے دادا کے ساتھ ان کی طرف جاتا تھا۔ جب وہاں انہوں نے نوجوان لڑکوں کو دیکھا تو کہا کہ شاید یہ انہی میں سے ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ کو زیادہ علم ہے۔

یہ روایت صحیح ہے

اس میں دو آراء موجود ہیں

اول: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو جانتے تھے جن کے ہاتھوں امت تباہ ہوئی

دوم : دوسری رائے راوی کی ہے : اس کی سند میں عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الأَشْدَقِ، وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَبُو أُمَيَّةَ الأُمَوِيُّ السَّعِيدِيُّ الْمَكِّيُّ. [الوفاة: 171 – 180 ھ] ہیں یہ اپنے دادا کے ساتھ دمشق جاتے تھے تو اس کا مطلب ہے کہ سن 120 ہجری کا دور ہو گا جب بنو امیہ کا اپس میں اختلاف تھا اور وہ اس کا آخری دور تھا

راقم کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور میں یعنی سن ٥٩ ہجری سے پہلے کے چھوکروں کا ذکر کر رہے ہیں
راقم کے نزدیک یہ دو ہیں
ایک محمد بن ابی بکر اور دوسرا محمد بن أبي حذيفة بن عتبة بن ربيعة ہے جو اصحاب رسول کی اولاد ہیں قریشی ہیں اور ان کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہوتا ہے

یہاں تک کہ حسن بصری ، محمد بن ابی بکر کو الفاسق کہا کرتے
المعجم الكبير کی روایت ہے
حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، ثنا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ: «أُخِذَ

اسی بلوہ میں عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے

تاريخ خليفة بن خياط از أبو عمرو خليفة بن خياط بن خليفة البصري (المتوفى: 240هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا كهمس عَن ابْن أَبِي عرُوبَة عَن قَتَادَة قَالَ الَّذِي ولي قتل عُثْمَان رُومَان رجل مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ أَخذ ابْن أَبِي بَكْر بلحيته وذبحه رُومَان بمشاقص كَانَت مَعَه

قتادہ نے کہا عثمان کے قتل کی سربراہی رومان نام کا شخص کر رہا تھا جو قبیلہ بنو اسد کا تھا - عثمان کی داڑھی محمد بن ابی بکر نے پکڑی اور رومان نے چاقو سے قتل کیا جو اس کے پاس تھا

اس کی سند منقطع ہے قتادہ سن ٦٠ ہجری میں پیدا ہوئے

اسی کتاب میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْحسن عَن أَبِي زَكَرِيَّا الْعجْلَانِي عَن نَافِع عَن ابْن عُمَر قَالَ ضربه ابْن أَبِي بَكْر بمشاقص فِي أوداجه وبعجه سودان بْن حمْرَان بِحَرْبَة

ابن عمر نے کہا عثمان کی شہ رگ پر محمد بن ابی بکر نے چاقو مارا اور سودان بْن حمْرَان نے ضربین لگائیں

سند میں أبي زكريا العجلاني مجهول ہے

ابن کثیر وغیرہ نے محمّد بن ابی بکر کا دفاع کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر چند اس نے داڑھی پکڑی لیکن قتل نہیں کیا تھا .بعض کہتے ہیں قتل كنانة ابن بشر التجيب نے کیا تھا. بعض کہتے ہیں رومان اليماني بصولجان نے کیا (تاریخ خلیفه بن الخياط). لیکن قرآن کہتا ہے فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے مصریوں کا سرغنہ بن کر یہی گھر میں داخل ہوا

الْفَاسِقُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ مِصْرَ فَأُدْخِلَ فِي جَوْفِ حِمَارٍ فَأُحْرِقَ
ہیثمی کہتے ہیں رواه الطبراني ورجاله ثقات
حسن نے کہا : الفاسق محمد بن ابی بکر مصر کی وادیوں میں سے ایک میں سے پکڑا گیا اور اس کو گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا
اس کو طبرانی نے ثقات سے روایت کیا ہے

ابن سعد کے مطابق
قال أبو الأشهب : وكان الحسن لا يسميه باسمه إنما كان يسميه الفاسق
أبو الأشهب نے کہا : حسن اس کا (محمّد بن ابی بکر کا) نام تک نہیں لیتے تھے اس کا نام الفاسق رکھ دیا تھا

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا كِنَانَةُ مَوْلَى صَفِيَّةَ قَالَ: " رَأَيْتُ قَاتِلَ عُثْمَانَ فِي الدَّارِ، رَجُلًا أَسْوَدَ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُقَالُ لَهُ: جَبَلَةُ , بَاسِطَ يَدَيْهِ، أَوْ قَالَ رَافِعَ يَدَيْهِ يَقُولُ: أَنَا قَاتِلُ نَعْثَلٍ "

كنانة بْن نبيه جو ام المومنين صَفِيَّة بِنْت حُيَي بْن أَخطَب کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے کہا میں نے کہا میں نے الدار پر عثمان کے قاتل کو دیکھا مصریوں میں سے ایک کالا جس کو جبلہ کہا جاتا تھا اپنے ہاتھ پھیلائے یا اٹھائے کہہ رہا تھا میں نعثل کا قاتل ہوں

نعثل عربوں میں قصوں میں ایک لمبی داڑھی والا شخص بیان کیا جاتا تھا جو احمق حرکات کرتا تھا – عثمان رضی اللہ عنہ کو باغی کہتے تھے- یہ نام اہل تشیع کی کتب میں بھی موجود ہے

تاریخ خلیفہ کے مطابق

حَدَّثَنَا خَالِد بْن الْحَارِث قَالَ نَا عمرَان بْن حدير قَالَ أَن لَا يكن عَبْد اللَّهِ بْن شَقِيق حَدَّثَنِي أَن أول قَطْرَة قطرت من دَمه عَلَى (فَسَيَكْفِيكَهُمُ الله) فان أَبَا حُرَيْث ذكر أَنه ذهب وَسُهيْل النميري فأخرجوا إِلَيْهِ الْمُصحف فَإِذا القطرة عَلَى (فَسَيَكْفِيكَهُمُ الله) قَالَ فَإِنَّهَا فِي الْمُصحف مَا حكت

عمرَان بْن حدير نے کہا ... أَبَا حُرَيْث نے ذکر کیا کہ وہ اور سُهيْل النميري ، عَبْد اللَّهِ بْن شَقِيق کے پاس گئے اور جنہوں نے مصحف نکالا جس میں خون کے نشان اس آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ الله – اللہ ان کے لیے کافی ہے پر تھے

مسند احمد کی روایت 24566 ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ (1) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَقْبَلَتْ إِحْدَانَا عَلَى الْأُخْرَى، فَكَانَ مِنْ آخِرِ كَلَامٍ كَلَّمَهُ، أَنْ ضَرَبَ مَنْكِبَهُ (2) ، وَقَالَ: " يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللهَ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي " ثَلَاثًا، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ كَانَ هَذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيتُهُ، وَاللهِ فَمَا ذَكَرْتُهُ. قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمْ يَرْضَ بِالَّذِي أَخْبَرْتُهُ حَتَّى كَتَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ اكْتُبِي إِلَيَّ بِهِ، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ بِهِ كِتَابًا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اے عثمان بے شک ہو سکتا ہے کہ اللہ تم کو ایک قمیص پہنا دے پس جب منافق چاہیں تو تم اس کو نہ اتارنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو – تین بار کہا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ أَبِي سَهْلَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ادْعُوا لِي بَعضَ أَصْحَابِي "، قُلْتُ: أَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: " لَا ". قُلْتُ: عُمَرُ؟ قَالَ: " لَا ". قُلْتُ: ابْنُ عَمِّكَ عَلِيٌّ؟ قَالَ: " لَا ". قَالَتْ: قُلْتُ: عُثْمَانُ؟ قَالَ: " نَعَمْ "، فَلَمَّا جَاءَ، قَالَ: " تَنَحَّيْ ". فَجَعَلَ يُسَارُّهُ، وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ وَحُصِرَ فِيهَا، قُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تُقَاتِلُ؟ قَالَ: " لَا، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّي صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ

وأخرجه الترمذي (3711) عن سفيان بن وكيع، عن أبيه، ويحمل بن سعيد القطان، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس بن أبي حازم، عن أبي سهلة، قال: قال عثمان يوم الدار: إن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قد عهد إليَّ عهدا فأنا صابر عليه. قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح، لا نعرفه إلا من حديث إسماعيل بن أبي خالد.

ابو سہلہ رحمہ اللہ(سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :میرے پاس میرے کسی صحابی کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا : ابو بکر کو بلائیں؟فرمایا : نہیں۔عرض کیا : عمر کو؟ فرمایا : نہیں۔ عرض کیا : آپ کے چچا زاد علی کو؟ فرمایا : نہیں۔ عرض کیا : عثمان کو؟ فرمایا : ہاں۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک طرف ہونے کا کہا اور رازدارانہ انداز میں کچھ فرمانے لگے، اس بات کو سنتے ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہو رہا تھا۔ ابو سہلہ کہتے ہیں : جب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن آیا اور آپ کا محاصرہ کر لیا گیا تو ہم نے عرض کیا : امیر المومنین! کیا آپ باغیوں سے قتال نہیں کریں گے؟ فرمانے لگے : نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (شہادت کا) وعدہ دیا تھا، میں اسی پر اپنے آپ کو پابند رکھوں گا۔

سند میں قیس بن ابی حازم ہے جو مختلط تھا اور جنگ جمل یا فتنہ عثمان کے حوالے سے اس کی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں یہی راوی حواب کے کتوں والی روایت بھی بیان کرتا ہے

یہ متن ایک دوسرے طرق سے بھی ہے جو بہتر ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ (1) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَقْبَلَتْ إِحْدَانَا عَلَى الْأُخْرَى، فَكَانَ مِنْ آخِرِ كَلَامٍ كَلَّمَهُ، أَنْ ضَرَبَ مَنْكِبَهُ (2) ، وَقَالَ: " يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللهَ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي " ثَلَاثًا، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ كَانَ هَذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيتُهُ، وَاللهِ فَمَا ذَكَرْتُهُ. قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمْ يَرْضَ بِالَّذِي أَخْبَرْتُهُ حَتَّى كَتَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ اكْتُبِي إِلَيَّ بِهِ، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ بِهِ كِتَابًا

مسند احمد

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔(جب وہ حاضر ہوئے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم (ازواج) نے بھی یہ دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں پر ہاتھ مار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عثمان! اللہ تعالٰی آپ کو خلافت کی قمیص پہنائیں گے، اگر منافق آپ سے وہ قمیصِ خلافت چھیننا چاہیں تو آپ نے اسے اتارنا نہیں، یہاں تک مجھے آ ملو(شہید ہو جاؤ)۔پھر فرمایا : عثمان! اللہ تعالیٰ آپ کو خلعتِ خلافت پہنائیں گے، اگر منافق اسے اتارنے کی کوشش کریں تو آپ نے شہید ہونے تک اسے نہیں اتارنا۔یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير الوليد بن سليمان فقد روى له النسائي وابن ماجه وهو ثقة.

خواب میں بشارت نبوی

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ , وَعَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ , عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ , عَنْ نَافِعٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَصْبَحَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا عُثْمَانُ , أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ» فَأَصْبَحَ صَائِمًا , ثُمَّ قُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ , رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

ابن عمر نے کہا عثمان نے صبح کی لوگوں سے بات کی اور کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا انہوں نے کہا رات میں افطار ہمارے ساتھ کرنا - انہوں نے صبح روزہ رکھا پھر اسی روز قتل ہوا

سند میں أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عِيسَى بْنُ مَاهَانَ ضعیف ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَالَ أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ:أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ .
عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ایام تشریق کے وسط میں ہوا

مسند احمد کی اس روایت کو صحیح کہا گیا ہے

تاریخ خلیفہ بن خیاط کے مطابق

قتل الْمُغيرَة بْن الْأَخْنَس بْن شريق الثَّقَفِيّ يَوْم الدَّار مَعَ عُثْمَان رَحمَه الله

الْمُغيرَة بْن الْأَخْنَس بْن شريق الثَّقَفِيّ رضی اللہ عنہ بھی یوم الدار میں عثمان کے ساتھ قتل ہوئے

الأعلام از الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ) کے مطابق الْمُغيرَة بْن الْأَخْنَس بْن شريق الثَّقَفِيّ صحابی ہیں

شہادت کے بعد

بعض لوگوں نے افسانہ تراشا ہے کہ علی قتل عثمان کے بعد چھپ گئے جبکہ علی رضی اللہ عنہ نہ تو کہیں چھپے تھے بلکہ وہ ان سب باغیوں کو عید کی نماز تک پڑھا چکے تھے

الأم از امام الشافعي المكي (المتوفى: 204هـ) کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ: شَهِدْنَا الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ.

. ابْنِ أَزْهَرَ سے مراد عبد الرحمن بن أزهر الزهري، صحابي صغير، مات قبل الحرة. (التقريب ص 336)

ابی عبید سعد بن عبيد الزهري، ثقة من الثانية، وقيل: له إدراك. (التقريب ص 231)

موطا کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ....فَقَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ

أبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں ہم نے عید علی کے ساتھ دیکھی اور عثمان محصور تھے پس علی نے نماز پڑھائی پھر پلٹے اور خطبہ دیا

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کی روایت ہے

أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ , عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى , عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ: رَافِعًا أُصْبُعَيْهِ أَوْ قَالَ مَادًّا أُصْبُعَيْهِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ»

عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى نے کہا میں نے علی کو دیکھا الزیت کے پتھروں میں انگلی اٹھائے کہہ رہے تھے اے اللہ میں عثمان کے خون سے بری ہوں

عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى پر ابن المديني کا کہنا ہے منکر الحدیث ہے

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي الطَّيَالِسِيَّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ , عَنْ أَبِي بِشْرٍ , عَنْ يُوسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَدِمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْبَصْرَةَ قَالَ: فَحَدَّثَنِي , قَالُ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ , وَعِنْدَهُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ [ص:1972] وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ , وَصَعْصَعَةُ , فَذُكِرَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ بِعُودٍ مَعَهُ فَقْرَأَ {إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ} [الأنبياء: 101] قَالَ: نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ , فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: أَرْوِي هَذَا عَنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ "

یوسف بن سعد نے کہا محمد بن علی بصرہ پہنچے انہوں نے بیان کیا کہا میں نے علی کو تخت پر دیکھا اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر تھے اور زید بن صوحان تھے اور صَعْصَعَةُ - پس عثمان کا ذکر ہوا تو علی لکیریں کھینچنے لگے اور آیت پڑھی ... پھر کہا یہ عثمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے

سند میں یوسف بن سعد ہے جس کو الترمذي: رجل مجهول کہتے ہیں.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: " وَاللَّهِ مَا قَتَلْتُهُ وَلَا مَالَأْتُ عَلَى قَتْلِهِ , فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: أَيَّ شَيْءٍ صَنَعْتَ الْآنَ يَتَفَرَّقُ عَنْكَ أَصْحَابُكَ , فَلَمَّا عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: مَنْ كَانَ سَائِلًا عَنْ دَمِ عُثْمَانَ فَإِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُ وَأَنَا مَعَهُ " , قَالَ مُحَمَّدٌ: هَذِهِ كَلِمَةٌ قُرَشِيَّةٌ ذَاتُ وَجْهٍ.

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ نے کہا علی نے بصرہ میں خطاب کیا اور کہا واللہ میں نے اس کا قتل نہیں کیا نہ اس کے قتل پر افسوس کیا - جب وہ منبر سے اترے ان کے بعض اصحاب نے کہا کس چیز نے اپ سے یہ کروایا کہ اپنے اصحاب میں تفرقہ ڈالیں؟ پس علی منبر پر جب دوبارہ گئے کہا جو خون عثمان کا سوال کرتا ہے تو (سن لے) بے شک اللہ نے اس کو قتل کیا اور میں نے ساتھ تھا

ابن سرین کا سماع علی سے معلوم نہیں ہے

دیگر اصحاب کا رد عمل

ابن عباس اغلبا رستے سے واپس مدینہ آ گئے- کتاب تاريخ الإسلام از الذھبی کے مطابق

يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: اسْتَعْمَلَ عُثْمَانُ عَلَى الْحَجِّ وَهُوَ مَحْصُورٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَلَمَّا صَدَرَ عَنِ الْمَوْسِمِ إِلَى الْمَدِينَةِ، بَلَغَهُ وَهُوَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَتْلُ عُثْمَانَ

یونس بن یزید نے کہا عثمان نے ابن عباس کو حج پر امیر مقرر کیا اور وہ محصور تھے ... وہ رستے ہی میں تھے کہ قتل عثمان کی خبر ملی

دوسری طرف یہ خبر حاجیوں کو مل گئی تھی کہ مدینہ میں کیا تماشہ ہو رہا ہے لہذا اصحاب رسول جن میں اکثریت قریشیوں کی ہے انہوں نے ان مصری و یمننیوں کو روکنے کا قصد کیا – ابھی راستہ میں ہی تھے کہ عثمان کے قتل کی خبر ملی اور یہ خبر بھی کہ علی نے باغیوں کی آفر قبول کر لی ہے اور اب وہ امام بن گئے ہیں – یہ خبر اس قبولیت عامہ کے خلاف تھی جس کے مطابق عوام کا میلان زبیر بن العوام رضی الله عنہ کی طرف تھا- لہذا یہ علی نے بد نیتی سے کیا یا وقت کی کروٹ نے ان کو خلیفہ کیا حاجیوں پر واضح نہیں تھا – اس گروہ نے بصرہ کا رخ کیا اور یہ لشکر مدینہ نہیں گیا – علی رضی الله عنہ کو اس لشکر کی خبر ہوئی ان کے نزدیک صورت حال تیزی سے بدل رہی تھی لہذا انہوں نے حسن رضی الله عنہ کو بھیجا کہ وہ اشتعال پھیلنے سے روک دیں لیکن اب پانی سر سے اوپر جا چکا تھا- دونوں گروہوں میں اختلاف شدید تھا یہاں تک کہ ابن عمر رضی الله عنہ نے جو مدینہ میں ہی تھے علی رضی الله عنہ کی بیعت سے انکار کر دیا

تدفین پر ابہام

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: صَلَّى الزُّبَيْرُ عَلَى عُثْمَانَ، وَدَفَنَهُ، وَكَانَ أَوْصَى إِلَيْهِ

قتادہ سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی تدفین کی۔

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں روایت منقطع ہے قتادہ نے عثمان کو نہیں پایا

قتادة لم يدرك عثمان

ابن جوزی نے اپنی کتاب تلقیح فهوم أهل الأثر میں لکھا کیا

وَكَانَ يَوْمئِذٍ صَائِما وَدفن لَيْلَة السبت بِالبَقِيع فِي حش كَوْكَب والحش الْبُسْتَان وكوكب رجل من الْأَنْصَار وأخفي قَبره وَفِي سنه ثَلَاثَة أَقْوَال أَحدهَا تسعون وَالثَّانِي ثَمَان وَثَمَانُونَ وَالثَّالِث اثْنَان وَثَمَانُونَ وَقيل لم يبلغ الثَّمَانِينَ وَقَالَ عُرْوَة مكث عُثْمَان فِي حش كَوْكَب مطروحا ثَلَاثًا لَا يُصَلِّي عَلَيْهِ حَتَّى هتف بهم هَاتِف ادفنوه وَلَا تصلوا عَلَيْهِ فَإِن الله قد صلى عَلَيْهِ وَاخْتلفُوا فِيمَن صلى عَلَيْهِ فَقيل الزبير وَقيل حَكِيم بن حزَام وَقيل جُبَير بن مطعم

http://shamela.ws/browse.php/book-6700#page-71

اور قتل کے دن عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور ہفتہ کی رات میں بقیع میں حش کوکب میں دفن ہوئے انصار کی جانب سے اور ان کی قبر کو تین سال مخفی رکھا گیا اور ایک قول ہے ۹۱ ہجری تک اور دوسرا ہے سن ۸۸ ہجری تک اور تیسرا ہے سن ۸۰ ہجری تک اور عروہ نے کہا تین دن تک عثمان کی لاش حش کوکب میں کھلی پڑی رہی یہاں تک کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اس کو دفن کرو اور اس پر نماز مت پڑھو کیونکہ اس پر سلامتی من جانب اللہ تعالی ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کس نے نماز جنازہ پڑھائی زبیر نے یا حکیم بن حزام نے یا جبیر نے

طبرانی اور دیگر اہلسنت بھی کچھ ایسا ہی روایت کرتے ہیں

حدثنا عَمْرُو بن أَبِي الطَّاهِرِ بن السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ ثنا عبد الرحمن بن عبد اللَّهِ بن عبد الْحَكَمِ ثنا عبد الْمَلِكِ الْمَاجِشُونُ قال سمعت مَالِكًا يقول قُتِلَ عُثْمَانُ رضي اللَّهُ عنه فَأَقَامَ مَطْرُوحًا على كُنَاسَةِ بني فُلانٍ ثَلاثًا فَأَتَاهُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلا فِيهِمْ جَدِّي مَالِكُ بن أَبِي عَامِرٍ وَحُوَيْطِبُ بن عبد الْعُزَّى وَحَكِيمُ بن حِزَامٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بن الزُّبَيْرِ وَعَائِشَةُ بنتُ عُثْمَانَ مَعَهُمْ مِصْبَاحٌ في حِقٍّ فَحَمَلُوهُ على بَابٍ وَإِنَّ رَأْسَهُ يقول على الْبَابِ طَقْ طَقْ حتى أَتَوْا بِهِ الْبَقِيعَ فَاخْتَلَفُوا في الصَّلاةِ عليه فَصَلَّى عليه حَكِيمُ بن حِزَامٍ أو حُوَيْطِبُ بن عبد الْعُزَّى شَكَّ عبد الرحمن ثُمَّ أَرَادُوا دَفْنَهُ فَقَامَ رَجُلٌ من بني مَازِنٍ فقال وَاللَّهِ لَئِنْ دَفَنْتُمُوهُ مع الْمُسْلِمِينَ لأُخْبِرَنَّ الناس فَحَمَلُوهُ حتى أَتَوْا بِهِ إلى حَشِّ كَوْكَبٍ فلما دَلُّوهُ في قَبْرِهِ صَاحَتْ عَائِشَةُ بنتُ عُثْمَانَ فقال لها بن الزُّبَيْرِ أسكتي فَوَاللَّهِ لَئِنْ عُدْتِ لأَضْرِبَنَّ الذي فيه عَيْنَاكِ فلما دَفَنُوهُ وَسَوَّوْا عليه التُّرَابَ قال لها بن الزُّبَيْرِ صِيحِي ما بَدَا لَكِ أَنْ تَصِيحِي قال مَالِكٌ وكان عُثْمَانُ بن عَفَّانَ رضي اللَّهُ عنه قبل ذلك يَمُرُّ بِحُشِّ كَوْكَبٍ فيقول لَيُدْفَنَنَّ ها هنا رَجُلٌ صَالِحٌ.

عبد الْمَلِكِ الْمَاجِشُونُ نے کہا کہ امام مالک نے کہا قتل عثمان کے بعد ان کو کھلا چھوڑ دیا بنی فلاں کے کناسہ میں تین دن پھر بارہ مرد گئے جن میں مالک بن ابی عامر اور حُوَيْطِبُ بن عبد الْعُزَّى اور حَكِيمُ بن حِزَامٍ اور عَبْدُ اللَّهِ بن الزُّبَيْرِ تھے اور ایک خاتون عَائِشَةُ بنتُ عُثْمَانَ تھیں

الطبراني، ابوالقاسم سليمان بن أحمد بن أيوب (متوفاى360هـ)، المعجم الكبير، ج 1، ص78، ح109، تحقيق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، ناشر: مكتبة الزهراء - الموصل، الطبعة: الثانية، 1404هـ - 1983م.

التميمي، أبو العرب محمد بن أحمد بن تميم بن تمام (متوفاى333هـ)، المحن، ج 1، ص87، تحقيق : د عمر سليمان العقيلي، ناشر : دار العلوم - الرياض - السعودية، الطبعة : الأولى، 1404هـ - 1984م؛

الأصبهاني، ابو نعيم أحمد بن عبد الله (متوفاى430هـ)، معرفة الصحابة، ج 1، ص68، طبق برنامه الجامع الكبير.

ابن عبد البر النمري القرطبي المالكي، ابوعمر يوسف بن عبد الله بن عبد البر (متوفاى 463هـ)، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج 3، ص1047، تحقيق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412هـ؛

المزي، ابوالحجاج يوسف بن الزكي عبدالرحمن (متوفاى742هـ)، تهذيب الكمال، ج 19، ص225، تحقيق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400هـ - 1980م؛

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل (متوفاى852هـ)، تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير، ج 2، ص145، تحقيق السيد عبدالله هاشم اليماني المدني، ناشر: - المدينة المنورة - 1384هـ - 1964م.

ھیثمی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَقَالَ: الْحُشُّ: الْبُسْتَانُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

راقم کہتا ہے یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ میں نہیں مکہ میں تھے اور ممکن ہے کہ بلوائیوں کی جانب سے ایسا کیا گیا ہو لیکن یہ صحیح سند سے نہیں آیا جس کو متصل سمجھا جائے

امام طبری اپنی کتاب تاریخ طبری میں بھی لکھتے ہیں کہ

ذكر الخبر عن الموضع الَّذِي دفن فِيهِ عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ومن صلى عَلَيْهِ وولي أمره بعد مَا قتل إِلَى أن فرغ من أمره ودفنه

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عبد الله المحمدي، قال: حدثنا عمرو بن حماد وعلى ابن حُسَيْن، قَالا: حَدَّثَنَا حُسَيْن بن عِيسَى، عَنْ أبيه، عن أَبِي ميمونة، عن أبي بشير العابدي، قَالَ: نبذ عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثلاثة أيام لا يدفن، ثُمَّ إن حكيم بن حزام القرشي ثُمَّ أحد بني أسد بن عبد العزى، وجبير بن مطعم بن عدي بن نوفل بن عبد مناف، كلما عَلِيًّا فِي دفنه، وطلبا إِلَيْهِ أن يأذن لأهله فِي ذَلِكَ، ففعل، وأذن لَهُمْ علي، فلما سمع بِذَلِكَ قعدوا لَهُ فِي الطريق بالحجارة، وخرج بِهِ ناس يسير من أهله، وهم يريدون بِهِ حائطا بِالْمَدِينَةِ، يقال لَهُ: حش كوكب، كَانَتِ اليهود تدفن فِيهِ موتاهم، فلما خرج بِهِ عَلَى الناس رجموا سريره، وهموا بطرحه، فبلغ ذَلِكَ عَلِيًّا، فأرسل إِلَيْهِم يعزم عَلَيْهِم ليكفن عنه، ففعلوا، فانطلق حَتَّى دفن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حش كوكب، فلما ظهر مُعَاوِيَة بن أَبِي سُفْيَانَ عَلَى الناس أمر بهدم ذَلِكَ الحائط حَتَّى أفضى بِهِ إِلَى البقيع، فأمر الناس أن يدفنوا موتاهم حول قبره حَتَّى اتصل ذَلِكَ بمقابر الْمُسْلِمِينَ.

أبي بشير العابدي نے کہا عثمان تین دن تک دفن نہ ہوئے پھر حکیم بن حزام نے اور نبی اسد میں سے کوئی اور جبیر بن معطم نے علی سے تدفین پر کلام کیا اور ان سے اجازت لی کہ صرف ان کے گھر والے ہی ان کو دفن کریں پس ایسا کیا گیا اور علی نے ا جازت دی پس اس پر راستہ میں پتھر ڈالے گئے اور بہت تھوڑے گھر والوں میں سے نکلے اور انہوں نے مدینہ کا ایک باغ لیا جس کو حش کوکب کہا جاتا تھا اس میں یہودی اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے پس جب یہ لوگ نکلے تو لوگوں نے عثمان کے جنازہ پر پتھر برسائے اور اس کی خبر علی کو دی گئی پس انہوں نے لوگ بھیجے جنھوں نے عثمان کو کفن دیا اور پھر یہ لوگ حش کوکب تک پہنچے تو وہاں دفن ہوئے پس جب معاویہ خلیفہ ہوئے انہوں نے اس قبر کو منہدم کیا عثمان کو بقیع منتقل کیا جو مسلمانوں کا مقابر تھا

سند میں أبو ميمونة اور أبي بشير العابدي دونوں مجہول ہیں

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُحْرِزٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ فَرُّوخَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دُفِنَ فِي ثِيَابِهِ بِدِمَائِهِ، وَلَمْ يُغَسَّلْ

عَبْدِ اللهِ بْنِ فَرُّوخَ نے کہا میں نے عثمان کو دفن کرتے وقت دیکھا ان کے کپڑے خون میں لت پت تھے اور ان کو بغیر غسل دفن کیا گیا

سند میں إبراهيم بن عبد الله بن فروخ مجہول ہے

باب ۴ : دور علی رضی اللہ عنہ

علی رضی اللہ عنہ کی بیعت

سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ کی روایت

فضائل الصحابة از امام احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ قثنا عَبْدُ الْمَلِكِ، يَعْنِي: ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ السَّاعَةَ، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهِ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ: خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ: فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ: " لَا تُرِيدُونِي، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ: فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلَكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِي بَايَعَنِي، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ.

مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ کہتے ہیں کہ میں علی کے ساتھ تھا اور عثمان محصور تھے پس ایک شخص آیا اور کہا امیر المومنین کا قتل ہو گیا پھر دوسرا آیا اس نے کہا امیر المومنین کا ابھی قتل ہوا- پس علی اٹھے اور محمد کہتے ہیں میں نے ان کو تھام لیا ... پس وہ عثمان کے گھر تک گئے وہاں ایک (اور) شخص (بھی) مقتول تھا پس وہ داخل ہوئے اور دروازہ (اندر سے) بند کر دیا پس لوگ آئے اور دروازہ کو پیٹنا شروع کیا اور اندر داخل ہو گئے اور کہا یہ شخص تو قتل ہی ہو گیا اور اب (اے علی) اپ کو ہی خلیفہ ہونا چاہیے اور ہم نہیں جانتے کہ اپ سے زیادہ کوئی حقدار ہو پس علی نے کہا تم کو میری ضرورت نہیں ہے امیر سے بہتر میں وزیر ہوں انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اپ سے زیادہ حق دار کسی اور کو نہیں جانتے پس علی نے کہا اگر تم زور دیتے ہو تو میری بیعت چھپ کر نہیں مسجد میں ہو گی پس جو چاہے بیعت کرے پس مسجد میں آئے اور بیعت ہوئی

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاهر البرزنجي اور محمد صبحي حسن حلاق ج ۳ ص ۳۷۱ پر حاشیہ میں اس روایت پر کہتے ہیں

اسناده صحیح

[969] حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قثنا إسحاق بن يوسف قثنا عبد الملك يعني بن أبي سليمان عن سلمة بن كهيل عن سالم بن أبي الجعد عن محمد بن الحنفية قال كنت مع علي وعثمان محصور قال فأتاه رجل فقال ان أمير المؤمنين مقتول ثم جاء آخر فقال ان أمير المؤمنين مقتول الساعة قال فقام علي قال محمد فأخذت بوسطه تخوفا عليه فقال خل لا أم لك قال فأتى علي الدار وقد قتل الرجل فأتى داره فدخلها وأغلق عليه بابه فأتاه الناس فضربوا عليه الباب فدخلوا عليه فقالوا إن هذا الرجل قد قتل ولا بد للناس من خليفة ولا نعلم أحدا أحق بها منك فقال لهم علي لا تريدوني فإني لكم وزير خير مني لكم أمير فقالوا لا والله ما نعلم أحدا أحق بها منك قال فإن أبيتم علي فإن بيعتي لا تكون سرا ولكن أخرج إلى المسجد فمن شاء أن يبايعني بايعني قال فخرج إلى المسجد فبايعه الناس

۹۶۹۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا، جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ایک شخص نے آ کر کہا: امیر المومنین کو شہید کیا جائے گا، ایک دوسرے نے آ کر بھی کہا: امیر المومنین! ابھی اسی وقت شہید کیے جائیں گے، یہ سن کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوئے، میں نے کسی اندیشہ کے پیش نظر ان کو روکا تو فرمانے لگے: مجھے چھوڑ دو تیری ماں نہ رہے۔ جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہ شخص (سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ) شہید ہو چکے تھے، یہ حالت دیکھ کر واپس اپنے گھر آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ پیچھے سے لوگ آئے، دروازے کو دستک دی اور سب اندر آ کر کہنے لگے: وہ تو شہید ہو چکے ہیں، اب لوگوں کو خلیفہ کی ضرورت ہے اور آپ سے بڑھ کر اس کا کوئی حق دار نہیں ہے؟ تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرا ارادہ نہ کرو، البتہ تمہارے لیے میرا وزیر بننا امیر بننے سے بہتر ہوگا، لوگوں نے دوبارہ کہا: اللہ کی قسم! آپ سے زیادہ کوئی اس کا حق دار نہیں ہے، اگر تم اس پر اصرار کرتے ہو تو میں چھپ کر بیعت نہیں کروں گا بلکہ مسجد جاؤں گا اور جو چاہے آ کر مجھ سے بیعت کر لے۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لائے، وہاں سب کے سامنے لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ ❸

❶ تحقیق: اسنادہ صحیح؛ مسند الامام أحمد: 419/5
❷ تحقیق: اسنادہ صحیح؛ تقدم تخریجہ فی رقم: 170
❸ تحقیق: اسنادہ صحیح؛ تخریج: تاریخ الامم والملوک للطبری: 5/153۔152

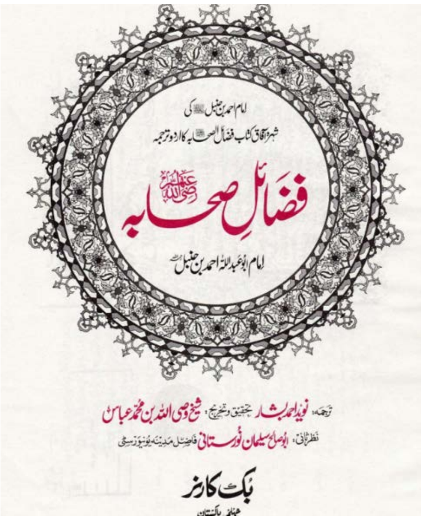

الفاظ : فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا ہیں اس کا مطلب ہے کہ پس وہ عثمان کے گھر تک گئے [47] پس وہ داخل ہوئے اور دروازہ (اندر سے) بند کر دیا یعنی علی الدار یعنی عثمان وہاں ایک شخص مقتول تھا کے گھر گئے- مسلسل روایات میں عثمان کے گھر کو الدار کہا گیا ہے – مترجم نوید احمد نے اس کا ترجمہ بدل دیا ہے یہ حالت دیکھ کر کے الفاظ روایت میں نہیں ہیں - وصی اللہ بن محمد عباس کے مطابق یہ روایت صحیح ہے - راقم کہتا ہے یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی- اس کے مطابق علی کو جب قتل کی خبر ملی وہ عثمان کے گھر چلے گئے دروازہ اندر سے بند کر لیا - کیا قتل گاہ جا کر کوئی ایسا کرے گا ؟ سند میں سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ کٹر شیعہ ہے اور مدلس بھی ہے

ابو بکر الخلال کتاب السنة میں لکھتے ہیں امام احمد کے حوالے سے بلا سند نے کہا

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مَا سَمِعْتُهُ إِلَّا مِنْهُ، مَا أَعْجَبَهُ مِنْ حَدِيثٍ.

میں نے سوائے اس کے کچھ اور نہیں سنا کتنی اچھی حدیث ہے

مسند ابن ابی شیبہ 37793 میں ہے

حَدَّثَنَا - يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: كُنَّا فِي الشِّعْبِ فَكُنَّا نَنْتَقِصُ عُثْمَانَ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَفْرَطْنَا , فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ , تَذْكُرُ عَشِيَّةَ الْجَمَلِ؟ أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ وَأَنْتَ عَنْ شِمَالِهِ , إِذْ سَمِعْنَا الصَّيْحَةَ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ؟ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ , الَّتِي بَعَثَ بِهَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ , فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَاقِفَةً فِي الْمِرْبَدِ تَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ , فَقَالَ عَلِيٌّ: لَعَنَ

---

47 راقم کہتا ہے یہ الْمُغيرَة بْن الْأَخْنَس بْن شريق الثَّقَفِيّ رضی اللہ عنہ تھے

اللَّهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ , أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ وَهَذَا عَنْ شِمَالِهِ , فَسَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ إِلَى فِي وَابْنُ عَبَّاسٍ , فَوَاللَّهِ مَا عِبْتُ عُثْمَانَ إِلَى يَوْمِي هَذَا

سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کیا کہ ہم عثمانکے قصے (مکہ کی) گھاٹی (الشِّعْبِ) میں (ایک دوسرے سے) بیان کرتے تھے ایک دن اس سے نکل کر ہم ابن عباس کے پاس گئے ان سے کہا اے ابن عباس جمل کا ذکر کریں میں محمد بن حنفیہ ، علی کے دائیں طرف تھا اورآپ بائیں طرف تھے ہم نے مدینہ کی طرف سے ایک چیخ سنی تھی - ابن عباس نے کہا ہاں سنی تھی فلاں بن فلاں کو بھیجا تو اس نے خبر کی کہ ام المومنین عائشہ کو پایا کہ وہ غم میں قاتلین عثمان پر لعنت کر رہی تھیں پس علی نے کہا میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہوں جو گھاٹی میں ہوں پہاڑ پر خشکی پر بحر پر .... پس اس دن کے بعد سے میں (محمد بن حنفیہ) نے عثمان کو عیب نہ دیا

یہ دونوں روایات سخت مضطرب ہیں

عائشہ رضی اللہ عنہا چیخ کر ماتم کرتیں

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ علیہ مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور تک عثمان رضی اللہ عنہ کو عیب دیتے - وہ علی کو مقتل عثمان تک لے کر گئے تھے پھر بھی یہ عالم تھا اور یہ عیب دینا تمام جنگوں کے بعد کسی دور میں مکہ میں ابن عباس سے کلام کے بعد بند کیا – گویا اس سے قبل قتال میں مصروف رہے اس پر بات ہی نہ ہو سکی کہ عثمان مظلوم تھے یا ظالم تھے یا للعجب

معلوم ہوا یہ سب بکواس سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ نے گھڑی ہے

عجیب بات ہے کہ اس روایت کے بقول عثمان کے قتل کے وقت علی اپنے گھر میں تھے لیکن فضائل صحابہ از امام احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ وہ مسجد میں تھے

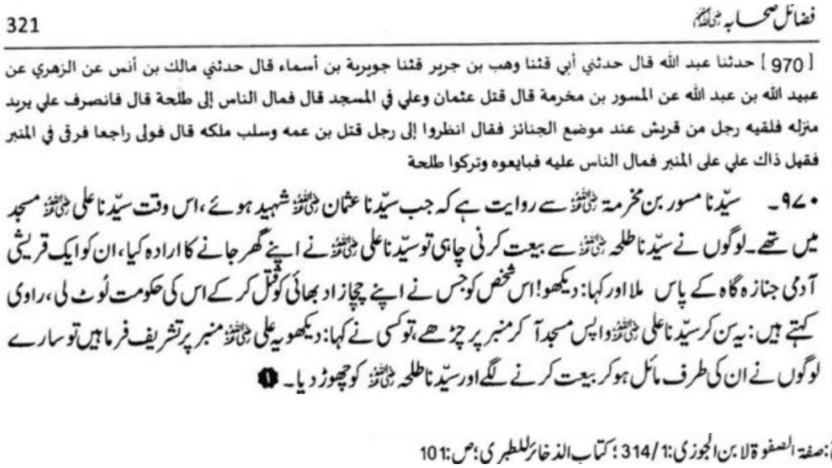

321 فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

[970] حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قثنا وهب بن جرير قثنا جويرية بن أسماء قال حدثني مالك بن أنس عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن المسور بن مخرمة قال قتل عثمان وعلي في المسجد قال فمال الناس إلى طلحة قال فانصرف علي يريد منزله فلقيه رجل من قريش عند موضع الجنائز فقال انظروا إلى رجل قتل بن عمه وسلب ملكه قال فولى راجعا فرقي في المنبر فقيل ذاك علي على المنبر فمال الناس عليه فبايعوه وتركوا طلحة

۹۷۰۔ سیّدنا مسور بن مخرمة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اس وقت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے۔لوگوں نے سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنی چاہی توسیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا، ان کو ایک قریشی آدمی جنازہ گاہ کے پاس ملا اور کہا: دیکھو! اس شخص کو جس نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کرکے اس کی حکومت لوٹ لی، راوی کہتے ہیں: یہ سن کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ واپس مسجد آکر منبر پر چڑھے، توکسی نے کہا: دیکھو یہ علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہیں تو سارے لوگوں نے ان کی طرف مائل ہوکر بیعت کرنے لگے اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ [1]

[1] تحقیق: اسنادہ حسن؛ تخریج: صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی: 1/314؛ کتاب الذخائر للطبری؛ ص: 101

محقق وصی اللہ بن محمد عباس کے مطابق یہ روایت حسن ہے- یہ کیسے ممکن ہے کہ علی ایک ہی وقت میں کئی مقامات پر قتل عثمان کے وقت موجود تھے ؟

علی کی بیعت چند اصحاب نے کی جو مدینہ میں تھے - مدینہ کے سب اصحاب رسول نے نہیں کی

چونکہ علی کی خلیفہ کے طور پر بیعت ہوئی جب تک وہ زندہ رہے کسی اور نے خلافت کا اعلان نہیں کیا معاویہ نے خلیفہ ہونے کا دعوی نہیں کیا

واقدی کی روایت

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا ایک قصہ ابن کثیر البدایہ و النہایہ میں ج ۷ ص ۲۲۶ میں پیش کرتے ہیں جو واقدی کذاب اور مجہولین کی سند سے ہے

وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: بَايَعَ النَّاسُ عَلِيًّا بِالْمَدِينَةِ، وَتَرَبَّصَ سَبْعَةُ نَفَرٍ لَمْ يُبَايِعُوا، مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وصهيب، وزيد بن ثابت، ومحمد بن أبي مَسْلَمَةَ، وَسَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَلَمْ يَتَخَلَّفْ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَّا بَايَعَ فِيمَا نَعْلَمُ. وَذَكَرَ سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ شُيُوخِهِ قَالُوا: بَقِيَتِ المدينة خمسة أيام بعد مقتل عُثْمَانَ وَأَمِيرُهَا الْغَافِقِيُّ بْنُ حَرْبٍ، يَلْتَمِسُونَ مَنْ يُجِيبُهُمْ إِلَى الْقِيَامِ بِالْأَمْرِ. وَالْمِصْرِيُّونَ يُلِحُّونَ عَلَى عَلِيٍّ وَهُوَ يَهْرُبُ مِنْهُمْ إِلَى الْحِيطَانِ، وَيَطْلُبُ الْكُوفِيُّونَ الزُّبَيْرَ فَلَا يَجِدُونَهُ، وَالْبَصْرِيُّونَ يَطْلُبُونَ طَلْحَةَ فَلَا يُجِيبُهُمْ، فَقَالُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ لَا نُوَلِّي أَحَدًا مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ، فَمَضَوْا إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالُوا: إِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الشورى فلم يقبل منهم، ثم راحوا إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَأَبَى عَلَيْهِمْ، فَحَارُوا فِي أَمْرِهِمْ، ثُمَّ قَالُوا: إِنْ نَحْنُ رَجَعْنَا إِلَى أَمْصَارِنَا بِقَتْلِ عُثْمَانَ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي أَمْرِهِمْ وَلَمْ نَسْلَمْ، فَرَجَعُوا إِلَى على فألحوا عليه، وأخذ الأشتر بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ يَقُولُونَ: أَوَّلُ مَنْ بَايَعَهُ الْأَشْتَرُ النَّخَعِيُّ وَذَلِكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، وَذَلِكَ بَعْدَ مُرَاجَعَةِ النَّاسِ هُمْ فِي ذَلِكَ، وَكُلُّهُمْ يَقُولُ: لَا يَصْلُحُ لَهَا إِلَّا عَلِيٌّ، فَلَمَّا كان يوم الجمعة وصعد على الْمِنْبَرَ بَايَعَهُ مَنْ لَمْ يُبَايِعْهُ بِالْأَمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَهُ طَلْحَةُ بِيَدِهِ الشَّلَّاءِ، فَقَالَ قَائِلٌ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ، ثُمَّ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ قَالَ الزُّبَيْرُ: إِنَّمَا بَايَعْتُ عَلِيًّا واللج على عنقي والسلام، ثم راح إلى مكة فأقام أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، وَكَانَتْ هَذِهِ الْبَيْعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لخمسة بَقِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ،

واقدی نے کہا کہ لوگوں نے علی کی بیعت مدینہ میں کی اور ... سات لوگوں نے بیعت نہیں کی جن میں ابن عمر ہیں سعد بن ابی وقاص ہیں صہیب الرومی ہیں اور زید بن ثابت ہیں اور محمد بن ابی مسلمہ ہیں اور سلامہ بن وقش ہیں اور اسامہ بن زید ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ انصار میں سے کسی نے اس بیعت پر اختلاف کیا ہو اور سیف بن عمر نے ذکر کیا اپنے شیوخ کی ایک جماعت سے انہوں نے کہا عثمان کے قتل کے بعد پانچ دن تک الْغَافِقِيُّ بْنُ حَرْبٍ مدینہ پر امیر تھا - ... مصری علی سے ملے اور علی ان سے فرار کر کے باغوں میں چلے گئے اور کوفی زبیر کو طلب کرتے تھے وہ ان کو نہ ملے اور بصری طلحہ کو انہوں نے بھی جواب نہ دیا .... لوگ سعد کے پاس آئے کہ اپ اہل شوری میں سے ہیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا پھر ابن عمر کے پاس وہ ان سے دور ہوئے ... سب سے پہلے کوفیوں میں سے الْأَشْتَرُ النَّخَعِيّ نے علی کی بیعت کی.... پھر علی منبر پر گئے سب سے پہلے طَلْحَةُ جن کا ہاتھ شل تھا نے بیعت کی

-یہ روایت ہمارے مورخین ابن کثیر وغیرہ نے لکھی ہے جبکہ یہ جھوٹ کا درخت ہے

طبقات ابن سعد کا خلافت علی اور قتل عثمان سے متعلق پورا اقتباس قابل رد ہے کیونکہ اس میں ہے ابن سعد نے کہا

قَالَ: قَالُوا لمّا قُتِلَ عُثْمَان

ابن سعد نے کہا کہتے ہیں جب عثمان کا قتل ہوا

ابن سعد نے اس کی کوئی سند نہیں دی جس سے اس بیان کی صداقت پر یقین ہو

حسن بصری کی روایت

تاریخ طبری میں ہے

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاق بن إدريس، قَالَ: حَدَّثَنَا هشيم، قَالَ: أَخْبَرَنَا حميد، عن الْحَسَن، قَالَ: رأيت الزُّبَيْر ابن العوام بايع عَلِيًّا فِي حش من حشان الْمَدِينَةِ

حسن نے کہا میں نے زبیر کو دیکھا انھوں نے علی کی بیعت مدینہ کے ایک ایک باغ میں کی

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاهر البرزنجي اور محمد صبحي حسن حلاق ج ۳ ص ۳۷۲ پر حاشیہ میں اس روایت پر کہتے ہیں

اسناده ضعيف

اشتر کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِلْأَشْتَرِ: لَقَدْ كُنْتُ كَارِهًا لِيَوْمِ الدَّارِ فَكَيْفَ رَجَعْتَ عَنْ رَأْيِكَ؟ فَقَالَ: أَجَلْ , وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَكَارِهًا لِيَوْمِ الدَّارِ وَلَكِنْ جِئْتُ بِأُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ لِأُدْخِلَهَا الدَّارَ , وَأَرَدْتُ أَنْ أُخْرِجَ عُثْمَانَ فِي هَوْدَجٍ , فَأَبَوْا أَنْ يَدَعُونِي وَقَالُوا: مَا لَنَا وَلَكَ يَا أَشْتَرُ , وَلَكِنِّي رَأَيْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَالْقَوْمَ بَايَعُوا عَلِيًّا طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ ; ثُمَّ نَكَثُوا عَلَيْهِ , قُلْتُ: فَابْنُ الزُّبَيْرِ الْقَائِلُ: اقْتُلُونِي وَمَالِكًا , قَالَ: لَا وَاللَّهِ , وَلَا رَفَعْتُ السَّيْفَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَنَا أَرَى أَنَّ فِيهِ شَيْئًا مِنَ الرُّوحِ لِأَنِّي كُنْتُ عَلَيْهِ بِحَنَقٍ ; لِأَنَّهُ اسْتَخَفَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى أَخْرَجَهَا , فَلَمَّا لَقِيتُهُ مَا رَضِيتُ لَهُ بِقُوَّةِ سَاعِدِي حَتَّى قُمْتُ فِي الرِّكَابَيْنِ قَائِمًا فَضَرَبْتُهُ عَلَى رَأْسِهِ , فَرَأَيْتُ أَنِّي قَدْ قَتَلْتُهُ , وَلَكِنَّ الْقَائِلَ «اقْتُلُونِي وَمَالِكًا» عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ , لَمَّا لَقِيتُهُ اعْتَنَقْتُهُ فَوَقَعْتُ أَنَا وَهُوَ عَنْ فَرَسَيْنَا , فَجَعَلَ يُنَادِي: اقْتُلُونِي وَمَالِكًا , وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ لَا يَدْرُونَ مَنْ يَعْنِي , وَلَمْ يَقُلْ: الْأَشْتَرُ وَإِلَّا لَقُتِلْتُ

علقمہ نے الاشتر (مالك بن الحارث بن عبد يغوث) سے کہا آج میں تم کو الدار پر کراہت کرنے والا دیکھ رہا ہوں تو تم نے اپنی رائے سے رجوع کیا ؟ اس نے کہا ہاں اللہ کی قسم میں اج کراہت کر رہا ہوں لیکن أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ آئیں ان کو الدار میں داخل نہ ہونے دیا گیا میں نے ارادہ کیا تھا عثمان کو ہودج میں بھگانے کا- لیکن عثمان نے انکار کیا کہ ہمارے لئے یہ نہیں ہے تیری بربادی ہو الاشتر لیکن میں نے دیکھا کہ طلحہ و زبیر نے اور ایک قوم نے علی کی بیعت بغیر کراہت کر لی ہے پھر اس سے نکل گئے

علقمة بن قيس بن عبد الله جنگ صفين اور نہروان میں علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے لڑے اور اغلبا وہاں الاشتر سے کلام کیا – مالك بن الحارث بن عبد يغوث الاشتر کو علی نے صفین کے بعد مصر کا گورنر مقرر کیا لیکن یہ وہاں داخل نہ ہو سکا رستے میں مر گیا-

كتاب العلل میں احمد نے خبر دی کہ الاشتر ایک گروپ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا

قال عبد الله بن أحمد: قال أبي في حديث يزيد بن زريع: عن شعبة، قال: أنبأني عمرو بن مرة، عن عبد الله بن سلمة، قال: دخلنا على عمر معاشر وفد مذحج، وكنت من أقربهم منه مجلسًا، فجعل عمر ينظر إلى الأشتر ويصرف بصره، فقال لي: أمنكم هذا؟ قلت: نعم يا أمير المؤمنين، قال: ما له قاتله الله، كفى الله أمة محمد شره، والله إني لأحسب أن للمسلمين منه يومًا عصيبًا.

عبد الله بن سلمة نے کہا عمر نے اشتر کو دیکھ کر نظر پھیر لی اور کہا اللہ امت محمد کے لئے اس کے شر پر کافی ہے اللہ کی قسم میں اس کی وجہ سے گمان کرتا ہوں کہ مسلمانوں پر سخت دن آئے گا

احمد کے نزدیک اشتر متروک تھا - وقال مهنى بن يحيى: سألت أحمد عن الأشتر يروى عنه الحديث؟ قال: لا. «تهذيب التهذيب»

احمد اس سے روایت نہیں کرتے تھے

إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال میں مغلطاي نے بھی اشتر کے ترجمہ میں اس کی روایت کی صحت کو مشکوک کہا ہے

وصحبة الشخص لا تلزم صحة الرواية عنه

ایک شخص (یعنی علی بن ابی طالب) کی صحبت ہونے سے روایت کی صحت لازم نہیں ہے

ان وجوہات کی بنا پر اشتر کی روایت رد کی جائے گی کیونکہ اشتر کی شخصیت پر اصحاب رسول کا اختلاف ہے اور محدثین کا موقف ہے کہ روایت رد کر دی جائے

افسوس کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاهر البرزنجي اور محمد صبحي حسن حلاق ج ٣ ص ٣٨٤ پر حاشیہ میں اس روایت کو صحیح کہہ دیا ہے

تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنِي إِسْحَاق بن إِبْرَاهِيمَ بن حبيب بن الشهيد، قال: سمعت أبا بكر ابن عَيَّاش يقول: قَالَ عَلْقَمَة: قلت للأشتر: قَدْ كنت كارها لقتل عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فما أخرجك بِالْبَصْرَةِ؟ قَالَ: إن هَؤُلاءِ بايعوه، ثُمَّ نكثوا- وَكَانَ ابن الزُّبَيْر هُوَ الَّذِي أكره عَائِشَة عَلَى الخروج- فكنت أدعو اللَّه عَزَّ وَجَلَّ أن يلقينيه، فلقيني كفة لكفة، فما رضيت بشدة ساعدي أن قمت فِي الركاب فضربته عَلَى رأسه فصرعته قلنا فهو القائل: اقتلوني ومالكا؟ قَالَ: لا، مَا تركته وفي نفسي مِنْهُ شَيْء، ذاك عبد الرَّحْمَن بن عتاب بن أسيد، لقيني فاختلفنا ضربتين، فصرعني وصرعته، فجعل يقول اقتلوني ومالكا، وَلا يعلمون من مالك، فلو يعلمون لقتلوني ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْر بن عَيَّاش: هَذَا كتابك شاهده.

علقمہ نے کہا میں نے اشتر سے پوچھا اگر تم قتل عثمان سے کراہت کر رہے تھے تو بصرہ سے کیوں نکلے تھے ؟ اس نے کہا ان لوگوں (طلحہ و زبیر) نے بیعت کی پھر اس سے نکل گئے اور یہ ابن زبیر تھے جو عائشہ کے نکلنے پر کراہت کرتے تھے تو میں الله سے دعا کرتا تھا کہ میری ان سے ملاقات ہو جائے ... (پس جنگ میں ملاقات ہوئی) میں نے ان کے سر پر ضرب لگائی کہنے لگے تو قتل کرے گا ؟ میں نے کہا نہیں

راقم کہتا ہے یہ سند أبو بكر ابن عَيَّاش اور عَلْقَمَة کے درمیان منقطع ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ١٣ ص ٥٨ پر اس کو تعریفی انداز میں ذکر کیا ہے صحیح قرار دیا ہے

وَأَخْرَجَ الطَّبَرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِلْأَشْتَرِ قَدْ كُنْتَ كَارِهًا لِقَتْلِ عُثْمَانَ فَكَيْفَ قَاتَلْتَ يَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ بَايَعُوا عَلِيًّا ثُمَّ نَكَثُوا عَهْدَهُ

طارق بن شہاب کی روایت

اسی کتاب میں دوسری سند 37799 ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ قُلْتُ: مَا يُقِيمُنِي بِالْعِرَاقِ , وَإِنَّمَا الْجَمَاعَةُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ; قَالَ: فَخَرَجْتُ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ بَايَعُوا عَلِيًّا , قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ وَإِذَا عَلِيٌّ بِهَا , فَوُضِعَ لَهُ رَجُلٌ فَقَعَدَ عَلَيْهِ , فَكَانَ كَقِيَامِ الرَّجُلِ , فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَايَعَا طَائِعَيْنِ غَيْرَ مُكْرَهَيْنِ , ثُمَّ أَرَادَا أَنْ يُفْسِدَا الْأَمْرَ وَيَشُقَّا عَصَا الْمُسْلِمِينَ , وَحَرَّضَ عَلَى قِتَالِهِمْ

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ نے کہا جب عثمان کا قتل ہوا میں نے کہا اب میں عراق میں نہیں رکوں گا اور جماعت تو مدینہ میں ہے مہاجرین و انصار کے ساتھ پس میں نکل کھڑا ہوا تو لوگوں نے خبر دی کہ علی کی بیعت ہو گئی ہے کہا میں زبدہ چلا گیا تو علی وہاں تھے ... پس علی نے کہا طلحہ و زبیر نے بیعت کی تھی بغیر کراہت کے پھر انہوں نے فساد کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کو قتال پر ابھارا

الذہبی میزان میں صفوان بن قبیصة پر لکھتے ہیں مجھول ہے أبو حاتم بھی اس کو مجھول کہتے ہیں

عمرو یا عمر بن جاوان کی روایت

مسند البزار میں ہے

وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: نا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ [ص:46] حُصَيْنٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، قَالَ: قَالَ الْأَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ: انْطَلَقْنَا حُجَّاجًا وَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ، فَإِنَّا لَنَضَعُ رِحَالَنَا، إِذْ أَتَانَا آتٍ، فَقَالَ: قَدْ فَزِعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَصَاحِبِي فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ عَلَى نَفَرٍ فَتَخَلَّلْتُهُمْ، فَإِذَا عَلِيٌّ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَسَعْدٌ، فَلَمْ يَكُنْ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ جَاءَ عُثْمَانُ يَمْشِي فِي الْمَسْجِدِ عَلَيْهِ مُلَاءَتَانِ أَوْ مُلَاءَةٌ صُفْرٌ، قَدْ رَفَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهُمْ، قِيلَ: هَذَا ابْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: أَهَاهُنَا عَلِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا طَلْحَةُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا الزُّبَيْرُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُهُ، فَقَالَ: «اجْعَلْهُ فِي الْمَسْجِدِ - أَوْ قَالَ اجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِ الْمُسْلِمِينَ - وَأَجْرُهُ لَكَ» . فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ» فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقَالَ: «اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ» ، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ: «مَنْ جَهَّزَ هَؤُلَاءِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ» فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى مَا يَفْقِدُونَ خِطَامًا [ص:47] وَلَا عِقَالًا، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدِ اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا، ثُمَّ انْصَرَفَ ". وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ رَوَاهُ عَنِ الْأَحْنَفِ، إِلَّا ابْنُ جَاوَانَ، وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي اسْمِهِ، وَلَا نَعْلَمُ رَوَى عَنِ ابْنِ جَاوَانَ، إِلَّا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، نے الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ کی سند سے قتل عثمان پر طویل روایت ذکر کی اور کہا ہم حج کے لئے نکلے تو مدینہ پہنچے ... ہم نے مسجد النبی میں لوگوں کو گھبراہٹ میں دیکھا کہا میں اور میرے صاحب مسجد گئے لوگ وہاں جمع تھے اس کے وسط میں تو دیکھا علی زبیر طلحہ اور سعد کو پھر جلد ہی عثمان آئے مسجد میں چلتے ہوئے ... لوگوں نے کہا یہ عثمان ہیں

البزار نے کہا ہم نہیں جانتے اس کو الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ سے کسی نے روایت کیا ہو سوائے عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ کے

راقم کہتا ہے عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، یا عَمْر بْنِ جَاوَانَ، مجهول الحال ہے اور اس نے یہ روایت صرف اس مقصد کے تحت بیان کی ہے کہ ان بزرگوں کو بیعت علی سے مفرور قرار دیا جائے - اس کو حسب روایت ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور افسوس الذھبی نے بھی ثقہ کہا ہے جبکہ یہ مجہول ہے- امیر یا خلیفہ کی اطاعت فرض ہے اور یہ قرآن کا حکم ہے – اس کی خلاف ورزی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم نہیں کر سکتے

مصنف ابن ابی شیبہ 30629 میں اس کی سند سے مزید روایت میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: «قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ» , قَالَ الْأَحْنَفُ: " فَانْطَلَقْتُ فَأَتَيْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: مَا تَأْمُرَانِنِي بِهِ وَتَرْضَيَانِهِ لِي , فَإِنِّي مَا أَرَى هَذَا إِلَّا مَقْتُولًا " يَعْنِي عُثْمَانَ , قَالَا: نَأْمُرُكَ بِعَلِيٍّ , قُلْتُ: «تَأْمُرَانِنِي بِهِ وَتَرْضَيَانِهِ لِي» , قَالَا: نَعَمْ , " ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَاجًّا حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ , فَبَيْنَا نَحْنُ بِهَا إِذْ أَتَانَا قَتْلُ عُثْمَانَ , وَبِهَا عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ , فَلَقِيتُهَا فَقُلْتُ: مَا تَأْمُرِينَنِي بِهِ أَنْ أُبَايِعَ " , قَالَتْ: عَلِيٌّ , قُلْتُ: «أَتَأْمُرِينَ بِهِ وَتَرْضِينَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ , «فَمَرَرْتُ عَلَى عَلِيٍّ بِالْمَدِينَةِ فَبَايَعْتُهُ , ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْبَصْرَةِ وَأَنَا أَرَى أَنَّ الْأَمْرَ قَدِ اسْتَقَامَ , فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ أَتَانِي آتٍ» فَقَالَ: هَذِهِ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ قَدْ نَزَلُوا جَانِبَ الْحَرْبِيَّةِ ; قَالَ فَقُلْتُ: «مَا جَاءَ بِهِمْ؟» قَالُوا: أَرْسَلُوا إِلَيْكَ يَسْتَنْصِرُونَكَ عَلَى دَمِ عُثْمَانَ , قُتِلَ مَظْلُومًا , قَالَ: «فَأَتَانِي أَفْظَعُ أَمْرٍ مَا أَتَانِي قَطُّ» , قَالَ: قُلْتُ: «إِنَّ خِذْلَانَ هَؤُلَاءِ وَمَعَهُمْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ وَحَوَارِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَشَدِيدٌ , وَإِنَّ قِتَالَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرُ وَقَدْ أَمَرُونِي لِبَيْعَتِهِ لَشَدِيدٌ» , قَالَ: «فَلَمَّا أَتَيْتُهُمْ» قَالُوا: جِئْنَا نَسْتَنْصِرُكَ عَلَى دَمِ عُثْمَانَ ; قُتِلَ مَظْلُومًا , قَالَ: قُلْتُ: " يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ , أُنْشِدُكَ بِاللَّهِ , أَقُلْتِ؟: مَا تَأْمُرِينَنِي؟ " فَقَالَتْ: عَلِيٌّ , فَقُلْتُ: «تَأْمُرِينَنِي بِهِ وَتَرْضِينَهُ لِي؟» قَالَتْ: نَعَمْ , وَلَكِنَّهُ بَدَّلَ , فَقُلْتُ: " يَا زُبَيْرُ , يَا حَوَارِيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , يَا طَلْحَةُ , نَشَدْتُكُمَا بِاللَّهِ: أَقُلْتُ لَكُمَا: مَنْ تَأْمُرَانِي بِهِ , فَقُلْتُمَا: عَلِيًّا , فَقُلْتُ: تَأْمُرَانِي بِهِ وَتَرْضَيَانِهِ لِي , فَقُلْتُمَا: نَعَمْ " , فَقَالَا: نَعَمْ , وَلَكِنَّهُ بَدَّلَ قَالَ: قُلْتُ: " لَا أُقَاتِلُكُمْ وَمَعَكُمْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ وَحَوَارِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أُقَاتِلُ ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْتُمُونِي بِبَيْعَتِهِ , اخْتَارُوا مِنِّي ثَلَاثَ خِصَالٍ: إِمَّا أَنْ تَفْتَحُوا لِي بَابَ الْجِسْرِ فَأَلْحَقَ بِأَرْضِ الْأَعَاجِمِ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِهِ مَا قَضَى , أَوْ أَلْحَقَ بِمَكَّةَ فَأَكُونَ بِهَا حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِهِ مَا قَضَى , أَوْ أَعْتَزِلَ لَكَ فَأَكُونَ قَرِيبًا " , فَقَالُوا: نُرْسِلُ إِلَيْكَ , فَائْتَمَرُوا فَقَالُوا: نَفْتَحُ لَهُ بَابَ الْجِسْرِ فَلْيَلْحَقْ بِهِ الْمُنَافِقُ وَالْخَاذِلُ , أَوْ يَلْحَقُ بِمَكَّةَ فَيَتَعَجَّلُكُمْ فِي قُرَيْشٍ وَيُخْبِرُهُمْ بِأَخْبَارِكُمْ , لَيْسَ ذَلِكَ بِرَأْيٍ , اجْعَلُوهُ هَهُنَا قَرِيبًا حَيْثُ تَطَأُونَ صِمَاخَهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ , فَاعْتَزَلَ بِالْجَلْحَاءِ مِنَ الْبَصْرَةِ وَاعْتَزَلَ مَعَهُ زُهَاءُ سِتَّةِ آلَافٍ , ثُمَّ الْتَقَى الْقَوْمُ , فَكَانَ أَوَّلُ قَتِيلٍ طَلْحَةَ وَكَعْبَ بْنَ سَوْرٍ مَعَهُ الْمُصْحَفُ , يُذَكِّرُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ حَتَّى قُتِلَ مِنْهُمْ مَنْ قُتِلَ , وَبَلَغَ الزُّبَيْرُ صَفْوَانَ مِنَ الْبَصْرَةِ كَمَكَانِ الْقَادِسِيَّةِ مِنْكُمْ , فَلَقِيَهُ النَّضْرُ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي مُجَاشِعٍ , فَقَالَ: أَيْنَ تَذْهَبُ يَا حَوَارِيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , إِلَيَّ فَأَنْتَ فِي ذِمَّتِي , لَا يُوصَلُ إِلَيْكَ , فَأَقْبَلَ مَعَهُ ; فَأَتَى إِنْسَانٌ الْأَحْنَفَ فَقَالَ: هَذَا الزُّبَيْرُ قَدْ لَحِقَ صَفْوَانَ، قَالَ: " فَمَا جَمَعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى ضَرَبَ بَعْضُهُمْ حَوَاجِبَ بَعْضٍ بِالسُّيُوفِ , ثُمَّ لَحِقَ بِبَنِيهِ وَأَهْلِهِ , قَالَ: فَسَمِعَهُ عُمَيْرُ بْنُ جُرْمُوزٍ وَغُوَاةٌ مِنْ غُوَاةِ بَنِي تَمِيمٍ وَفُضَالَةُ بْنُ حَابِسٍ وَنُفَيْعٌ فَرَكِبُوا فِي طَلَبِهِ فَلَقُوهُ مَعَ النَّضْرِ , فَأَتَاهُ عُمَيْرُ بْنُ جُرْمُوزٍ

مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ ضَعِيفَةٍ , فَطَعَنَهُ طَعْنَةً خَفِيفَةً , وَحَمَلَ عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ «ذُو الْخِمَارِ» حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَاتِلُهُ نَادَى صَاحِبَهُ يَا نُفَيْعُ , يَا فُضَالَةُ , فَحَمَلُوا عَلَيْهِ حَتَّى قَتَلُوهُ

عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ نے روایت کیا کہ الْأَحْنَفُ نے کہا میں نے طلحہ و زبیر سے پوچھا کہ اپ کیا اب حکم کرتے ہیں کس پر راضی ہیں میں تو دیکھتا ہوں عثمان قتل ہوں گے- دونوں نے کہا ہم علی کا حکم کرتے ہیں میں نے پوچھا کیا اپ دونوں اس پر راضی ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں پھر یہ دونوں حج کرنے چلے گئے یہاں تک کہ مکہ پہنچے تو ہم تک قتل عثمان کی خبر آئی اور ام المومنین عائشہ وہاں تھیں ان سے ہم ملے ان سے پوچھا کس کی بیعت کا اپ حکم کرتی ہیں ؟ فرمایا علی کی - ہم نے کہا کیا اپ یہ حکم کرتی ہیں اس پر راضی ہیں؟ فرمایا ہاں پس ہم علی کے پاس گئے مدینہ میں ان کی بیعت کر لی پھر بصرہ گئے یہ عائشہ اور طلحہ اور زبیر تو حربی ہو گئے میں نے کہا یہ کیا ان کو ہوا؟

روایت طویل ہے اور سند میں مجہول ہے لیکن اس کے باوجود اس کو لوگوں نے حسن بنا دیا ہے اور قبول کیا ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ١٣ ص ٣٨ پر اس کو تعریفی انداز میں ذکر کیا ہے

واخرج الطَّبَرِيّ وبن أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ مِنْ طَرِيقِ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْأَحْنَفِ قَالَ حَجَجْتُ سَنَةَ قُتِلَ عُثْمَانُ فَدَخَلْتُ الْمَدِينَةَ فَذَكَرَ كَلَامَ عُثْمَانَ فِي تَذْكِيرِهِمْ بِمَنَاقِبِهِ

اور فتح الباری ج ١٣ ص ٣٤ پر اس کو صحیح بھی کہا ہے

فَأَخْرَجَ الطَّبَرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ

المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثّمَانِيَةِ از ابن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) کے محقق سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثري لکھتے ہیں

قلت: لا أرى وجهًا لقول الحافظ: "بسند صحيح" لأن عمر بن جاوان مجهول

میں کہتا ہوں میں نہیں دیکھ سکا وہ وجہ جس کی بنا پر حافظ ابن حجر نے اس کو صحیح سند کہا ہے کیونکہ اس میں عمر بن جاوان مجہول ہے

افسوس کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاهر البرزنجي اور محمد صبحي حسن حلاق ج ٣ میں جا بجا اس مجہول کی روایت کو صحیح کہا ہے اور بار بار ابن حجر کی تصحیح کا ہی حوالہ دیا ہے

ان دونوں نے ص ٣٨٨ پر لکھا

قلنا: ورجال هذا الإسناد ثقات غير محمد بن جأوان الذي رواه عن الأحنف ابن قيس فقد وثقه ابن حبان وروىٰ له النسائي وقال الذهبي: ثقة. والحديث أخرجه الطبري مرة أخرىٰ ولكن بسند آخر من طريق عمرو بن جأوان عن الأحنف بن قيس (٤/ ٤٩٩) وصحح الحافظ ابن حجر إسناده (فتح الباري ١٣/ ٣٨).

ہم کہتے ہیں اس کے رجال اسناد ثقہ ہیں سوائے محمد بن جاوان کے جو اس کو احنف بن قیس سے روایت کر رہا ہے اس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور نسائی نے اس سے روایت کیا ہے اور الذھبی نے ثقہ کہا ہے اس کی حدیث ایک دوسری سند سے بھی طبری میں ہے .... ابن حجر نے اس کو صحیح کہا ہے

راقم کہتا ہے تمام سندوں یا طرق میں یہ مجہول موجود ہے

وَضَّاحُ بْنُ يَحْيَى النَّهْشَلِيُّ کی روایت

مستدرک الحاکم میں ہے جب علی کی بیعت ہوئی تو خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ منبر کے پاس تھے انہوں نے اشعار کہے

فَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى بْنُ إِسْحَاقَ التَّمِيمِيُّ، ثنا وَضَّاحُ بْنُ يَحْيَى النَّهْشَلِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُويِعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُوَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ: «

[البحر الطويل]

إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسْبُنَا ... أَبُو حَسَنٍ مِمَّا نَخَافُ مِنَ الْفِتَنْ

وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ ... أَطَبُّ قُرَيْشًا بِالْكِتَابِ وَبِالسُّنَنِ

وَإِنَّ قُرَيْشًا مَا تَشُقُّ غُبَارَهُ ... إِذَا مَا جَرَى يَوْمًا عَلَى الضُّمْرِ الْبَدَنْ

وَفِيهِ الَّذِي فِيهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ ... وَمَا فِيهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيهِ مِنْ حَسَنْ»

الذھبی نے اس پر سکوت کیا ہے

اس کی سند میں وضاح بن يحيى النهشلي الانباري ہے اور ديوان الضعفاء والمتروكين میں الذھبی نے اس کو ابن حبان کے حوالے سے نا قابل دلیل کہا ہے - أبو حاتم کہتے ہیں لیس بالمرضی میری مرضی کا نہیں ہے

ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به لسوء حفظه

ابن حبان کہتے ہیں اس سے دلیل لینا جائز نہیں ہے

سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف کی روایت

کتاب الفتن از نعیم بن حماد میں اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ , قَالَ: بَلَغَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ طَلْحَةَ يَقُولُ: إِنَّمَا بَايَعْتُ وَاللُّجُّ عَلَى قَفَايَ , فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ , قَالَ: فَقَالَ أُسَامَةُ: أَمَّا اللُّجُّ عَلَى قَفَاهُ فَلَا , وَلَكِنْ بَايَعَ وَهُوَ كَارِهٌ , قَالَ: فَوَثَبَ النَّاسُ إِلَيْهِ حَتَّى كَادُوا أَنْ يَقْتُلُوهُ , قَالَ: فَخَرَجَ صُهَيْبٌ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ , فَالْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أُمَّ عَوْفٍ خَائِنَةٌ»

سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف نے اپنے باپ إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف المتوفي ٩٦ ھ سے روایت کیا کہ علی کو پہنچا کہ طلحہ کہہ رہے ہیں بے شک میں نے بیعت کی اور اللُّجُّ تلوار میرے نرخرے پر تھی پس علی نے ابن عباس کو ان کے پاس بھیجا کہ معلوم کریں پس اسامہ نے کہا اللُّجُّ تلوار ان کے نرخرے پر نہیں تھی لیکن انہوں نے کراہت کے ساتھ بیعت کی- إبراهيم بن عبد الرحمن نے کہا پس لوگ بڑھے یہاں تک کہ یہ قتل ہی ہو جاتے کہا پھر صہیب نکلے اور میں ان کے پہلو میں تھا انہوں نے میری طرف التفات کیا اور کہا جانتے ہو ام عوف ایک خیانت کرنے والی تھیں

سند منقطع ہے إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف المتوفي ٩٦ ھ سے علی تک سند نہیں ہے

اس روایت کے مطابق صہیب نے گالی دی – مصنف ابن ابی شیبہ کے دوسرے نسخے میں ہے

قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّ عَوْفٍ حَانِقَةٌ

میرا گمان ہے ام عوف غصے والی تھیں

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاهر البرزنجي اور محمد صبحي حسن حلاق ج ٣ ص ٣٧٤ پر حاشیہ میں اس روایت کا ذکر کر کے اس سے دلیل لی ہے جبکہ یہ منقطع ہے

الْحَارِث بن كعب الوالبي کی روایت

تاریخ طبری میں ہے

وَكَتَبَ إلي السري، عن شعيب، عن سيف، عن مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْحَارِثِ الْوَالِبِيِّ، قَالَ: جَاءَ حَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ بِالزُّبَيْرِ حَتَّى بَايَعَ، فَكَانَ الزُّبَيْرُ يَقُولُ: جَاءَنِي لِصٌّ مِنْ لُصُوصِ عَبْدِ الْقَيْسِ فَبَايَعْتُ وَاللُّجُّ عَلَى عُنُقِي.

الْحَارِث بن كعب الوالبي نے کہا حکیم بن جبلہ ، زبیر کے پاس آیا اور یہاں تک کہ زبیر نے بیعت کر لی پس زبیر نے کہا ... میں نے بیعت کی اور تلوار میرے نرخرے پر تھی

الْحَارِث بن كعب الوالبي مجہول ہے

أبو المتوكل الناجي البصري کی روایت

أنساب الأشراف کے مطابق

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ:

عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، قَالَ: قُتِلَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ بِأَرْضٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا: الْبُغَيْبِغَةُ فَوْقَ الْمَدِينَةِ بِأَرْبَعَةِ فَرَاسِخَ، فَأَقْبَلَ عَلِيٌّ فَقَالَ لَهُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَتُنْصِّبَنَّ لَنَا نَفْسَكَ أَوْ لَنَبْدَأَنَّ بِكَ، فَنَصَّبَ لَهُمْ نَفْسَهُ فَبَايَعُوهُ

علي بن داود أبو المتوكل الناجي البصري المتوفی 108ھ نے کہا جس روز عثمان کا قتل ہوا اس روز علی مدینہ سے چار فرسخ دور الْبُغَيْبِغَةُ میں تھے - علی کے پاس گئے ان سے عمار نے کہا اپ اپنے اپ کو ہمارے لئے (وقف) کریں گے ... پس انہوں نے اپنے اپ کو پیش کیا اور ان کی بیعت ہوئی

سند منقطع ہے

تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: حدثنا بشير ابن عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: .... وَدَخَلَ الْحَسَنُ وَعَمَّارٌ الْمَسْجِدَ فَقَالا: أَيُّهَا النَّاسُ، [إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ: إِنِّي خَرَجْتُ مَخْرَجِي هَذَا ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، وَإِنِّي أُذَكِّرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلا رَعَى لِلَّهِ حَقًّا إِلا نَفَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مَظْلُومًا أَعَانَنِي، وَإِنْ كُنْتُ ظَالِمًا أَخَذَ مِنِّي، وَاللَّهِ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ لأَوَّلُ مَنْ بَايَعَنِي، وَأَوَّلُ مَنْ غَدَرَ، فَهَلِ اسْتَأْثَرْتُ بِمَالٍ، أَوْ بَدَّلْتُ حُكْمًا! فَانْفِرُوا، فَمُرُوا بِمَعْرُوفٍ وَانْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ

عبد الرحمان بن ابن ابی لیلی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ... عمار و حسن مسجد میں داخل ہوئے اور کہا امیر المومنین کہتے ہیں طلحہ و زبیر نے بیعت کی تھی

سند میں بَشِير بن عاصم مجہول ہے

علی کی بیعت کس طرح ہوئی اس پر کوئی صحیح سند روایت نہ تاریخ میں ہے نہ حدیث میں ہے- جو خبریں ہیں ان میں اکثر مجہول راوی ہیں یا اسناد منقطع ہیں - طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس وقت مدینہ میں نہیں تھے یہ دونوں مکہ میں تھے – اور ان کو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر رستے میں ملی اور مدینہ پہنچنے کی بجائے ان لوگوں نے اور قریشیوں کے ساتھ بصرہ کا رخ کیا - علی کی بیعت چند اصحاب نے کی جو مدینہ میں تھے مدینہ کے سب اصحاب رسول نے نہیں کی - چونکہ علی کی خلیفہ کے طور پر بیعت ہوئی جب تک وہ زندہ رہے کسی اور نے خلافت کا اعلان نہیں کیا معاویہ نے خلیفہ ہونے کا دعوی نہیں کیا بلکہ حسن نے معاویہ کو خلیفہ مقرر کیا-

روایات میں اس قدر اضطراب ہے اور ہمارے مورخین (ابن کثیر و الذھبی وغیرہ) میں سے کسی نے کوئی روایت لکھ دی ہے کسی کوئی اور - محدثین (حاکم یا ابن حجر) ہوں یا مورخین ہوں وہ ان متضاد روایات کو صحیح منوانا چاہ رہے ہیں جبکہ ان میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے اور ایک ہی وقت میں علی رضی اللہ عنہ کا ظھور مختلف مقامات پر ثابت ہوتا ہے

علی کا لشکر اور قبائلی عصبیت

برصغیر میں مشہور ہے کہ قبائل صرف انسانوں کو پہچاننے کے لئے ہیں اس کی دلیل قرآن میں ہے

وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا

أور تم کو قبائل کیا کہ تعارف ہو

لیکن احادیث رسول جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں قبائل کے حوالے سے منصبوں کا ذکر ہے کہ امت میں خلافت ، امامت، بیت المال پر چند قبائل کا ہی حق ہے مثلا حدیث مشہور ہے خلفاء قریش سے ہوں گے اس کے علاوہ مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَرْيَمَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ، وَالسُّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ "، وَقَالَ زَيْدٌ مَرَّةً يَحْفَظُهُ: وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے
الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الأَنْصَارِ وَالأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالأَمَانَةُ فِي الأَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ
بادشاہت (یعنی خلافت) قریش میں رہنی چاہیے۔(عہدہ) قضا انصار میں، اذان اہل حبشہ میں اورامانت قبیلہ ازد یعنی یمن میں

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

رجاله رجال الصحيح غير أبي مريم -وهو الأنصاري- فقد روى له أبو داود والترمذي وهو ثقة.

رجال صحیح کے ہیں سوائے أبي مريم کے جو الأنصاري ہیں ابو داود و ترمذی نے روایت لی ہے ثقہ ہیں

لشکر علی ایک غیر فطری صورت میں بنا تھا اس میں قبائلی عصبیت نمایاں تھی - قبائل قحطان و مضر و اسد علی کے ہمدرد تھے

یہ لسٹ الإصابة في معرفة الصحابة از ابن حجرسے مرتب کی گئی ہے اس میں وہ نام شامل کیے گئے ہیں جن کو محدثین و مورخین نے بیان کیا ہے بعض پر ابن حجر اختلاف کرتے ہیں لیکن اس کو یہاں بیان نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اس تحقیق کا حجم ایک کتاب کی صورت بدل جاتا

الإصابة في معرفة الصحابة از ابن حجر کے مطابق جنگ جمل میں شرکت کرنے والے اصحاب رسول اور قاتلین عثمان میں شریک اصحاب رسول تھے

علي رضی الله عنہ کے لشکر میں اصحاب رسول (یمنی قبائل ، بنو اسد اور دیگر کی اکثریت ہے)	عائشہ رضی الله عنہا کے لشکر میں اصحاب رسول (اہل مکہ اور خاص کر قریش کے لوگوں کی اکثریت ہے)
محدثین و مورخین کے مطابق اصحاب رسول میں سے قاتلین عثمان رضی الله عنہ سے یہ اصحاب رسول تھے قاتلین میں جو اصحاب رسول ہیں وہ امیر المومنین علی رضی الله عنہ کے خاص اصحاب ہیں ان میں کوئی سبائی نہیں ہے تاریخ ابن خلدون کے مطابق یہ تمام اصحاب رسول حاجی بن کر شوّال میں نکلے نوٹ محمد بن أبي حذيفة ابن حجر العسقلاني في الإصابة في معرفة الصحابة – (ج 3 / ص 59 کے مطابق عثمان رضی الله عنہ کا لے پالک فلسطین میں قتل ہوا	الزبير بن العوام طلحة بن عبيد اللَّه القرشيّ التيميّ عبد الرحمن بن عبد اللَّه بن عثمان محمد بن طلحة بن عبيد اللَّه القرشيّ التيميّ أشرف بن حميري جون بن قتادة ربيعة بن أبيّ الضبي شييم بن عبد العزّى بن خطل شيمان ابن عكيف بن كيّوم بن عبد

اصحاب شجرہ میں سے عبد الرحمن بن عديس البلوي
ابن عبد البر ، الإستيعاب في معرفة الأصحاب - (ج 1 / ص 254) کے مطابق

ان کا فلسطین میں قتل ہوا

كنانة بن بشر الليثي
ابن حجر ، الإصابة في معرفة الصحابة - (ج 3 / ص 19)کے مطابق

ان کا فِلِسْطِينَ میں معاویہ بن خدیج نے قتل کیا

زيد بن صوحان (جنگ جمل میں قتل ہوا)
الإصابة از ابن حجر کے مطابق

زید اہل کوفہ کے لیڈر تھے

زياد بن النضر الحارثي
الإصابة از ابن حجر کے مطابق

کوفی ہیں صفین میں بھی شرکت کی

حكيم بن جبلة
ابن عبد البر في الإستيعاب (ج 1 / ص 108) کے مطابق

یہ صحابی فاتح مکران ہیں اور عثمان نے ان کو عامل مقرر کیا لیکن بعد میں باغی ہوئے اور أهل البصرة کے لیڈر تھے

حرقوص بن زهير السعدي
مصری ٹولے کے سرغنہ

عبد اللّه بن حكيم بن حزام القرشي الأسدي

عبد اللّه بن خلف بن أسعد بن عامر

عبد اللّه بن مسافع بن طلحة بن أبي طلحة القرشي العبدري

عبد الرحمن بن عبد اللّه القرشي التيمي

عكراش ابن ذؤيب بن حرقوص

عبد اللّه بن عامر بن كريز القرشي

عبد اللّه بن معبد بن الحارث الأسدي القرشي

عبد الرحمن بن حميد العامري القرشي

الوليد بن يزيد بن ربيعة بن عبد شمس القرشيّ

يعلى بن أمية التميميّ الحنظليّ، حليف قريش

أبو سفيان بن حويطب بن عبد العزى القرشي العامري

عبد الرحمن بن عتّاب الأموي (یہ جويرية بنت أبي جهل کے بیٹے ہیں جن سے علی شادی کرنا چاہتے تھے کہا جاتا ہے ان کا قتل علی کے سامنے کیا گیا اور وہ دیکھ رہے تھے)

عتبة بن أبي سفيان بن حرب بن أمية الأموي

علي بن عديّ بن ربيعة

عقيم بن زياد بن ذهل

ابن الأثير ، أسد الغابة – (ج 1 / ص 251)کے مطابق

یہ صحابی خارجی ہوئے یعنی علی کو خلیفہ ماننے سے انکار کیا

عمرو بن الأشرف العتكيّ

كعب بن سور

أبو الجعد الضمريّ

بقیہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حسن بن علی

حسین بن علی

عبد اللہ بن عباس

عَمَّارٍ

البراء بن عازب

سهل بن حنيف

عثمان بن حنيف

عمر بن أبي سلمة

عمرو بن فروة بن عوف الأنصاري

شريح بن هانئ

عائذ بن سعيد

مالك بن الحارث

جندب بن زهير

حجر ابن عدي بن معاوية

حجر بن يزيد بن سلمة

حسان بن خوط

الحارث بن زهير

الخرّيت بن راشد الناجي

خَالِدُ بْنُ أَبِي دُجَانَةَ

خالد بن المعمّر

سيحان بن صوحان (جنگ جمل میں قتل ہوا)ہ

عبد الرحمن بن حنبل الجمحيّ

عمرو بن المرجوم

فروة بن عمرو بن ودقة

.محمد بن إياس بن البكير الليثيّ المدنيّ

المنذر بن الجارود

معقل بن قيس الرّياحي

هند بن عمرو

القعقاع بن عمرو التميمى

حنظل يا حنظلة بن ضرار (یہ چیخ و پکار کر کے ام المومنین کے اونٹ کو مضطرب کرتے رہے)

الحتات ابن زيد بن علقمة
عائشہ کے لشکر کو چھوڑ کر علی سے مل گئے
حنظلة بن الربيع بن صيفي
علی کو جنگ کے بیچ میں چھوڑ دیا
عبد اللَّه بن المعتمّ
علی کو جنگ کے بیچ میں چھوڑ دیا

ذو الخويصرة حرقوص بن زهير التميمي پر اہل سنت مشتبہ ہیں

کہا جاتا ہے یہ ہی ذو الخويصرة حرقوص بن زهير التميمي ہے جس کا ذکر حدیث میں ہے

البدء والتاريخ از المقدسی

کہا جاتا ہے یہ اصحاب شجرہ میں سے ہے

وذكر بعض من جمع المعجزات أنّ النبي صلّى اللَّه عليه وسلّم قال: «لا يدخل النّار أحد شهد الحديبيّة إلّا واحد» فكان هو حرقوص بن زهير

ابن حجر اصابہ اور فتح الباري 7/ 443 میں کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی الله علیہ وسلم کے معجزه میں سے ہے کہ اپ نے فرمایا کہ جو حدیبیہ میں موجود تھے ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا سوائے ایک کے اور یہ حرقؤص ان میں سے ہے

جنگ جمل اصلا غیر قریشی اصحاب رسول کی قریشی اصحاب رسول کے خلاف بغاوت ہے جن میں ان کو اہل بیت کی تائید ملی- غیر قریشی قبائل میں یمن سے منسلک قبائل کی کثرت ہے یعنی بنو اسد ان کو ١٧ ہجری میں عمر نے ان کے علاقے سے کوفہ منتقل ہونے کا حکم کیا قحطان سے منسلک قبائل جن میں راسب اور المرادی ہیں یہ مدینہ کے جنوب کے ہیں بنو تمیم کے لوگ یہ مدینہ کے مشرق کے ہیں

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ (1) ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ "، قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: " النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ

عَبْدِ اللهِ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اجنبت میں شروع ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا پس خوش خبری ہو اجنبیوں کے لئے – کہا گیا اجنبی کون ؟ فرمایا قبائل کا فساد

اس روایت کے متن میں یہ ہے کہ یہ سب عرب قبائل کے فساد کے وقت ہو گا – ایسا متعدد بار ہوا جنگ جمل بھی قبائل کا فساد ہے – بنو امیہ اور بنو عباس کا فساد بھی قبائل کا اپس کا فساد ہے[48]

48

بعض کے نزدیک روایت کا حصہ جس میں ہے کہ ایمان مدینہ میں آئے گا یہ حدیث پوری ہوئی
عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں بدر الدين العينى (المتوفى: 855هـ) نے کہا
قلت: هَذَا إِنَّمَا كَانَ فِي زمن النَّبِي، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَالْخُلَفَاء الرَّاشِدين إِلَى انْقِضَاء الْقُرُون الثَّلَاثَة، وَهِي تسعون سنة، وَأما بعد ذَلِك فقد تَغَيَّرت الْأَحْوَال وَكَثُرت الْبدع خُصُوصا فِي زَمَاننَا هَذَا على مَا لَا يخفى.
یہ بات دور نبوی کی تھی اور خلفاء راشدین سے تین قرون پورے ہونے تک اور یہ ۹۰ سال ہیں پس ان کے بعد تغیر آیا ہے اور بدعات کی کثرت ہوئی ہے اس زمانے میں جو کسی سے مخفی نہیں

كشف المشكل من حديث الصحيحين میں ابن جوزی کا قول ہے
إِن الْإِيمَان ليأرز إِلَى الْمَدِينَة)) أَي يجْتَمع إِلَيْهَا بِهِجْرَة الْمُهَاجِرين)
ایمان مدینہ کی طرف سرکے گا یعنی جمع ہو گا جب مہاجرین (اصحاب رسول) نے اس کی طرف ہجرت کی تھی

یعنی یہ قول دور نبوی میں پورا ہو چکا یا العینی کے بقول اس میں نوے سال کی مدت کا ذکر ہے

مصابيح الجامع از بدر الدين المعروف بالدماميني، وبابن الدماميني (المتوفى: 827 هـ) کے مطابق
قال الداودي: كان هذا في حياة النبي - صلى الله عليه وسلم -] (4)، والقَرْن الذي يليه، ومن يليه -أيضاً
الداودي نے کہا ایسا رسول اللہ کی زندگی میں ہوا اور اس قرن میں جو ان کے دور سے ملا ہوا ہے اور وہ جو اس سے ملا ہوا ہے

یعنی الداودي کے بقول اس حدیث کی شرح خیر القرون قرنی والی روایت سے ہوتی ہے یہ وقت گزر چکا

پھر اس پر اور قول بھی ہیں ملا علی القاری نے مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح میں کہا
وَهَذَا إِخْبَارٌ عَنْ آخِرِ الزَّمَانِ حِينَ يَقِلُّ الْإِسْلَامُ، وَقِيلَ: هَذَا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فِيهَا، أَوِ الْمُرَادُ بِالْمَدِينَةِ جَمِيعُ الشَّامِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّامِ خُصَّتْ بِالذِّكْرِ لِشَرَفِهَا، وَقِيلَ: الْمُرَادُ الْمَدِينَةُ وَجَوَانِبُهَا وَحَوَالَيْهَا لِيَشْمَلَ مَكَّةَ فَيُوَافِقَ رِوَايَةَ الْحِجَازِ وَهَذَا أَظْهَرُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.
یہ آخری زمانہ میں ہو گا جب اسلام کی قلت ہو گی اور کہا گیا کہ دور نبوی میں ہو چکا جب اصحاب رسول اس میں جمع ہوئے یا مدینہ سے مراد ملک شام ہے کیونکہ شام کی فضیلت ہے اور کہا گیا مدینہ کا قرب و جوار ہے اس میں مکہ شامل ہے جو حجاز ہے اور یہ ظاہر ہے و اللہ اعلم

جنگ جمل

اثنائے سفر میں

صحیح بخاری کے مطابق علی رضی الله عنہ نے عمار بن یاسر کو بصرہ بھیجا کیونکہ عائشہ رضی الله عنہا کے لشکر نے بصرہ کا رخ کر لیا تھا- اس کی خبر علی کو ہوئی اور عراق میں اپنی خلافت کو بر قرار رکھنے کے لئے انہوں نے کوفہ اپنے سفیروں کو بھیجا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الأَسَدِيُّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى البَصْرَةِ، بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الكُوفَةَ، فَصَعِدَا المِنْبَرَ، فَكَانَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ المِنْبَرِ فِي أَعْلاَهُ، وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الحَسَنِ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُ عَمَّارًا، يَقُولُ: «إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى البَصْرَةِ، وَوَاللَّهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلاَكُمْ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ

أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الأَسَدِيُّ نے کہا جب طلحہ زبیر اور عائشہ بصرہ گئے ، علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو بھیجا وہ ہمارے پاس کوفہ آ گئے اور منبر پر چڑھے تو حسن منبر پر اوپر تھے اور عمار ان سے نیچے تھے ہم جمع ہوئے تو عمار کو کہتے سنا : عائشہ بصرہ گئی ہیں - اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تعالی تم کو آزما رہا ہے کہ تم ان علی کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی

كتاب الاستقصا لأخبار دول المغرب الأقصى از السلاوي کے مطابق

أَن عَائِشَة كَانَت خرجت إِلَى مَكَّة زمَان حِصَار عُثْمَان فقضت نسكها وانقلبت تُرِيدُ الْمَدِينَة فلقيها الْخَبَر بمقتل عُثْمَان فأعظمت ذَلِك ودعت إِلَى الطّلب بدمه وَلحق بهَا طَلْحَة وَالزُّبَيْر وَعبد الله بن عمر وَجَمَاعَة من بني أُميَّة وَاتفق رَأْيهمْ على الْمُضِيّ إِلَى الْبَصْرَة

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مکّہ سے نکلیں جبکہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ بلوائیوں کے حصار میں تھے اپنے مناسک حج کم کیے اور مدینہ کے لئے نکلیں. راستے میں عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل کی خبر آئی. اس کو بہت بڑی بات جانا اور ان کے خون کا قصاص کا مطالبہ کیا . طلحہ ، زبیر ، ابن عمر اور بنو امیہ کی ایک جماعت ساتھ ہوئی اور اتفاق رائے سے بصرہ کا رخ کیا

بصرہ کا رخ کرنے کی وجہ

الذھبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا، زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ رخ کیا

فأمّا أهل مصر فكانوا يشتهون عليًّا، وأمّا أهل البصرة فكانوا يشتهون الزُّبَيْر، وأما أهل الكوفة فكانوا يشتهون طَلْحَةَ

اہل مصر علی کو پسند کرتے تھے اہل بصرہ زبیر کو پسند کرتے تھے اور کوفہ والے طلحہ کو پسند کرتے تھے

علی رضی اللہ عنہ کا کوفہ کو دار الخلافہ بنانے کی وجہ بھی طلحہ رضی اللہ عنہ کے حمایتیوں پر کنٹرول تھا ورنہ مدینہ چھوڑنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے حالانکہ وہ ان کے لئے بہتر ہو گا

علی بن ابی طالب کے کیمپ میں ایسے لوگ آ پہنچے تھے جو وفاداریاں بدل رہے تھے مثلا قیس بن ابی حازم –

شیعہ ہی نہیں، اہل سنت و اہل حدیث کے محراب و منبر سے بھی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ واقعہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد قصاص کا مطالبہ لے کر بصرہ جاتے ہوئے راستے میں ایک مقام پر عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لشکر نے رات کو پڑاؤ کیا

امام احمد مسند میں، ابن حبان صحیح میں ، حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا نَبَحَتِ الْكِلَابُ، قَالَتْ: أَيُّ مَاءٍ هَذَا؟ قَالُوا: مَاءُ الْحَوْأَبِ قَالَتْ: مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا: بَلْ تَقْدَمِينَ فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: "كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟

قیس بن ابی حازم کہتا ہے کہ پس جب عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) بنی عامر کے پانی (تالاب) پر رات میں پہنچیں تو کتے بھونکے. عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) نے پوچھا یہ کون سا پانی ہے. بتایا گیا الْحَوْأَبِ کا پانی ہے. آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اب واپس جانا چاہیے! اس پر ان کے ساتھ لوگوں نے کہا نہیں آگے چلیں مسلمان آپ کو دیکھ رہے ہیں، پس اللہ ان کے درمیان سب ٹھیک کر دے گا. عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) نے کہا بے شک رسول اللہ نے ایک روز (اپنی بیویوں سے) کہا تھا کہ کیسی ہو گی تم میں سے ایک جس پر الْحَوْأَبِ کے کتے بھونکیں گے

مسند احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ واپس جانے سے روکنے والے زبیر رضی اللہ تعالی عنہ تھے

البانی کتاب الصحیحۃ میں اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

إسناده صحيح جداً، صححه خمسة من كبار أئمة الحديث هم: ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن كثير، وابن حجر
سلسلة الأحاديث الصحيحة 1: 767 رقم 474

اس کی اسناد بہت صحیح ہیں پانچ ائمہ کبار نے اس کو صحیح کہا ہے ابن حبان، حاکم، ذھبی، ابن کثیر، ابن حجر

ہم کہتے ہیں یہ افک ہے

لولا إذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خيرا وقالوا هذا إفك مبين

اس کی سند میں قَيْسُ بنُ أَبِي حَازِمٍ ہے

الذھبی سیر أعلام النبلاء میں قَيْسُ بنُ أَبِي حَازِمٍ کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ امام یحیی بن سعید اس روایت کو منکر کہتے ہیں

قال ابن المدینی عن یحیی بن سعید : منکر الحدیث ، ثم ذکر له حدیث کلاب الحوأب

علی ابن المدینی ، یحیی بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ قیس منکر الحدیث ہے پھر انہوں نے اسکی الحوأب کے کتوں والی روایت بیان کی

یحیی بن سعید القطان کے سامنے البانی ،الذھبی، حاکم، ابن حجر کی حثیت ہی کیا ہے

كتاب مَنْ تَكلَّم فيه الدَّارقطني فِي كتاب السنن من الضعفاء والمتروكين والمجهولين از ابن زريق (المتوفى: 803هـ) کے مطابق الدارقطني اس کو لیس بقوي قوی نہیں کہتے ہیں

قَيْسُ بنُ أَبِي حَازِمٍ صحیح بخاری و مسلم کا راوی ہے لیکن پھر بھی اس کی یہ کتوں والی روایت صحیحین میں نہیں

امام بخاری اور مسلم نے قیس کی عائشہ رضی الله عنہا سے مروی کوئی روایت نقل نہیں کی

تاریخ بغداد کے مطابق

قد كان نزل الكوفة، وحضر حرب الخوارج بالنهروان مع علي بْن أبي طالب

[49]قیس کوفہ گیا اور علی رضی الله تعالی عنہ کے ساتھ خوارج سے قتال بھی کیا

49

دوسری روایت

طبرانی الاوسط میں یہ ایک دوسری سند سے ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، نا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَوْمٌ مِنَ السَّنَةِ تَجَمَّعَ فِيهِ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ، قَالَتْ: وَفِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ: «أَسْرَعُكُنَّ لُحُوقًا أَطْوَلُكُنَّ يَدًا» . قَالَتْ: فَجَعَلْنَا نَتَذَارَعُ بَيْنَنَا أَيُّنَا أَطْوَلُ يَدَيْنِ، قَالَتْ: فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلُهُنَّ يَدًا، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ عَلِمْنَا أَنَّهَا كَانَتْ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فِي الْخَيْرِ وَالصَّدَقَةِ، قَالَتْ: وَكَانَتْ زَيْنَبُ تَغْزِلُ الْغَزْلَ، وَتُعْطِيهِ سَرَايَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخِيطُونَ بِهِ، وَيَسْتَعِينُونَ بِهِ فِي مَغَازِيهِمْ، قَالَتْ: وَفِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ: «كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُجَالِدٍ إِلَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ

اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کا ہاتھ لمبا ہو گا وہ سب سے پہلے (جنت میں مجھ سے) ملاقات کرے گی سب امہات المومنین نے ہاتھ ناپے اور سب سے لمبا ہاتھ سودا رضی اللہ تعالی عنہا کا نکلا لیکن جب زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات ہوئی تو جانا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقه و خیرات ہے. اس کے بعد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیسی ہو گی تم میں سے ایک جس پر الْحَوْأَبِ کے کتے بھونکیں گے

اس کی سند میں مجالد بنُ سَعِيْدِ بنِ عُمَيْرِ بنِ بِسْطَامَ الهَمْدَانِيُّ المتوفی ۱٤٤ ھ ہے

أَبُو حَاتِمٍ کہتے ہیں لاَ يُحْتَجُّ بِهِ اس سے دلیل نہ لی جائے

ابْنُ عَدِيٍّ کہتے ہیں اس کی حدیث: لَهُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ أَحَادِيْثُ صَالِحَةٌ صالح ہیں

أَبُو سَعِيْدٍ الأَشَجُّ اس کو شِيْعِيٌّ یعنی شیعہ کہتے ہیں

الميموني کہتے ہیں ابو عبدللہ کہتے ہیں

قال أبو عبد الله: مجالد عن الشعبي وغيره، ضعيف الحديث. احمد کہتے ہیں مجالد کی الشعبي سے روایت ضعیف ہے

ابن سعد کہتے ہیں كان ضعيفا في الحديث، حدیث میں ضعیف ہے

بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قیس ناصبی تھا لیکن یہ غلط ہے قیس علی کے ساتھ تھا - قیس کو عثمانی بھی کہا جاتا ہے کہ عثمان کی علی پر فضیلت کا قائل تھا

المجروحین میں ابن حبان کہتے ہیں كان رديء الحفظ يقلب الأسانيد ويرفع، ردی حافظہ اور اسناد تبدیل کرنا اور انکو اونچا کرنا کام تھا

ابن حبان نے صحیح میں اس سے کوئی روایت نہیں لی

ابن حبان المجروحین میں لکھتے ہیں کہ امام الشافعی نے کہا

وَالْحَدِيثُ عَنْ مُجَالِدٍ يُجَالِدُ الْحَدِيثَ

اور مجالد يُجَالِدُ الْحَدِيثَ ہے

تیسری روایت

مسند البزار کی سند ہے

حَدَّثنا سَهْل بن بحر، قَال: حَدَّثنا أَبُو نعيم، قَال: حَدَّثنا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ، عَن عِكْرِمة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِي اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم لِنِسَائِهِ: لَيْتَ شعري أيتكن صاحبة الجمل الأدبب ، تخرج كِلابُ حَوْأَبٍ، فَيُقْتَلُ عَنْ يَمِينِهَا، وعَن يَسَارِهَا قَتْلا كَثِيرًا، ثُمَّ تَنْجُو بَعْدَ مَا كَادَتْ.

ابن عبّاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے کے فرمایا کاش کہ جان لے نشانی، بپھرے بالوں والے اونٹ والی ، اس پر حواب کے کتے نکلیں گے، اس کے دائیں اور بائیں ڈھیروں قتل ہوں گے پھر یہ (سازش) کر کرا کر بچ جائے گی

رافضیت سے پر اس روایت کی سند میں عصام بن قدامة ہے

ابن القطان اس کو لم يثبته، مظبوط نہیں کہتے ہیں

أبو زرعة ، لا بأس به کہتے ہیں

النسائي ، ثقة کہتے ہیں

یہ روایات مخالف کیمپ کا پروپیگنڈا ہے یا راویوں کا اختلاط ہے ؟ متقدمین محدثین کے نزدیک یہ منکرات ہیں جبکہ پانچویں صدی سے یہ روایت مستند مانی جا رہی ہے اس کو دلائل النبوہ میں شمار کیا جاتا ہے [50]

---

[50]

اس روایت کو متقدمین محدثین درایت کے اصولوں پر رد کر چکے ہیں

کتاب العقد التليد في اختصار الدر النضيد از عبد الباسط بن موسى بن محمد بن إسماعيل العلموي ثم الموقت الدمشقي الشافعيّ (المتوفى: 981هـ) کے مطابق

عِلْمُ الحديث ضربان: أحدهما: علم رواية، وحدُّه بأنه علم مشتمل على نقل ما ذكر، وموضوعه ذات النبي -صلى الله عليه وسلم- من حيث أنه نبي، وغايته الفوز بسعادة الدارين. الثاني: علم دراية، وهو المراد عند الإطلاق والذي كلامنا هنا فيه، ويحد أنه علم تعرف به معاني ما ذكر ومتنه، ورجاله، وطرقه، وصحيحه، وسقيمه، وعلله، وما يحتاج إليه فيه ليعرف المقبول منه والمردود، وموضوعه الراوي والمروي من حيث ذلك، وغايته: معرفة ما يقبل من ذلك ليعمل به، وما يرد منه ليجتنب، ومسائله ما ذكر في كتبه من المقاصد.

علم حدیث دو قسموں کا ہے ایک علم روایت ہے یہ جو نقل کیا گیا ہے اس پر مشتمل ہے اور موضوع ذات نبی صلی الله علیہ وسلم ہے ... دوسرا علم درایت ہے جو ... علم معنی اور متن اور رجال اورطرق اور صحت اور سقم اور علت اور ہر وہ بات جو قبول و رد کو بیان کرتی ہے اور اس کا موضوع راوی اور مروی ہے اور اس کا مقصد معرفت ہے کہ کس کو قبول کیا جائے اور عمل کیا جائے

کتاب شرح علل الترمذي ا بن رجب الحنبلي (المتوفى: 795هـ) کے مطابق

أن علم العلل قسم من أقسام علم الحديث دراية

بے شک علم علل ،علم حدیث درایت کی قسموں میں سے ایک ہے

کتاب السنة المفترى عليها کے مؤلف سالم البهنساوي (المتوفى: 1427هـ) لکھتے ہیں

وعلم الحديث دراية وهو يبحث في حقيقة الرواية وشروطها وأحوال الرُّواة وشروط قبولهم وأنواع الأحاديث ودرجتها. وهذا العلم يُسَمَّى علم أصول الحديث

اور علم حدیث درایت اور یہ بحث ہے روایت کی حقیقت اس کی شروط اور راوی کا احوال اور قبولیت کی شروط اور حدیث کی انواع اور درجے اور اس علم کا نام اصول حدیث ہے

کتاب علوم الحديث ومصطلحه - عرضٌ ودراسة از صبحي إبراهيم الصالح المتوفى 1407هـ کے مطابق

علم الحديث دراية، مجموعة من المباحث والمسائل يعرف بها حال الراوي والمروي من حيث القبول والرد

علم حدیث درایت، یہ مباحث اور مسائل کا مجموعہ ہے جس سے راوی اور جو روایت کیا ہے اس کا حال پتا چلتا ہے کہ قبول کیا جائے یا رد

عبد الله بن عبد الرحمن الخطيب كتاب الرد على مزاعم المستشرقَين إجناتس جولدتسيهر ويوسف شاخت ومن أيدهما من المستغربين میں مستشرقین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

علم الحديث دراية أو علم مصطلح الحديث فهو كما يقول ابن جماعة: «معرفة القواعد التي يعرف بها أحوال السند والمتن

علم حدیث درایت یا علم مصطلح حدیث وہ، وہ ہے جیسا ابن جماعة نے کہا قواعد کی معرفت ہے جس سے سند اور متن کا احوال پتا چلتا ہے

كتاب منهج النقد في علوم الحديث میں نور الدين محمد عتر الحلبي لکھتے ہیں

هو علم يشتمل على أقوال النبي صلى الله عليه وسلم وأفعاله وتقريراته وصفاته وروايتها وضبطها وتحرير ألفاظها". ونزيد في التعريف أو الصحابي أو التابعي

علم روایت نبی صلی الله علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور تقریر اور صفات اور روایت اور ضبط اور تحریر الفاظ پر مشتمل ہے اور اس تعریف میں ہم صحابی یا التابعي کا بھی اضافہ کریں گے

كتاب منهج النقد في علوم الحديث میں نور الدين محمد عتر الحلبي لکھتے ہیں

علم حدیث درایت کی بہترین تعریف عز الدین بن جماعة نے کی ہے کہ

علم بقوانين يعرف بها أحوال السند والمتن

ان قوانین کا علم جن سے سند اور متن کے احوال کا علم ہو

معلوم ہوا کہ حدیث کی سند صحیح بھی ہو تو اس کے متن میں علت ہو سکتی ہے اور علم علل علم حدیث درایت ہی ہے لہذا یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جلیل القدر محدثین نے کیا کہا ہے اوپر ہم پیش کر چکے ہیں کہ قیس کی کتوں والی روایت یحیی بن سعید رد کر چکے ہیں

كتاب العلل از ابن ابی حاتم کے مطابق ابن ابی حاتم اپنے باپ اورأبو زرعة سے سوال کرتے ہیں تو وہ دونوں جواب دیتے ہیں

لم يرو هذا الحديث غير عصام، وهو حديث منكر

وسُئِلَ أَبُو زُرْعَةَ عَنْ هَذَا الحديثِ؟
فَقَالَ: هَذَا حديثٌ مُنكَرٌ ، لا يُروى مِنْ طريقٍ غيرِه

عثمان رضی اللہ عنہ پر جب تلوار چلی تو ان کی بیوی نائلہ نے اس کو ہاتھ سے روکنا چاہا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں انہی انگلیوں کا قصاص بھی طلب کیا گیا کیونکہ قرآن میں ہے کہ دانت کے بدلے دانت کان کے بدلے کان. سبائیوں نے اردو زبان میں اس پر محاورہ **انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام کرنا** ایجاد کیا

میرے باپ کہتے ہیں اس روایت کو سوائے عصام کے کوئی اور روایت نہیں کرتا اوریہ حدیث منکر ہے اور میں نے أبو زرعة سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو صرف عصام رویت کرتا ہے

افسوس کہ البانی صاحب ان تمام اقوال کو خاطر میں نہیں لاتے اور اس روایت کی الصحیحہ میں تصحیح پر قائم رہتے ہوئے انتقال کر گئے مقام حیرت ہے کہ اپنے اپ کو اہل حدیث اور سلفی کہنے والے محدثین کے منہج سے الگ ضعیف روایات کی تصحیح پر اتر آئے. کس قدر رجعت القهقهری ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کتوں والی روایات کو رد کرنے والے لوگ ناصبی ہیں لیکن ان جاہل مطلق لوگوں کو یہ بھی نہیں پتا کہ یحیی بن سعید القطآن کون ہیں ؟ ابن ابی حاتم کون ہیں ؟ قاضی ابی بکر ابن العربی کون ہیں؟ جو العواصم و القوآصم ص ۱۵۹ پر اس کو رد کرتے ہیں لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں کہا

وأما الذي ذكرتم من الشهادة على ماء الحوأب، فقد بؤتم في ذكرها بأعظم حوب . ما كان قط شيء مما ذكرتم ، ولا قال النبي صلى الله عليه وسلم ذلك الحديث ، ولا جرى ذلك الكلام .اهـ

اور جو تم نے حواب کے پانی پر شہادت دی ہے تو پس تم نے اس کا ذکر کر کے ایک گناہ کبیر اٹھا لیا اس میں وہ چیز نہیں جو تم نے کہی اور ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بھی نہیں اور نہ یہ کلام ان سے ادا ہوا

متقدمین محدثین نے ایسی روایات کو رد کیا لہذا محدثین نے اتمام حجت کر دیا .افسوس خلف اس پر قائم نہ رہ سکے اور انہی روایات کو صحیح کہنے لگ گئے اب بتائیے کتاب العلل از ابن ابی حاتم کی کیا حیثیت رہ جائے گی اگر یہ مان لیا جائے کہ حواب کے کتوں والی روایت صحیح ہے اور ابی حاتم اور یحیی بن سعید اور ابو زرعہ سب غلط تھے؟ نہجانے ابن ابی حاتم متشدد ذہن کے ساتھ کیا کیا غلط لکھ گئے ہونگے

علامہ ابن وزیر، العواصم والقواصم میں کہتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم ہوتے ہوئے حدیث کا انکار کرنا صریحا کفر ہے

دیکھیں: العواصم والقواصم (2 / 274

معلوم ہوا یہ ان کے نزدیک حدیث نہیں راوی کی بڑھ ہے

رافضیوں نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ، جنگ جمل والی روایات سے ایک کردار بی جمالو نکال لیا جو ادھر کی ادھر لگاتی ہو نعوذ باللہ

کیا غنڈوں نے جو کیا اس کو معاف کیا جا سکتا تھا؟

اس روایت کا ترجمہ کیا جاتا ہے

کوئی تم میں سے سرخ اونٹ والی نکلے گی یہاں تک کہ اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور وہ نجات پائےگی،نجات جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہوگی۔

یہ ترجمہ صحیح نہیں- بلکہ بہت سے الفاظ کا سرے سے ترجمہ ہی نہیں گیا-

عربی لغت تاج العروس کے مطابق

جَاءَ فِي الحَدِيثِ أَنَّ النبيّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِنسَائِه " لَيْتَ شِعْرِي أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ تَخْرُجُ فَتَنْبَحُهَا كِلاَبُ الحَوْأَبِ " أَرَادَ الأَدَبَّ وهو الكَثِيرُ الوَبَرِ أَو الكَثِيرُ وَبَرِ

حدیث میں آتا ہے قَالَ لِنسَائِه " لَيْتَ شِعْرِي أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ تَخْرُجُ فَتَنْبَحُهَا كِلاَبُ الحَوْأَبِ ، الأَدَبَّ سے مراد بہت بال ہونا ہے

روایت میں سرخ اونٹ کا ذکر نہیں بلکہ بہت روئے یا بالوں والے اونٹ کا ذکر ہے اس میں **أيتكن** کا لفظ بھی ہے جو **آیت یا نشانی** ہے لیکن ترجمہ میں اس کو بھی حذف کر دیا گیا ہے . پھر اس کے گرد کے الفاظ بھی روایت میں نہیں بلکہ **يَمِينِهَا، وعَن يَسَارِهَا** کے الفاظ ہیں یعنی اپنے دائیں اور بائیں. الفاظ نجات جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہوگی تو سرے سے موجود ہی نہیں . ابن عبّاس کی روایت میں کتوں کے نکلنے یا لپکنے کے الفاظ ہیں بھونکنے کے نہیں

بیہقی نے دلائل النبوہ میں، ابو نعیم کتاب الفتن وغیرہ نے اس واقعہ کو نبوت کی نشانی پر پیش کیا ہے

الزرقانی کتاب شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية میں نبوت کی نشانی پر لکھتے ہیں

وعن ابن عباس مرفوعا: "أيتكن صاحبة الجمل الأدبب، تخرج حتى تنبحها كلاب الحوأب، ويقتل حولها قتلى كثيرة، تنجو بعدما كادت". رواه البزار وأبو نعيم

اور ابن عباس سے مرفوع ہے ….اس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت قتل ہونگے …. اس کو البزار اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے

لیکن یہ الزرقانی کی غلطی ہے . ان الفاظ کے ساتھ ابن عباس کی روایت البزار میں بیان نہیں ہوئی اور ابو نعیم نے بھی اس کو اس طرح نقل نہیں کیا

چھوٹی اور پانچویں روایت

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ مَوْلَى بَنِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَائِشَةَ أَمْرٌ»، قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: أَنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَأَنَا أَشْقَاهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَارْدُدْهَا إِلَى مَأْمَنِهَا» (حم) 27198

نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک بات ہو گی علی نے کہا میری ساتھ فرمایا ہاں پس اس کے بعد ان کو امن کے مقام پر لوٹا دینا

- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ يَعْنِي النُّمَيْرِيَّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اخْتِلَافٌ أَوْ أَمْرٌ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ السِّلْمَ فَافْعَلْ

ان دونوں روایات کی سند میں فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ يَعْنِي النُّمَيْرِيَّ ہے جو ضعیف ہے أبو زرعة ، فضیل بن سلیمان کو لین الحدیث کمزور حدیث والا کہتے ہیں. ابن معین لیس بشی کوئی چیز نہیں کہتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ یہ نبوت کی نشانی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوری ہوئی. لیکن اہل بیت رسول کی جس تنقیص کا اس میں ذکر ہے کیا وہ سچ ہے جبکہ امام المحدثین یحیی بن سعید اس کو منکر کہتے ہیں

الغرض جنگ جمل کے حوالے سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے جلیل القدر محدثین نے ایسی روایات کو منکر کہا ہے اور شیعہ اور اہل سنت کے جن لوگوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے ان کو روز محشر اس کا جواب دینا ہو گا

معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع از أبو عبيد عبد الله بن عبد العزيز بن محمد البكري الأندلسي (المتوفى: 487هـ) کے مطابق

وسمّى هذا الموضع بالحوأب بنت كلب بن وبرة

اس مقام کو حواب کا نام کلب بن وبرة کی بیٹی کی وجہ سے ملا

معجم البلدان از ياقوت الحموي (المتوفى: 626هـ) میں ہے

قال أبو زياد: ومن مياه أبي بكر بن كلاب الحوأب

أبو زياد نے کہا اور ابو بکر بن کلاب کے پانیوں میں سے الحوأب ہے

کلب عربی میں کتے کو کہتے ہیں اور کلاب اس کی جمع ہے – حواب کے حوالے سے یہ دونوں الفاظ لوگوں کے ذہن میں تھے یعنی أبي بکر بن کلاب اور کلب بن وبرة – حواب کا تعلق بنی ابو بکر سے تھا - قیس بن ابی حازم نے عالم اختلاط میں اس سب کو ملا دیا اور کہنے لگا کہ حواب میں کتے بھونکے

بلکہ عصام بن قدامة کی روایت میں ہے صاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ، تَنْبَحُها كِلابُ الحَوْأب بہت بالوں والے اونٹ والی یہ بھی اسی طرح ہے - التكملة والذيل والصلة لكتاب تاج اللغة وصحاح العربية از الحسن بن محمد بن الحسن الصغاني (المتوفى: 650 هـ) کے مطابق

والأَدَبُّ من الإبِلِ بمنزلة الأَزَبّ، وهو الكثير الشَّعَر. ... ودُبُّ بن كَلْبِ بنِ وَبَرَةَ بنِ حَيْدانَ

اور الأَدَبُّ بہت بالوں والا اونٹ ہے ... اور دُبُّ بن كَلْبِ بنِ وَبَرَةَ بنِ حَيْدانَ ہے

یاد رہے دب اصل میں كَلْبِ بنِ وَبَرَةَ کا بیٹا ہے جس سے حواب کا تالاب منسوب تھا

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے حواب کے کتوں کی روایت بنائی گئی ہے

روایت کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ پر پہنچا یعنی بنو عامر کے تالاب پر – جبکہ یہ تالاب بنو عامر کا نہیں بلکہ بنو أبي بکر بن کلاب کا ہے

لشکر عائشہ بصرہ پہنچنے پر

فَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، وَعَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذٍ، قَالَا: ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو مُوسَى يَعْنِي إِسْرَائِيلَ بْنَ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: " جَاءَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ إِلَى الْبَصْرَةِ فَقَالَ لَهُمُ النَّاسُ: مَا جَاءَكُمْ؟ قَالُوا: نَطْلُبُ دَمَ عُثْمَانَ قَالَ الْحَسَنُ: أَيَا سُبْحَانَ اللَّهِ، أَفَمَا كَانَ لِلْقَوْمِ عُقُولٌ فَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ مَا قَتَلَ عُثْمَانَ غَيْرُكُمْ؟ قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ إِلَى الْكُوفَةِ، وَمَا كَانَ لِلْقَوْمِ عُقُولٌ فَيَقُولُونَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّا وَاللَّهِ مَا ضَمَنَّاكَ ".

المستدرک علی الصحیحین
جواب

إِسْرَائِيلَ بْنَ مُوسَى نے کہا میں نے حسن بصری سے سنا کہ طلحہ اور زبیر بصرہ پہنچے لوگوں نے ان سے کہا کیا ہوا ؟ انہوں نے کہا ہم عثمان کا خون کا قصاص طلب کرنے آئے ہیں - حسن بصری نے کہا سبحان الله کہ قوم میں عقل ہوتی پس (بصرہ کے) لوگوں نے (طلحہ اور زبیر) کہا تمہارے سوا کون ہے جس نے عثمان کا قتل کیا ؟ حسن نے کہا جب علی کوفہ پہنچے اور قوم میں عقل نہیں تھی قوم نے (علی سے) کہا اے شخص الله کی قسم ہم تمہارے ساتھ نہیں

یعنی بصرہ والوں میں عقل کی کمی تھی پہلے طلحہ و زبیر پر قتل عثمان کا الزام دیا پھر علی پہنچے تو ان کا ساتھ دینے سے بھی انکار کر دیا

حسن بصری کا سماع کسی بدری صحابی سے نہیں لهذا یہ حسن کا تجزیہ و تاریخ ہے

تذکرہ جنگ جمل

قتل طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ

مستدرک الحاکم کی روایت ہے
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، ثنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، ثنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ، ثنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حِينَ رُمِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ فَوَقَعَ فِي رُكْبَتِهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ إِلَى أَنْ مَاتَ
قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے مروان بن الحکم کو دیکھا جب اس نے طلحہ بن عبید الله پر تیر پھینکا اس روز جو ان کے گھٹنے میں لگا پس انہوں نے تسبیح کرنا نہ چھوڑا یہاں تک کہ موت ہوئی
امام حاکم اور الذہبی نے اس کو صحیح سمجھا ہے

یہ بات قیس بن ابی حازم بیان کرتا ہے کہ مروان بن الحکم نے طلحہ رضی الله عنہ کو قتل کیا حدیث کی کتابوں میں مستدرک الحاکم اور طبرانی میں اس کی روایت ہے. لیکن اس کی سند میں إسماعيل بن أبي خالد الكوفي ہیں جو کوفہ کے ثقة راوی ہیں اور صغار التابعین میں سے ہیں جن کو النسائي ، مدلس کہتے ہیں. مدلس کی روایت عن سے اگر ہو تو اس کی تحقیق کرنی چاہیے. مروان کے قاتل ہونے کی روایت عن سے آئی ہے

قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ کو عثمانیا کہا جاتا ہے یعنی یہ عثمان رضی الله عنہ کو علی رضی الله عنہ سے افضل سمجھتے تھے. یہ راوی الحواب والی روایت بھی بیان کرتا ہے جس پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ جمل میں عائشہ رضی الله عنہا کے لشکر میں تھا. بعد میں یہ پارٹی بدل کر علی رضی الله عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور خوارج سے لڑا . ایسا کسی صحابی نے نہیں کیا جو قصاص عثمان کا مطالبہ لے کر نکلے وہ اپنے موقف پر رہے اور جو علی رضی الله کے ساتھ تھے وہ ان کے ساتھ ہی رہے. لیکن قیس پارٹیاں بدلتے رہے اور ادھر کی ادھر کرتے رہے.

کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق إسماعيل بن أبي خالد مدلس ہیں اور العلائي کے مطابق ابن معین نے إسماعيل کی قیس سے ایک روایت کو راوی کی غلطی کہا ہے لہذا إسماعيل کا قیس سے سماع مشکوک ہے

مستدرک الحاکم کی روایت صحیح نہیں ہے. اسی سند سے طبرانی کی المعجم الكبير میں بھی نقل ہوئی ہے لہذا حدیث کی کتب میں اس واقعہ کی صحیح سند نہیں

اب تاریخ کی کتب دیکھئے اس میں ہم بہت ابتدائی کتب کو دیکھتے ہیں مثلا تاریخ خلیفہ بن الخیاط وغیرہ
– تاریخ خلیفہ بن الخیاط میں ایک سند ہے جس کا الذہبی نے تاریخ الاسلام میں ذکر کیا ہے

فروى قَتَادة، عن الجارود بن أبي سَبْرَة الهُذَلِيّ قَالَ: نظر مروان بن الحَكَم إلى طلحة يوم الجمل، فَقَالَ: لَا أطلب ثأري بعد اليوم، فرَمى طلحة بسهم فقتله

اس کی سند میں قتادہ مدلس عن سے روایت کر رہے ہیں لہذا یہ بھی صحیح نہیں

الذھبی نے کتاب سیر الاعلام النبلاء میں اس کی اور سندیں بھی دیں ہیں

وعن يحيى بن سعيد الأنصاري، عن عمه، أن مروان رمى طلحة، والتفت إلى أبان بن عثمان وقال: قد كفيناك بعض قتلة أبيك. وروى زيد بن أبي أنيسة، عن رجل، أن عليا قال: بشروا قاتل طلحة بالنار.

لیکن ان دونوں میں مجھول راوی ہیں لہذا یہ بھی صحیح نہیں

تاریخ خلیفہ بن الخیاط میں ایک اور سند ہے

فَحَدثني أَبُو عَبْد الرَّحْمَن الْقرشِي عَن حَمَّاد بْن زيد عَن قُرَّة بْن خَالِد عَن ابْن سِيرِين قَالَ رمي طَلْحَة بِسَهْم فَأَصَاب ثغرة نَحره قَالَ فَأقر مَرْوَان أَنه رَمَاه

اس روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اور مروان نے اقرار کیا کہ یہ انھوں نے پھینکا تھا

اس روایت میں وہ شر انگیزی نہیں جو دوسری روایات ہیں ہے جس میں مروان کا جان بوجھ کر قتل کرنا بتایا گیا ہے. تیر لگنا غلطی سے بھی ہو سکتا ہے حالت جنگ میں کوئی تیر پھینکتا ہے کوئی تلوار چلاتا ہے اور اپنے ہی کسی ساتھی کو بھی زخمی کر سکتا ہے اگر وہ شخص اتفاقا یکدم تیر کے راستے میں آ جائے .اس صورت میں اس کو قتل عمد نہیں کہا جا سکتا

ابن کثیر نے البداية والنهاية ج ۷ ص ۲۴۷ میں اس کو جزم سے نہیں لکھا بلکہ کہا

وَيُقَالُ إِنَّ الَّذِي رَمَاهُ بِهَذَا السَّهْمِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ

اور کہا جاتا ہے مروان بن الحکم نے ان کو تیر مارا

ابن الأثير (المتوفى: 630هـ) کتاب الكامل في التاريخ میں کہتے ہیں

وَكَانَ الَّذِي رَمَى طَلْحَةَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، وَقِيلَ غَيْرُهُ

اور طَلْحَةَ کو مروان نے تیر مارا اور کہا جاتا ہے کسی اور نے

ہمارا سوال ہے کہ جب مورخین کو اس بات میں شک ہے تو اس بات کی تحقیق کیوں نہیں کی. اصل میں بنو امیہ کو برا کہنا مورخین کی کتب بکنے کا سبب تھا اگر وہ ان کتابوں میں ان کو برا نہیں لکھتے تو کوئی خریدتا

نہیں لہذا پر سچی جھوٹی بات نقل کرتے چلے گئے اور کہا کہ ہم نے سند پیش کر دی ہے. جبکہ یہ واضح ہے عوام اس سند کو کیسے چیک کرتے جبکہ علم جرح و تعدیل کی کوئی ایک کتاب تو ہے نہیں

مروان بن الحکم تو خود قصاص کا مطالبہ لے کر نکلے تھے اور طلحہ رضی الله عنہ کے ساتھ تھے تو پھر وہ طلحہ کو کیوں قتل کریں گے دوم اگر یہ ثابت ہوتا تو کوئی نہ کوئی اس وجہ سے مروان کو بھی قتل کر دیتا.
معاویہ بن خدیج رضی الله انہ نے تو قتل عثمان پر ۸۰ افراد کو قتل کیا تو طلحہ رضی الله عنہ کے قتل پر مروان کو کیسے چھوڑ دیتے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٠) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ ، أَنَّ رَبِيعَةَ كَلَّمَتْ طَلْحَةَ فِي مَسْجِدِ بَنِي مَسْلَمَةَ فَقَالُوا : كُنَّا فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ حَتَّى جَائَتْنَا بَيْعَتُك هَذَا الرَّجُلَ ، ثُمَّ أَنْتِ الآنَ تُقَاتِلُهُ ، أَوْ كَمَا قَالُوا قَالَ : فَقَالَ : إنِّي أُدْخِلْت الْحُشَّ وَوُضِعَ عَلَى عُنُقِي اللُّجُّ ، وَقِيلَ : بَايِعْ وَإِلاَّ قَاتَلْنَاك ، قَالَ : فَبَايَعْت ، وَعَرَفْتُ أَنَّهَا بَيْعَةُ ضَلاَلَةٍ ، قَالَ التَّيْمِيُّ : وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ : إنَّ مُنَافِقًا مِنْ مُنَافِقِي أَهْلِ الْعِرَاقِ جَبَلَةَ بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَ لِلزُّبَيْرِ : فَإِنَّك قَدْ بَايَعْت ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ : إنَّ السَّيْفَ وُضِعَ عَلَى قَفَيَّ فَقِيلَ لِي : بَايِعْ وَإِلاَّ قَتَلْنَاك ، قَالَ : فَبَايَعْت.

(٣٨٩٣٠) ابونضرہ سے روایت ہے کہ قبیلہ ربیعہ والے بنو مسلمہ کی مسجد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہم کلام ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو دشمن کے گلے پر قابض تھے کہ ہم کو یہ اطلاع پہنچی کے آپ نے اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی بیعت کر لی ہے پھر اب آپ اسی سے قتال کر رہے ہیں اور کچھ اس طرح کی باتیں کیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کھجور کے باغ میں داخل کیا گیا اور تلوار میری گردن پر رکھ دی گئی پھر کہا گیا کہ تم بیعت کرو وگرنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے میں نے بیعت کر لی اور جان لیا کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے۔ تیمی کہتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک نے فرمایا کہ اہل عراق کے منافقین سے ایک منافق جبلہ بن حکیم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تو بیعت کر چکے ہیں (پھر یہ مخالفت کیسی) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تلوار میری گدی پر تھی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بیعت

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ١١) ٧٣٨ کتاب الجمل

کرو وگرنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے پس میں نے بیعت کر لی۔

اس روایت کے مطابق زبیر اور طلحہ رضی الله عنہما سے زبر دستی علی کی بیعت لی گئی

راقم کہتا ہے لشکر عائشہ اور لشکر علی کی اپس میں کوئی ملاقات بصرہ سے پہلے نہیں ہوئی- بلکہ جو اصحاب رسول مکہ میں حج کی وجہ سے تھے ان سب نے بصرہ کا رخ کیا اور جو مدینہ میں علی کے ساتھ تھے انہوں نے ان کو روکا کیونکہ اس کا خطرہ تھا کہ زبیر یا طلحہ کوفہ یا بصرہ میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیں گے

اس روایت کی سند میں سلیمان بن طرخان التيمي ہیں جو مدلس ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ، قَالَ سَمِعْت حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَصَمِّ يَذْكُرُ ، عَنْ أُمِّ رَاشِدٍ جَدَّتِهِ ، قَالَتْ: كُنْت عِنْدَ أُمِّ هَانِئٍ فَأَتَاهَا عَلِي ، فَدَعَتْ لَهُ بِطَعَامٍ ، فَقَالَ :مَالِي لاَ أَرَى عِنْدَكُمْ بَرَكَةً ، يَعْنِي الشَّاةَ ، قَالَتْ: فَقَالَتْ :سُبْحَانَ اللهِ ، بَلَى وَاللهِ إنَّ عِنْدَنَا لَبَرَكَةً ، قَالَ :إنَّمَا أَعْنِيَ الشَّاةَ ، قَالَتْ :وَنَزَلْتُ فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ فِي الدَّرَجَةِ، فَسَمِعْتُ أَحَدهُمَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ :بَايَعَتْهُ أَيْدِينَا وَلَمْ تُبَايِعْهُ قُلُوبُنَا، قَالَتْ :فَقُلْتُ :مَنْ هَذَانِ الرَّجُلاَنِ فَقَالُوا: طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ ، قَالَتْ :فَإِنِّي قَدْ سَمِعْت أَحَدَهُمَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ :بَايَعَتْهُ أَيْدِينَا وَلَمْ تُبَايِعْهُ قُلُوبُنَا ، فَقَالَ عَلِيٌّ : ﴿فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾.

(٣٨٩٣١) ام راشد سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے پس ام ہانی نے ان کی کھانے پر دعوت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا بات ہے مجھے تمہارے ہاں برکت (بکری) نظر نہیں آ رہی۔ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا سبحان اللہ کیوں نہیں !اللہ کی قسم ہمارے ہاں برکت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مراد بکری ہے۔میں اتری تو سیڑھی میں دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی میں نے ان دونوں میں سے ایک کو سنا کہ وہ دوسرے کو کہہ رہا تھا ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے ہمارے دلوں نے نہیں۔ام راشد نے کہا یہ کون ہیں۔پس لوگوں نے جواب دیا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما میں نے سنا ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے ہمارے قلوب نے نہیں۔پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (جو عہد شکنی کرے گا اس کا بوجھ اسی پر ہوگا جو اللہ سے کیا عہد پورا کرے گا اللہ اس کو اجر عظیم دے گا)۔

سند میں ام راشد اور أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ مجھول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ، قَالَ :ضُرِبَ فُسْطَاطٌ بَيْنَ الْعَسْكَرَيْنِ يَوْمَ الْجَمَلِ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ ، فَكَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ يَأْتُونَهُ ، فَيَذْكُرُونَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ رَفَعَ عَلِيٌّ جَانِبَ الْفُسْطَاطِ ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْقِتَالِ ، فَمَشَى بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ ، وَشَجَرْنَا بِالرِّمَاحِ حَتَّى لَوْ شَاءَ الرَّجُلُ أَنْ يَمْشِيَ عَلَيْهَا لَمَشَى ، ثُمَّ أَخَذَتْنَا السُّيُوفُ فَمَا شَبَّهْتُهَا إِلاَّ دَارُ الْوَلِيدِ.

(٣٨٩٣٢) عبد خیر رحمہ اللہ سے روایت ہے جنگ جمل کے دوران تین دن تک دونوں لشکروں کے درمیان ایک خیمہ گاڑھا گیا۔ حضرت علی ،حضرت طلحہ،حضرت زبیر رضی اللہ عنھم وہاں تشریف لاتے اور اس بارے میں باتیں کرتے جو اللہ چاہتا حتیٰ کہ جب تیسرا دن ہوا تو دوپہر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیمہ کی ایک جانب اٹھائی اور قتال کا حکم دیا۔پھر ہم نے ایک دوسرے کی جانب چلنا شروع کیا ایک دوسرے کی طرف نیزے چلانے شروع کیے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ان نیزوں کے اوپر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا پھر ہم نے تلواریں اٹھائیں اور ان کو میں تشبیہ نہیں دیتا مگر ولید کے گھر کے ساتھ۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۳۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنِ السُّدِّيِّ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ، عَنْ عَلِيٍّ ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ : لَا تَتَّبِعُوا مُدْبِرًا ، وَلَا تُجْهِزُوا عَلَى جَرِيحٍ وَمَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ. (حاکم ۱۵۵۔ بیہقی ۱۸۱)

(۳۸۹۳۳) عبد خیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن فرمایا! تم بھاگنے والے کا پیچھا مت کرو اور نہ زخمی کو قتل کرو اور جس نے ہتھیار ڈال دیا وہ امن والا ہے۔

سند ضعیف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۳٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ ، أَنَّ عَلِيًّا أَعْطَى أَصْحَابَهُ بِالْبَصْرَةِ خَمْسَ مِئَةٍ خَمْسَ مِئَةٍ.

(۳۸۹۳۴) حجر بن عنبس سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو بصرہ میں پانچ پانچ سو درہم دیئے تھے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۳٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ الْجُعْفِيُّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ ، قَالَ : لَمَّا انْهَزَمَ أَهْلُ الْجَمَلِ ، قَالَ عَلِيٌّ : لَا يَطْلُبَنَّ عَبْدٌ خَارِجًا مِنَ الْعَسْكَرِ ، وَمَا كَانَ مِنْ دَابَّةٍ ، أَوْ سِلَاحٍ فَهُوَ لَكُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ أُمُّ وَلَدٍ وَالْمَوَارِيثُ عَلَى فَرَائِضِ اللهِ ، وَأَيُّ امْرَأَةٍ قُتِلَ زَوْجُهَا فَلْتَعْتَدَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، قَالُوا : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، تَحِلُّ لَنَا دِمَاؤُهُمْ وَلَا تَحِلُّ لَنَا نِسَاؤُهُمْ ، قَالَ : فَخَاصَمُوه ، فَقَالَ : كَذَلِكَ السِّيرَةُ فِي أَهْلِ الْقِبْلَةِ ، قَالَ : فَهَاتُوا سِهَامَكُمْ وَاقْرَعُوا عَلَى عَائِشَةَ فَهِيَ رَأْسُ الْأَمْرِ وَقَائِدُهُمْ ، قَالَ : فَعَرَفُوا وَقَالُوا : نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ، قَالَ : فَخَصَمَهُمْ عَلِيٌّ.

(۳۸۹۳۵) ابو بختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب اہل جمل (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر) شکست کھا چکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی آدمی لشکر سے باہر کسی کی تلاش نہ کرے (یعنی شکست کھانے والوں کا پیچھا نہ کرے) جو سواری یا ہتھیار یہاں سے ملے ہیں وہ تمہارا ہے لیکن تمہارے لیے کوئی ام ولد نہیں (یعنی کوئی باندی تمہارے لیے نہیں) اور وراثتیں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق تقسیم ہوں گی اور جس عورت کا خاوند فوت ہو چکا ہے وہ اپنی عدت چار مہینے دس دن (آزاد عورت کی طرح) پوری کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے لشکر والے کہنے لگے اے امیر المومنین آپ ان کا مال ہمارے لیے حلال کرتے ہیں مگر ان کی عورتیں حلال نہیں کرتے۔ پس لشکر والے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے۔ آپ نے فرمایا اہل قبلہ کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں پھر فرمایا لاؤ اپنے تیر مجھے دو اور سب سے پہلے قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ڈالو وہ کس کے حصے میں آتی ہیں (جو تمہاری سب کی ماں ہے) کیونکہ وہ لشکر کی قائد تھیں۔ پس یہ سن کر وہ منتشر ہو گئے اور اللہ سے مغفرت کرنے لگے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر غالب آ گئے حجت اور دلیل میں (یعنی مسلمانوں کی عورتوں کو باندی نہیں بنایا جا سکتا)

سند منقطع ہے ابو البختری کا سماع علی سے نہیں ہے - جامع التحصيل في أحكام المراسيل از صلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله الدمشقي العلائي (المتوفى: 761هـ) میں ہے

سعيد بن فيروز أبو البختري الطائي كثير الإرسال عن عمر وعلي وابن مسعود وحذيفة وغيرهم رضي الله عنهم قال شعبة كان أبو إسحاق يعني السبيعي أكبر من أبي البختري ولم يدرك أبو البختري عليا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ :حدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ إسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ :إنَّا كُنَّا أَدْهَنَّا فِي أَمْرِ عُثْمَانَ فَلاَ نَجِدُ بُدًّا مِنَ المبايعة.

(٣٨٩٣٦)حکیم ابن جابر فرماتے ہیں کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جنگ جمل کے دن کہ ہم نے حضرت عثمان کے

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ٧٤٠ کتاب الجمل

بارے میں دور خاروبہ اپنایا پس ہم نہیں پاتے بیعت کے بغیر چارہ کار۔

یعنی طلحہ کی رائے میں لوگ عثمان کے قصاص کے مطالبے سے ہٹ گئے جب علی نے اس میں کوئی پیش رفت نہ کی

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٧) حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ :لَمْ يَشْهَدَ الْجَمَلِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ إلاَّ عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَإِنْ جَاؤُوا بِخَامِسٍ فَأَنَا كَذَّابٌ. (احمد ٤٠٩٦)

(٣٨٩٣٧)حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن کوئی صحابی رسول شریک نہیں ہوئے حضرت علی۔ عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کے سوا اگر کوئی پانچواں صحابی شریک ہوا ہو تو میں کذاب ہوں۔

سند ضعیف ہے منصور بن عبد الرحمن الغداني ناقابل دلیل اور ابن حزم کے نزدیک ضعیف ہے - اس کا قول تاریخا غلط ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٨) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ ، قَالَ : قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ : إِنَّ أُمَّنَا سَارَتْ مَسِيرَنَا هَذَا ، وَإِنَّهَا وَاللهِ زَوْجَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلاَنَا بِهَا لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ نُطِيعُ أَمْ إِيَّاهَا. (حاكم ٦)

(٣٨٩٣٨) عبداللہ بن زیاد سے روایت ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری ماں (حضرت عائشہ) ہمارے اس راستے پر چلیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے ذریعے آزمایا تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے ہم اس کی اطاعت کرتے ہیں یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

سند منقطع ہے – اعمش کا سماع شمر بن عطية سے نہیں ہے

وفي كتاب «سؤالات حرب الكرماني» قال أبو عبد الله: الأعمش لم يسمع منه شمر بن عطية
اعمش کا سماع شمر بن عطية سے نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٩) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سعيد، قَالَ : لَمَّا رَجَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْجَمَلِ وَتَهَيَّأَ لِصِفِّينَ اجْتَمَعَ النَّخَعُ حَتَّى دَخَلُوا عَلَى الأَشْتَرِ ، فَقَالَ : هَلْ فِي الْبَيْتِ إِلاَّ نَخَعِيٌّ ؟ فَقَالُوا : لاَ، فَقَالَ : إِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ عَمَدَتْ إِلَى خَيْرِهَا فَقَتَلَتْهُ ، وَسِرْنَا إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَوْمٌ لَنَا عَلَيْهِمْ بَيْعَةٌ فَنُصِرْنَا عَلَيْهِمْ بِنَكْثِهِمْ، وَإِنَّكُمْ تَسِيرُونَ غَدًا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ قَوْمٌ لَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ بَيْعَةٌ، فَلْيَنْظُرَ امْرُؤٌ مِنكُمْ أَيْنَ يَضَعُ سَيْفَهُ.

(٣٨٩٣٩) عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے واپس لوٹے تو جنگ صفین کی تیاری شروع فرمائی نخعی قبیلہ والے جمع ہوئے اور اشتر کے پاس آئے۔ اس نے کہا گھر میں نخعی کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر کہنے لگا اس امت نے اپنے بہترین انسان کا قصد کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ ہم اہل بصرہ کی طرف گئے وہ ایسی قوم تھی جس نے ہماری بیعت کی ہوئی تھی پس ان کے بیعت توڑنے کی وجہ سے ہماری مدد کی گئی اور کل تم ایسی قوم کی طرف جانے والے ہو جو شام کے رہنے والے ہیں اور انہوں نے ہماری بیعت نہیں کی۔ پس تم میں سے ہر آدمی دیکھ لے کہ وہ اپنی تلوار کہاں رکھے گا۔

سند میں حسن بن فرات ، دارقطنی کے مطابق ثقہ ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤١) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ عَبْدِالْجَبَّارِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْهَجَنَّعِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ : قِيلَ لَهُ : مَا مَنَعَك أَنْ تَكُونَ قَاتَلْت عَلَى بُصَيْرتك يَوْمَ الْجَمَلِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : يَخْرُجُ قَوْمٌ هَلْكَى لاَ يُفْلِحُونَ، قَائِدُهُمُ امْرَأَةٌ، قائدهُمْ فِي الْجَنَّةِ. (مسند ٤٤٠٨)

(٣٨٩٤١) ابوبکرہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے کہا آپ کو جنگ جمل کے دن کس شئے نے منع کیا قتال میں شرکت سے اہل بصرہ کی طرف سے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی جو کامیاب نہ ہوگی ان کی سردار ایک عورت ہوگی پھر فرمایا وہ جنت میں ہوں گے۔

: ديوان الضعفاء والمتروكين میں الذھبی کہتے ہیں عمر بن الهجنح عن أبي بكرة الثقفي، نكرة لا يعرف نہیں معلوم کون ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٤) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ جُوَيْبِرٍ ، عَنِ الضَّحَّاكِ ، أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا هَزَمَ طَلْحَةَ وَأَصْحَابَهُ أَمَرَ مُنَادِيَهُ أَنْ لَا يُقْتَلَ مُقْبِلٌ وَلَا مُدْبِرٌ ، وَلَا يُفْتَحَ بَابٌ ، وَلَا يُسْتَحَلَّ فَرْجٌ وَلَا مَالٌ.

(٣٨٩٤٤) حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شکست کھا گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ اب سامنے سے آنے والے اور پیٹھ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی دروازہ کھولا جائے اور نہ کسی کے لیے باندی بنانا حلال ہے اور نہ ہی مال حلال ہے۔

سند میں جویبر بْن سَعِيد الأزدی الخراساني سخت ضعیف کوئی چیز نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٥) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَلْعٍ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ، قَالَ : أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيًا فَنَادَى يَوْمَ الْجَمَلِ : أَلَا لَا يُجْهَزَنَّ عَلَى جَرِيحٍ وَلَا يُتْبَعَ مُدْبِرٌ.

(٣٨٩٤٥) عبد خیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن منادی کو حکم دیا کہ وہ نداء لگائے خبردار کوئی زخمی کو

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۴۲ کتاب الجمل

قتل نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا کرے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٦) حَدَّثنا وَكِيع ، عَنْ فِطرٍ ، عَنْ مُنذِرٍ ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، قَالَ : حَمَلْت عَلَى رَجُلٍ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَلَمَّا ذَهَبْت أَطْعَنُهُ ، قَالَ : أَنَا عَلَى دِينِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَعَرَفْت الَّذِي يُرِيدُ ، فَتَرَكْته.

(٣٨٩٤٦) ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن میں ایک شخص پر غالب تھا جب میں اس کو نیزہ مارنے لگا تو اس نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کے دین پر ہوں (یعنی میں ان کے ساتھ ہوں) میں جان گیا یہ کیا چاہتا ہے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اسی سند سے ہے

(٣٨٩٧٥) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ فِطْرٍ ، عَنْ مُنْذِرٍ ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، أَنَّ عَلِيًّا قَسَمَ يَوْمَ الْجَمَلِ فِي الْعَسْكَرِ مَا أَجَافُوا عَلَيْهِ مِنْ سِلَاحٍ ، أَوْ كُرَاعٍ.

(٣٨٩٧٥) حضرت ابن حنفیہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر طرح کا مال غنیمت میں تقسیم فرمایا۔

سند میں فطر بن خلیفة غالی ہے خشبیہ میں سے ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٧) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ ، قَالَ : أَرْسَلَنِي عَلِيٌّ إِلَى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، قَالَ : فَقُلْتُ لَهُمَا : إِنَّ أَخَاكُمَا يُقْرِئُكُمَا السَّلاَمَ وَيَقُولُ لَكُمَا : هَلْ وَجَدْتُمَا عَلَيَّ حَيْفًا فِي حُكْمٍ ، أَوِ اسْتِئْثَارٍ بِفَيْءٍ ، أَوْ بِكَذَا ، أَوْ بِكَذَا ، قَالَ : فَقَالَ الزُّبَيْرُ : لاَ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ، وَلَكِنْ مَعَ الْخَوْفِ شِدَّةُ الْمَطَامِعِ.

(٣٨٩٤٧) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف جنگ جمل کے دن بھیجا۔ میں نے ان سے کہا آپ دونوں کے بھائی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور آپ دونوں کو کہہ رہے ہیں کیا تم نے مجھے کسی حکم میں ظلم کرتے ہوئے پایا یا اس طرح کی کوئی اور بات ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان میں سے کوئی نہیں مگر خوف کے ساتھ ان کے اندر لالچ بھی ہے۔

سند صحیح ہے - یعنی زبیر رضی الله عنہ کے نزدیک علی رضی الله عنہ میں ظلم تو نہیں لیکن لالچ آ جانے کا خوف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٨) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، قَالَ : كُنَّا فِي الشِّعْبِ فَكُنَّا نَنْتَقِصُ عُثْمَانَ ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَفْرَطْنَا ، فَالْتَفَتُّ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَبَا عَبَّاسٍ ، تَذْكُرُ عَشِيَّةَ الْجَمَلِ ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ ، وَأَنْتَ عَنْ شِمَالِهِ ، إِذْ سَمِعْنَا الصَّيْحَةَ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ ، قَالَ : فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : نَعَمَ الَّتِي بَعَثَ بِهَا فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ ، فَأَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ وَجَدَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَاقِفَةً فِي الْمِرْبَدِ تَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : لَعَنَ اللَّهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ ، وَهَذَا عَنْ شِمَالِهِ ، فَسَمِعْته مِنْ فِيهِ إِلَى فِي ، وَابْنُ عَبَّاسٍ ، فَوَاللهِ مَا عِبْت عُثْمَانَ إِلَى يَوْمِي هَذَا.

(٣٨٩٤٨) محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک گروہ میں بیٹھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کمی بیان کر رہے تھے، جب ہم نے حد سے تجاوز کیا تو میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا اے ابن عباس کیا آپکو جنگ جمل کی شام یاد ہے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا اور آپ بائیں جانب جب ہم نے مدینہ کی طرف سے ایک چیخ سنی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں جب فلاں کو اس کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ پس اس نے خبر دی تھی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹوں کے باڑے میں کھڑے ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کر رہی تھیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لعنت ہو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر وہ

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۴۳ کتاب الجمل

چاہے نرم زمین میں ہوں، یا پہاڑوں میں، خشکی میں ہوں، یا تری میں، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا اور یہ بائیں جانب تھے پس میں نے اور ابن عباس نے آمنے سامنے یہ سنا۔ اللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آج تک کوئی عیب بیان نہیں کیا۔

سند صحیح ہے البتہ سالم پر عقیلی کا کہنا ہے

قال العقيلي: كان يفرط في التشيع، ويبغض أبا بكر وعمر، ويتناول عثمان- رضي الله عنهم- فترك لذلك، وبحق ترك.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥١) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ ، أَنَّ عَلِيًّا أَجْلَسَ طَلْحَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ التُّرَابَ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى حَسَنٍ ، فَقَالَ : إِنِّي وَدِدْتُ أَنِّي مِتُّ قَبْلَ هَذَا. (ابن ابی الدنیا ١٥٥)

(٣٨٩٥١) حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کی پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کاش میں ان سے پہلے مرجاتا۔

طلحة بن مصرف (112 ھ) کا سماع ابن عباس سے ہے علی سے نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٢) حَدَّثَنَا قَبِيصَةَ، قَالَ: حدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْرِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ لِعَلِيٍّ يَوْمَ الْجَمَلِ: مَا تَرَى فِي سَبْيِ الذُّرِّيَّةِ ، قَالَ ، فَقَالَ : إِنَّمَا قَاتَلْنَا مَنْ قَاتَلَنَا ، قَالَ : لَوْ قُلْتَ غَيْرَ هَذَا خَالَفْنَاكَ. (بیهقی ١٨١)

(٣٨٩٥٢) حضرت حمیر بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کا قیدیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے صرف ان سے قتال کیا ہے جو ہم سے لڑائی کے لیے آئے (یعنی ہم قیدیوں کو غلام نہیں بنائیں گے) حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ اس کے خلاف کوئی بات کہتے تو ہم آپ کی مخالفت کرتے۔

سند میں حِمْيَرِ بْنِ مَالِكٍ مجھول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۵۳) حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہم مدینے پہنچے ہمارا حج کرنے کا ارادہ تھا۔ اپنی منزل پر پہنچ کر ہم نے اپنے کجاوے رکھے کہ اچانک آنے والے نے کہا کہ لوگ مسجد میں پریشان حال جمع ہیں۔ پس میں مسجد پہنچا اور لوگوں کو وہاں جمع دیکھا۔ حضرت علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے۔ میں بھی اس طرح کھڑا ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ کسی نے کہا یہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں ان کے سر پر زرد رنگ کا کپڑا تھا جس سے انہوں نے سر ڈھانپا ہوا تھا فرمانے لگے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ حضرت زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں لوگوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ سعد ہیں لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمانے لگے میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو فلاں قبیلے کے باڑے کو خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ پس میں نے اسے بیس یا پچیس ہزار درہم کے عوض خریدا اور حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے خرید لیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسکو مسجد بنا دو اور تمہارے لیے اجر ہے؟ تو لوگوں نے کہا بالکل اسی طرح ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو بئر رومہ (کنواں) خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ پھر میں نے اسے خریدا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں نے کنواں خرید لیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دو اس کا اجر اللہ تم کو دے گا۔ لوگوں نے کہا جی بالکل ایسے ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ جانتے ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ کے چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہ جو ان لوگوں کو سامان جنگ مہیا کرے گا (غزوہ تبوک میں) اللہ تعالیٰ اس کے مغفرت فرمائیں گے۔ پس میں نے ان لوگوں کو سامان جنگ دیا حتیٰ کہ لگام اور اونٹ باندھنے کی رسی تک میں نے مہیا کی؟ لوگوں نے کہا جی بالکل ایسے ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ فرمایا اے اللہ تو گواہ رہنا۔ احنف کہتے ہیں کہ میں چلا اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اب آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ اور میرے لیے (بیعت کے لیے) کس کو پسند کرتے ہو؟ کیونکہ ان کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) شہید ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ دونوں نے جواب دیا ہم آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دے رہے ہیں اور آپ

میرے لیے ان پر راضی ہیں دونوں نے جواب دیا ہاں۔

پھر میں حج کے لیے مکہ روانہ ہوا کہ اس دوران حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہنچی۔ مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قیام فرما تھیں۔ میں ان سے ملا اور ان سے عرض کیا کہ اب میں کن سے بیعت کروں انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کا حکم دے رہی ہیں اور آپ اس پر راضی ہیں انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے واپسی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی مدینہ میں۔ پھر میں بصرہ لوٹ آیا۔ پھر میں نے معاملے کو مضبوط ہوتے ہوئے ہی دیکھا۔ اسی اثناء میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ خریبہ مقام پر قیام فرماں ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیوں آئے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا وہ آپ سے مدد چاہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے میں جو مظلوم شہید ہوئے ہیں۔ احنف نے فرمایا مجھ پر اس سے زیادہ پریشان کرنے والا معاملہ کبھی نہیں آیا۔ میرا ان سے (طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ) جدا ہونا بڑا دشوار کن مرحلہ ہے جبکہ ان کے ساتھ ام المومنین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی ہیں۔ اور دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد سے قتال کرنا بھی چھوٹی بات نہیں جب کہ ان کی بیعت کا حکم وہ (طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، ام المومنین رضی اللہ عنہا) خود دے چکے ہیں۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ کہنے لگے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ کے سلسلہ میں مدد لینے کے لیے آئے ہیں جو مظلوم قتل ہوئے ہیں۔ احنف کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھے کس کی بیعت کا حکم دیتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کا میں نے پھر کہا تھا کہ آپ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیتی ہیں اور آپ میرے لیے ان پر خوش ہیں تو آپنے فرمایا تھا ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بالکل ایسے ہی ہے لیکن اب علی رضی اللہ عنہ بدل چکے ہیں۔ پھر یہی بات میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہی انہوں نے بھی اسی طرح اقرار کیا اور فرمایا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بدل چکے ہیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں تم سے قتال نہیں کروں گا جبکہ تمہارے ساتھ ام المومنین بھی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی قتال نہیں کروں گا کیونکہ تم لوگوں نے خود ہی مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا ہے۔ میرے لیے تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلو یا تو میرے لیے باب جسر کھول دو تا کہ میں عجمیوں کے وطن چلا جاؤں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ کردے یا پھر مجھے مکہ جانے دیا جائے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ فرمادیں یا پھر میں علیحدہ ہو جاتا ہوں اور قریب میں قیام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم مشورہ کرتے ہیں پھر تمہیں پیغام بھیجتے ہیں پس انہوں نے مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم اس کے لیے باب جسر کھول دیتے ہیں تو اس کے ساتھ منافق اور جدا ہونے والے مل جائیں گے اور پھر یہ مکہ چلا جائے گا اور ممکن ہے تمہارے بارے میں مکہ والوں کی رائے کو بدلے اور تمہاری خبریں ان کو بتلائیں لہذا یہ مضبوط رائے نہیں ہے۔ اس کو قریب ٹھہراؤ تا کہ معاملے پر تم غالب آجاؤ اور اس پر نگاہ بھی رکھو۔ پس وہ مقام جلعاء میں ٹھہرے جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے اس کے ساتھ چھ ہزار کا لشکر بھی علیحدہ ہو گیا۔

پھر لشکر کی مڈبھیڑ ہوئی پس پہلے شہید طلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور کعب بن سور کے پاس قرآن کریم بھی تھا اور دونوں لشکروں کو نصیحت

کر رہے تھے اسی دوران وہ بھی شہید ہو گئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ کے مقام سفوان پہنچ گئے جیسے تم سے مقام قادسیہ ہے۔ پس ان سے بنو مجاشع کا ایک شخص ملا اور کہنے لگا اے صحابی رسول آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں میری پناہ میں آ جائیں آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ اس کے ساتھ چل دیئے پھر احنف کے پاس ایک آدمی آیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اطلاع دی تو وہ کہنے لگے ان کو کس نے امن دیا ہے انہوں نے تو مسلمانوں کو مد مقابل لا کھڑا کیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے دربانوں کو تلواروں سے مار رہے ہیں۔ اور اب خود وہ اپنے گھر اور اہل کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ یہ بات عمیر بن جرموز اور غواۃ غواء بن تمیم (سے) فضالہ بن حابس اور نفیع نے سنی پس وہ ان کی طلب میں نکلے اور حضرت زبیر سے ملے جب کہ ان کے ساتھ وہ شخص بھی تھا جس نے ان کو پناہ دی تھی۔ پس ان کے پاس عمیر بن جرموز آیا اس حال میں کہ گھوڑے پر تھا۔ اس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اس حال میں کہ آپ بھی گھوڑے پر تھے جس کا نام ذوالخمار تھا۔ جب عمیر بن جرموز نے گمان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اسے قتل کر دیں گے تو اس نے اپنے دو ساتھیوں کو آواز دی اے نفیع اے فضالہ پس ان سب نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ،

سند میں عُمَر بْن جاوان، ویُقال: عَمْرو بْن جاوان مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أم الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَان قُلْتُ: مَا يُقِيمُنِي بِالْعِرَاقِ، وَإِنَّمَا الْجَمَاعَةُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ، قَالَ: فَخَرَجت فَأُخْبِرْت، أَنَّ النَّاسَ قَدْ بَايَعُوا عَلِيًّا، قَالَ: فَانْتَهَيْت إِلَى الرَّبَذَةِ وَإِذَا عَلِيٌّ بِهَا، فَوُضِعَ لَهُ رَحْلٌ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، فَكَانَ كَقِيَامِ الرَّجُلِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ قد بَايَعَا طَائِعَيْنِ غَيْرَ مُكْرَهَيْنِ، ثُمَّ أَرَادَا أَنْ يُفْسِدَا الأَمْرَ وَيَشقَّا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَحَرَّضَ عَلَى قِتَالِهِمْ، قَالَ: فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَقَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّ الْعَرَبَ سَتكُونُ لَهُمْ جَوْلَةٌ عِنْدَ قَتْلِ هَذَا الرَّجُلِ، فَلَوْ أَقَمْت بِدَارِكَ الَّتِي كُنْتَ بِهَا، يَعْنِيَ الْمَدِينَةَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تُقْتَلَ بِحَالِ مَضْيَعَةٍ لاَ نَاصِرَ لَكَ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: اجْلِسْ فَإِنَّمَا تَخِنُّ كما تخن الْجَارِيَةُ، أو إِنَّ لَكَ خَنِينًا كَخَنِينِ الْجَارِيَةِ، آللهِ أَجْلِسُ بِالْمَدِينَةِ كَالضَّبُعِ تَسْتَمِعُ اللَّدْمَ، لَقَدْ ضَرَبْت هَذَا الأَمْرَ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ، أَوْ رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ، فَمَا وَجَدْت إِلاَّ السَّيْفَ، أَوِ الْكُفْرَ. (حاکم ۱۱۵)

(۳۸۹۵۴) طارق بن شہاب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کو قتل کیا گیا میں نے دل میں سوچا کہ مجھے کس شئے نے عراق میں ٹھہرایا ہوا ہے حالانکہ جماعت تو مدینہ میں ہے مہاجرین اور انصار کے پاس کہتے ہیں میں نکلا مجھے خبر ملی کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے کہتے ہیں کہ میں ربذہ مقام پر پہنچا تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ ان کے لیے ایک شخص نے بیٹھنے کے لیے نشست رکھی۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے کی حالت میں تھے۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت خوشی خوشی کی تھی نہ کہ حالت اکراہ میں۔ اب چاہتے ہیں کہ وہ معاملے کو بگاڑ دیں اور مسلمانوں کی لاٹھی (جمعیت) کو توڑ ڈالیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے لیے لوگوں کو ابھارا۔ پھر حسن رضی اللہ عنہ بن

علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ عرب ان کے ساتھ جمع ہو جائیں گے اگر اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا۔ اگر آپ اپنے گھر میں رہتے یعنی مدینہ میں تو مجھے ڈر تھا کہ آپ کو بھی اسی لاپرواہی سے قتل کر دیا جاتا اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ تم ایسے گنگناتے ہو جیسے دوشیزہ گنگناتی ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے لیے ایسا گنگنا ہونا ہے جیسے دوشیزہ کے لیے گنگنا ہونا۔ اللہ کی قسم میں مدینہ میں اس بھیڑیے کی طرح بیٹھا تھا جو زمین پر پتھر گرنے کی آواز سن رہا ہو۔ پس میں نے اس معاملے کا بہت گہرائی سے مشاہدہ کیا میں نے سوائے تلوار یا کفر کے کچھ نہیں پایا۔

سند میں صفوان بن قبیصة. مجھول ہے میزان میں الذھبی نے ذکر کیا ہے

عن طارق بن شهاب. وعنه أمي الصيرفي، وآخران. مجهول.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ فُلَانِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَنَزِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي خَالِي ، عَنْ جَدِّي ، قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجَمَلِ وَاضْطَرَبَ النَّاسُ ، قَامَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ يَدَّعُونَ أَشْيَاءَ ، فَأَكْثَرُوا الْكَلَامَ ، فَلَمْ يَفْهَمْ عَنْهُمْ ، فَقَالَ : أَلَا رَجُلٌ يَجْمَعُ لِي كَلَامَهُ فِي خَمْسِ كَلِمَاتٍ ، أَوْ سِتٍّ ، فَاحْتَفَزْتُ عَلَى إِحْدَى رِجْلَيَّ ، فَقُلْتُ : إِنْ أَعْجَبَهُ كَلَامِي وَإِلَّا لَجَلَسْتُ مِنْ قَرِيبٍ ، فَقُلْتُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِخَمْسٍ وَلَا بِسِتٍّ ، وَلَكِنَّهُمَا كَلِمَتَانِ ، هَضْمٌ ، أَوْ قِصَاصٌ ، قَالَ : فَنَظَرَ إِلَيَّ فَعَقَدَ بِيَدِهِ ثَلَاثِينَ ، ثُمَّ قَالَ : أَرَأَيْتُمْ مَا عَدَدْتُمْ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ. (عبدالرزاق ١٨٥٨٦)

(٣٨٩٥٥) سیف بن فلاں بن معاویہ عنزی اپنے ماموں اور وہ میرے نانا سے نقل کرتے ہیں کہ جب جنگ جمل کا دن آیا تو لوگ پریشان تھے۔ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہوتے اور مختلف چیزوں کا دعویٰ کرتے۔ جب آوازیں زیادہ ہوگئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کی آوازوں کو سمجھ نہ پائے تو فرمایا کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنی بات پانچ یا چھ کلمات میں سمیٹ دے۔ پس میں جلدی سے ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر میں اپنی بات سمیٹ نہ سکا تو قریب میں بیٹھ جاؤں گا پس میں نے کہا اے امیر المومنین! میرا کلام پانچ یا چھ لفظوں کا نہیں بلکہ صرف دو الفاظ کا ہے حملہ یا قصاص۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ سے تیس تک گنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا اور جو تم نے گنا (شمار کیا) وہ میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔

سند میں ہے سَيْفُ بْنُ فُلَانِ نے اپنے خالو انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا یہ تینوں مجھول ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٩) حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ فِي حَاجَةٍ فَأَتَيْته ، قَالَ : فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِد ، فَقَالُوا : يَا أَبَا عِيسَى ، حدثنا فِي الأُسَارَى لَيْلَتَنَا ، فَسَمِعْتهمْ يَقُولُونَ : أَمَّا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ فَإِنَّهُ مَقْتُولٌ بُكْرَةً ، فَلَمَّا صَلَّيْت الْغَدَاةَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْعَى الأُسَارَى الأُسَارَى ، قَالَ : ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فِي أَثَرِهِ يَقُولُ : مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ ، مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ : فَانْطَلَقْت ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَسَلَّمْت ، فَقَالَ : أَتُبَايِعُ تَدْخُلُ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : هَكَذَا ، وَمَدَّ يَدَهُ فَبَسَطَهُمَا قَالَ : فَبَايَعْته ، ثُمَّ قَالَ : ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ وَمَالِكِ ، قَالَ : فَلَمَّا رَأَنِي النَّاسَ قَدْ خَرَجْت ، قَالَ : جَعَلُوا يَدْخُلُونَ فَيُبَايِعُونَ.

(٣٨٩٥٩) حضرت سوار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کسی ضرورت کے لیے اپنے پاس بلایا میں حاضر خدمت ہوا۔ میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ اسی اثنا میں مسجد کے کچھ لوگ حضرت موسیٰ بن طلحہ کے پاس آئے اور کہا اے ابو عیسیٰ ہمیں ہماری رات کے اساری کے بارے میں بتائیے، حضرت سوار رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت قتل کر دیئے جائیں گے پس جب میں نے صبح کی نماز ادا کی تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا جو پکارتے ہوئے کہہ رہا تھا الاساری الاساری پھر ایک دوسرا شخص اس کے نقش قدم پر چلتا ہوا آیا وہ پکار رہا تھا موسیٰ بن طلحہ موسیٰ بن طلحہ حضرت سوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پس میں چلا اور امیر المومنین کے پاس آیا اور سلام کیا۔ امیر المومنین نے کہا کہ کیا تم نے بیعت کر لی؟ جہاں لوگ داخل ہوئے تم داخل ہو گئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ سوار فرماتے ہیں کہ اس طرح (ہاتھ پھیلائے ہوئے) امیر المومنین نے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ پھر کہا تم نے بیعت کر لی پھر کہا تم اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جاؤ جب لوگوں نے مجھے نکلتے ہوئے دیکھا تو وہ داخل ہونا شروع ہوئے اور بیعت کرنے لگے۔

سند میں أشعث بن سوار الكندي ضعیف ہے اس کا باپ مجہول الحال ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٦٥) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ : حدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَى ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ، قَالَ : سَمِعَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَوْتًا تِلْقَاءَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ، فَقَالَ : انْظُرُوا مَا يَقُولُونَ ، فَرَجَعُوا فَقَالُوا : يَهْتِفُونَ بِقَتَلَةِ عُثْمَانَ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ جَلِّلْ بِقَتَلَةِ عُثْمَانَ خِزْيًا. (ابن عساکر ٤٥٧)

(٣٨٩٦٥) ابو جعفر سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن ام المومنین کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آواز سنی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کچھ لوگوں نے دیکھ کر بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو ملامت کر رہے ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ذلیل کر دے

سند میں ابو حوص مجھول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٦٧) حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ إبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَعِنْدَهُ الْحَسَنُ وَبَعْضُ أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ عَلِيٌّ حِينَ رَآنِي : يَا ابْنَ صُرَدٍ ، تَنَأْنَأْتَ وَتَزَحْزَحْتَ وَتَرَبَّصْتَ ، كَيْفَ تَرَى اللَّهَ صَنَعَ ، قَدْ أَغْنَى اللَّهُ عَنْك ، قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، إنَّ الشَّوْطَ بَطِينٌ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ الأُمُورِ مَا تَعْرِفُ فِيهَا عَدُوَّك مِنْ صَدِيقِك ، قَالَ: فَلَمَّا قَامَ الْحَسَنُ لَقِيته ، فَقُلْتُ: مَا أَرَاك أَغْنَيْت عَنِّي شَيْئًا وَلاَ عَذَرْتنِي عِنْدَ الرَّجُلِ، وَقَدْ كُنْت حَرِيصًا عَلَى أَنْ تَشْهَدَ مَعَهُ، قَالَ: هَذَا يَلُومُك عَلَى مَا يَلُومُك ، وَقَدْ قَالَ لِي يَوْمَ الْجَمَلِ: حين مَشَى النَّاسُ بَعْضُهُمْ إلَى بَعْضٍ : يَا حَسَنُ ثَكِلَتْك أُمُّك ، أَوْ هَبِلَتْك أُمُّك مَا ظَنُّك بِأَمْرِي جَمَعَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْغَارَّيْنِ ، وَاللهِ مَا أَرَى بَعْدَ هَذَا خَيْرًا ، قَالَ : فَقُلْتُ : اُسْكُتْ ، لاَ يَسْمَعُك أَصْحَابُك ، فَيَقُولُوا : شَكَكْت ، فَيَقْتُلُونَك.

(نعیم بن حماد ۲۰۷)

(۳۸۹۶۷) سلیمان بن صرد سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض ساتھی بھی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابن صرد کمزور اور ڈھیلے پڑ گئے اور پیچھے ٹھہر گئے۔ اللہ کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بے نیاز کر دیا میں نے کہا اے امیر المومنین معاملہ بڑا سخت ہوگیا۔ معاملات ایسے ہوگئے ہیں کہ آپ کے دوست اور دشمن میں امتیاز مشکل ہو چکا کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے عرض کیا آپ نے میری ذرا بھی حمایت نہیں کی اور نہ ہی میری طرف سے کوئی عذر اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے پاس کیا؟ حالانکہ میں اس بات کا متمنی تھا ان کے پاس میری گواہی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہوں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) جو ملامت آپ پر کرنی تھی سو وہ کی۔ حالانکہ مجھے جنگ جمل کے دن فرمایا کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف جا رہے ہیں اے حسن تیری ماں تجھے گم کرے! تیرا میرے اس معاملے کے بارے میں کیا خیال ہے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہیں اللہ کی قسم میں اس کے بعد خیر نہیں دیکھتا۔ میں نے کہا آپ خاموش ہو جایئے آپ کے ساتھی نہ سن لیں پس کہنے لگیں کہ تو نے معاملہ مشکوک کر دیا اور تجھے قتل کر دیں۔

سند صحیح ہے

صحیح بخاری میں ہے

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا' کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا' انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی' یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا' میں نے پوچھا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہ نے بیان کیا' قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی' کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧٠) حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ :حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ دَخَلَ بَيْتَ الْمَالِ ، فَإِذَا هُوَ بِصَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ ، فَقَالَ :يَقُولُ اللهُ :﴿وَعَدَكُمَ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾ ﴿وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا﴾ فَقَالَ :هَذَا لَنَا.

(٣٨٩٧٠) حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام جب بصرہ تشریف لائے بیت المال میں داخل ہوئے وہاں سونے چاندی کے ڈھیر تھے پھر فرمایا ”وعدہ کیا تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے، سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت“ (الفتح ٢١) اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہیں تھی وہ اللہ کے قابو میں ہے۔ پھر فرمایا یہ ہمارے لیے ہے۔

سند میں أَبِي حَرْبِ بْنِ الْأَسْوَدِ مجهول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧١) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ :أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيَهُ فَنَادَى يَوْمَ الْبَصْرَةِ :لاَ يُتْبَعُ مُدْبِرٌ وَلاَ يُذَفَّفُ عَلَى جَرِيحٍ ، وَلاَ يُقْتَلُ أَسِيرٌ ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابًا آمِنَ ، وَمَنْ أَلْقَى سِلاَحَهُ فَهُوَ آمِنٌ ، وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْ مَتَاعِهِمْ شَيْئًا. (بیهقی ١٨١)

(٣٨٩٧١) حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بصرہ (کی لڑائی) کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منادیوں کو یہ ندا لگانے کا حکم دیا کہ کوئی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے، کوئی زخمی کو قتل نہ کرے۔ کوئی قیدی کو قتل نہ کرے، جو اپنے دروازے بند کر لے اسے امن ہے، جو اپنا ہتھیار ڈال دے اسے بھی امن حاصل ہے اور ان کے سامان سے کوئی شئے نہ لی جائے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

(٣٨٩٧٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ ، عَنْ أَبِي الْعَلاَءِ ، قَالَ :لَمَّا أُصِيبَ زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ ، قَالَ :هَذَا الَّذِي حَدَّثَنِي خَلِيلِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ :إِنَّمَا يُهْلِكُ هَذِهِ الأُمَّةَ نَقْضُهَا عُهُودَهَا.

(٣٨٩٧٢) حضرت ابو العلاء رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن جب زید بن صوحان کو مصیبت پہنچی تو کہنے لگے یہ وہی بات ہے جس کی میرے دوست سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی تھی کہ یہ امت اپنے عہد و پیماں کو توڑنے سے ہلاک ہوگی۔

یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيّ سند سے نقل ہوئی ہے- سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ البصری المتوفی ١٤٤ ھ سے اس روایت کو عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى نے لیا ہے

العلل از عبد الله بن احمد میں ہے

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علية عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق

عبد الله نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں

ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا

اس دور میں بصرہ میں سن ١٣٢ ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجريري میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے

اسی کتاب میں ہے قبل موته بسبع سنين یہ اختلاط یا کیفیت الجريري پر مرنے سے قبل سات سال رہی

ابن علیہ کے برعکس امام یحیی بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے

امام يزِيد بن هَارُون کہتے ہیں

قَالَ سَمِعت من الْجريرِي سنة إِحْدَى أَو 142 وَكَانَ قد أنكر

میں نے الجریری سے سن ١٤١ یا ١٤٢ میں سنا اور اس وقت ان کا انکار کیا جاتا تھا

یعنی ابن علیہ کی رائے سے يزِيد بن هَارُون متفق نہیں ہیں - عالم اختلاط کی ہے جس کوبعض محدثین پہچان گئے بعض نہ پہچان سکے

شعيب الأرنؤوط نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں ایک روایت پر لکھا ہے

والجريري: هو سعيد بن إياس الجريري، وسماع عبد الأعلى بن عبد الأعلى منه قديم،

جریری کا سماع عبد الاعلی سے قدیم ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧٣) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ :قَالَتْ عَائِشَةُ :وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ غُصْنًا رَطْبًا وَلَمْ أَسِرْ مَسِيرِى هَذَا.

(٣٨٩٧٣) عبداللہ بن عبید بن عمیر ؒ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں پسند کرتی ہوں کہ میں ایک تر شاخ ہوتی اور اپنا یہ سفر طے نہ کرتی (جنگ جمل کے لیے سفر)

اس کی سند منقطع ہے – سند میں عبد الله بن عبيد بن عمير بن قتادة ہے ابن حزم کے نزدیک اس کا سماع نہیں ہے

ابن حزم: لم يسمع من عائشة رضي الله عنها.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ :حدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، قَالَ :قَالَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ: وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مِتُّ قَبْلَ هَذَا بِعِشْرِينَ سَنَةً.

(٣٨٩٧٩) ابوصالح سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس واقعہ سے بیس

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ٧٥٦ کتاب الجمل

سال پہلے مر چکا ہوتا۔

عاصِمٍ بن بهدله نے أبي صالحٍ ذكوان سے روایت کیا ہے – عاصم مختلط ہوئے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٠) حَدَّثَنَا ابْنُ آدَمَ ، قَالَ : حدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ ضُبَيْعَةَ الْعَبْسِيِّ ، عَنْ عَلِيٍّ ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ : لَا يُتْبَعُ مُدْبِرٌ وَلَا يُذَفَّفُ عَلَى جَرِيحٍ.

(٣٨٩٨٠) یزید بن ضبیعہ عبسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگ جمل کے دن فرمایا کوئی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے اور نہ ہی زخمی کو قتل کرے۔

سند میں يَزِيدَ بْنِ ضُبَيْعَةَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨١) حَدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الحَسَنِ ، قَالَ : حدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ ، قَالَ : لَمَّا قَدِمَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ نَزَلَا فِي بَنِي طَاحِيَةَ ، فَرَكِبْت فَرَسِي فَأَتَيْتهمَا فَدَخَلْت عَلَيْهِمَا الْمَسْجِدَ ، فَقُلْتُ : إنَّكُمَا رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نشدتكما بالله في مسيركما ، أعهد إليكما فيه رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَمْ رَأْيٌ رَأَيْتُمَا ؟ فَأَمَّا طَلْحَةُ فَنَكَسَ رَأْسَهُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ ، وَأَمَّا الزُّبَيْرُ ، فَقَالَ : حُدِّثْنَا أَنَّ هَاهُنَا دَرَاهِمَ كَثِيرَةً فَجِئْنَا نَأْخُذُ مِنْهَا.

(٣٨٩٨١) ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ بنوضبیعہ کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ جب طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بنو طاحیہ میں تشریف فرما ہوئے تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے پاس آیا اور ان کے پاس مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے ان سے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں! کیا یہ کوئی رائے ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے تو سر جھکا لیا اور کوئی بات نہیں کی اور زبیر نے کلام کیا اور رفرمایا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ یہاں کافی سارے دراہم ہیں ہم انہیں لینے کے لیے آئے ہیں۔

سند میں رَجُلٍ، مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٢) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي حَيَّةَ، قَالَ: خَلَا عَلِيٌّ بِالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَأَنْتَ لَاوٍ يَدِي فِي سَقِيفَةِ بَنِي فُلَانٍ: لَتُقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ، ثُمَّ لَيُنْصَرَنَّ عَلَيْكَ، قَالَ: قَدْ سَمِعْتُ لَا جَرَمَ، لَا أُقَاتِلُكَ.

(٣٨٩٨٢) عبدالسلام سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں ملے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا جبکہ تم فلاں قبیلے کے چھپر کے نیچے میرے ہاتھ پر جھکے کھڑے تھے تم اس سے قتال کرو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہو گے پھر تم پر تمہارے خلاف مدد کی جائے گی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا ہے یقیناً اور اب میں آپ سے قتال نہیں کروں گا۔

سند میں رَجُلٌ مِنْ بَنِي حَيَّةَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٣) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ يَقْعَصُ الْخَيْلَ بِالرُّمْحِ قَعْصًا ، فنوه بِهِ عَلِيٌّ: يَا عَبْدَ اللهِ يَا عَبْدَ اللهِ ، قَالَ: فَأَقْبَلَ حَتَّى الْتَقَتْ أَعْنَاقُ دَوَابِّهِمَا قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ ، أَتَذْكُرُ يَوْمَ أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُنَاجِيكَ ، فَقَالَ: أَتُنَاجِيهِ ، فَوَاللهِ لَيُقَاتِلَنَّكَ يَوْمًا وَهُوَ لَكَ ظَالِمٌ ، قَالَ: فَضَرَبَ الزُّبَيْرُ وَجْهَ دَابَّتِهِ فَانْصَرَفَ. (مسند ٤٤٠٩)

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۵۷ کتاب الجمل

(٣٨٩٨٣) اسود بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والے نے بتایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو زور سے نیزہ مارا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا اے اللہ کے بندے اے اللہ کے بندے پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں حضرات کے جانوروں کے کان ایک دوسرے کے قریب ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا پس آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ کو وہ دن یاد ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں آپ سے سرگوشی کر رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے سرگوشی کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم یہ ایک دن تمہارے ساتھ قتال کرے گا اور یہ تم پر ظلم کرنے والا ہو گا پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو ہانکا اور واپس چلے گئے۔

سند میں مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ إِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : مَرَّ عَلِيٌّ عَلَى قَتْلَى مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ ، وَمَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ، فَقَالَ : أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ : مَا نَسْتَمِعُ مَا يَقُولُ ، فَقَالَ لَهُ الآخَرُ : اسْكُتْ ، لاَ يَزِيدُكَ.

(٣٨٩٨٤) عبداللہ بن محمد سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے شہداء کے پاس سے گزرے اور دعا کی ! اے اللہ ان کی مغفرت فرما، ان کے ساتھ محمد بن ابو بکر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے پس ایک دوسرے سے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا کہتے ہوئے سن رہے ہیں؟ دوسرے نے فرمایا خاموش ہو جاؤ کہیں تمہاری وجہ سے اور اضافہ کر دیں۔

سند میں عبد اللہ بن محمد مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ ، عَنْ جَحْشِ بْنِ زِيَادٍ الضَّبِّيِّ ، قَالَ : سَمِعْتُ الأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ : لَمَّا ظَهَرَ عَلِيٌّ عَلَى أَهْلِ الْجَمَلِ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ : ارْجِعِي إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِلَى بَيْتِكَ ، قَالَ : فَأَبَتْ ، قَالَ : فَأَعَادَ إِلَيْهَا الرَّسُولَ ؛ وَاللهِ لَتَرْجِعَنْ ، أَوْ لأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ نِسْوَةً مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ مَعَهُنَّ شِفَارٌ حِدَادٌ يَأْخُذْنَكِ بِهَا ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ خَرَجَتْ.

(٣٨٩٨٥) احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ مدینے اپنے گھر لوٹ جاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے پیغام رساں کو بھیجا کہ اللہ کی قسم تم لوٹ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف بکر بن وائل کی ایسی عورتوں کو بھیجوں گا جس کے پاس تیز دھار والی چھریاں ہیں وہ تجھ پر ان سے حملہ کریں گی۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو وہ چلی گئیں۔

سند میں جَحْشِ بْنِ زِيَادٍ الضَّبِّيِّ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٦) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ ، عَنِ ابْنِ أَبْزَى ، قَالَ : انْتَهَى عَبْدُ اللهِ بْنُ بُدَيْلٍ إِلَى عَائِشَةَ وَهِيَ فِي الْهَوْدَجِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَقَالَ : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، أَنْشُدُكِ بِاللهِ ، أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكِ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ ، فَقُلْتُ : إِنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ فَمَا تَأْمُرِينِي ، فَقُلْتِ لِي : الْزَمْ عَلِيًّا ، فَوَاللهِ مَا غَيَّرَ وَلَا بَدَّلَ ، فَسَكَتَتْ ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَسَكَتَتْ ، فَقَالَ : اعْقِرُوا الْجَمَلَ ، فَعَقَرُوهُ ، قَالَ : فَنَزَلْتُ أَنَا وَأَخُوهَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَاحْتَمَلْنَا الْهَوْدَجَ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْ عَلِيٍّ ، فَأَمَرَ بِهِ عَلِيٌّ فَأُدْخِلَ فِي

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ١١) | ٧٥٨ | کتاب الجمل

مَنْزِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُدَيْلٍ ، قَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي الْمُغِيرَةِ : وَكَانَتْ عَمَّتِي عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُدَيْلٍ ، فَحَدَّثَتْنِي عَمَّتِي ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهَا : أَدْخِلِينِي ، قَالَتْ : فَأَدْخَلْتُهَا الدَّاخِلَ وَأَتَيْتُهَا بِطَسْتٍ وَإِبْرِيقٍ وَأَجَفْتُ عَلَيْهَا الْبَابَ ، قَالَتْ : فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهَا مِنْ خَلَلِ الْبَابِ وَهِيَ تُعَالِجُ شَيْئًا فِي رَأْسِهَا مَا أَدْرِي شَجَّةٌ ، أَوْ رَمْيَةٌ.

(٣٨٩٨٦) ابن ابزی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن بدیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے وہ ھودج میں تھیں جنگ جمل کے دن پھر عرض کیا اے ام المومنین آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتی ہو کہ میں آپ کے پاس اس دن حاضر ہوا تھا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اب آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑو۔ اللہ کی قسم وہ بدلے نہیں پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں پھر یہی بات عبداللہ بن بدیل نے تین دفعہ دہرائی پس وہ خاموش رہیں۔ عبداللہ بن بدیل نے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کا حکم دیا تو اونٹنی کی کانچیں کاٹ دی گئیں پس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابو بکر اترے اور ان کے ھودج کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے عبداللہ بن بدیل کے گھر میں داخل کر دیا۔ جعفر بن ابو مغیرہ کہتے ہیں کہ میری پھوپھی عبداللہ بن بدیل کے ہاں تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا مجھے اندر داخل کر دو پس میں نے انہیں اندر داخل کر دیا اور میں نے ان کو ایک سفلچی (ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن) اور جگ ان کے پاس رکھ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ کہتی ہیں کہ میں دروازے کی دراڑوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اپنے سر کا علاج کر رہی تھیں میں نہیں جانتی کہ ان کے سر میں کوئی زخم تھا یا تیر کا زخم۔

جعفر بن أبي المغيرة کو صرف ابن شاہین اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے – سند میں يعقوب بن عبد الله القمي جس کو الدارقطني نے ليس بالقوي قوی نہیں قرار دیا ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ١٣ ص ٥٧ پر ابن حجر نے إرشاد الساري ج ١٠ ص ١٩٦ پر قسطلانی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے

أَخْرَجَ بن أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ انْتَهَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ إِلَى عَائِشَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهِيَ فِي الْهَوْدَجِ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكِ....

اس کے برعکس محمد بن عبد الله بن عبد القادر غبان الصبحي نے فتنة مقتل عثمان بن عفان رضي الله عنه میں اس کو واقدی کی وجہ سے سخت ضعیف کہا ہے

إسناده ضعيف جداً بالواقدي.

راقم کہتا ہے اس میں واقدی کا تفرد نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٨) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عمر بْنِ قَيْسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَقْبَلَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ حَتَّى نَزَلَا الْبَصْرَةَ وَطَرَحُوا سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا ، وَعَلِيٌّ كَانَ بَعَثَهُ عَلَيْهَا ، فَأَقْبَلَ حَتَّى نَزَلَ بِذِي قَارٍ ، فَأَرْسَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَأَبْطَؤُوا عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَتَاهُمْ عَمَّارٌ فَخَرَجُوا ، قَالَ زَيْدٌ : فَكُنْت فِيمَنْ خَرَجَ مَعَهُ ، قَالَ : فَكَفَّ عَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَأَصْحَابِهِمَا ، وَدَعَاهُمْ حَتَّى بَدَؤُوهُ فَقَاتَلَهُمْ بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ ، فَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَوْلَ الْجَمَلِ عَيْنٌ تَطْرِفُ مِمَّنْ كَانَ يَذُبُّ عَنْهُ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : لَا تُتِمُّوا جَرِيحًا وَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِرًا وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ وَأَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالُهُمْ إِلَّا تِلْكَ الْعَشِيَّةَ وَحْدَهَا .

٢- فَجَاؤُوا بِالْغَدِ يُكَلِّمُونَ عَلِيًّا فِي الْغَنِيمَةِ فقرأ عَلَيَّ هَذِهِ الآيَةَ ، فَقَالَ : أَمَا إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ : ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ أَيُّكُمْ لِعَائِشَةَ فَقَالُوا : سُبْحَانَ اللهِ ، أُمُّنَا ، فَقَالَ : أَحَرَامٌ هِيَ ، قَالُوا : نَعَمْ ، قَالَ عَلِيٌّ : فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنْ بَنَاتِهَا مَا يَحْرُمُ مِنْهَا

قَالَ : أَفَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ أَنْ يَعْتَدِدْنَ مِنَ الْقَتْلَى أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، قَالُوا : بَلَى ، قَالَ : أَفَلَيْسَ لَهُنَّ الرُّبُعُ وَالثُّمُنُ مِنْ أَزْوَاجِهِنَّ ، قَالُوا : بَلَى ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ : مَا بَالُ الْيَتَامَى لَا يَأْخُذُونَ أَمْوَالَهُمْ ، ثُمَّ قَالَ : يَا قَنْبَرُ ، مَنْ عَرَفَ شَيْئًا فَلْيَأْخُذْهُ ، قَالَ زَيْدٌ : فَرَدَّ مَا كَانَ فِي الْعَسْكَرِ وَغَيْرِهِ .

٣- قَالَ : وَقَالَ عَلِيٌّ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ : أَلَمْ تُبَايِعَانِي ؟ فَقَالَا : نَطْلُبُ دَمَ عُثْمَانَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : لَيْسَ عِنْدِي دَمُ عُثْمَانَ ، قَالَ : قَالَ عمر بْنُ قَيْسٍ : فَحَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ يُقَالُ لَهُ أَبُو قَيْسٍ ، قَالَ : لَمَّا نَادَى قَنْبَرٌ مَنْ عَرَفَ شَيْئًا فَلْيَأْخُذْهُ ، مَرَّ رَجُلٌ عَلَى قِدْرٍ لَنَا وَنَحْنُ نَطْبُخُ فِيهَا فَأَخَذَهَا ، فَقُلْنَا : دَعْهَا حَتَّى يَنْضَجَ مَا فِيهَا ، قَالَ : فَضَرَبَهَا بِرِجْلِهِ ، ثُمَّ أَخَذَهَا . (طحاوی ٢١٢)

(٣٨٩٨٨) زید بن وہب سے منقول ہے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے اور سہل بن حنیف کے سامنے معاملہ پیش کیا یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ذی قار مقام میں قیام فرمایا پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا کوفہ والوں نے پس وپیش سے کام لیا پھر عمار رضی اللہ عنہ کوفہ والوں کے پاس آئے پھر کوفہ والے نکل پڑے زید کہتے ہیں کہ میں بھی انہی لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ ساتھ نکلے تھے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں سے ہاتھ روکے رکھا اور ان کو حق کی طرف بلاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی لڑائی کی ابتدا کی پس ان کے ساتھ نماز ظہر کے بعد قتال کیا سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ اونٹ کے گرد اونٹ کا دفاع کرتے ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم زخمی کو قتل نہ کرو اور نہ ہی واپس بھاگنے والے کو قتل کرو اور جو اپنا دروازہ بند کرے اور اپنا ہتھیار پھینک دے اس کو امن ہے پس قتال نہیں ہوا مگر صرف اسی شام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اگلی صبح کو آئے اور

حضرت علی سے مال غنیمت سے مال غنیمت کا مطالبہ کرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ آیت تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ تم میں سے کون ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ وہ تو ہماری ماں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وہ حرام ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو ان سے (ام المومنین رضی اللہ عنہا سے) حرام ہے وہ ان کی بیٹیوں سے بھی حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا ان کے مقتول شوہروں کی وجہ سے ان کی عدت چار ماہ دس دن نہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا کیا ان بیواؤں کے لیے ربع اور ثمن نہیں ان کے شوہروں کے اموال سے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو پھر یتیموں کو کیوں حق نہیں کہ وہ ان کے اموال نہ لیں۔

پھر فرمایا اے قنبر جو اپنی شئے پہچان لے وہ اپنی شئے اٹھالے۔ پس جو لشکر کے پاس مدمقابل لوگوں کا سامان تھا لوٹا دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے بیعت نہیں کی تھی میرے ہاتھ پر؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون میرے سر تو نہیں عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ مجھے ابوقیس جو حضرموت سے تعلق رکھتے تھے کہا جب قنبر نے ندا لگائی کہ اپنی چیزوں کو پہچان کر لے لو تو ایک شخص ہمارے پاس سے گزرا ہم دیگچی میں کچھ پکا رہے تھے۔ اس نے اس دیگچی کو اٹھالیا ہم نے کہا اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اس میں جو ہے پک جائے ابوقیس کہتے ہیں کہ اس نے دیگچی میں ٹانگ ماری اور اس کو پکڑ کر چلتا ہوا۔

سند میں زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ ہے جس کی خبر علی اور جنگ کے حوالے سے غلط ہوتی ہیں – جنگ کے بعد علی نے زبیر و طلحہ سے کیسے کلام کیا جبکہ ان دونوں کی شہادت جنگ میں ہوئی ؟

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٩) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : دَخَلَ أَبُو مُوسَى ، وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ وَهُوَ يَسْتَنْفِرُ النَّاسَ ، فَقَالاَ : مَا رَأَيْنَا مِنْك مُنْذُ أَسْلَمْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الأَمْرِ ، فَقَالَ عَمَّارٌ : مَا رَأَيْت مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الأَمْرِ ، قَالَ : فَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ، وَخَرَجُوا إِلَى الصَّلاَةِ جَمِيعًا.

(٣٨٩٨٩) ابو وائل سے منقول ہے کہ ابو موسیٰ اور ابو مسعود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ لوگوں کو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے) ابھار رہے تھے۔ پس ان دونوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب سے آپ ایمان لائے ہیں ہم نے آپ کے معاملے میں جلدی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ عمل نہیں دیکھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے تم مسلمان ہوئے ہو میں نے تمہارے اس معاملے میں کوتاہی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ عمل نہیں دیکھا۔ پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک ایک جوڑا پہنایا اور پھر سب کے سب نماز کے لیے چلے گئے۔

سند صحیح ہے

اصحاب رسول اصلی نماز بھول چکے تھے ؟

سنن ابن ماجہ میں ہے

حدیث نمبر: 917حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاق، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْأَبِي مُوسَى، قَالَ: "صَلَّى بِنَا عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرَنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَسِينَاهَا، وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا، فَسَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ".

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں جنگ جمل کے دن ایسی نماز پڑھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی یاد تازہ ہو گئی، جسے یا تو ہم بھول چکے تھے یا چھوڑ چکے تھے، تو انہوں نے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا

البانی اس سند کو منکر کہتے ہیں

مسند احمد میں اس کا دوسرا طرق ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: لَقَدْ ذَكَّرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِمَّا نَسِينَاهَا، وَإِمَّا تَرَكْنَاهَا عَمْدًا " يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ، وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَكُلَّمَا سَجَدَ

ابو موسی نے کہا علی نے وہ نماز پڑھائی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے جو ہم یا تو بھول چکے تھے یا جان بوجھ کر چھوڑ چکے تھے وہ تکبیر کرتے جب بھی رکوع کرتے اور جب بھی رفع کرتے اور جب بھی سجدے کرتے

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں حدیث صحیح

راقم کہتا ہے دو طرقوں سے اس کا متن منکر ہے

علی کا حکم نبوی نظر انداز کرنا؟

شیعہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو امن کی جگہ پہنچا دینا کو نظر انداز کر دیا گیا اور علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تیر چلائے

کتاب جمل من أنساب الأشراف از البَلَاذُري (المتوفى: 279هـ) کے مطابق

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النصر، حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو:عَنِ ابْنِ حَاطِبٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ عَلِيٍّ يَوْمَ الْجَمَلِ إِلَى الْهَوْدَجِ وَكَأَنَّهُ شَوْكُ قُنْفُذٍ مِنَ النَّبْلِ، فَضَرَبَ الْهَوْدَجَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ حُمَيْرَاءَ إِرَمَ هَذِهِ أَرَادَتْ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلَتْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. فَقَالَ لَهَا أَخُوهَا مُحَمَّدٌ: هَلْ أَصَابَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: مِشْقَصٌ فِي عَضُدِي. فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ جَرَّهَا إِلَيْهِ فَأَخْرَجَهُ.

ابن حاطب کہتے ہیں کہ میں علی علیہ السلام کے ساتھ عائشہ کے ہودج کے قریب آیا: اس وقت یہ ہودج تیروں کی بوچھار سے خاردار چوہے کی طرح لگ رہا تھا۔تو علی علیہ السلام نے اس ہودج کو مارا اور کہا:یہ حمیراء (عائشہ) ہے ، اس پر تیر چلاؤ ! یہ مجھے قتل کرناچاہتی ہے جس طرح اس نے عثمان کو قتل کیا ۔ عائشہ کے بھائی محمد بن ابی بکر نے عائشہ سے پوچھا: آپ کو کوئی تیرلگا تو نہیں؟ عائشہ نے کہا: میرے بازو میں ایک تیر پیوست ہے۔پھر محمد بن ابی بکر نے اپنا سر ھودج میں داخل کیا اور عائشہ کو اپنی طرف کھینچ کرتیر نکال دیا۔

سند میں راوی إسحاق بن سعيد ہے جو مجھول ہے. شیعہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں إسحاق بن سعيد بن عمرو بن سعيد ہیں لیکن ان کی روایت عن أبيه ، عن ابن عمر سے مروی ہیں. اس کا دوسرا راوی عمرو بن سعيد ہے جو مجھول ہے. روافض نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے سند ہی بدل دی ہے لہذا ان کی طرف سے یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ اسحاق بن سعید اور عمربن سعید کے درمیان عن غلط ہے اسے بن سمجھا جائے تو یہ ایک راوی ہو جاتا ہے لیکن یہ دعوی بلا دلیل ہے اور اسی صورت قبول ہو گا جب اور نسخوں میں ایسا ہو یا خارجی قرائین موجود ہوں

تاریخ طبری میں ہے جنگ کے بعد علی نے عائشہ سے کہا

حدثني عبد الله بن أحمد، قال: حدثني أَبِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَزِيدَ الْمَدِينِيَّ يَقُولُ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعَائِشَةَ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا- حِينَ فَرَغَ الْقَوْمُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، مَا أَبْعَدَ هَذَا الْمَسِيرُ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِي عُهِدَ إِلَيْكِ! قَالَتْ: أَبُو اليقظان! قال: نَعَمْ، قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنَّكَ- مَا عَلِمْتُ- قَوَّالٌ بِالْحَقِّ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَضَى لِي عَلَى لِسَانِكِ

أَبَا يَزِيدَ الْمَدِينِيَّ نے کہا عمار نے عائشہ سے کہا جب قوم فارغ ہوئی- ام المومنین یہ کتنے آگے تک آ گئیں آپ اس عہد سے جو اپ پر تھا! عائشہ نے کہا أَبُو اليقظان! عمار نے کہا جی - عائشہ نے کہا اللہ کی قسم تم کیا جانو - حق کی باتوں کو - عمار نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے اپ کی زبان پر میرے لئے فیصلہ دیا

سند میں أبو يزيد المَدينيُّ مجہول ہے اس سے بصریوں نے روایت لی ہے - امام مالک سے اس پر سوال ہوا فرمایا لا أعرفه اس کو نہیں جانتا- سؤالات أبي داود للإمام أحمد بن حنبل في جرح الرواة وتعديلهم میں ہے ابو داود نے احمد سے اس کے بارے میں پوچھا

قلت لِأَحْمَد أَبُو زيد الْمدنِي قَالَ أَي شَيْء يسْأَل عَن رجل روى عَنهُ أَيُّوب

احمد نے کہا یا چیز اسکے بارے میں ؟ تم نے اس شخص پر سوال کیا ہے جس سے ایوب نے روایت کیا ہے

راقم کہتا ہے ایوب اغلبا أيوب السِّختيانيُّ ہیں جو مدلس ہیں

: أكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري نے المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري

میں اس کو مقبول کہا ہے جو متاخرین کی اصطلاح میں وہ مجہول ہوتا ہے جس سے کوئی ثقہ روایت کر دے

أبو يزيد، هو: المديني، نزيل البصرة، من الرابعة، مقبول

افسوس اس کی سند صحیح نہیں لیکن فتح الباری میں ابن حجر نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے اور لکھا

وَقَدْ أَخْرَجَ الطَّبَرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدِينِيِّ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعَائِشَةَ لَمَّا فَرَغُوا مِنَ الْجَمَلِ مَا أَبْعَدَ هَذَا الْمَسِيرِ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِي عُهِدَ إِلَيْكُمْ يُشِيرُ إِلَى قَوْله تَعَالَى وَقرن فِي بيوتكن فَقَالَتْ أَبُو الْيَقْظَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ وَاللَّهِ إِنَّكَ مَا عَلِمْتَ لَقَوَّالٌ بِالْحَقِّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَضَى لِي عَلَى لِسَانِكِ

حلیہ اولیاء از أبو نعيم الأصبهاني (المتوفى: 430هـ)میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مَالِكٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، حَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَائِشَةَ، " تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ: {فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ} [الطور: 27] " فَتَقُولُ: «مِنَّ عَلَيَّ وَقِنِي عَذَابَ السَّمُومِ» قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى [ص:49] عَنْهَا " تَقْرَأُ {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33] فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا

أَبِي الضُّحَى نے روایت کیا اس سے جس نے عائشہ سےسنا وہ نماز میں آیت پڑھتیں ... اور کہتیں مجھ پر علی نے احسان کیا عذاب سموم سے بچایا اور وہ آیت گھر میں بیٹھی رہو پڑھتیں تو خوب روتیں کہ دوپٹہ بھیگ جاتا

سند میں مجہول راوی ہے

اسی کتاب میں دوسری سند ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الطُّفَيْلِ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا: أَنَّ عَائِشَةَ، ... قَالَ عَوْفٌ: ثُمَّ سُمِعَتْ بَعْدَ ذَلِكَ تَذْكُرُ نَذْرُوهَا ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا

اس کی سند میں محمد بن كثير بن أبي عطاء الثقفى مولاهم ، أبو يوسف الصنعانى ضعیف ہے - یہ آخری عمر میں مختلط ہوا تھا - احمد کہتے کہ یمن میں اس کے ہاتھ کوئی کتاب لگی اس سے اس نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا

لیکن تمام قصہ گو اس کو سناتے ہیں

جنگ جمل میں تمام بدری صحابی قتل ہوئے؟

صحيح البخاري: كِتَابُ المَغَازِي (بَابٌ) صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب)

4024 . وَعَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتْ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ

اور اسی سند سے مروی ہے ، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا ، اگر مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا ۔ اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا ، ا نهوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب برپا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا ، پھر جب دو سرا فساد برپا ہوا یعنی حرہ کا ، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا ، پھر تیسرا فساد برپا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی

یہ روایت جس میں ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا صحیح نہیں تاریخا غلط ہے
بہت سے اصحاب رسول جو بدری ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہوئے
سعد بن ابی وقاص ، زید بن ارقم ، ابو ایوب انصاری اور بہت سے انصاری اصحاب رسول وغیرہ

ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں

قَوْلُهُ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا أَيْ أَنَّهُمْ مَاتُوا مُنْذُ قَامَتِ الْفِتْنَةُ بِمَقْتَلِ عُثْمَانَ إِلَى أَنْ قَامَتِ الْفِتْنَةُ الْأُخْرَى بِوَقْعَةِ الْحَرَّةِ وَكَانَ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَمَاتَ قَبْلَ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ بِبِضْعِ سِنِينَ

اور ان کا قول کہ فتنہ اول نے مقتل عثمان نے کوئی بدری نہیں چھوڑا یعنی یہ اصحاب مرے اس مدت میں جو مقتل عثمان سے اگلے حرہ کے فتنہ تک ہے اور بدریوں میں آخر میں سعد بن ابی وقاص کی موت ہوئی اور وہ چند سال قبل واقعہ حرہ سے ہوئی

راقم کہتا ہے ابن مسیب سے منسوب قول میں یہ نہیں کہا گیا جو ابن حجر نے بیان کیا ہے

شرح البخاری کتاب إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري میں القسطلاني کہتے ہیں

واستشكل قوله: فلم تبق من أصحاب بدر أحدًا بأن عليًّا والزبير وطلحة وسعدًا وسعيدًا وغيرهم عاشوا بعد ذلك زمانًا. فقال الداودي: إنه وهم بلا شك

اور اس قول پر اشکال ہے کہ اصحاب بدر میں کوئی نہ چھوڑا کیونکہ علی اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور سعید اور دیگر ایک زمانے تک اس کے بعد زندہ رہے ہیں پس الداودي نے کہا یہ وہم ہے اس میں کوئی شک نہیں

شرح البخاری کتاب الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري میں الكوراني کہتے ہیں

وقال شيخنا: ليس هذا وهم، بل المراد أن بين مقتل عثمان وبين وقعة الحرة مات كل بدري. قلت: هذا لا يساعده اللفظ فإن فاعل: لم يبق من أصحاب بدر أحد، الضمير العائد إلى الفتنة المفسرة بمقتل عثمان لا لقولهم مقتل حسين

ہمارے شیخ کہتے ہیں یہ وہم نہیں ہے بلکہ مراد ہے کہ مقتل عثمان اور واقعہ حرہ کے درمیان تمام بدری فوت ہوئے میں کورانی کہتا ہوں یہ لفظ ان کی مدد نہیں کرتا کیونکہ فاعل کوئی بدری نہیں چھوڑا میں ضمیر پلٹتی ہے فتنہ مقتل عثمان پر نہ کہ مقتل حسین پر

راقم کہتا ہے ابن مسیب کا قول یحیی بن سعید بن قیس انصاری مدلس کا ہے جو عن سے ہے اور مضبوط نہیں ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتیں کاش عبد اللہ ابن عمر مجھ کو روک لیتے

تاریخ دمشق کی روایت ہے

كتب إلي أبو عبد الله محمد بن أحمد بن إبراهيم الرازي أخبرنا (3) أبو محمد عبد الرحمن بن أبي الحسن (1) بن إبراهيم أنبأ سهل بن بشر قالا أنا أبو الحسن محمد بن الحسين بن محمد بن الطفال أنا القاضي أبو الطاهر محمد بن أحمد بن عبد الله نا محمد بن عبدوس هو ابن كامل نا سليمان بن عمر الرقي نا إسماعيل بن علية عن أبي سفيان بن العلاء أخي أبي عمرو بن العلاء عن ابن أبي عتيق قال قالت عائشة لابن عمر ما منعك أن تنهاني عن مسيري قال رأيت رجلا قد استولى على أمرك وظننت أنك تخالفيه يعني ابن الزبير قالت أما أنك لو نهيتني ما خرجت قال وكانت تقول إذا مر ابن عمر فأرونيه فإذا مر قيل لها هذا ابن عمر فلا تزال تنظر إليه

ابن أبي عتيق (عبد الله بن محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن عمر سے کہا تم کو کس بات نے منع کیا کہ مجھے میرے راستے سے روک دیتے ؟ ابن عمر نے کہا میں نے دیکھا کہ اپ نے اپنے کاموں پر ایک شخص یعنی ابن زبیر کو مقرر کیا ہوا ہے عائشہ نے کہا اگر تم نے مجھ کو منع کیا ہوتا تو میں نہ نکلتی اور کہا وہ کہا کرتیں کہ ابن عمر گزریں تو مجھے دیکھانا لیکن جب وہ گزرے تو ان کو بتایا گیا کہ یہ ابن عمر ہیں تو جب تک وہ گزرے نہیں ان کو دیکھتی رہیں

یہ روایت صحیح نہیں ہے اس میں ام المومنین پر اتہام ہے کہ وہ جلد بازی میں فیصلہ کریتیں اور غلطی کے بعد نادم ہوئیں

ام المومنین رضی اللہ عنہا اور ابن عمر کی ملاقات نہیں ہوئی – فتنہ کے وقت وہ مکہ میں تھیں اور وہیں سے بصرہ گئیں ابن عمر مدینہ میں تھے اور انہوں نے علی کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور علی کی افر کو بھی ٹھکرا دیا کہ وہ ان کو شام پر مقرر کر دیں گے

روایت میں سليمان بن عمر الرقي مجہول ہے جو ابن علیہ سے اس کو نقل کر رہا ہے – اسی طرح أبي سفيان بن العلاء بھی مجہول ہے – افسوس اس حوالے کو الاستيعاب في معرفة الأصحاب میں ابن عبد البر نقل کرتے ہیں اور البانی بھی سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها (1/ 854) میں پیش کرتے ہیں کہتے ہیں

ولا شك أن عائشة رضي الله عنها المخطئة لأسباب كثيرة وأدلة واضحة

اور اس میں شک نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سے اسباب کی بنا پر غلطی پر تھیں جن پر دلائل واضح ہیں

راقم کہتا ہے وہ واضح دلائل کیا ہیں؟ وہ جھوٹی حواب کے کتوں والی روایت ہے

عورت کی حکمرانی اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا بے محل عجیب اجتہاد

صحیح بخاری میں جنگ جمل کے حوالے سے ابو بکرہ رضی الله عنہ کی حدیث کا ذکر ہے

ابو بکرہ نے کہا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم برباد ہوئی جس کی حاکم عورت ہو

امام بخاری صحیح میں سند دیتے ہیں

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الجَمَلِ، لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ: «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً»

حسن نے ابی بکرہ سے روایت کیا کہ الله نے مجھے جمل کے دنوں میں ان الفاظ سے مدد کی کہ جب نبی صلی الله علیہ وسلم تک پہنچا کہ فارس والوں نے ایک عورت کو حاکم کر دیا ہے تو کہا قوم فلاح نہیں پاتیں اگر ان پر حاکم عورت ہو

راقم کہتا ہے یہ روایت اس سند سے منقطع ہے

کتاب موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان کے محقق حسين سليم أسد الدّاراني ایک روایت جو حسن کی ابی بکرہ سے ہے اس پر کہتے ہیں

والحسن لا يروي إلا عن الأحنف، عن أبي بكرة". أي: فيكون ما رواه البخاري منقطعاً

أور حسن روایت نہیں کرتے مگر احنف سے وہ ابی بکرہ سے یعنی جو امام بخاری نے روایت کیا ہے وہ منقطع ہے

کتاب الفتن از أبو عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (المتوفى: 228هـ) کی روایت اس پر دال ہے

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: بَايَعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَرَآنِي أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا مُتَقَلِّدٌ، سَيْفًا فَقَالَ: مَا هَذَا يَا ابْنَ أَخِي؟ قُلْتُ: بَايَعْتُ عَلِيًّا، قَالَ: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخِي، فَإِنَّ الْقَوْمَ يَقْتَتِلُونَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا أَخَذُوهَا بِغَيْرِ مَشُورَةٍ، قُلْتُ: فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: امْرَأَةٌ ضَعِيفَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ يَلِي أَمْرَهُمُ امْرَأَةٌ»

حسن نے احنف بن قیس سے روایت کیا کہ احنف نے کہا: میں نے علی کی بیعت کی پھر اس کے بعد ابی بکرہ کو دیکھا اور میں تلوار لٹکائے ہوئے تھا انہوں نے کہا یہ کیا ہے اے بھتیجے؟ میں نے کہا میں نے علی کی بیعت کی ہے انہوں نے کہا ایسا نہ کرو اے بھتیجے کیونکہ ایک قوم (علی اور ان کے شیعہ) دنیا کے لئے لڑ رہی ہے اور انہوں نے اس (امر خلافت) کو لیے لیا ہے بغیر شوری کے میں نے کہا اور ام المومنین ؟ ابی بکرہ نے کہا وہ تو بوڑھی عورت ہیں میں نے رسول الله سے سنا کہ وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس کی حاکم عورت ہو

روایت اس سند سے صحیح ہے حسن نے اس کو براہ راست ابی بکرہ سے نہیں سنا

راقم کے خیال میں اس روایت کا تعلق اخروی فلاح سے ہے اور یہ قول نبی فارس پر خاص تھا

سن ۹ ہجری میں اہل فارس نے خسرو کی بیٹی آزارمیدختی کو حاکم کیا

Azarmidokhty, daughter of Khosrau II (Chosroes II)

اس کی خبر رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو ہوئی اور اپ نے اس کے باپ کو خط لکھا تھا کہ اسلام قبول کر لو اس کی بیٹی کے انے سے یہ امید کہ یہ اسلام قبول کر لیں گے ختم ہوئی اور ان کی اخروی فلاح کی امید نہ رہی یہ قول نبوی اہل فارس پر خاص ہے

اس کی دلیل اہل سبا و یمن پر عورت کی حاکمیت ہے جو سلیمان علیہ السلام پر ایمان لائیں اور ان کی قوم نے اسلام کی صورت اخروی فلاح پائی- نبی صلی الله علیہ وسلم کا قول ان کے خط کے تناظر میں ہے

ابی بکرہ رضی الله عنہ کا اجتہاد صحیح نہیں ہے عائشہ رضی الله عنہا بطور حاکم نہیں تھیں وہ جنگ میں ایک جنرل تھیں جس کی اسلام میں کوئی ممانعت نہیں ہے – ام المومنین نے ملکہ ہونے یا خلیفہ ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا تو یہ حدیث ان پر کیسے منطبق کی جا سکتی ہے ؟

جنگ صفین

شیعان علی ایک مختلف الخیال گروہ تھا جس میں قریش مخالف قبائل تھے- معاویہ امیر شام تھے – معاویہ نے علی کے مقابلے پر بردباری سے کام لیا اور اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کیا نہ انہوں نے اپنے اپ کو حاکم کہلوایا یہاں تک کہ حسن نے ان کو خلیفہ کیا- البتہ علی نے معاویہ سے نپٹنے کا فیصلہ کیا اور جنگ جمل کے بعد شام کے لئے تیاری کا اپنے لشکر کو حکم کیا

کیا خلیفہ سے اختلاف کرنے والے کی گردن مار دی جائے؟

سنن نسائی:جلد سوم:حدیث نمبر 500

ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، زید بن وہب، عبدالرحمن بن عبد رب الکعبہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمراہ سفر میں تھے تو ہم لوگ ایک منزل پر اترے ہم میں سے کوئی تو اپنا خیمہ کھڑا کرتا اور کوئی تیر چلاتا تھا کوئی جانوروں کو گھاس کھلا رہا تھا کہ اس دوران رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منادی کرنے کے واسطے آواز دی کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ چنانچہ ہم سب کے سب جمع ہو گئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہو گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا مجھ سے قبل جو نبی گزرے ہیں ان پر لازم تھا کہ جس کام میں برائی دیکھے اس سے ڈرائے اور تمہاری یہ امت اس کی بھلائی شریعت میں ہے اور اس کے آخر میں بلا ہے اور قسم قسم کی باتیں ہیں جو کہ بری ہیں ایک فساد ہوگا پھر وہ ٹلنے نہیں پائے گا کہ دوسرا اٹھ کھڑا ہوگا ۔ جس وقت ایک فساد ہوگا تو مومن کہے گا کہ میں اب ہلاک ہوتا ہوں پھر وہ ختم ہو جائے گا اس وجہ سے تم میں سے جو چاہے دوزخ سے بچنا اور جنت میں جانا وہ میرے اللہ پر اور قیامت پر یقین کر کے اور لوگوں سے اس طریقہ سے پیش آئے جس طرح سے وہ چاہتا ہے کہ مجھ سے لوگ پیش آئیں اور جو شخص بیعت کرے کسی امام سے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے اور دل سے اس کے ساتھ اقرار کرے تو پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے کہ جہاں تک ہو سکے اب اگر کوئی شخص اٹھ کھڑا ہو جو اس امام سے جھگڑا کرے تو اس کی گردن مار دو۔ عبدالرحمن نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے نزدیک آگیا اور میں نے ان سے دریافت کیا کیا رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں

صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 279 حدیث مرفوع مکررات 6 متفق علیہ

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ

هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنْ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنْ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْشُدُکَ اللَّهَ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْوَى إِلَى أُذُنَيْهِ وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ وَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي فَقُلْتُ لَهُ هَذَا ابْنُ عَمِّکَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا وَاللَّهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا قَالَ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

زہیر بن حرب، اسحاق بن ابراہیم، اسحاق ، زہیر، جریر، اعمش، زید بن وہب، حضرت عبدالرحمن بن عبد رب کعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو عبداللہ بن عمرو بن عاص (رض) کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے میں ان کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا تو عبداللہ نے کہا ہم ایک سفر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ رکے ہم میں سے بعض نے اپنا خیمہ لگانا شروع کردیا اور بعض تیراندازی کرنے لگے اور بعض وہ تھے جو جانوروں میں ٹھہرے رہے اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منادی نے آواز دی الصلوہ جامعہ (یعنی نماز کا وقت ہوگیا ہے) تو ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہو گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے سے قبل کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے ذمے اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی بھلائی کی طرف راہنمائی لازم نہ ہو اور برائی سے اپنے علم کے مطابق انہیں ڈرانا لازم نہ ہو اور بےشک تمہاری اس امت کی عافیت ابتدائی حصہ میں ہے اور اس کا آخر ایسی مصیبتوں اور امور میں مبتلا ہوگا جسے تم ناپسند کرتے ہو اور ایسا فتنہ آئے گا کہ مومن کہے گا یہ میری ہلاکت ہے پھر وہ ختم ہو جائے گا اور دوسرا ظاہر ہوگا تو مومن کہے گا یہی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوگا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس معاملہ سے پیش آئے جس کے دیئے جانے کو اپنے لئے پسند کرے اور جس نے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دل کے اخلاص سے بیعت کی تو چاہیے کہ اپنی طاقت کے مطابق اس کی اطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اس سے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن مار دو راوی کہتا ہے پھر میں عبداللہ کے قریب ہوگیا اور ان سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنی ہے تو عبداللہ نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا میرے کانوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ رکھا تو میں نے ان سے کہا یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا زاد بھائی معاویہ ہمیں اپنے اموال کو ناجائز طریقے پر کھانے اور اپنی جانوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے اموال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ ایسی تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے کی جائے اور نہ اپنی جانوں کو قتل کرو بےشک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے راوی نے کہا عبداللہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔

لنک

http://www.hadithurdu.com/02/2-3-279/

صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 280

ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن نمیر، ابوسعید اشج، وکیع، ابوکریب، ابومعاویہ، یہ حدیث ان دو اسناد سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 281

محمد بن رافع، ابومنذر، اسماعیل بن عمر، یونس بن ابواسحاق ہمدانی، عبداللہ بن ابی سفر، عامر، حضرت عبدالرحمن بن عبد رب کعبہ صاعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک جماعت کو کعبہ کے پاس دیکھا باقی حدیث اسی طرح بیان فرمائی۔

سنن ابوداؤد:جلد سوم:حدیث نمبر 856

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخَرِ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي قُلْتُ هَذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ قَالَ أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

مسدد، عیسیٰ بن یونس، اعمش، زید بن وہب، عبدالرحمن بن عبدرب الکعبہ، حضرت عبداللہ بن عمر (رض) بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس شخص نے امام کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا اور اس سے قلبی معاہدہ اقرار کرلیا تو حتی الامکان اس کی اطاعت کرے پس اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرتا ہوا آئے تو اس دوسرے کی گردن مار ڈالو عبدالرحمن بن عبدرب الکعبہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ نے خود حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ سنا ہے؟ فرمایا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے میں نے کہا کہ یہ آپ کے چچا زاد بھائی معاویہ ہیں جو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم یہ کام کریں وہ کام کریں فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی والے حکموں میں اس کی نافرمانی کرو۔

تبصرہ

یہ روایت ایک ہی سند سے کتابوں میں ہے

عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ

اس میں یہ الفاظ کہ

فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخَرِ

پس کوئی آئے جو اس سے تنازع کرے تو اس کی گردن مار دو

سن نسائی اور سنن ابو داود میں ہیں

روایت صحیح نہیں ہے اس میں زید بن وهب الجهنی کا تفرد ہے جو علی رضی الله عنہ کے ساتھ تھا اور اس نے باقی اصحاب رسول کے خلاف منکرات نقل کی ہیں

مثلا

عثمان سے محبت کرنے والے دجال کے ساتھ ہیں

عمر کہتے میں منافق ہوں

اور اب یہاں کہہ رہا ہے کہ (معاویہ چونکہ علی کی) جو مخالفت کر رہے ہیں ان کی گردن مار دو

خود اس کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو علی کے خلاف بھی بھڑاس نکالی کہ ان کو مردانہ اور زنانہ چادروں کا فرق تک نہ پتا تھا یہاں تک کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ایک چادر عورتوں کے لئے علی کو دی تو انہوں نے خود اوڑھ لی اور رسول الله کو منہ دوسری طرف کرنا پڑا یہ صحیح مسلم کی روایت اسی زید الجهنی کی ہے

اس قسم کے فضول آدمی کی روایت قابل رد ہے اور یہ امام الفسوی نے خبردار کیا تھا لیکن ان کے ہم عصر محدثین نے مثلا ابو داود اور مسلم نے اس کی رویات لکھ دی ہیں

روایت میں کہا گیا ہے کہ امت کا شروع کا حصہ اچھا ہے اور بعد والا فتنہ میں ہے جبکہ شروع میں ہی فتنہ ہوا جس میں اصحاب رسول نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہزاروں لوگ قتل ہوئے عورتیں بیوہ ہوئیں اور بچے یتیم- اس حقیقیت کی تطبیق اس روایت سے ممکن نہیں ہے چہ جائیکہ اس کو کلام نبوی قرار دیا جائے – روایت کو غور سے پڑھیں یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ زید خود آخری دور میں ہے کہ یہ معاویہ کا دور دور فتن ہے- زید بن وهب عن عبد الرحمن بن عبد ربّ الكعبة کی سند سے مختلف کتب میں صرف ایک یہی روایت ہے یعنی زید نے عبد الرحمان سے کوئی اور روایت نہیں سنی اور عبد الرحمان نے بھی یہ صرف اس کے کان میں پھونکی

یہ روایت اس دور کی ہے جب معاویہ رضی الله عنہ خلیفہ ہیں اور عبد الله بن عمرو مکہ میں ہیں یعنی علی رضی الله عنہ کی شہادت کے بعد کا واقعہ بتا رہا ہے اس انداز میں کہ اصحاب رسول سے غلطی ہوئی ان کو معاویہ کی گردن مار دینی چاہیے تھی – اگر ایسا ہے تو یہ غلطی کس نے کی؟ یہ غلطی خود علی رضی الله عنہ نے کی جنہوں نے معاویہ سے معاہدہ کر لیا - راقم کہتا ہے زید بن وهب ایک چھپا خارجی ہے اس کی سوچ کے پیمانے ان کے ہی جیسے ہیں یہاں تک کہ یہ علی کو بھی نہیں بخشتا - زید کہتا ہے کہ معاویہ رضی الله عنہ حرام کھانے کا حکم کرتے اور قتل نفس کرتے دلیل میں دو آیات سناتا ہے

مسند احمد میں ہے

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ} [النساء: 29

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

{لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ} [البقرة: 188]

صحیح مسلم میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} [النساء: 29]

اب سوال یہ ہے کہ اس حرام کھانے والے خلیفہ سے حسن رضی اللہ عنہ کا معائدہ کہ ان کو اس لوٹ کے مال میں سے خمس دیا جائے کیا ہے کیا وہ حرام نہیں ہے ؟

یہ روایت سراپا اتہام ہے ال علی پر ، علی پر ، خلفاء رسول پر

اس زید کی ہر روایت کو غور سے دیکھا جائے کہ یہ چھپا خارجی کیا کر رہا ہے

جنگ صفین کا احوال

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۲) حَدّثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ :حدّثنا يزيد بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ ، أَوْ كَانَتْ شَكَّ يَحْيَى رَايَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ صِفِّينَ مَعَ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ ، وَكَانَ رَجُلاً أَعْوَرَ فَحَمَلَ عَلَيْهِ عَمَّارٌ يَقُولُ :أَقْدِمْ يَا أَعْوَرُ ، لاَ خَيْرَ فِي أَعْوَرَ ، لاَ يَأْتِي الْفَزَعُ فَيَسْتَحِي فَيَتَقَدَّمُ ، قَالَ :يَقُولُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ :إنِّي لأَرَى لِصَاحِبِ الرَّايَةِ السَّوْدَاءِ عَمَلاً لَئِنْ دَامَ عَلَى مَا أَرَى لَتُفَانَنَّ الْعَرَبُ الْيَوْمَ ، قَالَ :فَمَا زَالَ أَبُو الْيَقْظَانِ حَتَّى كَفَّ بَيْنَهُمْ ، قَالَ :وَهُوَ يَقُولُ كُلُّ الْمَاءِ وِرْدَ ، والماء مورود ، صَبْرًا عِبَادَ اللهِ ، الْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ.

(۳۸۹۹۲) حضرت حبیب ابی ثابت فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا ہاشم بن عتبہ کے ہاتھ میں تھا۔ ان کی ایک آنکھ کانی تھی۔ حضرت عمار کہنے لگے اے کانے! آگے آؤ، اس کانے میں کوئی خیر نہیں جو گھبراہٹ کا سامنا نہ کرے۔ وہ شرمائے اور آگے آئے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ میں کالے جھنڈے والے میں ایک عمل دیکھ رہا ہوں، اگر وہ ایسا ہی رہا تو آج عرب کچھ کر کے رہیں گے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہر پانی کا گھاٹ ہوتا ہے اور پانی کے پاس آیا جاتا ہے، اللہ کے بندو! صبر کرو، جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

سند میں زَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۳) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الأَجْدَعِ اللَّيْثِي ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ صِفِّينَ ، قَالَ :كَانَ عَمَّارٌ يَخرُجُ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ ، وَقَدْ أُخْرِجَتِ الرَّايَاتُ ، فَيُنَادِي حَتَّى يُسْمِعَهُمْ بِأَعْلَى صَوْتِهِ :رُوحُوا إلَى الْجَنَّةِ ، قَدْ تَزَيَّنَتِ الْحُورُ الْعِينُ. (ابن عساکر ۴۶۴)

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) | ۷۶۲ | کتاب الجمل

(۳۸۹۹۳) مسلم بن اجدع لیثی کہتے ہیں کہ حضرت عمار صفوں کے درمیان نکلے اور اس وقت جھنڈے بلند تھے، انہوں نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ جنت کی طرف چلو، جنت کی حور تیار ہے۔

سند میں مُسْلِمِ بْنِ الْأَجْدَعِ اللَّيْثِيِّ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٩٤) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْوَضِيءَ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَقُولُ : مَنْ سَرَّهُ أَنْ تَكْتَنِفَهُ الْحُورُ الْعِينُ فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ مُحْتَسِبًا ، فَإِنِّي لأَرَى صَفًّا لَيَضْرِبَنَّكُمْ ضَرْبًا يَرْتَابُ مِنْهُ الْمُبْطِلُونَ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَرَفْت أَنَّا عَلَى الْحَقِّ، وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلاَلَةِ.

(٣٨٩٩٤) عمار بن یاسر جنگ صفین میں فرما رہے تھے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اسے موٹی آنکھوں والی حور ملے وہ ثواب کی نیت سے دونوں صفوں کے درمیان چلے۔ میں ایک ایسی صف کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں ایسی ضرب لگائے گی جس کے بارے میں جھوٹے شک کا شکار ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ ہمیں تہس نہس کر کے رکھ دیں پھر بھی مجھے یقین ہوگا کہ میں حق پر اور وہ باطل پر ہیں۔

(٣٩٠٢١) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ ، قَالَ : رَأَيْتُ عَمَّارًا يَوْمَ صِفِّينَ شَيْخًا آدَمَ طِوَالاً وَيَدَاهُ تَرْتَعِشُ وَبِيَدِهِ الْحَرْبَةُ ، فَقَالَ : لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَلِمْتُ أَنَّ مُصْلِحِينَا عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ. (ابن سعد ٢٥٦۔ احمد ٣١٩)

(٣٩٠٢١) حضرت عبداللہ بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ صفین میں حضرت عمار کو دیکھا کہ وہ انتہائی بوڑھے تھے، ان کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ دشمن اگر ہمیں مار کر تہس نہس بھی کر دیں تو بھی مجھے یقین ہوگا کہ ہمارے مصلحین حق پر اور وہ لوگ باطل پر ہیں۔

سند میں أبو مسلمة سعيد بن يزيد البصري ہے ان کا سماع عمار بن یاسر سے ممکن نہیں کیونکہ اصحاب رسول میں ان کا سماع صرف انس سے ہے- لہذا یہ سند منقطع ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٩٥) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ ، أَوْ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ ، عَنْ عَمَّارٍ ، قَالَ :لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى يُبْلِغُونَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَلِمْنَا أَنَّا عَلَى الْحَقِّ ، وَأَنَّهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ.

(٣٨٩٩٥) حضرت عمار فرماتے ہیں کہ اگر وہ ہمیں تلواروں سے ماریں یہاں تک کہ ہمیں تہس نہس کر دیں پھر بھی مجھے یقین ہوگا کہ ہم حق پر اور وہ باطل پر ہیں۔

روایت عبد الله بن سَلِمة کے دور اختلاط کی معلوم ہوتی ہے – اس روایت کے راوی عمرو بن مرة کا کہنا تھا: كان يحدثنا فنعرف وننكر كان قد كبر یہ بوڑھے تھے ہم سے روایت کرتے کبھی ہم مان لیتے کبھی منکر گردانتے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٩٦) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ رِيَاحِ بْنِ الْحَارِثِ ، قَالَ : كُنْتُ إِلَى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصِفِّينَ ، وَرُكْبَتِي تَمَسُّ رُكْبَتَهُ ، فَقَالَ رَجُلٌ : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ ، فَقَالَ عَمَّارٌ : لاَ تَقُولُوا ذَلِكَ نَبِيُّنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِد ، وَقِبْلَتُنَا وَقِبْلَتُهُمْ وَاحِدَةٌ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُونُونَ جَارُوا عَنِ الْحَقِّ ، فَحَقَّ عَلَيْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ.

(٣٨٩٩٦) حضرت ریاح بن حارث فرماتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسر کے ساتھ تھا، میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں کو چھو رہے تھے، ایک آدمی نے کہا کہ اہل شام نے کفر کیا۔ حضرت عمار نے فرمایا کہ یوں نہ کہو، ان کے اور ہمارے نبی ایک ہیں، ان کا اور ہمارا قبلہ ایک ہے۔ وہ فتنے میں مبتلا ہیں، انہوں نے حق سے اعراض کیا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سے قتال کریں تاکہ وہ حق پر واپس آجائیں۔

سند منقطع ہے – راوی الحسن بن الحكم النخعي کا سماع اصحاب رسول سے نہیں ہے ابی حاتم کا کہنا ہے اس کی ملاقات تو انس رضی اللہ عنہ تک سے نہیں ہوئی التابعین سے روایت کرتا ہے

قال بن أبي حاتم سألت أبي عن الحسن بن الحكم هل لقي أنس بن مالك فقال لم يلقه إنما يحدث عن التابعين

زِيَادُ بْنُ الْحَارِثِ الصُّدَائِيُّ رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب رسول میں کیا گیا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٩٨) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ مِسْعَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، عَنْ رَبَاحٍ ، عَنْ عَمَّارٍ ، قَالَ : لَا تَقُولُوا : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ وَلَكِنْ قُولُوا : فَسَقُوا ظَلَمُوا.

(٣٨٩٩٨) حضرت رباح فرماتے ہیں کہ حضرت عمار نے فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اہل شام نے کفر کیا بلکہ یوں کہو کہ انہوں نے فسق کیا اور ظلم کیا۔

سند ضعیف ہے رباح مجہول ہے – بعض نسخوں میں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيُّ ہے جس کا سماع عمار سے ثابت نہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٩٩) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنِ الْعَوَّامِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : رَأَى فِي الْمَنَامِ أَبُو الْمَيْسَرَةِ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ ، وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ : رَأَيْتُ كَأَنِّي أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ ، فَرَأَيْتُ قِبَابًا مَضْرُوبَةً ، فَقُلْتُ : لِمَنْ هَذِهِ ؟ فَقِيلَ : هَذِهِ لِذِي الْكَلَاعِ وَحَوْشَبٍ ، وَكَانَا مِمَّنْ قُتِلَ مَعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ صِفِّينَ ، قَالَ : قُلْتُ : فَأَيْنَ عَمَّارٌ وَأَصْحَابُهُ ، قَالُوا : أَمَامَكَ قُلْتُ : وَكَيْفَ وَقَدْ قَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، قَالَ : قِيلَ : إِنَّهُمْ لَقُوا اللَّهَ فَوَجَدُوهُ وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ ، قَالَ : فَقُلْتُ : فَمَا فَعَلَ أَهْلُ النَّهَرِ ، قَالَ : فَقِيلَ : لَقُوا بَرَحًا.

(ابن سعد ٢٦٣- نعیم ١٤٣)

(٣٨٩٩٩) ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کے ایک قریبی ساتھی ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا اور میں نے دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت گنبد والا محل ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ ذوالکلاع اور حوشب کا ہے۔ یہ دونوں جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی معیت میں تھے اور شہید ہوئے تھے۔ میں نے کہا عمار اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ وہ آپ کے سامنے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا تھا پھر سب جنت میں کیسے آ گئے۔ مجھے بتایا گیا کہ جب وہ اللہ سے ملے تو اللہ کو انہوں نے وسیع رحمت والا پایا۔ میں نے کہا کہ اہل نہر کا کیا بنا؟ مجھے بتایا گیا کہ انہیں شدت کا سامنا ہوا۔

یہ ابو وائل شقیق بن سلمة کا خواب ہے غیب کی خبر صرف انبیاء کی ثابت ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٩٠٠٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الأَسَدِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُهَلَّب ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يقول يَوْمَ صِفِّينَ وَهُوَ عَاضٌّ عَلَى شَفَتِهِ : لَوْ عَلِمْت أَنَّ الأَمْرَ يَكُونُ هَكَذَا مَا خَرَجْت ، اذْهَبْ يَا أَبَا مُوسَى فَاحْكُمْ وَلَوْ حزّ عُنُقِي.

(۳۹۰۰۷) حضرت سلیمان بن مہران کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔اے ابوموسیٰ جاؤ اور ہمارے درمیان فیصلہ کرو خواہ میرا سر ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

سند میں حَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَلِيًّا، مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٩٠٠٩) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ مُجَالِدٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ الْحَارِثِ ، قَالَ : لَمَّا رَجَعَ عَلِيٌّ مِنْ صِفِّينَ عَلِمَ أَنَّهُ لاَ يَمْلِكُ أَبَدًا ، فَتَكَلَّمَ بِأَشْيَاءَ كَانَ لاَ يَتَكَلَّمُ بِهَا ، وَحَدَّثَ بِأَحَادِيثَ كَانَ لاَ يَتَحَدَّثُ بِهَا ، فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ : أَيُّهَا النَّاسُ ، لاَ تَكْرَهُوا إِمَارَةَ مُعَاوِيَةَ ، وَاللهِ لَوْ قَدْ فَقَدْتُمُوهُ لَقَدْ رَأَيْتُمُ الرُّؤُوسَ تَنْزُو مِنْ كَوَاهِلِهَا كَالْحَنْظَلِ .

(۳۹۰۰۹) حضرت حارث فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آئے تو انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ کبھی غالب نہ آئیں گے، لہٰذا انہوں نے کچھ ایسی باتیں کیں جو پہلے کبھی نہ کی تھیں اور فرمایا کہ اے لوگو! تم معاویہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ اگر تم نے انہیں کھو دیا تو سر گردنوں سے ایسے گریں گے جیسے حنظل گرتا ہے۔

سند میں الحارث بن عبد الله الأعْور الهَمْداني ہے – اس کو کذاب بھی کہا گیا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٩٠١٤) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ، قَالَ : كَانَ عَلِيٌّ إِذَا أُتِيَ بِأَسِيرٍ يوم صِفِّينَ أَخَذَ دَابَّتَهُ وَسِلاَحَهُ ، وَأَخَذَ عَلَيْهِ أَنْ لاَ يَعُودَ ، وَخَلَّى سَبِيلَهُ .

(۳۹۰۱۴) حضرت ابوجعفر فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علی کے پاس جب کوئی قیدی لایا جاتا تو آپ اس کی سواری اور اسلحہ لے لیتے اور اس سے عہد لیتے کہ وہ واپس لشکر میں نہیں جائے گا اور اس کو آزاد کر دیتے۔

سند حسن ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٩٠٢٦) حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَوْمَ صِفِّينَ : أَيُّهَا النَّاسُ ، اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ ، فَإِنَّهُ وَاللهِ مَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلاَّ أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هَذَا. (بخاری ٣١٨١۔ مسلم ١٤١٢)

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ١١) ٧٧٠ کتاب الجمل

(٣٩٠٢٦) حضرت سہل بن حنیف نے جنگ صفین میں لوگوں سے کہا کہ لوگو! اپنی رائے کو یقینی نہ سمجھنا، رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہمیشہ ہمارے لئے معاملات کی حقیقت کو سمجھنا آسان رہا لیکن اس معاملے میں ہم کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹۰۲۸) حضرت کلیب جرمی فرماتے ہیں کہ میں مسجد سے باہر تھا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ حاکموں کے معاملے میں حضرت معاویہ کے پاس سے واپس آ رہے تھے۔ وہ حضرت سلیمان بن ربیعہ کے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ داخل ہوا۔ انہیں یک آدمی نے طعنہ دیا، پھر ایک اور آدمی نے طعنہ دیا، پھر ایک اور آدمی نے طعنہ دیا اور کہا کہ اے ابن عباس! تم نے کفر کیا، تم نے شرک کیا اور تم نے اللہ کا ہم سر ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ فرماتا ہے، یہ فرماتا ہے اور یہ فرماتا ہے۔ راوی سے پوچھا گیا کہ وہ کون تھے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ تھے۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی بات سن کر فرمایا کہ تم اپنے میں سے سب سے زیادہ عالم اور سب سے بڑے مناظر کا انتخاب کر لو وہ مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک کانے شخص کا انتخاب کیا جن کا نام عتاب تھا اور وہ بنو تغلب سے تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ گویا وہ اپنی ضرورت کو قرآن کی ایک سورت سے ثابت کر رہے تھے۔

(۳) ان کی بات سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں آپ کو قرآن کا عالم سمجھتا ہوں، کیونکہ آپ نے بہت وضاحت سے اپنا موقف پیش کیا ہے۔ میں آپ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ شام والوں نے فیصلے کا مطالبہ کیا اور ہم نے اسے ناپسند کیا اور انکار کیا۔ پھر جب تمہیں زخم پہنچے، الم پہنچے اور تمہیں فرات کے پانی سے محروم کیا گیا تو تم نے فیصلے کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا؟ مجھے حضرت معاویہ نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک پتلی کمر والا گھوڑا لایا گیا تا کہ وہ اس پر سوار ہو کر بھاگ جائیں یہاں تک کہ تم میں سے کوئی آنے والا آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اہل عراق کو ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا ہے جو مکہ میں نفر کی رات ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

(۴) پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ابو بکر کیسے آدمی تھے؟ سب نے کہا کہ بھلے آدمی تھے اور ان کی تعریف کی۔ پھر پوچھا کہ عمر بن خطاب کیسے آدمی تھے؟ سب نے کہا کہ بھلے آدمی تھے اور ان کی تعریف کی۔ پھر ابن عباس نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں اگر کوئی شخص حج یا عمرے کے لئے جائے اور کسی ہرن یا وہاں کے حشرات میں سے کسی کو مار ڈالے اور خود فیصلہ کر لے تو کیا اس کا فیصلہ معتبر ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (یَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ) جبکہ تمہارا جس معاملے میں اختلاف ہے وہ اس سے بہت بڑا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کے لئے پرندے کے معاملے میں دو حاکم بنائے ہیں، آدمی اور اس کی بیوی کے معاملے میں دو حاکم بنائے ہیں تو تمہارے اختلاف میں جو ان سے بڑا ہے دو حاکم کیوں نہیں ہو سکتے۔

سند يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹۰۳۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ : مَا زَالَ جَدِّي كَافًّا سِلاَحَهُ يَوْمَ صِفِّينَ وَيَوْمَ الْجَمَلِ حَتَّى قُتِلَ عَمَّارٌ ، فَلَمَّا قُتِلَ سَلَّ سَيْفَهُ وَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. (طبرانی ۳۷۲۰)

(۳۹۰۳۰) حضرت محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت فرماتے ہیں کہ میرے والد جنگ صفین اور جنگ جمل میں ہتھیار سے دور رہے۔لیکن جب حضرت عمار شہید ہوگئے تو انہوں نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔پھر انہوں نے قتال کیا اور شہید ہوگئے۔

سند میں أَبِي مَعْشَرٍ نَجِيح بن عبد الرحمن السندي المدني ضعیف ہے – شعیب نے مسند احمد 21873 کی تعلیق میں اس کو منقطع بھی کہا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹۰۳۳) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ، عَنْ شِمْرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانَ الأَسَدِيِّ ، قَالَ : رَأَيْتُ عَلِيًّا يَوْمَ صِفِّينَ وَمَعَهُ سَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْفِقَارِ ، قَالَ : فَنَضَّبْطُهُ فَيَفْلِتُ فَيَحْمِلُ عَلَيْهِمْ، قَالَ : ثُمَّ يَجِيءُ ، قَالَ : ثُمَّ يَحْمِلُ عَلَيْهِمْ ، قَالَ ، فَجَاءَ بِسَيْفِهِ قَدْ تَثَنَّى ، فَقَالَ : إِنَّ هَذَا يَعْتَذِرُ إِلَيْكُمْ.

(ابن ابی الدنیا ۱۶۰)

(۳۹۰۳۳) عبد اللہ بن سنان اسدی فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کی ذو الفقار نامی تلوار تھی۔ہم ان کے ارد گرد رہتے تھے لیکن وہ ہمیں پیچھے چھوڑ دیتے تھے، وہ حملہ کرتے پھر آتے پھر حملہ کرتے۔پھر وہ اپنی تلوار لائے تو وہ دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے عذر پیش کرتی ہے۔

یہ روایت منکر ہے – صحیح بخاری کے مطابق ذو الفقار علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے پاس واقعہ کربلا کے بعد تک تھی

تاریخ الاسلام از الذھبی میں ہے

وحدّثني يَعْلَى بْن عُبَيْد: ثنا أبي قَالَ: قال أَبُو مُسْلِم الخَوْلاني وجماعة لمعاوية: أنت تُنازع عليًّا! هَلْ أنت مثله؟ فقال: لَا والله إنّي لأعلم أنّ عليًّا أفضل منّي وأحقّ بالأمر، ولكن أَلَسْتُمْ تعلمون أنّ عُثْمَان قُتِلَ مظلومًا، وأنا ابن عمّه، وإنّما أطلب بدمه، فأتُوا عليًّا فقولوا له: فلْيَدْفَعْ إليّ قَتَلَة عُثْمَان وأسلم له، فأتَوْا عليًّا فكلَّموه بِذَلِك، فلم يدفعهم إليه.

ابو مسلم خولانی نے معاویہ سے کہا کیا تو اپنے اپ کو علی جیسا سمجھتا ہے ؟ معاویہ نے کہا نہیں لیکن کیاتم کو پتا نہیں کہ عثمان کو مظلوم قتل کیا گیا ہے اور میں اس کا چچا زاد ہوں اور میں اس کا خون بہا طلب کر رہا ہوں تو علی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ان کو میرے پاس لوٹا دیں جنہوں نے عثمان کا قتل کیا ہے اور ان کو علی نے بچایا ہے – پس ہم علی کے پاس گئے ان سے اس پر بات کی تو انہوں نے ان لوگوں کو نہیں لوٹایا

عمار کا قتل

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا. اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی. بخاری کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ويح عمار، تقتله الفئة الباغية، يدعوهم إلى الجنة، ويدعونه إلى النار» قال: يقول عمار: أعوذ بالله من الفتن

[51]اے عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا تم ان کو جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تم کو اگ کی طرف

صحيح البخاري: كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (بَابُ مَسْحِ الغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) صحیح بخاری: کتاب: جہاد کا بیان

(باب : اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر گرد پڑی ہو ان کی گرد پونچھنا)

2812 . حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ، فَاحْتَبَى وَجَلَسَ، فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ المَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الغُبَارَ، وَقَالَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ»

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا‘ کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی‘ کہاہم سے خالد نے بیان کیا عکرمہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث نبوی سنو ۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے‘ اس وقت ابو سعید رضی اللہ عنہ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے‘ جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مارکر بیٹھ گئے‘ اسکے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (ہجرت نبوی کے بعد تعمیر مسجد کیلئے) ایک ایک کرکے ڈھورہے تھے لیکن عمار رضی اللہ عنہ دودو اینٹیں لارہے تھے‘ اتنے میں نبی کریمم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا افسوس ! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی‘ یہ تو انہیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے ۔

---

[51]

بخاری کی اس روایت کی ایک تاویل ہے کہ عمار کو ابن سبا کے باغی گروہ نے قتل کیا ، دونوں جانب مسلمانوں کو لڑا رہا تھا – یہ تاویل اھل سنت کے بعض حلقوں میں مقبول ہے اور بعض کہتے ہیں صحابی رسول نے قتل کیا

[52] نے کہا کہ خالد بن مہران الحذاء نے کہا کہ عکرمہ مولی ابن عباس
عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ
ابن عباس نے عکرمہ اور علی بن عبد الله بن عباس کو کہا کہ ابو سعید کے پاس جاؤ

خالد بن مہران الحذاء بصری مدلس ہے اور آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے
یہ مختلف فیہ ہے میزان الاعتدال کے مطابق
قال أحمد: ثبت.
وقال ابن معين والنسائي: ثقة.
وأما أبو حاتم فقال: لا يحتج به.
احمداور ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے جبکہ ابی حاتم کہتے کہ یہ نہ قابل دلیل ہے
یعنی بغداد والوں نے ثقہ کہا ہے

اس کے شہر کے لوگ یعنی بصریوں میںحماد بن زید ، ابن علية اور شعبہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح نیشاپور والوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے

وقال يحيى بن آدم: قُلْتُ لِحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: مَا لِخَالِدٍ الْحَذَّاءِ فِي حَدِيثِهِ؟ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا قَدْمَةً مِنَ الشَّامِ، فَكَأَنَّا أَنْكَرْنَا حِفْظَهُ.
بصرہ کے حماد بن زید کہتے کہ خالد جب شام سے آیا تو ہم نے اس کے حافظہ کا انکار کیا

كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق
قال شعبة: خالد يشك في حديث عكرمة عن ابن عباس
شعبہ نے کہا کہ خالد کو عکرمہ کی ان کی ابن عباس سے حدیث پر شک رہتا تھا

---

[52]
عکرمہ حصين بْن أَبِي الحر کے غلام تھے انہوں نے ان کو تحفہ میں ابن عباس کو دیا

الکامل از ابن عدی میں ان پر سخت جرح ہے- اس کو گانَ یری رأي الخوارج رأي الصفرية کہا گیا یعنی کہا گیا یہ گھات لگا کر مسلمانوں کو قتل کرنے والے خارجی فرقہ الصفرية سے تھا – اس کو ابن سیرین نے کذاب کہا اور اس کا جنازہ اکثریت نے چھوڑ دیا

أبي الشعثاء (خوارج کے مطابق یہ ان کے امیر ہیں) کہتے عکرمہ عالم ہیں
عَن عَمْرو بن دينار، قَالَ: سَمِعْتُ أبا الشعثاء يَقُولُ هَذَا مولى ابن عباس هَذَا أعلم الناس

وكان جابر بْن زيد يقول، حَدَّثَنا العين يعني عِكرمَة - أبي الشعثاء جابر بْن زيد ان کو العين کہتا- جابر بْن زيد اہل سنت کے مطابق خارجی نہیں لیکن خوارج کے مطابق خارجی ہیں

واضح رہے کہ صحیح بخاری کی یہ روایت اسی سند سے ہے

یعنی خالد کے ہم عصر محدثین اس کی روایات کو رد کر رہے تھے لیکن ۱۰۰ سال بعد میں بغداد والوں نے اس کو ثقہ قرار دیا

مسلم کی حدیث ہے

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ - قَالَ عُقْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا - غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِعَمَّارٍ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

دوسری سند ہے

وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِمَا، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تیسری سند ہے

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: "قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

کتاب الثقات از ابن حبان کے مطابق

خَيْرَةُ مَوْلَاةُ أم سَلَمَةَ وَالِدَةُ الْحَسَنِ بن أبي الْحسن يروي عَنْهَا ابْنهَا الْحسن بن أبي الْحسن عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فِي عَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

خَيْرَةُ مَوْلَاةُ أم سَلَمَةَ، حسن بصری کی والدہ ہیں

امام احمد کے نزدیک، صحیح مسلم کی سند معلول ہے اس کا ذکر وہ مسند میں کرتے ہیں پہلے یہی مسلم کی سند لاتے ہیں پھر ابن سیرین کی بات نقل کرتے ہیں

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ، وَقَدْ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ» قَالَ: فَرَأَى

عَمَّارًا، فَقَالَ: «وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ: عَنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ تُخَالِطُهَا، تَلِجُ عَلَيْهَا

محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

کتاب العلل ومعرفة الرجال از عبدللہ کے مطابق

حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن أبي عدي عَن بن عون قَالَ فَذكرته لمُحَمد فَقَالَ عَن أمه قلت نعم قَالَ أما أَنَّهَا قد كَانَت تخالطها تلج عَلَيْهَا يَعْنِي حَدِيث الْحسن عَن أمه عَن أم سَلمَة فِي عمار تقتله الفئة الباغية

احمد کہتے ہیں میں نے محمّد بن سیرین سے ذکر کیا محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

مسند احمد میں امام احمد یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں

قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: «عَنْ أُمِّهِ؟ أَمَا إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ تَلِجُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ»

احمد کہتے ہیں میں نے اس کا ابن سیرین سے ذکر کیا انہوں نے کہا (حسن) اپنی ماں سے روایت کیا ؟ بے شک انہوں نے (حسن کی والدہ) نے ام المومنین کی بات گڈمڈ کر دی

قاتل صحابی رسول تھا

مسند احمد کی ایک روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ، وَكُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ، عَنْ أَبِي غَادِيَةَ، قَالَ: قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأُخْبِرَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ قَاتِلَهُ، وَسَالِبَهُ فِي النَّارِ»، فَقِيلَ لِعَمْرٍو: فَإِنَّكَ هُوَ ذَا تُقَاتِلُهُ، قَالَ: إِنَّمَا قَالَ: قَاتِلَهُ، وَسَالِبَه.

كُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ کہتا ہے کہ أَبِي غَادِيَةَ (رضی الله عنہ)، عمرو بن العاص (رضی الله عنہ) کے پاس پہنچے اور ان کو بتایا کہ عمار (رضی الله عنہ) شہید ہو گئے

ایک روایت میں ہے کہ ابو الغادیہ رضی الله عنہ نے عمار رضی الله عنہ کو عثمان رضی الله عنہ پر سب و شتم کرتے سنا اس لئے قتل کیا

وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: ثَنَا كُلْثُومُ بن جبر، عن أبي الغادية قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَشْتِمُ عُثْمَانَ، فَتَوَعَّدْتُهُ بِالْقَتْلِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ طَعَنْتُهُ، فوقع، فقتلته

ان دونوں کی سند میں كُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ المتوفی ۱۳۰ ھ ہے . احمد اس کو ثقہ جبکہ النسائي ليس بالقوی ، قوی نہیں کہتے ہیں

ابن حجر نے لسان الميزان ج ۳ ص ۴۰ میں ایک روایت الحسن بن دینار کے واسطے سے نقل کی ہے کہ عمار کو ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ، لیکن کہا ہے کہ یہ متروک راوی ہے

طبقات ابن سعد میں بھی ایک روایت ہے کہ ابو الغادیہ نے عمار کا قتل کیا لیکن اس کی سند میں واقدی ہے لہذا روایت ضعیف ہے

أَبِي غَادِيَةَ يَاسِرُ بْنُ سَبْعٍ، مَدَنِيٌّ صحابی رسول ہیں ان کے اس قتل میں شامل ہونے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں- لیکن پھر بھی بعض محقیقن (الذھبی وغیرہ) نے ان پر یہ الزام لگایا ہے جو ہمارے نزدیک محتاج دلیل ہے-

ایک مفرط اہل حدیث عالم زبیر علی زئی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

ابو الغادیہؓ کا سیدنا عمار بن یاسرؓ کو جنگِ صفین میں شہید کرنا ان کی اجتہادی خطا ہے جس کی طرف حافظ ابن حجر العسقلانی نے اشارہ کیا ہے ۔ دیکھئے الاصابۃ (۴/۱۵۱ ت ۸۸۱، ابو الغادیۃ الجہنی) وما علینا إلا البلاغ (۵ رمضان ۱۴۲۷ ؁ھ)

معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے تبصرے

مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا يزيد أَخبرنا العوَّام حدثني أَسْوَد بن مسعود عن حنظَلة بن خُويلد العَنَزِي قال: بينما أَنا عند معاوية، إذْ جاءَه رجلان يختصمانِ في رأس عَمّار، يقول كل واحد منهما: أنا قتلتُه، فقال عبد الله ابن عمرو: لِيَطبْ به أحدكما نَفْساً لصاحبه، فإني سمعت رسول الله -صلي الله عليه وسلم - يقول: "تقتلَه اَلفئة الباغية"، قال معاوية: فما بالُك معنا؟!، قال: إن أبي شكاني إلى رسول الله -صلي الله عليه وسلم -، فقال: "أَطِعْ أباك ما دام حياً ولا تَعْصه"، فأنا معكم، ولستَ أقاتل.

خنظلہ بن خویلد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا دو آدمی ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس نے شہید کیا ہے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ تمہیں چاہئے ایک دوسرے کو مبارکباد دو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے پھر آپ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہواے عمرو! اپنے اس دیوانے سے ہمیں مستغنی کیوں نہیں کر دیتے ؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری شکایت کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا زندگی بھر اپنے باپ کی اطاعت کرنا اس کی نافرمانی نہ کرنا اس لئے میں آپ کے ساتھ تو ہوں لیکن لڑائی میں شریک نہیں ہوتا۔

اس کے راوی أسود بن مسعود کے لئے الذھبی میزان میں لکھتے ہیں حنظلة سے روایت کی ہے، لا يدري من هو، میں نہیں جانتا کون ہے . لہذا ضعیف روایت ہے

دوسری روایت ہے مسند احمد ۔ جلد ہفتم ۔ حدیث 891 عمروبن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَهْدَى إِلَى نَاسٍ هَدَايَا فَفَضَّلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو ہدایا اور تحائف بھیجے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ بڑھا کر پیش کیا، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کر دے گا۔

راقم کہتا ہے یہ مجھول شخص رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ کی روایت کردہ ہے ضعیف ہے

تیسری روایت ہے: مسند احمد ۔ جلد سوم ۔ حدیث 1996 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرویات

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ إِنِّي لَأَسِيرُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِي مُنْصَرَفِهِ مِنْ صِفِّينَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَا أَبَتِ مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَمَّارٍ وَيْحَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ قَالَ فَقَالَ عَمْرٌو لِمُعَاوِيَةَ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ هَذَا فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا تَزَالُ تَأْتِينَا بِهَنَةٍ أَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ إِنَّمَا قَتَلَهُ الَّذِينَ جَاءُوا بِهِ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ

حضرت بن حارث کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ و رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے فارغ ہو کر آ رہے تھے تو میں ان کے اور حضرت عمروبن عاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے والد سے کہنے لگے اباجان کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہتے ہوئے سناکہ افسوس! اے سمیہ کے بیٹے تجھے ایک باغی گروہ قتل کردے گا؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ اس کی بات سن رہے ہیں ؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم ہمیشہ ایسی ہی پریشان کن خبریں لے آنا کیا ہم نے انہیں شہید کیاہے ؟ انہوں تو ان لوگوں نے ہی شہید کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے۔

راقم کہتا ہے اس کی سند میں عبد الرحمن بن زياد بن أنعم الإفريقي ہیں ان کو قال ابن حبان كان يدلس کہ یہ تدلیس کرتے ہیں. امام احمد ليس بشيء کوئی چیز نہیں اور لا تكتب اس کی حدیث نہ لکھو کہتے ہیں لہذا یہ روایت بھی ضعیف ہے

چوتھی روایت ہے مسند احمد ۔ جلد نہم ۔ حدیث 1942 حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا يُونُسُ وَخَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ مَا زَالَ جَدِّي كَافًّا سِلَاحَهُ يَوْمَ الْجَمَلِ حَتَّى قُتِلَ عَمَّارٌ بِصِفِّينَ فَسَلَّ سَيْفَهُ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ میرے دادا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن اپنی تلوار کو نیام میں روکے رکھا لیکن جس جنگ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو انہوں نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور اتنا لڑے کہ

بالآخر شہید ہوگئے وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

راقم کہتا ہے حدیث کی سند میں أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ ہے سند میں أبو معشر نَجِيح بن عبد الرحمن السندي المدني- ضعیف ہے

پانچویں روایت ہے مسند احمد ۔ جلد ہفتم ۔ حدیث 903 حضرت عمروبن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ قُتِلَ عَمَّارٌ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا شَأْنُكَ قَالَ قُتِلَ عَمَّارٌ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ فَمَاذَا قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ أَوَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ جَاءُوا بِهِ حَتَّى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا أَوْ قَالَ بَيْنَ سُيُوفِنَا

محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کر دے گا؟ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اناللہ پڑھتے ہوئے گھبرا کر اٹھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تو شہید ہوگئے، لیکن تمہاری یہ حالت؟ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے پیشاب میں گرتے، کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے؟ انہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے خود قتل کیا ہے، وہی انہیں لے کر آئے اور ہمارے نیزوں کے درمیان لا ڈالا ۔

راقم کہتا ہے روایت میں ہے کہ محمّد بن عمرو بن حزم کہتے ہیں عمرو بن العاص کے پاس عمرو بن حزم داخل ہوئے اور بتایا کہ عمار قتل ہوئے جبکہ کتاب الإصابة في تمييز الصحابة کے مطابق

قال أبو نعيم: مات في خلافة عمر، كذا قال إبراهيم بن المنذر في الطبقات

أبو نعيم کہتے ہیں ان (عمرو بن حزم) کا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال ہوا اور ایسا ہی إبراهيم بن المنذر نے الطبقات میں کہا ہے

چھٹی روایت ہے : مسند احمد ۔ جلد ششم ۔ حدیث 2505 حضرت ابوغادیہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حَدَّثَنَا عَبْد اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْعَنَزِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ كُنَّا بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ فَإِذَا عِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْغَادِيَةِ اسْتَسْقَى مَاءً فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ مُفَضَّضٍ فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا شَكَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَإِذَا رَجُلٌ يَسُبُّ فُلَانًا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْكَ فِي كَتِيبَةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ إِذَا أَنَا بِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ قَالَ فَفَطِنْتُ إِلَى الْفُرْجَةِ فِي جُرُبَّانِ الدِّرْعِ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ وَأَيَّ يَدٍ كَفَتَاهُ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ وَقَدْ قَتَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ

کلثوم بن حبر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ شہر واسط میں عبدالاعلی بن عامر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران وہاں موجود ایک شخص جس کا نام ابوغادیہ تھا نے پانی منگوایا، چنانچہ چاندی کے ایک برتن میں پانی لایا گیا لیکن انہوں نے وہ پانی پینے سے انکار کردیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی کہ میرے پیچھے کافر یا گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اچانک ایک آدمی فلاں (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو) کو گالیاں دینے لگا، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے لشکر میں مجھے تیرے اوپر قدرت عطاء فرمائی (تو تجھ سے حساب لوں گا) جنگ صفین کے موقع پر اتفاقا میرا اس سے آمنا سامنا ہوگیا، اس نے زرہ پہن رکھی تھی، لیکن میں نے زرہ کی خالی جگہوں سے اسے شناخت کرلیا، چنانچہ میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کردیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو حضرت عمار بن یاسر تھے، تو میں نے افسوس سے کہا کہ یہ کون سے ہاتھ ہیں جو چاندی کے برتن میں پانی پینے پر ناگواری کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ انہی ہاتھوں نے حضرت عمار کو شہید کردیا تھا

راقم کہتا ہے مسند احمد کی اس روایت کا ذکر کتاب أطراف الغرائب والأفراد من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم للإمام الدارقطنى میں ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) نے کیا ہے

.حَدِيث: كُنَّا بواسط / الْقصب ... الحَدِيث.وَفِيه لَا ترجعوا بعدِي كفَّارًا ... الحَدِيث

.غَرِيب من حَدِيث ابْن عون عَن كُلْثُوم بن جبر، تفرد بِهِ ابْن أبي عدي عَنهُ

ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس میں ابن ابی عدی کا تفرد ہے یہ بھی مختلف فیہ ہے میزان الاعتدال کے مطابق

.قال أبو حاتم - مرة: لا يحتج به

ابو حاتم نے کہا اس سے دلیل مت لینا

اس روایت کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فلاں کو گالیاں دے رہے تھے

یہاں فلاں سے مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ راقم کہتا ہے یہ ممکن نہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ ایسی حرکت کرتے

ساتویں روایت ہے ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) کی کتاب ذخيرة الحفاظ (من الكامل لابن عدي) کے مطابق اس کی ایک اور سند ہے

حَدِيث: قَاتل عمار فِي النَّار. رَوَاهُ الْحسن بن دِينَار: عَن كُلْثُوم بن جبر الْمرَادِي، عَن أبي الغادية قَالَ: سَمِعت رَسُول الله - صلى الله عَلَيْهِ وَسلم - وَهُوَ الَّذِي قتل عمارا. وَهَذَا لَا يعرف إِلَّا بالْحسنِ بن دِينَار هَذَا من هَذَا الطَّرِيق، وَالْحسن .مَتْرُوك الحَدِيث، وَأَبُو الغادية اسْمه يسَار

راقم کہتا ہے اس میں حسن بن دینار متروک ہے

آٹھویں روایت مسند احمد ۔ جلد ہفتم ۔ حدیث 901 حضرت عمروبن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ وَكُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ عَنْ أَبِي غَادِيَةَ قَالَ قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأُخْبِرَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ قَاتِلَهُ وَسَالِبَهُ فِي النَّارِ فَقِيلَ لِعَمْرٍو فَإِنَّكَ هُوَ ذَا تُقَاتِلُهُ قَالَ إِنَّمَا قَالَ قَاتِلَهُ وَسَالِبَهُ

ابو غادیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان چھیننے والا جہنم میں جائے گا، کسی نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بھی تو ان سے جنگ ہی کر رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل اور سامان چھیننے والے کے بارے فرمایا تھا (جنگ کرنے والے کے بارے نہیں فرمایا تھا) ۔

ان روایات میں کلثوم بن جبر ہے

مسند احمد کی اس روایت پر سیر أعلام النبلاء میں الذھبی کہتے ہیں
رَوَى: حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ كُلْثُوْمِ بنِ جَبْرٍ، عَنْ أَبِي غَادِيَةَ، قَالَ:
سَمِعْتُ عَمَّاراً يَشْتُمُ عُثْمَانَ، فَتَوَعَّدْتُهُ بِالقَتْلِ، فَرَأَيْتُهُ يَوْمَ صِفِّيْنَ يَحْمِلُ عَلَى النَّاسِ، فَطَعَنْتُهُ، فَقَتَلْتُهُ وَأُخْبِرَ عَمْرُو بنُ العَاصِ، فَقَالَ سَمِعتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ: (قَاتِلُ عَمَّارٍ وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ
إِسْنَادُهُ فِيْهِ انْقِطَاعٌ.

اس کی اسناد میں انقطاع ہے

راقم کہتا ہے

ان روایات کی اسناد میں کلثوم بن جبر ہے
میزان الاعتدال کے مطابق قال النسائي: ليس بالقوى وثقه أحمد وابن معين.
یعنی یہ مختلف فیہ ہے یہ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي الطُّفَيْلِ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ سے روایت کرتا ہے
یہ لوگ بصرہ میں رہے ہیں لہذا سماع ممکن ہے لیکن ابوغادیہ کا بصرہ منتقل ہونا کسی نے بیان نہیں کیا – اس راوی کلثوم کا شام جانا بھی نظر میں ہے کہ کب ہوا ؟ اس کے بقول ابو غادیہ واسط آئے جو عراق اور شام کے درمیان کا علاقہ ہے جس کو الجزیرہ کہا جاتا تھا اور اس کا یہ شہر واسط تھا یعنی کلثوم کہنا چاہتا ہے کہ وہ شام نہیں گیا نہ ہی ابو غادیہ بصرہ پہنچے بلکہ دونوں کی ملاقات واسط میں ہو گئی - کلثوم المرادی ہے یعنی اسی قبیلہ کا ہے جہاں سے علی رضی اللہ عنہ کے قاتل نکلے - أَبُو الغَادِيَةِ الصَّحَابِيُّ ہیں جو صلح الحُدَيْبِيَةَ میں موجود تھے اور ایسا ممکن نہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہی نہ ہوں کیونکہ الحُدَيْبِيَةَ میں صرف ١٤٠٠ اصحاب رسول تھے

ابن حجر ان کو صدوق يخطىء غلطیاں کرتا ہے کہتے ہیں

مسلم نے کتاب القَدَر میں ایک روایت نقل کی ہے

امام مسلم نے کلثوم بن جبر سے صرف ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ نے رحم پر فرشتہ مقرر کیا ہے جو امام مسلم نے شاہد کے طور پر پیش کی ہے

محدثین کی آراء

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَيَّةَ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ فِي حَلْقَةٍ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِينٍ وَأَبَا خَيْثَمَةَ وَالْمُعَيْطِيَّ ذَكَرُوا: «يَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» فَقَالُوا: مَا فِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

محمّد بن ابراہیم کہتے ہیں میں نے ایک حلقہ میں سنا جس میں احمد بن حنبل ، یحیی بن معین اور ابو خَيْثَمَةَ اور الْمُعَيْطِيَّ تھے اور روایت يَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عمار تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا کا کر ہوا سب نے کہا اس سلسلے میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں

اسی کتاب میں یہ بات بھی لکھی ہے[53]

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: رُوِيَ فِي: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا، لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

میں نے محمّد بن عبد اللہ بن ابراہیم سے سنا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے میں نے امام احمد بن حن بل سے سنا عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا کو ۲۸ حدیثوں سے روایت کیا ایک بھی صحیح نہیں

53

یہ اقوال حنابلہ کی معتمد علیہ کتب سے لئے گئے ہیں جو ۳۰۰ ہجری کے ہیں – اس دور کے رجال کی مکمل معلومات کتب میں نہیں ہوتی الا یہ کہ یہ لوگ حدیث بیان کریں اور بہت مشہور ہوں- لہذا اس دور میں اس قسم کے بہت سے اقوال میں رجال معلوم نہیں ہیں لیکن یہ قبول کیے جاتے ہیں – اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رجال کی تمام کتب ہم تک نہیں پہنچیں، بہت سی معدوم ہو گئی ہیں

محمد بن عبداللہ بن ابراہیم حنابلہ کے عالم أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311 هـ) کے شیخ ہیں ان سے روایات کتاب السنة میں تین مقامات پر لی گئی ہیں

محمد بن عبد الله بن إبراهيم کی باپ سے روایت کئی کتابوں میں ہے مثلا

أحكام النساء للإمام أحمد
المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)

الوقوف والترجل من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل
المؤلف: أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ)

یہ اقوال صحیح ہیں کیونکہ ان کو رجال کے ماہر ابن جوزی نے بھی اپنی کتب میں بیان کیا ہے لہذا جب یہ ماہرین ان اقوال کو قبول کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں

ابن الجوزی كتاب العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں لکھتے ہیں

وأما قوله عليه السلام لعمار تقتلك الفيئة الباغية وقد أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيّ من حديث أَبِي قَتَادَة وأم سلمة إلا أن أَبَا بَكْر الخلال ذكر أن أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي ذكروا هَذَا الحديث تقتل عمارًا الفيئة الباغية فقال فِيهِ ما فِيهِ حديث صحيح وأن أَحْمَد قال قد روى فِي عمار تقتله الفيئة الباغية ثمانية وعشرون حديثًا ليس فيها حديث صحيح".

اور جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ عمار کو با غی گروہ قتل کرے گا اس کی تخریج بخاری نے ابی قتادہ اور ام سلمہ کی حدیث سے کی ہے. بے شک ابو بکر الخلال نے ذکر کیا ہے کہ أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي نے اس باغی گروہ والی روایت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے ایک بھی روایت صحیح نہیں. اور احمد نے ۲۸ روایات سے عمار تقتله الفيئة الباغية کو روایت کیا جن میں ایک بھی صحیح نہیں ہے

کتاب الثقات از العِجْلِيُّ کے مطابق امام عبد الرَّحْمَن بن إِبْرَاهِيم الدِّمَشْقِي دُحَيْم کہتے تھے

قَالَ أَحْمَدُ العِجْلِيُّ: دُحَيْمٌ ثِقَةٌ كَانَ يَخْتلِفُ إِلَى بَغْدَادَ فَذَكَرُوا الفِئَةَ البَاغِيَةَ هُم أَهْلُ الشَّامِ, فَقَالَ: مَنْ قَالَ هَذَا, فَهُوَ بن الفَاعِلَةِ.

العِجْلِيُّ کہتے ہیں دُحَيْمٌ ثقہ ہیں ان کا بغداد میں اختلاف ہوا پس باغی گروہ والی روایت سے لوگوں نے اہل شام مراد لئے اس پر امام دُحَيْم نے کہا جو یہ کہے وہ فاحشہ کی اولاد ہے

محدثین اس روایت کو یا تو رد کرتے ہیں یا تاویل جیسا کہ اوپر پیش کی گئی ہے

ابن جوزی رجال کے معاملے میں متشدد ہیں اور اس بنا پر ان کو معلومات ہوں گی کہ یہ لوگ ثقہ ہیں تبھی اتنے وثوق سے ان اقوال سے دلیل لے رہے ہیں

یہ روایت بعض محدثین مثلا کرابیسی اور امام احمد کے نزدیک صحیح نہیں امام احمد کہتے تھے اس کو چھوڑنے میں بھلائی ہے اور امام دحیم کہتے تھے کہ جو اس میں قاتلین سے مراد اہل شام لے وہ فاحشہ کی اولاد ہے

ابن تیمیہ الفتاوی: میں کہتے ہیں

مجموع الفتاوی از ابن تیمیہ ج ۳۵ ص ۷٤ پر
وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ {إنَّ عَمَّارًا تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ} فَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ طَعَنَ فِيهِ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ؛
اس حدیث پر اہل علم کا ایک گروہ طعن کرتا ہے

مختصر منہاج السنة از ابن تیمیہ
فيقال: الذي في الصحيح: ((تقتل عمّار الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) وَطَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ ضَعَّفُوا هَذَا الْحَدِيثَ، مِنْهُمُ الْحُسَيْنُ الْكَرَابِيسِيُّ وَغَيْرُهُ، وَنُقِلَ ذَلِكَ عَنْ أَحْمَدَ أَيْضًا.
صحیح میں ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا – اور اہل علم کا ایک گروہ اس کی تضعیف کرتا ہے جس میں حسین کرابیسی ہیں اور دیگر ہیں ہے ایسا ہی امام احمد کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے

اسی طرح کہتے ہیں
وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أَنَّهُ قَالَ لِعَمَّارٍ: " «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» " فَبَعْضُهُمْ ضَعَّفَهُ، وَبَعْضُهُمْ تَأَوَّلَهُ.
بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں بعض تاویل کرتے ہیں

امام کرابیسی امام بخاری کے ہم عصر ہیں یعنی صحیح بخاری کی یہ روایت ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے اہل سنت کے شیعیت سے متاثر بعض علماء اس روایت سے یہ نکالتے ہیں کہ معاویہ رضی الله عنہ نے بغاوت کی اور وہ وہی باغی گروہ کے لیڈر تھے جس نے عمار کا قتل کیا لہذا کتاب سبل السلام میں محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) ابن جوزی کا اس روایت کو رد کرنے پر لکھتے ہیں

وَلَا يَخْفَى أَنَّ ابْنَ الْجَوْزِيِّ نَقَلَ عَنْ أَحْمَدَ عَدَمَ صِحَّتِهِ وَلَيْسَ لَهُ هُوَ قَدْحٌ فِي صِحَّتِهِ حَتَّى يُقَالَ إنَّهُ أَحْقَرُ مِنْ أَنْ يَنْتَهِضَ لِمُعَارَضَةِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَفُرْسَانِهِ وَحُفَّاظِهِ فَالْأَوْلَى فِي الْجَوَابِ عَنْ نَقْلِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ مَا قَالَهُ السَّيِّدُ مُحَمَّدٌ أَيْضًا إنَّهُ قَدْ رَوَى يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ الْإِمَامُ الثِّقَةُ الْحَافِظُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ فِيهِ إنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ سَمِعَهُ عَنْهُ يَعْقُوبُ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْهُ. ذَكَرَهُ الذَّهَبِيُّ فِي تَرْجَمَةِ عَمَّارٍ فِي النُّبَلَاءِ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ جَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ وَكَانَ يَرَى الضَّرْبَ عَلَى رِوَايَاتِ الضِّعَافِ وَالْمُنْكَرَاتِ. وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى بُطْلَانِ مَا حَكَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَإِلَّا فَغَايَتُهُ أَنَّهُ قَدْ تَعَارَضَ عَنْ أَحْمَدَ الْقَوْلَانِ فَيُطْرَحُ. وَفِي تَصْحِيحِ غَيْرِهِ مَا يُغْنِي عَنْهُ كَمَا لَا يَخْفَى. وَأَمَّا الْحِكَايَةُ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ وَابْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ، فَإِنَّهُ رَوَاهَا الْمُصَنِّفُ بِصِيغَةِ التَّمْرِيضِ وَلَمْ يَنْسُبْهَا إلَى رَاوٍ فَيَتَكَلَّمُ عَلَيْهَا وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ مُعَاوِيَةُ وَمَنْ فِي حِزْبِهِ وَالْفِئَةَ الْمُحِقَّةَ عَلِيٌّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – وَمَنْ فِي صُحْبَتِهِ

اور یہ مخفی نہیں ہے ابن جوزی نے امام احمد کے حوالے سے اس روایت کی عدم صحت پر نقل کیا ہے اور اس میں کوئی قدح نہیں ہے … اور اس کا جواب وہ ہے جو سید محمد نے دیا کہ انہوں نے یعقوب بن شیبہ سے نقل کیا امام احمد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا حدیث صحیح ہے اس کو یعقوب نے سنا ہے اور اس پر سوال کیا اور الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء میں عمار بن یاسر رضی الله عنہ کے ترجمہ میں اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تائید ہوتی ہے کہ اصحاب رسول کی ایک جماعت اس کو نقل کرتی ہے … اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر جو حکایت کیا ابن جوزی نے اس کے بطلان پر اور اگر نہیں تو اس میں تعارض ہے جو امام احمد سے دو قول اتے ہیں پس اس کو رد کیا جائے گا اور دوسروں کی جانب سے اس کی تصحیح مخفی نہیں ہے اور جہاں

تک ابن معین اور ابن ابی خیثمہ کی حکایت ہے تو وہ صغیہ تمریض سے ہے اور اس میں راوی متکلم کی نسبت نہیں ہے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ معاویہ اور اس کا حزب باغی گروہ تھا اور حق کا گروہ علی کا تھا اور وہ جو انکی صحبت میں تھا

راقم کہتا ہے کہ یہ بات بے سروپا ہے

سب سے پہلے تو یعقوب بن شیبہ کی تصحیح کی سند پیش کی جائے جو شاید ہی کسی کے پاس ہو

سیر الاعلام النبلاء کے مطابق خود امام احمد اس شخص یعقوب بن شیبہ کے لئے کہتے

مُتَبَدِّعٌ، صَاحِبُ هوَى

بدعتی ہے صاحب گمراہ ہے

الذهبی سیر أعلام النبلاء میں ان کے ترجمہ میں کہتے ہیں کہ ان کی مسند الکبیر کا ایک جز مسند عمار میرے پاس تھا

.مَاتَ يَعْقُوْبُ الحَافِظُ: فِي شَهْرِ رَبِيْعٍ الأَوَّلِ، سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمائَتَيْنِ، وَقَعَ لِي جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ مُسنَدِ عَمَّارٍ لَهُ

پھر روایت پیش کرتے ہیں

قَالَ يَعْقُوْبُ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ (2) : مَا نَسِيْنَا الغبارَ عَلَى شَعْرِ صَدْرِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ يَقُوْلُ: (اللَّهُمَّ إِنَّ الخَيْرَ خَيْرُ الآخِرَة، فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَةِ) إِذْ جَاءَ عَمَّارٌ فَقَالَ: (وَيْحَكَ، أَوْ وَيْلَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ، تقتلُكَ الفِئَةُ البَاغِيَةُ)

[54] مسند احمد میں جگہ جگہ اسی سند پر امام احمد جرح کرتے ہیں

54

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ، وَقَدْ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ» قَالَ: فَرَأَى عَمَّارًا، فَقَالَ: «وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ: عَنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ تُخَالِطُهَا، تَلِجُ عَلَيْهَا

محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

ابن تیمیہ کتاب منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية میں کہتے ہیں کہ یعقوب نے دعوی کیا

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سُئِلَ عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي عَمَّارٍ: " «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» " فَقَالَ أَحْمَدُ: قَتَلَتْهُ

لهذا جو سند خود امام احمد کے نزدیک صحیح نہ ہو اس کی بنیاد پر کہنا انہوں نے ہی قتل کیا کیسے صحیح ہو سکتا ہے ؟

دوم یعقوب خود امام احمد کے نزدیک بدعتی ہے

عمار اختلاف میں ہمیشہ حق پر تھے ؟

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگوں کا اختلاف ہو گا تو عمار حق پر ہونگے اس کی سند ہے

عمّار الدّهني عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، إِذَا اخْتَلَفَ النَّاس كَانَ ابْنُ سُمَيَّةَ مَعَ الْحَقِّ

سند میں سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، مدلس ہے جو کبار صحابہ سے تدلیس کرتا ہے

کتاب العلل ومعرفة الرجال از عبدللہ کے مطابق

حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن أبي عدي عَن بن عون قَالَ فَذَكرته لمُحَمد فَقَالَ عَن أمه قلت نعم قَالَ أما أَنَّهَا قد كَانَت تخالطها تلج عَلَيْهَا يَعْنِي حَدِيث الْحسن عَن أمه عَن أم سَلمَة فِي عمار تقتله الفئة الباغية

احمد کہتے ہیں میں نے محمّد بن سیرین سے ذکر کیا محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

مسند احمد میں امام احمد یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں

قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: «عَنْ أُمِّهِ؟ أَمَا إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ تَلِجُ عَلَى أَمِّ الْمُؤْمِنِينَ»

احمد کہتے ہیں میں نے اس کا ابن سیرین سے ذکر کیا انہوں نے کہا (حسن) اپنی ماں سے روایت کیا ؟ بے شک انہوں نے (حسن کی والدہ) نے ام المومنین کی بات گڈمڈ کر دی

کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق> سالم بن أبي الجعد الكوفي مشهور كثير الإرسال عن كبار الصحابة كعمر وعلي وعائشة وابن مسعود وغيرهم رضي الله عنهم قال بن المديني لم يلق بن مسعود

ابن المدینی کہتے ہیں سالم کی ابن مسعود سے ملاقات نہیں ہوئی- **یہ روایت بھی ضعیف ہے**- الغرض عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل جہنمی ہیں لیکن وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں-

مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَمَّارٌ مَا عُرِضَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ إِلَّا اخْتَارَ الْأَرْشَدَ مِنْهُمَا

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک آدمی آیا اور علی اور عمار رضی اللہ عنہما کے خلاف کہا تو عائشہ نے کہا جو قائل کہہ رہا تو علی کے حوالے سے اس کے پاس کچھ نہیں اور جہاں تک عمار ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا تھا کہ عمار دو کاموں میں وہ لیتے ہیں جو ہدایت کے پاس ہوتا ہے

راقم کے نزدیک یہ روایت منقطع ہے

امام ترمذی حبیب بن ابی ثابت کی ایک روایت پر کہتے ہیں

قال أبو عيسى: سمعت محمدا يضعف هذا الحديث، وقال: حبيب لم يسمع من عروة.

امام بخاری نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا حبیب نے عروہ سے نہیں سنا

عروہ تو عطا بن یسار سے بہت چھوٹے ہیں لیکن مدنی ہونے کے باوجود حبیب کا سماع عروہ تک سے نہیں جو قابل غور ہے

ہم جس روایت کی بات کر رہے ہیں اس میں حبیب نے عطا بن یسار سے روایت کیا ہے

حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ کا سماع عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ سے ثابت نہیں ہے اور کتب حدیث میں یہ واحد روایت ہے جو حبیب نے عطا سے روایت کی ہے

حبیب بن ابی ثابت مدلس بھی ہے اور اس روایت کی کسی بھی سند میں سماع کی تصریح نہیں ملی

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي - وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ - وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ» هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ " وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، هَذَا الحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ هِلَالٍ، مَوْلَى رِبْعِيٍّ عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. وَقَدْ رَوَى سَالِمٌ المُرَادِيُّ الكُوفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ : ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: (مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہارے درمیان کتنی دیر رہوں گا؛ چنانچہ تم میرے بعد لوگوں کی اقتدا کرنا -آپ نے ابو بکر اور عمر کی جانب اشارہ فرمایا - اور عمار کے طریقے کو اپنانا، اور جو تمہیں ابن مسعود احادیث بیان کریں، انکی تصدیق کرنا

البانی نے اسے "صحیح ترمذی" میں صحیح قرار دے دیا ہے۔ جبکہ سند میں عبد الملک بن عمیر مدلس بھی ہے مختلط بھی ہے

صحیح ابن حبان میں اس کی سند ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَالِمٍ الْمُرَادِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَرَى بَقَائِي فِيكُمْ إِلَّا قَلِيلًا، فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي - وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ - وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَاقْبَلُوهُ»

میزان از الذھبی میں ہے

عمرو بن هرم عن ربعى بن حراش. ضعفه يحيى القطان. یحیی القطان نے راوی کو ضعیف قرار دیا ہے

جامع بیان العلم وفضلہ از قرطبی اور ترمذی اور دیگر کتب میں سند ہے

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ

عقیلی نے الضعفاء الکبیر میں سَالِمٌ أَبُو الْعَلَاءِ الْمُرَادِيُّ کے ترجمہ میں اس روایت کو لا کر اس کا شمار ضعیف احادیث میں کیا ہے – عقیلی نے اس کے اس روایت کی اسناد میں اضطراب کا ذکر کیا ہے

وَمِنْ حَدِيثِهِ مَا حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْمُرَادِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ، رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ حُذَيْفَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنِّي لَسْتُ أَدْرِي مَا قَدْرُ مَقَامِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي» وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ «وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ» رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي» فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ مَوْلًى لِحُذَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ. وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ هِلَالٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

یہ روایت عبد الملک کے اختلاط کی ہے کبھی اس نے هِلَالٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ سے کبھی مَوْلًى لِحُذَيْفَةَ سے کبھی رِبْعِيٍّ سے روایت کر دی ہے

الكواكب النيرات في معرفة من الرواة الثقات از ابن الكيال (المتوفى: 929هـ) میں ہے

قال يحيى بن معين عبد الملك بن عمير مخلط

وقال الإمام أحمد: مضطرب الحديث جدا مع قله حديثه ما أرى له خمسائة حديث وقد غلط في كثير منها

یحیی بن معین نے کہا عبد الملك بن عمیر کی مختلط ہے

امام احمد نے کہا یہ پچاس سے بھی کم احادیث روایت کرتا ہے لیکن ان میں اکثر غلط ہیں - بہت مضطرب الحدیث ہے

راقم کہتا ہے اس حدیث کا متن صحیح نہیں ابن مسعود کے نزدیک سورہ فلق اور الناس قرآن میں سے نہیں تھیں اور اصحاب رسول میں کسی نے اس قول میں ان کی موافقت نہیں

جنگ کے بعد صلح اور علی کے کیمپ میں پھوٹ پڑنا

خوارج علی رضی اللہ عنہ کے ہمدرد تھے اور باقی اصحاب رسول کے مخالف ان کی جڑ مصر میں تھی جہاں عبد الرحمن بن عدیس اور عبدالرحمن ابن ملجم رہتے تھے عبد الرحمن بن عدیس ایک صحابی تھا- بیعت رضوان میں بھی تھا لیکن یہ ایک منافق تھا جس نے امت کے اتحاد کو ختم کیا یہ باغیوں کا سرغنہ تھا جو مصر سے آئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر کے یہ امام مسجد النبی بن گیا وہاں اس نے عثمان رضی اللہ عنہ پر بھڑاس نکالی بیشتر صحابہ اس وقت مکہ میں تھے کیونکہ یہ سب ایام حج میں ہوا اور باغی احرام کی حالت میں یا حاجیوں کے روپ میں مختلف علاقوں سے آئے تھےشاید اسی وجہ سے علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دار الخلافہ کیا کہ اس قسم کی بغاوت کسی کے بھی خلاف ہو سکتی تھیخوارج بننے سے پہلے یہ سب علی رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہوئے اور کوفہ میں حروریہ کے علاقہ میں ان کا گڑھ تھااس وقت تک یہ ایک سیاسی محاذ تھا جو امراء کے خلاف تھا چاہے صحابی ہوں یا غیر صحابی - اس میں بظاہر علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دلانا تھا کیونکہ باغیوں کا ایک موقف تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اقربا پروری کرتے رہتے ہیں -

اس استفعی کے مطالبہ میں باغیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کر دیا - اغلبا علی رضی اللہ عنہ اس کو قتل عمد نہیں سمجھتے تھے بلکہ شاید ایک حادثہ سمجھتے تھے جس میں خلیفہ معصوم سے استفعی کے مطالبہ میں ایک حادثہ پیش آ گیا- کیونکہ علی نے کسی بھی باغی سے کوئی قصاص نہیں لیا نہ ان کو مورد الزام کیا نہ باقی اصحاب رسول کی تائید کی بلکہ قاتلوں کو گورنر مقرر کر کے ان پر اپنے اعتماد کا کھلا اظہار کیا-

خوارج اصلا علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ کے لوگ تھے ان کا دایاں ہاتھ تھے لیکن جب علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح مان لی تو اس پر ان کے کیمپ میں پھوٹ پڑی – خوارج بدک گئے اور کہا کہ معاویہ اور باقی لوگوں نے اولوالامر (یعنی علی خلیفہ وقت) کی مخالفت کر کے گناہ کبیرہ کیا ہے قرآن کے مطابق گناہ کبیرہ کا مرتکب جہنمی ہوتا ہے - ان لوگوں نے خود خلیفہ وقت کے خلاف خروج کیا اور اپنے آپ کو حق پر سمجھا – ان کے نزدیک علی نے گناہ کبیرہ کے مرتکب جہنمیوں سے صلح کر کے اپنی پوزیشن کمزور کر دی اور خود گناہ کیا- علی (رضی اللہ عنہ) نے صلح میں امیر المومنین کا لفظ ہٹا دیا اور ثالثی کے اقدام کو قبول کر لیا تھا – خوارج نے کہا نہیں قرآن کا حکم ہے کہ امیر سے بغاوت کچل دی جائے – دوسری طرف سے یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قول اختیار کیا گیا کہ اگر مومنوں کی جماعت میں لڑائی ہو تو قرآن میں ہے ان میں صلح کرا دو(سورہ الحجرات) یعنی مومنوں میں لڑائی ممکن ہے- المحکمہ کے بقول ان الحکم الا للہ لہذا قرآن کے علاوہ کسی اور رائے کی قبول نہیں کی جائے گی-

علی نے ان لوگوں کو مرتد یا واجب القتل قرار نہیں دیا نہ ہی ان کے لئے کوئی سزا مقرر کی بلکہ ابن عباس کو بھیجا کہ ان کو سمجھائیں- کوفہ کے ایک محلہ الحروریہ میں ان کی کثرت ہو گئی اور یہیں سے ان کا پہلا اول گروہ نکلا جنھوں نے اپنے اپ کو المحکمہ کہا یعنی قرآن کی محکم آیات کو ماننے والے - المحکمہ خوارج[55]

---

[55] عموما اہل سنت خوارج کو ایسے پیش کرتے ہیں کہ جسے کہ وہ مکلمل طور پر معدوم ہو گئے- لیکن حقیقت یہ ہے کہ

تھے ان کو اہل سنت الحروریہ کہتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے علی (رضی اللہ عنہ) کی معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے جنگ ختم ہونے کو غلط جانا –

یہ وہ متشدد خوارج تھے جو عثمان (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر چکے تھے اور ان کے نزدیک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق تھی لیکن اس کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں خرابی آئی جس کی انہوں نے سزا بھگتی- ان کے مطابق عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گناہ ، گناہ کبیرہ تھے اور ان کو کرنے سے وہ مرتد کے درجے پر تھے اور وہ نعوذ باللہ جہنمی تھے- خوارج کے مطابق علی (رضی اللہ عنہ) نے کلام اللہ کے خلاف انسانی ثالثی قبول کی لہذا وہ ایمان والے نہ رہے اور یہ بھی گناہ کبیرہ تھا جس پر یہ بھی نعوذ باللہ جہنمی ہوئے

فتح القدير از الشوکانی اور طبقات ابن سعد کے مطابق

علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خوارج سے مناظرہ کے لیے بھیجا تو ان سے فرمایا

اذهب إليهم فخاصمهم وادعهم إلى الكتاب والسنة ولا تحاجهم بالقرآن فإنه ذو وجوه ولكن خاصمهم بالسنة
خوارج کے پاس جاؤ۔ لیکن یاد رکھنا کہ ان سے قرآن کی بنیاد پر بحث نہ کرنا کیونکہ قرآن کئی پہلوؤں کا حامل ہے۔ بلکہ "سنت" کی بنیاد پر ان سے گفتگو کرنا۔

اس کی سند ہے

أخبرنا محمد بن عمر. قال: حدثني إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة.عن داود بن الحصين. عن عكرمة قال: [سمعت ابن عباس يحدث عبد الله ابن صفوان

سند میں إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة ہے جس کو دارقطنی متروک کہتے ہیں نسائی اس کو ضعیف کہتے ہیں اور امام بخاری کہتے ہیں عنده مناكير اس کے پاس منکر روایات ہیں اور بخاری اس کو منكر الحديث کہتے ہیں

سعودی محقق محمد بن صامل السلمي اس روایت کو طبقات ابن سعد پر تحقیق میں ضعیف کہتے ہیں

آج کل خوارج عمان ، الجزائر، یمن، لیبیا، زنجبار تنزانیہ میں آباد ہیں یہ اباضیہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور اب ان کو عبادی کہا جاتا ہے لیکن اغلبا یہ لفظ اباضی تھا جو تلفظ میں بدل گیا ہے- عبد الملک بن مروان المتوفی ٨٦ ھ کے دور میں عبد اللہ بن اباض ان کا ایک لیڈر تھا جس کے نام پر اس فرقے کا نام ابا ضیہ پڑا – اس کے بارے میں تفصیل نہیں ملی لیکن یہ مشہور ہے کہ عبد اللہ بن ابا ض اصلا ازرقیہ کا حصہ تھا لیکن ان کی متشدد سوچ پر ان سے الگ ہوا

یہ منکر روایت ہے – روایات کے مطابق علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت کے باوجود ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس ذو الوجوہ کتاب یعنی قرآن سے ہی نصیحت کی نہ کہ حدیث سے لہذا سیر الاعلام البنلاء از الذہبی ص ۲۹۷ میں ہے انہوں نے خوارج کو

[يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُم} [المائدة: 95] ، وبقوله: {فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا} [النساء: 35

والی قرانی آیات سنائیں

علی کا مخالفین پر قنوت پڑھنا

حدثنا حدثنا هشيم ، قال : أخبرنا حصين ، قال : حدثنا عبد الرحمن بن معقل ، قال : " صليت مع علي صلاة الغداة ، قال : فقنت ، فقال في قنوته : " اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ، وعمرو بن العاص ، وأشياعه ، وأبي السلمي ، وعبد الله بن قيس وأشياعه "

عبد الحمٰن بن معقل کہتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز حضرت علیہ السلام کے ساتھ پڑھی اور آپ علیہ السلام نے قنوت کیا اور قنوت میں یہ الفاظ کہے " اے اللہ معاویہ اور اس کے گروہ ، عمرو بن العاص اور اس کے گروہ ، ابو السلمی اور عبداللہ بن قیس اور اس کے گروہ کو پکڑ لے ان کو برباد کر دے "

مصنف ابن أبي شيبة (ت: أسامة) ج 3 ح 7124 ص 245
المصنف (مصنف ابن أبي شيبة) (ط. الرشد) ج 3 ح 7116 ص 273
مصنف ابن أبي شيبة (ت: عوامة) ج 5 ح 7123 ص 43

مشکل الاثار از طحاوی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُحْرِزُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ «إِنَّمَا كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِيهَا هَاهُنَا لِأَنَّهُ كَانَ مُحَارِبًا , فَكَانَ يَدْعُو عَلَى أَعْدَائِهِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ» فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْقُنُوتِ , هُوَ مَذْهَبُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِي وَصَفْنَا. وَلَمْ يَكُنْ عَلِيٌّ يَقْصِدُ بِذَلِكَ إِلَى الْفَجْرِ خَاصَّةً لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ فِيمَا ذَكَرَ إِبْرَاهِيمُ

ابراہیم النخعی نے کہا علی نے فجر میں قنوت کیا کیونکہ وہ جنگ لڑ رہے تھے لہذا اپنے دشمنوں کے لئے دعا کرتے فجر میں ان پر قنوت پڑھتے اور مغرب میں – طحاوی نے کہا پس ثابت ہوا جس کا ہم نے ذکر کیا تھا کہ علی اور عمر کا مذہب قنوت میں ایک تھا- اور علی نے اس کو فجر پر خاص نہیں کر رکھا تھا بلکہ اس کو مغرب میں بھی کرتے جیسا ابراہیم نے ذکر کیا

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَعْقِلٍ يَقُولُ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْعَتْمَةِ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو فِي قُنُوتِهِ عَلَى خَمْسَةِ رَهْطٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَأَبِي الْأَعْوَرِ.(المعرفة والتاريخ للفسوى135/3)

راقم کہتا ہے حالت جنگ میں قنوت پڑھا جاتا تھا اور یہ امکان ہے کہ دونوں جانب پڑھا جا رہا تھا
شیعہ کتاب مقاتل الطالبیین کے مطابق حسن و معاویہ میں عھد کے وقت صلح کی ایک شرط تھی

أن يترك سب أمير المؤمنين والقنوت عليه بالصلاة
علی پر نماز میں قنوت پڑھنا بند ہو گا

قنوت نازلہ [56] کے الفاظ تھے

اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ

تاریخ طبری میں ہے

---

[56]

صحیح ابن خزیمہ میں ہے حسن بن علی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا سکھائی جس کو أَبِي إِسْحَاقَ نے روایت کیا ہے

حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَا يَحْيَى -يَعْنِي ابْنَ آدَمَ- نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ:
حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ أَقُولُهُنَّ عِنْدَ الْقُنُوتِ.
ثَنَاهُ يُوسُفُ بْنُ مُوسَى وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا: ثَنَا وَكِيعٌ، ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ:
عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ: "اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ".

ابن خزیمہ نے کہا
وَهَذَا الْخَبَرُ رَوَاهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ فِي قِصَّةِ الدُّعَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ وَلَا الْوِتْرَ..... وَشُعْبَةُ أَحْفَظُ مِنْ عَدَدٍ مِثْلَ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ. وَأَبُو إِسْحَاقَ لَا يَعْلَمُ أَسَمِعَ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ بُرَيْدٍ أَوْ دَلَّسَهُ عَنْهُ، اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا يَدَّعِي بَعْضُ عُلَمَائِنَا أَنَّ كُلَّ مَا رَوَاهُ يُونُسُ عَنْ مَنْ رَوَاه عَنْهُ أَبُوهُ أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ مِمَّا سَمِعَهُ يُونُسُ مَعَ أَبِيهِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ. وَلَوْ ثَبَتَ الْخَبَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، أَوْ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ لَمْ يَجُزْ عِنْدِي مُخَالَفَةُ خَبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [121 – أ] وَلَسْتُ أَعْلَمُهُ ثَابِتًا.
اس حدیث کو شعبہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ یہ دعا قنوت کے لئے تھی ... اور شعبہ تو یونس جیسوں سے تو بہت بہتر ہیں – اور ابو اسحاق کا معلوم بھی نہیں ہے کہ اس نے اس خبر کو سنا بھی ہے یا نہیں یا تدلیس کی ہے

ولما قدم علي الْكُوفَة وفارقته الخوارج، وثبت إِلَيْهِ الشيعة فَقَالُوا: فِي أعناقنا بيعة ثانية، نحن أولياء من واليت، وأعداء من عاديت، فَقَالَتِ الخوارج: استبقتم أنتم وأهل الشام إِلَى الكفر كفرسي رهان، بايع أهل الشام مُعَاوِيَة عَلَى مَا أحبوا وكرهوا، وبايعتم أنتم عَلِيًّا عَلَى أنكم أولياء من والى وأعداء من عادى فَقَالَ لَهُمْ زياد بن النضر: وَاللَّهِ مَا بسط علي يده فبايعناه قط إلا عَلَى كتاب اللَّه عَزَّ وَجَلَّ وسنة نبيه ص، ولكنكم لما خالفتموه

جب علی کوفہ پہنچے اور خوارج نے ان کو چھوڑا اور شیعان علی نے علی کاساتھ دیا پس ان سے کہا ہماری گردنوں پر دوسری بیعت آ گئی ہے ہم اس کے دوست ہیں دشمنوں کے دشمن ہیں - خوارج نے کہا تم نے اور اہل شام نے کفر پر سبقت کی ہے جیسے گھوڑا سبقت کرتا ہے - معاویہ کی بیعت اہل شام نے کر لی ہے اس پر جو تم پسند یا نا پسند کرتے ہو اور تم نے علی کی بیعت کی ہے - زیاد بن النضر نے کہا الله کی قسم تم نے ہاتھ نہ بڑھایا مگر ہم نے بیعت نہیں کی سوائے کتاب الله پر اور سنت نبی پر لیکن تم لوگوں نے مخالفت کی ہے

خوارج کا موقف تھا کہ علی کو صلح کی بجائے معاویہ کو قیدی بنانا چاہیے تھا یا جنگ میں قتل کیا جاتا کیونکہ معاویہ نے حاکم (علی) کی اطاعت نہیں کی بلکہ باغی بنا – اب چونکہ علی نے وہ نہیں کیا جو کتاب الله کا حکم ہے ہم خوارج پر سے علی کی اطاعت کا بوجھ اٹھ گیا ہے

خوارج کے خلفاء

خوراج کے نزدیک علی و عثمان دونوں گمراہ ہوئے – عثمان اختیارت کے نا جائز استمعال کی وجہ سے اور علی حاکم کے خلاف باغی سے معائدہ صلح کرنے کی وجہ سے

خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوم عمر رضی الله عنہ

خلیفہ سوم عبد الله بن وهب الراسبی – خوارج ان "ایمان والوں" کو وهبی کہتے ہیں

جنگ نہروان پر روایات

ایک واقعہ خوارج کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب خوارج سے قتال کیا تو انہوں نے اس کے بعد کہا ان کی لاشوں میں ایک پستان جیسے ہاتھ والا شخص تلاش کرو لہذا خارجیوں کی لاشیں کھنگالی گئیں اور ایک ایسا شخص مل گیا – اس پر علی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میری جنگ ہو گی اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے بازو ہو گا ، لیکن ہاتھ نہ ہو گا، اس کے بازو پر پستان کی گھنڈی کی طرح ایک گھنڈی ہو گی، اس کے اوپر کچھ سفید بال ہوں گے – اس روایت کو بہت سے محدثین نے نقل کیا ہے (سوائے امام بخاری کے) لیکن اس روایت کے مخالف روایت بھی ہے اسکو پیش نہیں کیا جاتا اور خود جو الفاظ ہم تک پہنچے ہیں وہ بھی دلیل رکھتے ہیں کہ یہ روایت صحیح مفہوم سے منقول نہیں ہوئی

اب ہم ان روایات کو دیکھتے ہیں

زید بن وھب الجھنی کی روایت

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ»، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ، «وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ، عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ» فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَاللهِ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللهِ. قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا، حَتَّى قَالَ: مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ، فَقَالَ: لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ، وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ، فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ، وَسَلُّوا السُّيُوفَ، وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ، قَالَ: وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ، فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، قَالَ: أَخِّرُوهُمْ، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللهُ، وَبَلَّغَ رَسُولُهُ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَسَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: إِي، وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا، وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ "

عبد بن حمید، عبدالرزاق بن ہمام، عبدالملک بن ابی سلیمان، سلمہ بن کہیل، زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں شریک تھا جو سیدنا علی (رض) کی معیت میں خوارج سے جنگ کے لئے چلا۔ تو حضرت علی (رض) نے فرمایا اے لوگو! میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا کہ ایک قوم میری امت سے نکلے گی وہ قرآن اس طرح پڑھیں گے کہ تم ان کی قرأت سے مقابلہ نہ کرسکو گے اور نہ تمہاری نماز ان کی

نماز کا مقابلہ کرسکے گی اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں جیسے ہوں گے وہ قرآن پڑھتے ہوئے گمان کریں گے کہ وہ ان کے لئے مفید ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا اور ان کی نماز ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گی وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ان سے قتال کرنے والے لشکر کو اگر یہ معلوم ہوجائے جو نبی کریم کی زبانی ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے اسی عمل پر بھروسہ کرلیں اور نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی کے بازو کی بانہہ نہ ہوگی اور اس کے بازو کی نوک عورت کے پستان کی طرح لوتھڑا ہوگی اس پر سفید بال ہونگے فرمایا تم معاویہ (رض) اور اہل شام سے مقابلہ کے لئے جاتے ہوئے ان کو چھوڑ جاتے ہو کہ یہ تمہارےپیچھے تمہاری اولادوں اور تمہارے اموال کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حرام خون بہایا اور ان کے مویشی وغیرہ لوٹ لئے تم اور لوگوں کو چھوڑو اور ان کی طرف اللہ کے نام پر چلو سلمہ بن کہیل کہتے ہیں پھر مجھے زید بن و ہب نے ایک منزل کے متعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک پل سے گزرے اور جب ہمارا خوارج سے مقابلہ ہوا تو عبداللہ بن و ہب راسبی انکا سردار تھا۔ اس نے اپنے لشکر سے کہا تیر پھینک دو اور اپنی تلواریں میانوں سے کھینچ لو میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ وہی معاملہ نہ ہو جو تمہارے ساتھ حروراء کے دن ہوا تھا تو وہ لوٹے اور انہوں نے نیزوں کو دور پھینک دیا اور تلواروں کو میان سے نکالا۔ لوگوں نے ان سے نیزوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور یہ ایک دوسرے پر قتل کئے گئے ہم میں صرف دو آدمی کام آئے علی (رض) نے فرمایا ان میں سے ناقص ہاتھ والے کو تلاش کرو تلاش کرنے پر نہ ملا تو علی (رض) خود کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ان لوگوں پر آئے جو ایک دوسرے پر قتل ہوچکے تھے آپ نے فرمایا ان کو ہٹاؤ پھر اس کو زمین کے ساتھ ملا ہوا پایا آپ نے اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر فرمایا اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پہنچایا تو پھر عبیدہ سلمانی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیرالمومنین اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے خود نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ حدیث سنی۔ تو علی (رض) نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی یہاں تک عبیدہ نے تین بار قسم کا مطالبہ کیا اور آپ نے تین بار ہی اس کے لئے قسم کھائی۔

سنن ابوداود ۴۷۶۸ میں بھی ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلام الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلام: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَتْ قِرَائَتُكُمْ إِلَى قِرَائَتِهِمْ شَيْئًا، > :أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَلا صَلاتُكُمْ إِلَى صَلاتِهِمْ شَيْئًا، وَلاصِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ شَيْئًا، يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لاتُجَاوِزُ صَلاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَنَكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَتْ لَهُ ذِرَاعٌ، عَلَى عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، أَفَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هَؤُلاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ؟ وَاللَّهِ إِنِّي <عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ لأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلاءِ الْقَوْمَ؛ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلا مَنْزِلا، حَتَّى مَرَّ بِنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ، قَالَ: فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ: أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا السُّيُوفَ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ، قَالَ: فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ، وَاسْتَلُّوا السُّيُوفَ، وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ، قَالَ: وَقَتَلُوا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِهِمْ، قَالَ: وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلا رَجُلانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلام: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ، فَلَمْ يَجِدُوا، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِي اللَّه عَنْه بِنَفْسِهِ، حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: أَخْرِجُوهُمْ، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الأَرْضَ، فَكَبَّرَ، وَقَالَ: صَدَقَ اللَّهُ، وَبَلَّغَ رَسُولُهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! [وَ] اللَّهِ الَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ لَقَدْ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ ؟ فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ الَّذِي لاإِلَهَ إِلا هُوَ، حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلاثًا، وَهُوَ يَحْلِفُ ۔
تخريج: م/ الزكاة ٤٨ (١٠٦٦)، (تحفة الأشراف: ١٠١٠٠)، وقد أخرجه: حم (٩٠/١) (صحيح) *

زید بن وہب جہنی بیان کرتے ہیں کہ وہ اس فوج میں شامل تھے جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی، اور جو خوارج کی طرف گئی تھی، علی نے کہا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:" میری امت میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے کہ وہ قر آن پڑھیں گے، تمہارا پڑھنا ان کے پڑھنے کے مقابلے کچھ نہ ہو گا ، نہ تمہاری صلاۃ ان کی صلاۃ کے مقابلے کچھ ہو گی، اور نہ ہی تمہارا صیام ان کے روزے کے مقابلے کچھ ہو گا، وہ قرآن پڑھیں گے ، اور سمجھیں گے کہ وہ ان کے لئے (ثواب) ہے حالاں کہ وہ ان پر (عذاب) ہو گا ، ان کی صلاۃ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گی ، وہ اسلام سے نکل جائیں گے ، جس طرح تیرشکار سے نکل جاتا ہے ، اگر ان لوگوں کو جو انہیں قتل کر یں گے ، یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبا نی کس چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے ، تو وہ ضر ور اسی عمل پر بھروسا کرلیں گے -ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے بازو ہو گا ، لیکن ہاتھ نہ ہو گا، اس کے بازو پر پستان کی گھنڈی کی طرح ایک گھنڈی ہو گی، اس کے اوپر کچھ سفید بال ہوں گے"، تو کیا تم لوگ معاویہ اور ہل شام سے لڑ نے جائوگے ، اور انہیں اپنی اولاد اور اسباب پر چھو ڑدو گے (کہ وہ ان پر قبضہ کریں اور انہیں برباد کریں) اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں (جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) اس لئے کہ انہوں نے ناحق خون بہایا ہے، لوگوں کی چراگاہوں پر شب خون مارا ہے ، چلو اللہ کے نام پر ۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں : پھر زید بن وہب نے مجھے ایک ایک مقام بتا یا (جہاں سے ہو کر وہ خارجیوں سے لڑ نے گئے تھے) یہاں تک کہ وہ ہمیں لے کر ایک پل سے گزرے۔ وہ کہتے ہیں: جب ہماری مڈ بھیڑ ہوئی تو خارجیوں کا سردا رعبداللہ بن وہب راسبی تھا اس نے ان سے کہا : نیزے پھینک دو اور تلواروں کو میان سے کھینچ لو، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تم سے اسی طرح صلح کا مطالبہ نہ کریں جس طرح انہوں نے تم سے حروراء کے دن کیا تھا ، چنانچہ انہوں نے اپنے نیز ے پھینک دئیے ،تلواریں کھینچ لیں، لوگوں (مسلمانوں) نے انہیں اپنے نیزوں سے روکا اور انہوں نے انہیں ایک پر ایک کر کے قتل کیا اور (مسلمانوں میں سے) اس دن صرف دو آدمی شہید ہوئے ، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں مخدج یعنی لنجے کو تلاش کرو، لیکن وہ نہ پاسکے، تو آپ خود اٹھے اور ان لوگوں کے پاس آئے جو ایک پر ایک کرکے مارے گئے تھے ، آپ نے کہا: انہیں نکالو ، تو انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ سب سے نیچے زمین پر پڑا ہے ،آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور بولے: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے سا ری باتیں پہنچا دیں ۔ پھر عبیدہ سلمانی آپ کی طرف اٹھ کر آئے کہنے لگے: اے امیر المو منین ! قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؟ وہ بولے : ہاں، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں تین بار قسم دلائی اور وہ (تینوں با ر) قسم کھاتے رہے

زید بن وھب ایک بد مذھب شخص تھا – امام یعقوب الفسوي کے مطابق فی حدیثه خلل کثیر اسکی روایات میں خلل ہوتا ہے اور

یہ کہا کرتا إن خرج الدجال تبعه من كان يحب عثمان. اگر دجال نکلے تو اس کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جو عثمان (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتے ہوں – الذہبی، ذيل ديوان الضعفاء والمتروكين میں بتاتے ہیں کہ اسکی ایک حدیث عمر (رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے کہ انہوں نے حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے کہا باللہ أنا منافق اللہ کی قسم میں منافق ہوں- ان روایات کو امام یعقوب الفسوي رد کرتے اور اس کی روایات کا خلل کہتے –

علی رضی اللہ عنہ پر بھی موصوف نے ہاتھ صاف کیا اور اس کو مسلم نے صحیح میں روایت 2071 بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رضی اللہ عنہ) کو ایک چادر دی اور وہ علی رضی اللہ عنہ نے اوڑھ لی اور رسول اللہ کے پاس گئے جس پر اپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب آیا اور فرمایا کہ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي اپنی عورتوں میں اس کو بانٹ دو- یعنی چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا یا علی کی لونڈیوں کے لئے دی تھی لیکن علی اس قدر معصوم تھے یہ سب سمجھ نہ سکے اور ایسی زنانہ چادر اوڑھ بھی لی- حیرت ہے کہ امام مسلم نے اس کو صحیح میں روایت بھی کر دیا[57]

---

[57]

علی (رضی اللہ عنہ) کو ایک چادر دی اور وہ علی رضی اللہ عنہ نے اوڑھ لی اور رسول اللہ کے پاس گئے

یہ بات حضرت عمر رضی اللہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ کے لئے بھی کی گئی – صحیح احادیث ہیں

صحیح بخاری:جلد اول:حدیث نمبر 2024 حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

آدم، شعبہ، ابوبکر بن حفص، سالم بن عبداللہ بن عمر (رض) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر (رض) کو ایک ریشمی جوڑا بھیجا آپ نے حضرت عمر (رض) کو پہنتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا، اس کو وہی شخص پہنتا ہے، جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں، میں نے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ اس کو بیچ کر فائدہ اٹھاؤ۔

مسند احمد:جلد سوم:حدیث نمبر 522 حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہنے لگے کہ اگر آپ اسے خرید لیتے تو وفود کے سامنے پہن لیا کرتے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو چنددن بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں کہیں سے چند ریشمی حلے آئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بھجوادیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ نے خود ہی تو اس کے متعلق وہ بات فرمائی تھی جو میں نے سنی تھی اور اب آپ ہی نے مجھے یہ ریشمی جوڑا بھیج دیا؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے تمہیں یہ اس لئے بھجوایا ہے کہ تم اسے فروخت کرکے اس کی قیمت اپنے استعمال میں لے آؤ یا اپنے گھروالوں کو اس کے دوپٹے بنادو۔ اسی طرح حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے وہ ریشمی جوڑا پہن رکھا تھا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے یہ تمہیں پہننے کے لئے نہیں بھجوایا تھا میں نے تو اس لئے بھجوایا تھا کہ تم اسے فروخت کردو یہ مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا یا نہیں کہ اپنے گھروالوں کو اس کے دوپٹے بنادو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ریشمی لباس پہن کر آئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ آپ ہی نے تو مجھے پہنایاہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں کے درمیان دوپٹے تقسیم کردو یا اپنی ضرورت پوری کر لو۔

مسند احمد:جلد سوم:حدیث نمبر 1840 حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطارد کو کچھ ریشمی جوڑے بیچتے ہوئے دیکھا تو بارگارہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے عطارد کو ریشمی جوڑے بیچتے ہوئے دیکھا ہے اگر آپ اس میں سے ایک جوڑا خرید لیتے تو وفود کے سامنے اور عید اور جمعہ کے موقع پر پہن لیتے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ وہ شخص پہنتا ہے جس کا کوئی آخرت میں حصہ نہ ہو۔ کچھ عرصے بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں کہیں سے کچھ ریشمی جوڑے آ گئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کودے دیا ایک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کودے دیا اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے پھاڑ کر اس کے دوپٹے عورتوں میں تقسیم کردو اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں نے ریشم کے متعلق آپ کو جو فرماتے ہوئے سنا تھا وہ آپ ہی نے فرمایا تھا اور پھر آپ ہی نے مجھے یہ جوڑا بھیج دیا؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے اسے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہن لو بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تم اسے فروخت کر لوجبکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا پہن لیا اور باہر نکل آئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں تیز نظروں سے دیکھنے لگے جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں گھور کر دیکھ رہے ہیں توکہنے لگے یا رسول اللہ آپ ہی نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسے پھاڑ کر عورتوں کے درمیان دوپٹے تقسیم کردو یا جیسے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 906 حدیث متواتر حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

شیبان بن فروخ، جریر بن حازم، نافع، حضرت ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ حضرت عمر (رض) نے عطارد تمیمی کو بازار میں (کپڑوں کا) ایک ریشمی جوڑا رکھے ہوئے دیکھا وہ ایک ایسا آدمی تھا کہ جو بادشاہوں کے پاس جاتا اور ان سے (مال وغیرہ) وصول کرتا حضرت عمر (رض) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عطارد کو دیکھا کہ اس نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا بیچنے کے لئے رکھا ہوا ہے اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جوڑے کو خرید لیں اور جب عرب کا کوئی وفد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آیا کرے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ جوڑا پہن لیا کریں راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت عمر (رض) نے یہ بھی فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعہ کے دن بھی پہن لیا کریں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر (رض) سے فرمایا دنیا میں ریشم کا کپڑا وہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے پھر اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ریشمی کپڑے کے چند جوڑے لائے گئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک جوڑا حضرت عمر (رض) کی طرف بھیج دیا اور ایک جوڑا حضرت اسامہ بن زید (رض) کی طرف بھیج دیا اور ایک جوڑا حضرت علی بن ابی طالب (رض) کو عطا فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ان جوڑوں کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کی اوڑھنیاں بنا لینا راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر (رض) اس جوڑے کو اٹھا کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس جوڑے کو میری طرف بھیجا ہے حالانکہ آپ نے گزشتہ روز عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس طرح فرمایا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے عمر میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے نہیں بھیجا تاکہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے بھیجا تھا تاکہ تو اس سے فائدہ حاصل کرے اور حضرت اسامہ وہی ریشمی جوڑا پہن کر آپ کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت اسامہ (رض) کی طرف بڑے غور سے دیکھا جس کی وجہ سے حضرت اسامہ (رض) نے پہچان لیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ جوڑا پہننا ناپسند لگا ہے حضرت اسامہ (رض) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہی تو یہ جوڑا میری طرف بھیجا ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے نہیں بھیجا تاکہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں کے لئے اوڑھنیاں بنائے۔

عبيدة السلماني المرادي الهمداني کی روایت

راقم کہتا ہے ان روایات سے معلوم ہوا کہ رسول الله نے ریشم پہنے سے منع کیا لیکن تین جلیل القدر اصحاب نے اس کو پہنا عمر نے اسامہ نے اور علی نے - لیکن علی کے حوالے سے روایات میں اضطراب و خلل ہے

مسند احمد:جلد سوم:حدیث نمبر 1840 میں ہے
نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کودے دیا ایک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کودے دیا اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے پھاڑ کر اس کے دوپٹے عورتوں میں تقسیم کردو اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں نے ریشم کے متعلق آپ کو جو فرماتے ہوئے سنا تھا وہ آپ ہی نے فرمایا تھا اور پھر آپ ہی نے مجھے یہ جوڑا بھیج دیا؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے اسے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہن لو بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تم اسے فروخت کر لو

صحیح مسلم میں ہے
حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة ، حدثنا غندر ، عن شعبة ، عن عبد الملك بن ميسرة ، عن زيد بن وهب ، عن علي بن ابي طالب ، قال: " كساني رسول الله صلى الله عليه وسلم حلة سيراء، فخرجت فيها، " فرايت الغضب في وجهه، قال: فشققتها بين نسائي
امیرالمومنین اسد اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا مجھے دیا، میں اسے پہن کر نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دو

اضطراب اس طرح ہے کہ
- اول علی کو جب دیکھا تو کیا حکم کیا بیچنے کا یا بانٹے کا
أبو عون محمد بن عبيد الله بن سعيد الثقفي. نے عبد الرحمن بن قيس ، أبو صالح الحنفی الکوفی سے روایت کیا ہے کہ سربندھن بنانے کا حکم کیا اور نَافِعٌ نے ابْنِ عُمَرَ سے روایت کیا ہے کہ بیچنے کا حکم کیا اور زید بن وھب نے بیان کیا ہے کہ عورتوں میں باٹنے کا حکم کیا
دوم علی کو کہا اپنی عورتوں میں تقسیم کر دو- کون سی عورتیں؟ انکی تو ایک ہی بیوی تھیں اور باقی جو رشتہ دار تھیں وہ تو خود رسول الله کی رشتہ دار ہوئیں جن کو رسول الله خود براہ راست دے سکتے تھے

علی کے حوالے سے اس روایت میں خاص اضطراب پایا جاتا ہے اس کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے لہذا جب امام الفسوی نے کہا زید کی روایت خلل زدہ ہے تو ان کے علم میں اس کی دیگر روایات بھی ہوں گی جس کی بنا پر یہ حکم اس پر لگایا گیا ہے - زید پر جرح راقم نے خود نہیں کی الفسوی کا قول بیان کیا تھا لہذا زید تو مجروح ہے - باقی یہ کام روایت میں تین اصحاب سے منسوب کیا گیا ہے جو عجیب بات ہے کہ کیا اصحاب رسول حدیث سنتے لیکن سمجھ نہ پاتے تھے کہ ریشم حرام ہے ؟ اس کے کپڑے پہن کر رسول الله کے پاس جاتے جبکہ کوئی اور نہیں جاتا تھا - آج بھی اپ کو قیمتی کپڑا ملے تو سلواتے وقت یا پہنتے وقت اپ سوچیں گے کہ ایسا کوئی اور پہنتا ہے یا نہیں -

صحیح مسلم میں روایت ہے

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، - وَاللَّفْظُ لَهُمَا - قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ: «فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ، أَوْ مُودَنُ الْيَدِ، أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ»، لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ قُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِي، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

عبيدة السلماني المرادي الهمداني سے اس روایت کو امام ابن سیرین روایت کرتے ہیں اور ان سے ایوب السختیانی -جو مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں

ابن سیرین اور ایوب دونوں بصری ہیں مدلس ہیں- ابن سیرین خود تو دوسروں سے کہتے رجال بتاؤ لیکن یہ خود تدلیس کر کے رجال چھپاتے ہیں

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی روایت

صحیح مسلم کی روایت ہے عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قبیلہ مضر کے تھے علی کے کاتب تھے بتاتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ، وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ، قَالَ عَلِيٌّ: كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا، إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ، «يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هَذَا، مِنْهُمْ، - وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ - مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ، إِحْدَى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ» فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْظُرُوا، فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا، فَقَالَ: ارْجِعُوا فَوَاللهِ، مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ، فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَأَنَا حَاضِرُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ "، زَادَ يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ: قَالَ بُكَيْرٌ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ، قَالَ: رَأَيْتُ ذَلِكَ الْأَسْوَدَ

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ روایت کرتے ہیں کہ الْحَرُورِيَّةَ نے جب خروج کیا اور وہ علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے تو الْحَرُورِيَّةَ نے کہا حکم نہیں صرف الله کے لئے علی نے کہا یہ کلمہ حق ہے یہ اس سے باطل چاہتے ہیں بے شک رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ان لوگوں کی صفت بیان کی تھی اور میں انکو انکی صفت سے جانتا ہوں یہ اپنی زبانوں پر حق کہتے ہیں جو ان کے لئے جائز نہیں ہے پھر حلق کی طرف اشارہ کیا اور ان میں سب سے برا جو اللہ نے خلق کیا ہے وہ ، وہ کالا ہے جس کا ہاتھ ایک بکری کے پستان جیسا ہے پس جب ان کا قتل ہوا تو علی نے کہا دیکھو پر نہ پایا پھر کہا واپس جاؤ دیکھو نہ میں نے جھوٹ کہا نہ انھوں نے دو یا تین دفعہ کہا پھر اس کو پایا اور ہاتھ میں اس کو دیکھا عبد الله نے کہا میں بھی ان میں تھا

اس روایت میں دو مختلف اقوال مبہم انداز میں مل گئے ہیں ایک یہ کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے صفت بتائی تھی کہ وہ جو بولیں گے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا - علی رضی الله عنہ نے اس

حدیث نبوی کو الْحَرُورِيَّةَ پر منطبق کیا پھر علی نے کہا ان میں ایک کالا ہے جس کا ہاتھ پستان جیسا ہے پھر ڈھندوایا گیا کہ وہ مر گیا یا نہیں

اغلبا اصحاب علی کو اشتباہ ہوا اور انہوں نے حدیث نبوی اور قول علی کو ملا کر اس کو ایک مکمل حدیث بنوی بنا دیا

أَبُو الْوَضِيئِ کی روایت

سنن ابو داود ۴۷۶۹ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَضِيئِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلام: اطْلُبُوا الْمُخْدَجَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَاسْتَخْرَجُوهُ مِنْ تَحْتِ الْقَتْلَى فِي طِينٍ، قَالَ أَبُو الْوَضِيئِ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَبَشِيٌّ عَلَيْهِ قُرَيْطِقٌ لَهُ إِحْدَى يَدَيْنِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهَا شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ شُعَيْرَاتِ الَّتِي تَكُونُ عَلَى ذَنَبِ الْيَرْبُوعِ۔
(۱۳۹/۱، ۱۴۰، ۱۴۱) تخريج: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۵۸)، وقد أخرجه: حم *

ابو الوضی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مخدج (لنجے) کو تلاش کرو ، پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی ، اس میں ہے: لوگوں نے اسے مٹی میں پڑے ہوئے مقتولین کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا ،گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں ، وہ ایک حبشی ہے چھوٹا سا کرتا پہنے ہوئے ہے، اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہے ، جس پر ایسے چھوٹے چھوٹے بال ہیں ، جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں

عباد بن نسیب کا حال مجھول ہے ابن خلفون نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے اس سے قبل کسی نے توثیق نہیں کی

أَبِي مَرْيَمَ کی روایت

سنن ابوداود کی روایت ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: إِنْ كَانَ ذَلِكَ الْمُخْدَجُ لَمَعَنَا يَوْمَئِذٍ فِي الْمَسْجِدِ، نُجَالِسُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَكَانَ فَقِيرًا، وَرَأَيْتُهُ مَعَ الْمَسَاكِينِ يَشْهَدُ طَعَامَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلام مَعَ النَّاسِ وَقَدْ كَسَوْتُهُ بُرْنُسًا لِي.
قَالَ أَبُو مَرْيَمَ: وَكَانَ الْمُخْدَجُ يُسَمَّى نَافِعًا ذَا الثُّدَيَّةِ، وَكَانَ فِي يَدِهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، عَلَى رَأْسِهِ حَلَمَةٌ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ سِبَالَةِ السِّنَّوْرِ.
[قَالَ أَبو دَاود: وَهُوَ عِنْدَ النَّاسِ اسْمُهُ حَرْقُوسُ] ۔
تخريج: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۳۳۳) (ضعيف الإسناد) *

أبي مريم قيس الثقفي المدائني کہتے ہیں کہ یہ مخدج(لنجا) مسجد میں اس دن ہمارے ساتھ تھا ہم اس کے ساتھ رات دن بیٹھا کرتے تھے ، وہ فقیر تھا، میں نے اسے دیکھا کہ وہ مسکینو ں کے ساتھ آکر علی رضی اللہ عنہ کے کھانے پر لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور میں نے اسے اپنا ایک کپڑا دیا تھا۔ ابو مریم کہتے ہیں : لوگ

مخدج (لنجے) کو نا فع ذوالثدیہ (پستان والا) کا نام دیتے تھے، اس کے ہاتھ میں عورت کے پستان کی طرح گوشت ابھرا ہوا تھا، اس کے سرے پر ایک گھنڈی تھی جیسے پستان میں ہوتی ہے اس پر بلی کی مونچھوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بال تھے ۔ ابو داود کہتے ہیں:لوگوں کے نزدیک اس کا نام حرقوس تھا۔

البلاذري الأنساب میں کہتے ہیں نہروان میں حرقوص بن زهير کا قتل ہوا- لہذا پہلا خیال یہ اتا ہے کہ اس روایت میں حَرْقُوسُ غلط ہے کتابت کی غلطی ہے لیکن مزید تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ نام مسلسل حَرْقُوسُ لکھا گیا ہے دیگر کتب میں بھی – یہ کوئی فرضی کردار ہے یا حقیقی ہے یہ بھی نہیں پتا – مسند ابی یعلی کی روایت ہے

هَذَا حُرْقُوسٌ وَأُمُّهُ هَاهُنَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ عَلِيٌّ إِلَى أُمِّهِ فَقَالَ لَهَا: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَتْ: مَا أَدْرِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَرْعَى غَنَمًا لِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالرَّبَذَةِ، فَغَشِيَنِي شَيْءٌ كَهَيْئَةِ الظُّلَّةِ فَحَمَلْتُ مِنْهُ فَوَلَدْتُ هَذَا

لوگوں نے کہا یہ حُرْقُوسٌ ہے اس کی ماں ادھر کی ہے پس علی نے اس کی ماں کے پاس بھیجا اور پوچھا یہ حُرْقُوسٌ کیا شی ہے ؟ بولی مجھے نہیں پتا امیر الْمُؤْمِنِينَ سوائے اس کے کہ ایام جاہلیت میں میں زبدہ میں بکریاں چرا رہی تھی کہ غشی آ گئی اور ایک سایہ کی طرح چیز سے میں حآملہ ہوئی اور اس کو جنا

أَبِي بَرَكَةَ الصَّائِدِيِّ کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا 37899 – يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَرَكَةَ الصَّائِدِيِّ، قَالَ: لَمَّا قَتَلَ عَلِيٌّ ذَا «الثُّدَيَّةِ قَالَ سَعْدٌ: «لَقَدْ قَتَلَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ جَانَّ الرَّدْهَةِ

جب اس پستان جیسے شخص کا قتل ہوا تو سعد نے کہا علی نے الرَّدْهَةِ کے جن کا قتل کر دیا

سند میں أَبِي بَرَكَةَ الصَّائِدِيِّ ہے جس کا حال مجھول ہے

الرَّيَّانُ بْنُ صَبِرة کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَرْبِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّيَّانُ بْنُ صَبِرَةَ الْحَنَفِيُّ، أَنَّهُ شَهِدَ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ، قَالَ: وَكُنْتُ فِيمَنِ اسْتَخْرَجَ ذَا الثُّدْيَةِ فَبَشَّرَ بِهِ عَلِيٌّ قَبْلَ أَنْ يَنْتَهِيَ إِلَيْهِ قَالَ: فَانْتَهَى إِلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَحًا

علی خوشی سے سجدہ میں گر گئے

الرَّيَّانُ بْنُ صَبِرة مجھول ہے

بکر بن قرواش کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد کی روایت ہے

يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ، يُخْبِرُ عَنْ بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ ذَا الثُّدَيَّةِ الَّذِي كَانَ مَعَ أَصْحَابِ النَّهْرِ فَقَالَ: شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ يَحْتَدِرُهُ رَجُلٌ مِنْ بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوِ ابْنُ الْأَشْهَبِ عَلَامَةُ سُوءٍ فِي قَوْمٍ ظَلَمَةٍ , فَقَالَ عَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ حِينَ كَذَّبَ بِهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَجِيلَةَ , قَالَ: وَأُرَاهُ قَالَ: مِنْ دُهْنٍ , يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوِ ابْنُ الْأَشْهَبِ

بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ نے سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت کیا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ذکر کیا پستان جیسے ہاتھ والے شخص کا جو اصحاب النہر میں سے تھا اور کہا یہ تو الرَّدْهَةِ (پہاڑ میں بسنے والا) شیطان ہے

اس روایت کا ذکر الكامل في ضعفاء الرجال از ابن عدي الجرجاني (المتوفى: 365هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا الفضل بن عَبد اللَّه بْنِ سُلَيْمَانَ الأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنا لُوَيْنٌ، حَدَّثَنا سُفيان، عَن الْعَلاءِ بْنِ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ يَحْتَدِرُهُ رَجُلٌ مِنْ بُجَيْلَةَ، يُقَال لَهُ: الأَشْهَبُ، أَوِ ابْنُ الأشهب راعي الخيل أو راعي الْخَيْلِ عَلامَةٌ فِي قَوْمٍ ظَلَمَةٍ.

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لا يُعْرَفُ إلاَّ بِبَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ عَنْ سَعْدٍ وَبَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ ما أقل ما له من الرِّوَايَاتِ.

ابن عدی کہتے ہیں اس حدیث کو صرف بکر بن قرواش روایت کرتا ہے اور … اس کی تھوڑی سی روایات ہیں

ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں الذهبي (المتوفى: 748هـ) لکھتے ہیں

بكر بن قرواش: عن سعد بن مالك، لا يعرف. کو میں نہیں جانتا

میزان از الذھبی میں ہے بكر بن قرواش. ..الحديث منكر، رواه عنه أبو الطفيل. قال ابن المديني: لم أسمع بذكره إلا في هذا الحديث - يعنى في ذكر ذي الثدية.

بکر بن قرواش اس کی حدیث منکر ہے جو اس سے ابو طفیل روایت کرتا ہے اور امام علی المدینی کہتے ہیں میں نے اس کے حوالے سے صرف یہی حدیث سنی ہے جس میں پستان جیسے ہاتھ کا ذکر ہے

الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ کی روایت

كتاب السنة از أبو بكر الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ) کی روایت ہے

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَدَقَةَ، قَالَ: ثَنَا الْعَبَّاسُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ، كَذَا قَالَ، وَإِنَّمَا هُوَ الضَّحَّاكُ الْمِشْرَقِيُّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،

الْحَدِيثُ طَوِيلٌ فِيهِ قِصَّةُ ذِي الثُّدَيَّةِ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ، وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَتَلَهُمْ، وَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

الْأَوْزَاعِيُّ کہتے ہیں الزُّهْرِيُّ نے مجھ سے کہا کہ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ نے روایت کیا ، میں سمجھتا ہوں یہ الضَّحَّاكُ الْمِشْرَقِيّ ہے کہ ابو سعید الخدری نے روایت کیا رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ایک طویل قصہ پستان جیسے ہاتھ والے کا ... ابو سعید نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کو میں نے رسول الله سے سنا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ جب ان کا قتل ہوا میں ساتھ تھا اور اس صفت تک پہنچا جو رسول الله نے بیان کی

الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ کے لئے ابی حاتم کہتے ہیں لم يدرك أبا سعيد رضي الله عنهم

جامع التحصيل في أحكام المراسيل

اس کا مطلب ہے کہ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ، صحابی ابو سعید سے بھی روایت کرتا ہے

امام الْأَوْزَاعِيُّ کی رائے میں بھی یہ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ نہیں ہو سکتا ان کی رائے میں یہ اغلبا الضَّحَّاكُ الْمِشْرَقِيُّ، ہے لیکن اس میں ظاہر ہے کہ یہ صرف رائے ہے امام الزہری نے دوسرا نام لیا ہے

رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ کی روایت

امام بخاری تاریخ الکبیر میں روایت پیش کرتے ہیں

قَالَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدَّثنا الْحَكَمُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَصِيرة، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَن رَبِيعَةَ بنِ ناجِدٍ، عَن عَلِيٍّ: دَعانِي النَّبِيُّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم، فَقال: يَا عَلِيُّ، إِنَّ لَكَ مِن عِيسَى مَثَلاً، أَبغَضَتهُ اليَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ، وأَحَبَّتهُ النَّصارَى حَتَّى أَنزَلُوهُ بِالمَنزِلِ الَّذِي لَيسَ به.

رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ ، علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور کہا اے علی تمہاری مثال تو عیسیٰ جیسی ہے جن سے یہود نے بغض کیا یہاں تک کہ انکی ماں پر بہتان لگا دیا اور نصاری نے محبت کی اور اس منزل پر لے گیر جو ان کے لئے نہیں تھی

المعجم الأوسط از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَامِرِيُّ قَالَ: نا يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ قَالَ: نا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْعُودِيُّ قَالَ: نا الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «لَقَدْ عَلِمَ أُولُو الْعِلْمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ فَسَلُوهَا، أَنَّ أَصْحَابَ الْأَسْوَدِ ذِي الثُّدَيَّةِ مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى»

رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ ، علی سے روایت کرتا ہے یقینا ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم جانتے ہیں اور عائشہ سے پوچھ لو کہ اس کالے پستان جیسے ہاتھ والا کے اصحاب ان پر زبان نبی سے لعنت کی گئی ہے اور برباد ہوا وہ جس نے جھوٹ گھڑا

ان دونوں کی سند میں رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ ہے

الذہبی میزان میں لکھتے ہیں

ربيعة بن ناجد [ق] عن علي، لا يكاد يعرف.

رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ ، علی سے روایت کرتا ہے میں اس کو نہیں جانتا

یہ مجھول شخص روایت کرتا ہے اور خاص ام المومنین کا حوالہ دے رہا ہے کیونکہ اس واقعہ پر ام المومنین کو اعتراض تھا جس کی ان عراقیوں کو خبر تھی تفصیل نیچے ا رہی ہے

عبد اللہ بن شداد کی روایت

اب ہم جو روایت پیش کر رہے ہیں وہ مسند احمد کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھی عبد اللہ بن شداد بیان کرتے ہیں

پہلے محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں

احمد شاکر تعلیق میں کہتے ہیں

إسناده صحيح، عبيد الله بن عياض: تابعي ثقة. عبد الله بن شداد بن الهاد: تابعي ثقة أيضاً. "خثيم" بالتصغير وتقديم المثلثة، وفي ح "خيثم" وهو تصحيف. والحديث ذكره ابن كثير في تاريخه 7/ 279 - 280 وقال: "تفرد به أحمد، وإسناده صحيح، واختاره الضياء" يعني في المختارة. وهو في مجمع الزوائد 6/ 235 - 237 وقال: "رواه أبو يعلى ورواته ثقات"، وفي هذا خطأ يقيناً، فلا أدري أصحته "رواه أحمدل" أم "رواه أحمد وأبو يعلى". قوله "لا تواضعوه كتاب الله" و"والله لنواضعنه كتاب الله" أصل المواضعة المراهنة، فهو يريد تحكيم كتاب الله في المجادلة، فكأنهم وضعوه حكماً بينهم. الثبت، بفتح الثاء والباء: الحجة والبينة. وانظر 626. وقد رواه الحاكم 2: 152 من طريق محمد بن كثير العبدي "حدثنا يحيى بن سليم وعبد الله بن واقد عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الله بن شداد بن الهاد. قال: قدمت على عائشة .. " الخ، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي، وانظر 1378 و 1379.

اس کی اسناد صحیح ہیں

شعيب الأرنؤوط مسند احمد کی تعلیق میں کہتے ہیں

إسناده حسن، يحمى بن سُليم- وهو الطائفي- مختلف فيه يتقاصر عن رتبة الصحيح له في البخاري حديث واحد، واحتجّ به مسلم والباقون، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح غيرَ عبيد الله بن عياض بن عمرو، فقد روى له البخاري في "الأدب المفرد" وهو ثقة، وقال ابنُ كثير في "تاريخه" 292/7 بعد أن ذكر من رواية أحمد: تَفَرد به أحمد وإسناده . صحيح، واختاره الضياء (يعني في "المختارة")

وأخرجه أبو يعلى (474) عن إسحاق بنِ أبي إسرائيل، عن يحيى بنِ سُليم، بهذا الإسناد. وأورده الهيثمي في "المجمع" .237-235/6 ونسبه إلى أبي يعلى، ولم ينسبه إلى أحمد مع أنَّه من شرطه! وقال: رجاله ثقات

اس کی اسناد حسن ہیں ... ابن کثیر اس روایت کو صحیح کہتے ہیں اور اسی کو الضیاء نے اختیار کیا ہے

یہ روایت مسند ابو یعلی میں بھی ہے جس پر محقق حسین سلیم أسد کہتے ہیں : إسناده صحيح

اب مسند احمد کی یہ روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى الطَّبَّاعُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عِيَاضِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَهَا جُلُوسٌ، مَرْجِعَهُ مِنَ الْعِرَاقِ لَيَالِيَ قُتِلَ عَلِيٌّ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادٍ، هَلْ أَنْتَ صَادِقِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ؟ تُحَدِّثُنِي عَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ، قَالَ: وَمَا لِي لَا أَصْدُقُكِ؟ قَالَتْ: فَحَدِّثْنِي عَنْ قِصَّتِهِمْ قَالَ: فَإِنَّ عَلِيًّا لَمَّا كَاتَبَ مُعَاوِيَةَ، وَحَكَّمَ الْحَكَمَيْنِ (1) ، خَرَجَ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةُ آلَافٍ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، فَنَزَلُوا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: حَرُورَاءُ، مِنْ جَانِبِ الْكُوفَةِ، وَإِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: انْسَلَخْتَ مِنْ قَمِيصٍ أَلْبَسَكَهُ اللهُ تَعَالَى، وَاسْمٍ سَمَّاكَ اللهُ تَعَالَى بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ فَحَكَّمْتَ فِي دِينِ اللهِ، فَلَا حُكْمَ إِلَا لِلَّهِ تَعَالَى. فَلَمَّا أَنْ بَلَغَ عَلِيًّا مَا عَتَبُوا عَلَيْهِ، وَفَارَقُوهُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ: أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَا رَجُلٌ قَدْ حَمَلَ الْقُرْآنَ. فَلَمَّا أَنِ امْتَلَأَتِ الدَّارُ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، دَعَا بِمُصْحَفٍ إِمَامٍ عَظِيمٍ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَصُكُّهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: أَيُّهَا الْمُصْحَفُ، حَدِّثِ النَّاسَ، فَنَادَاهُ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا تَسْأَلُ عَنْهُ إِنَّمَا هُوَ مِدَادٌ فِي وَرَقٍ، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِمَا رُوِينَا مِنْهُ، فَمَاذَا تُرِيدُ؟ قَالَ: أَصْحَابُكُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا، بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ: وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللهُ بَيْنَهُمَا فَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ دَمًا وَحُرْمَةً مِنَ امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ وَنَقَمُوا عَلَيَّ أَنْ كَاتَبْتُ مُعَاوِيَةَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ جَاءَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، حِينَ صَالَحَ قَوْمَهُ قُرَيْشًا، فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ". فَقَالَ: سُهَيْلٌ لَا تَكْتُبْ (1) : بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. فَقَالَ: " كَيْفَ نَكْتُبُ (2) ؟ " فَقَالَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللهُمَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَاكْتُبْ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ " فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ لَمْ أُخَالِفْكَ. فَكَتَبَ: هَذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قُرَيْشًا. يَقُولُ: اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ " فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَخَرَجْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا تَوَسَّطْنَا عَسْكَرَهُمْ، قَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ، إِنَّ هَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهُ فَأَنَا أُعَرِّفُهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا يَعْرِفُهُ بِهِ، هَذَا مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ وَفِي قَوْمِهِ: قَوْمٌ خَصِمُونَ

فَرُدُّوهُ إِلَى صَاحِبِهِ، وَلا تُوَاضِعُوهُ كِتَابَ اللهِ. فَقَامَ خُطَبَاؤُهُمْ فَقَالُوا: وَاللهِ لَنُوَاضِعَنَّهُ كِتَابَ اللهِ، فَإِنْ جَاءَ بِحَقٍّ نَعْرِفُهُ لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَإِنْ جَاءَ بِبَاطِلٍ لَنُبَكِّتَنَّهُ بِبَاطِلِهِ. فَوَاضَعُوا عَبْدَ اللهِ الْكِتَابَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمُ ابْنُ الْكَوَّاءِ، حَتَّى أَدْخَلَهُمْ عَلَى عَلِيٍّ الْكُوفَةَ، فَبَعَثَ عَلِيٌّ، إِلَى بَقِيَّتِهِمْ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَمْرِ النَّاسِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، فَقِفُوا حَيْثُ شِئْتُمْ، حَتَّى تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا تَسْفِكُوا دَمًا حَرَامًا، أَوْ تَقْطَعُوا سَبِيلًا، أَوْ تَظْلِمُوا ذِمَّةً، فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ فَقَدْ نَبَذْنَا إِلَيْكُم الْحَرْبَ عَلَى سَوَاءٍ، إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ. فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ شَدَّادٍ، فَقَدْ قَتَلَهُمْ فَقَالَ: وَاللهِ مَا بَعَثَ إِلَيْهِمْ حَتَّى قَطَعُوا السَّبِيلَ، وَسَفَكُوا الدَّمَ، وَاسْتَحَلُّوا أَهْلَ الذِّمَّةِ. فَقَالَتْ: آللَّهُ؟ قَالَ: آللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كَانَ. قَالَتْ: فَمَا شَيْءٌ بَلَغَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يَتَحَدَّثُونَهُ؟ يَقُولُونَ: ذُو الثُّدَيِّ، وَذُو الثُّدَيِّ. قَالَ: قَدْ رَأَيْتُهُ، وَقُمْتُ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ فِي الْقَتْلَى، فَدَعَا النَّاسَ فَقَالَ: أَتَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ جَاءَ يَقُولُ: قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَرَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَلَمْ يَأْتُوا فِيهِ بِثَبَتٍ يُعْرَفُ إِلَّا ذَلِكَ. قَالَتْ: فَمَا قَوْلُ عَلِيٍّ حِينَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعُمُ أَهْلُ الْعِرَاقِ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَتْ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قَالَ: اللهُمَّ لَا. قَالَتْ: أَجَلْ، صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، يَرْحَمُ اللهُ عَلِيًّا إِنَّهُ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا يَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ إِلَّا قَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، فَيَذْهَبُ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ، وَيَزِيدُونَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ

عِيَاضِ بْنِ عَمْرٍو کہتے ہیں عبد الله بن شداد عائشہ رضی الله عنہا کے پاس آئے اور ہم ان کے پاس بیٹھے تھے وہ عراق سے لوٹے تھے جس رات علی کا قتل ہوا پس عائشہ رضی الله عنہا نے عبد الله بن شداد سے کہا کیا تم سچ سچ بتاؤ گے جو میں تم سے پوچھوں؟ مجھے ان کے بارے میں بتاؤ جنہوں نے علی کو قتل کیا عبد الله نے کہا اور میں سچ کیوں نہ بولوں – ام المومنین نے کہا ان کا قصہ بیان کرو عبد الله نے کہا جب علی نے معاویہ کے لئے (صلح نامہ) لکھ دیا اور حکم الحکمیں ہوا تو علی کی اطاعت سے ۸۰ ہزار قاری نکل پڑے اور ایک مقام جس کو حَرُورَاءُ کہا جاتا ہے کوفہ کی جانب اس میں انہوں نے پڑاؤ کیا

اور انہوں نے علی پر عتاب نکالا اور کہا اس کی قمیص میں سے خلافت جو الله نے دی نکل گئی اور وہ نام جو الله نے اسکو دیا پھر یہ (علی) چلا اور دین الله میں خود حکم دینے لگا اور جبکہ حکم نہیں سوائے الله کے لئے- پس جب یہ باتیں جن پر ان کا عتاب ہوا علی تک پہنچیں اور وہ الگ ہوئے تو علی نے حکم دیا ان کو واپس انے کا لیکن وہ نہیں پلٹے – اور کہا ہم امیر المومنین کی طرف داخل نہیں ہوں گے سوائے ایک شخص قرآن اٹھائے ہو … پس مصحف آگے رکھا گیا پس علی نے اس کو اپنے ہاتھوں میں تھاما اور کہا اے مصحف! لوگوں کو بتاؤ پس لوگوں کو پکارا گیا اوراصحاب علی نے کہا اے امیر المومنین اپ مصحف سے کیسے کلام کر رہے ہیں؟ یہ تو کاغذ پر سیاہی ہے اور ہم اپ سے بات کر رہے جو اس میں روایت ہے پس اپ کیا چاہتے ہیں؟ علی نے کہا تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے خروج کیا ہے ان کے اور میرے بیچ کتاب الله ہے – الله اس کتاب میں کہتا ہے ایک مرد و عورت کے لئے

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلاحًا يُوَفِّقِ اللهُ بَيْنَهُمَا

پس اے امت محمد خون و حرمت ہے مرد اور عورت کے لئے اور تم مجھے الزام دیتے ہو کہ میں نے معاویہ سے (صلح نامہ) لکھ لیا – علی بن ابی طالب نے کہا اور ہمارے پاس سہیل (مشرکین مکہ کی طرف سے) آیا اور ہم رسول الله کے ساتھ حدیبیہ میں تھے … پس رسول الله نے لکھا بسم الله الرحمان الرحیم اس پر سہیل نے کہا یہ مت لکھو پوچھا پھر کیا لکھیں بولا لکھو باسم اللهم پس رسول الله نے کہا لکھو محمد رسول الله انہوں نے کہا

اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو مخالفت نہ کرتے پس لکھا یہ وہ صلح ہے جو محمد بن عبد اللہ قریشی نے کی- اللہ تعالی نے کتاب میں کہا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

پس علی نے ان لوگوں پر عبد اللہ ابن عباس کو بھیجا- اور جو ان کو جانتا نہ ہو، تو میں ان کو جانتا ہوں کتاب اللہ سے جو یہ نہیں جانتے یہ اس میں نازل ہوا ہے یہ قوم ہے ایک جھگڑالو قوم ہے – پس علی نے اپنے اصحاب کو خوارج پر بھیجا (انہوں نے کہا) کیا تم کتاب اللہ کو پیش نہیں رکھتے؟ خوارج نے کہا ہم رکھتے ہیں پس اگر حق ہو تو ہم اس کو پہچان لیں گے اور اگر باطل ہوا تو اس کو بھی – پس عبد اللہ بن عباس نے کتاب اللہ تین دن تک آگے رکھی پھر وہ ٤ ہزار کے ساتھ واپس لوٹے جو تائب ہوئے ان میں ابْنُ الْكَوَّاءِ تھا حتی کہ یہ علی کے پاس کوفہ میں داخل ہوئے

پس علی نے باقی پر لوگ بھیجے اور ان سے کہا کہ ہمارا تمہارا معاملہ امت محمد کے سامنے ہے لہذا جو چاہے کرو لیکن خون نہ بہانا نہ راستہ روکنا نہ ذمی پر ظلم کرنا اور اگر یہ کیا تو ہماری تم سے جنگ شروع ہو جائے گی اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

اے ابن شداد تو کیا انہوں نے قتل کیا؟ کہا و اللہ انہوں نے نہیں بھیجا کسی کو سوائے اس کے کہ خوارج نے رستہ روکا اور خون گرایا اور اہل ذمہ کو نقصان دیا پس ام المومنین نے فرمایا اللہ ! آللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یہ ہوا

اور وہ کیا چیز ہے جو اہل عراق کی مجھ تک پہنچی جس کی یہ روایت کر رہے ہیں؟

کہتے ہیں پستان والا تھا

ابن شداد نے کہا میں نے اسکو دیکھا اور علی کے ساتھ اس کے قتل گاہ پر بھی کھڑا ہوا اور لوگوں کو پکارا اور پوچھا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو اکثر نے کہا ہاں ہم نے اسکو مسجد فلاں میں دیکھا تھا نماز پڑھتے ہوئے اور اس مسجد بنی فلاں میں نماز پڑھتے ہوئے اور کوئی نہیں تھا جو اثبات سے اس کو جانتا ہو سوائے اس کے

ام المومنین نے فرمایا اور علی نے کیا کہا جب وہ اس پر کھڑے ہوئے جیسا کہ اہل عراق دعوی کر رہے ہیں؟ ابن شداد نے کہا میں نے سنا کہتے ہیں سچ کہا اللہ اور رسول اللہ نے –

ام المومنین نے فرمایا

کیا تم نے ان سے سنا کہ انہوں نے اس کے علاوہ کہا

ابن شداد نے کہا اللهم نہیں

ام المومنین نے فرمایا ٹھیک ہے سچ کہا الله اور اس کے رسول نے -الله رحم کرے علی پر – بے شک ان کے کلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو حیران کرے سوائے اس کے کہا سچ کہا الله اور اس کے رسول نے- پس اہل عراق چلے ان پر جھوٹ بولنے اور ان کی بات میں اضافہ کرنے[58]

[58]

اس روایت کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے

عبیداللہ بن عیاض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند روز بعد حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ عراق سے واپس آکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت ہم لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا عبداللہ! میں تم سے جو پوچھوں گی، اس کا صحیح جواب دوگے؟ کیا تم مجھے ان لوگوں کے بارے بتا سکتے ہو جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوشہید کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے سچ کیوں نہیں بولوں گا، فرمایا کہ پھر مجھے ان کا قصہ سناؤ۔
حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت شروع کی اور دونوں ثالثوں نے اپنا اپنا فیصلہ سنادیا، تو آٹھ ہزار لوگ جنہیں قراء کہا جاتا تھا ، نکل کر کوفہ کے ایک طرف حروراء نامی علاقے میں چلے گئے، وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئے تھے اور ان کا یہ کہنا تھا کہ اللہ نے آپ کو جو قمیص پہنائی تھی، آپ نے اسے اتار دیا اور اللہ نے آپ کو جو نام عطاء کیا تھا آپ نے اسے اپنے آپ سے دور کردیا، پھر آپ نے جاکر دین کے معاملے ثالث کو قبول کرلیا، حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا ہی چلتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ لوگ ان سے ناراض ہو کر جدا ہوگئے ہیں تو انہوں نے منادی کو یہ نداء لگانے کا حکم دیا کہ امیرالمومنین کے پاس صرف وہی شخص آئے جس نے قرآن کریم اٹھا رکھا ہو، جب ان کا گھر قرآن پڑھنے والوں سے بھر گیا تو انہوں نے قرآن کریم کا ایک بڑا نسخہ منگوا کر اپنے سامنے رکھا، اور اسے اپنے ہاتھ سے ہلاتے ہوئے کہنے لگے اے قرآن! لوگوں کو بتا، یہ دیکھ کر لوگ کہنے لگے امیرالمومنین! آپ اس نسخے سے کیا پوچھ رہے ہیں ؟ یہ تو کاغذ میں روشنائی ہے، ہاں ! اس کے حوالے ہم تک جو احکام پہنچے ہیں وہ ہم ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں، آپ کا اس سے مقصد کیا ہے؟ فرمایا تمہارے یہ ساتھی جو ہم سے جدا ہو کر چلے گئے ہیں ، میرے اور ان کے درمیان قرآن کریم ہی فیصلہ کرے گا، اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں میاں بیوی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کی طرف سے اور ایک ثالث عورت کے اہل خانہ کی طرف سے بھیجو، اگر ان کی نیت محض اصلاح کی ہوئی تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا، میرا خیال ہے کہ ایک آدمی اور ایک عورت کی نسبت پوری امت کا خون اور حرمت زیادہ اہم ہے (اس لئے اگر میں نے اس معاملہ میں ثالثی کو قبول کیا تو کونسا گناہ کیا؟) اور انہیں اس بات پر جو غصہ ہے کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط و کتاب کی ہے (تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر مسلمان اور صحابی ہیں) جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے اور سہیل بن عمرو ہمارے پاس آیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم قریش سے صلح کی تھی تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ہی لکھوایا تھا ، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اس پر سہیل نے کہا کہ آپ اس طرح مت لکھوائیے؟ نی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس طرح لکھوائیں؟ اس نے کہا کہ آپ باسمک اللهم لکھیں ۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نام محمد رسول اللہ لکھوایا تو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو اللہ کا پیغمبر مانتا تو کبھی آپ کی مخالفت نہ کرتا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ لکھوائے
ہذا ماصالح محمد بن عبداللہ قریشا
اور اللہ فرماتا ہے کہ پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ موجود ہے (میں نے تو اس نمونے کی پیروی کی ہے)
اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس سمجھانے کے لئے بھیجا، راوی کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا، جب ہم ان کے وسط لشکر میں پہنچے تو ابن الکواء نامی ایک شخص لوگوں کے سامنے تقریر کرنے

یعنی اس پستان والے خارجی کو کوئی جانتا تک نہیں تھا سوائے اس کے کہ یہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا اور نہ علی نے اس موقعہ پر اس کو کوئی نشانی قرار دیا نہ اس میں ہے کہ علی نے کوئی سجدہ کیا اور کوئی حدیث سنائی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے اس پستان والے کی خبر دی نہ اس کو سب سے برا خارجی قرار دیا - ایک نامعلوم لاش ملی اس کی بابت سوال کیا کہ کون ہے اور لوگ بھی اس سے لا علم تھے کون ہے

سنن الکبری البیہقی میں اس روایت پر امام بیہقی کہتے ہیں

حَدِيثُ الثُّدَيَّةِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ , قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيمَا مَضَى , وَيَجُوزُ أَنْ لَا يَسْمَعَهُ ابْنُ شَدَّادٍ , وَسَمِعَهُ غَيْرُهُ , وَاللهُ أَعْلَمُ

کے لئے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے حاملین قرآن! یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے ہیں، جو شخص انہیں نہ جانتا ہو، میں اس کے سامنے ان کا تعارف قرآن کریم سے پیش کر دیتاہوں، یہ وہی ہیں کہ ان کے اور ان کی قوم کے بارے میں قرآن کریم میں قوم خصمون، یعنی جھگڑالو قوم کا لفظ وارد ہوا ہے، اس لئے انہیں ان کے ساتھی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج دو اور کتاب اللہ کو ان کے سامنے مت بچھاؤ۔ یہ سن کر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ بخدا! ہم تو ان کے سامنے کتاب اللہ کو پیش کریں گے، اگر یہ حق بات لے کر آئے ہیں تو ہم ان کی پیروی کریں گے اور اگر یہ باطل لے کر آئے ہیں تو ہم اس باطل کو خاموش کرا دیں گے، چنانچہ تین دن تک وہ لوگ کتاب اللہ کو سامنے رکھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کرتے رہے، جس کے نتیجے میں ان میں سے چار ہزار لوگ اپنے عقائد سے رجوع کر کے توبہ تائب ہو کر واپس آگئے، جن میں خود ابن الکواء بھی شامل تھا اور یہ سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ افراد کی طرف قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوا دیا کہ ہمارا اور ان لوگوں کا جو معاملہ ہوا وہ تم نے دیکھ لیا، اب تم جہاں چاہو ٹھہرو، تاآنکہ امت مسلمہ متفق ہوجائے، ہمارے اور تمہارے درمیان یہ معاہدہ ہے کہ تم ناحق کسی کا خون نہ بہاؤ، ڈاکے نہ ڈالو اور ذمیوں پر ظلم وستم نہ ڈھاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم پر جنگ مسلط کر دیں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔
یہ ساری روئیداد سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابن شداد! کیا انہوں نے پھر قتال کیا ان لوگوں سے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک ان کے پاس اپنا کوئی لشکر نہیں بھیجا جب تک انہوں نے مذکورہ معاہدے کو ختم نہ کر دیا انہوں نے ڈاکے ڈالے، لوگوں کا خون ناحق بہایا، اور ذمیوں پر دست درازی کو حلال سمجھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کیا بخدا! ایسا ہی ہوا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ! اس اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو مجھ تک اہل عراق کے ذریعے پہنچی ہے کہ ذوالثدی نامی کوئی شخص تھا؟ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود اس شخص کو دیکھا ہے اور مقتولین میں اس کی لاش پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا بھی ہوا ہوں اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلا کر پوچھا تھا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ اکثر لوگوں نے یہی کہا کہ میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، کوئی مضبوط بات جس سے اس کی پہچان ہوسکتی، وہ لوگ نہ بتاسکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی لاش کے پاس کھڑے تھے تو انہوں نے کیا وہی بات کہی تھی جو اہل عراق بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا:
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے اس کے علاوہ بھی ان کے منہ سے کوئی بات سنی؟ انہوں نے کہا بخدا! نہیں، فرمایا اچھا ٹھیک ہے، اللہ علی پر رحم فرمائے، یہ ان کا تکیہ کلام ہے، یہی وجہ ہے کہ انہیں جب بھی کوئی چیز اچھی یا تعجب خیز معلوم ہوتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اہل عراق ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا شروع کردیتے ہیں اور اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں

پستان والی حدیث صحیح ہے اس کا ہم نے ذکر کیا جو گزرا ہے اور یہ جائز ہے کہ ابن شداد نے اس کو نہ سنا ہو اوروں نے سنا ہو و اللہ اعلم

راقم کہتا ہے امام بیہقی کی تاویل باطل ہے ابن شداد کوئی نابالغ بچہ نہیں علی کے اصحاب میں سے ہے اور وہ وہ بیان کر رہے ہیں جو ان کو پتا ہے کہ لوگوں نے علی کی بات میں اضافہ کیا

قول نبوی کے مطابق یہ آخری دور میں ہو گا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الحَرْبَ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ [ص:201] الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ البَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ»

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن کوفی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہو گی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لیے باعث اجر ہو گا جو انہیں قتل کر دے گا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، قِتَالُهُمْ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ "

صحیح مسلم میں ہے

حدیث:2455حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنْ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ

الْبَرِيَّةِ يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ : محمد بن عبداللہ بن نمیر، عبداللہ بن سعید اشج، وکیع، اعمش، خیثمہ، حضرت سو ید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی (رض) نے فرمایا اگر میں تم سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وہ حدیث بیان کروں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں فرمائی تو مجھے آسمان سے گر پڑنا زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں وہ بات کہوں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں بیان فرمائی اور جب وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو جان لو کہ جنگ دھوکہ بازی کا نام ہے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے عنقریب اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی نوعمر اور ان کے عقل والے بیوقوف ہونگے بات تو سب مخلوق سے اچھی کریں گے قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نہ اترے گا دین سے وہ اسطرح نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کردینا کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کو اللہ کے ہاں قیامت کے دن ثواب ہوگا۔

التنقیح کے مطابق دارقطنی کہتے ہیں

ليس لسويد بن غفلةَ عن علي صحيحٌ مرفوعٌ إلى النبي - صلى الله عليه وسلم - غيرُ هذا

سوید کی علی سے روایت کردہ کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں سوائے اس روایت کے

التوشيح شرح الجامع الصحيح از امام السيوطي کے مطابق

قال حمزة الكتاني: ليس يصح له عن عليّ غير هذا الحديث

حمزة الكتاني کہتے ہیں اس کی علی سے کوئی صحیح حدیث نہیں سوائے اس کے

راقم کہتا ہے یہ روایت قرن اول کے لئے نہیں ہے - اس روایت میں اس واقعہ کا ہونا آخری زمانہ یا قرب قیامت میں بتایا گیا ہے سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ کی سند سے اسی طرح مسند ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

نا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ، فَإِنَّ لِمَنْ قَتَلَهُمْ أَجْرًا عِنْدَ اللَّهِ»

یہاں یہ عبد الله ابن مسعود رضی الله عنہ سے مروی ہے جس میں زر بن حبیش اس کو روایت کرتے ہیں اور یہ وقوعہ آخری دور کا ہے

سند میں أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ اور عاصم بن ابی النجود دو مختلط ہیں

باوجود تلاش کے کوئی شارح نہیں ملا جو يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ آخری زمانے کے الفاظ کو قرن اول سے ملانے پر کوئی بحث کرے سب اس سے کترا گئے

یہ روایت علی رضی الله عنہ کی ہی روایت کردہ ہے

قول نبوی : ان کو پاتا تو قتل کرتا

صحیح بخاری میں روایت ہے جس میں ایک شخص عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ اتا ہے اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی تقسیم مال پر جرح کرتا ہے – اپ صلی الله علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی نسل میں سے ایک قوم نکلے گی جو دین سے ایسا نکلے گی جیسے تیر کمان سے –

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اس پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں

راوی کہتا ہے وَأَظُنُّهُ قَالَ: «لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ میں گمان کرتا ہوں انہوں نے کہا میں ان کو پاتا تو ثمود کی طرح قتل کرتا بعض اوقات راویوں نے قوم عاد کے الفاظ استعمال کیے ہیں

یہ الفاظ بہت شدید ہیں – لیکن اس روایت پر عبد الله بن زبیر اور ابن عباس رضی الله عنہم عمل نہیں کرتے وہ خوارج کو حج کرنے دیتے ہیں ان کے سوالات کے جواب دیتے ہیں یہاں تک کہ امام بخاری جو اس روایت کو نقل کر رہے ہیں وہ خوارج سے روایت لیتے ہیں صحیح میں لکھتے ہیں

ظاہر ہے عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی کی نسل تو علی رضی الله عنہ کے دور میں قوم بنی بھی نہیں ہو گی- اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ قرن اول میں نہیں ہو گا

سمت و جہت کی اہمیت

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ، يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ المَشْرِقِ، وَيَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ

تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لاَ يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ»، قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: " سِيمَاهُمْ التَّحْلِيقُ – أَوْ قَالَ: التَّسْبِيدُ

مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ ، أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرق سے لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا اور دین سے ایسا نکلیں ہے جیسے تیر کمان سے پھر واپس اس دین میں نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر سر کے اوپر سے گزرے پوچھا ان کی کیا نشانی ہے فرمایا : سر کا حلق کرانا

اس روایت کے مطابق یہ گروہ مدینہ کے مشرق سے نکلے گا نہ کہ عراق سے جو شمال میں ہے دوم وہ دین سے نکلیں گے یہاں تک کہ جب جنگ ہو گی تو واپس اسلام میں آئیں گے سوم سر مونڈھ دیں گے

اس میں سے کوئی بھی نشانی حروریہ پر فٹ نہیں بیٹھتی- شروع کے خوارج یمنی قحطانی اور مصری تھے جو مغرب اور جنوب ہے وہاں سے مدینہ کے شمال میں عراق میں گئے

خوارج کی اکثریت علی کی شہادت کے بعد قبیلہ ازد کی ہوئی جو مدینہ کے مشرق میں ہے اور عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ جو قبیلہ بنو تمیم کا تھا ، مدینہ کے مشرق کا تھا اس پر اس روایت کو منطبق کیا جا سکتا ہے لیکن دور علی میں خوارج یمنی اور مصری تھے- قاتل علی ، ابن ملجم المرادی خود ایک قحطانی تھا جو مصر منتقل ہوا اور وہاں سے کوفہ

اس روایت میں اضافہ ہے کہ خوارج واپس رجوع کر لیں گے جب تیر سروں پر سے گزرے گا

جو فرقہ عبادت میں سختی کرتا ہو اور ایک سخت موقف اپنا لے اس کو جنگ کر کے واپس قائل کرنا ناممکن ہے یہ دلائل سے ہی کیا جا سکتا ہے جیسا علی رضی الله عنہ نے کیا کہ انہوں نے عباس رضی الله عنہ کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ قرآن سے ہی دلائل دے کر ان کو سمجھائیں

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، فَسَأَلاَهُ عَنْ الحَرُورِيَّةِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي مَا الحَرُورِيَّةُ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ – وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا – قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، – أَوْ حَنَاجِرَهُمْ – يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ [ص:17] الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الفُوقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

ابی سلمہ اور عطا بن یسار کہتے ہیں وہ ابی سعید الخدری کے پاس پہنچے اور ان سے حروریہ پر سوال کیا کہ انہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا تھا ؟ ابو سعید رضی الله عنہ نے کہا ان کو نہیں پتا کہ حروریہ کیا ہے- میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت میں اور

انہوں نے نہیں کہا اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی نماز کو تمہاری نماز سے حقیر سمجھیں گے قرآن پڑھیں گے جو حلق سے نیچے نہیں جائے گا ۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے حروریہ پر براہ راست اس روایت کو ثبت نہیں کیا بلکہ کہا اس امت میں ایک قوم نکلے گی – اوپر دی گئی دونوں روایات ایک ہی صحابی سے ہیں ایک میں وہ حروریہ سے لا علم ہیں دوسری میں وہ کہتے ہیں قتال پر یہ گروہ واپس آ جائے گا یہ قابل غور ہے حروریہ مشرق میں نہیں شمال میں سے نکلے اور شاید اسی وجہ سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جو سنا تھا اس کے مطابق کہا

یہ عربی النسل ہوں گے

صحيح البخاري کي روایت ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الوَلِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الحَضْرَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الخَوْلاَنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ اليَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: «قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ» قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ «فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى [ص:200] ذَلِكَ

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ تو اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر ونیکی اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شر و برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں میں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگ اسلام سے قبل جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے پھر اللہ نے اس خیر کو بھیجا پس کیا اس خیر کے بعد شر ہے ؟ رسول اللہ نے فرمایا ہاں -میں نے پوچھا اور کیا شر کے بعد پھر خیر ہو گا؟ فرمایا ہاں لیکن اس میں دخن ہو گا میں نے پوچھا دخن ؟ فرمایا قوم ہو گی جو بغیر ہدایت ، ہدایت کی بات کریں گے تم ان کو جانو پہچانو گے میں نے کہا اس کے بعد کیا شرہو گا ؟ فرمایا ہاں داعی ہوں گے جو جہنم کے دروازوں پر کھڑے لوگوں کو پکاریں گے جو ان کو جواب دے اس کو اس میں جھونک دیں گے میں نے کہا ان کی نشانی بیان کر دیں – آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہماری کھال جیسے اور ہماری زبان بولتے ہوں گے – میں نے پوچھا ان کو پاؤ تو کیا اس پر میں کیا کروں ؟ فرمایا مسلمانوں کی جماعت کو لازم کرو اور ان کے امام کو میں نے پوچھا اگر نہ جماعت ہو نہ امام اپ نے فرمایا تو درخت کی جڑ چبا لو یہاں تک کہ موت ا جائے اور تم اسی پر رہو

الغرض ان روایات کو یہاں جمع کیا گیا ہے تاکہ ان کا تجزیہ کیا جا سکے- مختلف کتابوں میں الگ الگ سندوں سے اس واقعہ کوپڑھنے سے قاری پر اس کا تضاد ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان میں جو مافوق الفطرت بات کہی گئی ہے کہ علی نے ایک جن کا قتل کرا دیا اس کو بیان کیا جاتا ہے- روایت صحیح متن سے منقول نہیں ہوئی اور اس میں راویوں کا اختلاف ہے خود اصحاب علی سے ہی نقل ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ علی رضی الله عنہ کا قول سمجھنے میں لوگوں کو غلطی ہوئی اور بات کچھ سے کچھ ہوتی چلی گئی- بعض روایات میں ہے علی مقتل گاہ تک گئے بعض میں ہے اپنے مقام پر ہی رہے لوگوں سے کھوج کرواتے رہے

یہ روایات اہل سنت کی کتب میں ہیں حیرت ہے اہل تشیع کی معتمد علیہ کتاب الکافی از کلینی میں اس قسم کی ایک بھی روایت نہیں ہے جبکہ یہ روایات علی رضی الله عنہ کے فضائل میں سے ہے

حروریہ سے علی کی جنگ ان کی خلافت سے خروج کی وجہ سے ہوئی کیونکہ وہ بیعت دے کر علی کو چھوڑ چکے تھے اور اولوالامر کی اطاعت کے منکر ہو گئے تھے – معاویہ یا عمرو بن العاص رضی الله عنہم نے علی رضی الله عنہ کی بیعت ہی نہیں کی لہذا ان پر خارجی کا حکم نہیں لگایا گیا- معاویہ رضی الله عنہ نے علی رضی الله عنہ کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا یہاں تک کہ حسن رضی الله عنہ نے الٹا خلافت چھوڑ کر معاویہ رضی الله عنہ کو مسند خلافت دے دی

حروریہ علی رضی الله عنہ کے اجتہاد کے خلاف تھے کہ معاویہ رضی الله عنہ سے صلح ہو وہ کسی بھی طرح یہ قبول نہیں کر پائے اور علی رضی الله عنہ سے ہی حجت کرنے لگے ان سے قتال کا علی نے کوئی حکم نہیں دیا جب تک انہوں نے خود فساد فی الارض کا مظاہرہ نہیں کیا نہ فورا ان کو عاد و ثمود کہا بلکہ ابن عبّاس رضی الله عنہ کو بھیجا کہ ان کو سمجھائیں – لہذا علی کا ان خوارج سے قتال بطور حاکم حد شرعی کا نفاذ تھا نہ کہ کسی حدیث رسول کی روشنی میں ان کا قتل عام

اصحاب علی میں سے مفرط لوگوں نے علی کی ابن ملجم کے ہاتھوں شہادت کے بعد علی کا حروریہ سے متعلق موقف اتنا مسخ کر دیا کہ ان کا تاریخی و شرعی پہلو ہی غیر واضح ہو کر رہ گیا

انے والے دور میں اصحاب رسول نے حروریہ کو خوارج کا نام دیا اور خوارج نے بہت سے متواتر مسائل کا انکار کیا یہاں تک کہ ام المومنین عائشہ رضی الله عنہا کسی پر جرح کرتیں تو کہتیں کیا تو حروریہ ہے

صحيح البخاري: كِتَابُ اسْتِتَابَةِ المُرْتَدِّينَ وَالمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ (بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ، وَأَنْ لاَ يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ) صحیح بخاری: کتاب: باغیوں اور مرتدوں سے توبہ کرانے کا بیان (باب: دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہوخارجیوں کو نہ قتل کرنا)

6933 . حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنْ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبردی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرمارہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاافسوس اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اورکون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھوگے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہوجائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پیکان کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے باڑ کو دیکھا جائے اور یہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے لڑکی کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیوں کہ وہ (جانور کے جسم سے تیر چلایاگیاتھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے(بے داغ) نکل گیا(اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ان کی نشانی ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے تھل تھل کرتے لوتھڑے کی طرح ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں میں پھوٹ کے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں ان سے جنگ کی تھی اور میں اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے پاس ان لوگوں کے ایک شخص کو قیدی بناکر لایا گیا تو اس میں وہی تمام چیزیں تھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ” ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے صدقات کی تقسیم میں عیب پکڑتے ہیں“ ۔

اس قسم کی روایات میں ایک کھچڑی ہے جس میں ادھر ادھر سب ملا دیا گیا نہ وقت کی تہذیب ہے نہ زمانے کی تقسیم ہے
اس لئے ایک ایک کر کے اس کو دیکھیں

اول : عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی ہے بنو تمیم کا ہے جو آج کل سعودی عرب میں نجد کا علاقہ ہے یہ مدینہ کا مشرق ہے اس کی نسل سے لوگ نکلیں ہے جو دین میں متشدد ہوں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایسا ممکن نہیں کہ ان کی نسل بن گئی ہو
ذی الخویصرہ تمیمی کا راز یہ ہے کہ یہ اصحاب علی میں سے ہیں صحابی ہے اور اس نے جمل میں علی کی

جانب سے قتال کیا ہے – اس کے مخالف (معاویہ اور عمرو بن العاص) اس کا شمار ان میں کرتے ہیں جو دین سے نکل جائیں گے یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ ذی الخویصرہ تمیمی خوارج سے مل گیا تھا
اب یہ ایک تضاد ہے ایک شخص کافر ہو اور خوارج کو کافر، علی بھی نہیں مانتے نہ اہل سنت خوارج کو کافر قرار دیتے ہیں – أسد الغابة في معرفة الصحابة میں ذو الخويصرة التميمي کا شمار ابن اثیر نے اصحاب رسول میں کیا ہے

دوم خوارج سے علی نے نہروان میں جنگ کی کیونکہ انہوں نے بلوائی والی حرکت کی لوگوں کو لوٹا آور فساد و قتل کیا پہلے ان کو سمجھانے کے لئے ابن عباس رضی الله عنہ کو بھیجا لیکن خوراج نہیں مانے اور اپنے غصے میں انہوں نے یہ مزید فسادی حرکتیں کیں – خوارج کو اہل قبلہ سمجھا جاتا ہے واجب القتل نہیں سمجھا جاتا

سوم یہ بات کہ اس جنگ میں ایک ایسا شخص تھا جس کا ہاتھ پستان جیسا تھا اس پر مضطرب روایات ہیں یہ واپس امام بخاری نے زندہ کر دیا ہے اس کو قیدی بنا دیا ہے باقی محدثین اس کو لاش کہتے ہیں اور پھر کوئی کہتا ہے یہ لا وارث لاش تھی کوئی کہتا ہے یہ مسجد میں دیکھا گیا کوئی کہتا ہے جن تھا کوئی کہتا ہے شیطان تھا وغیرہ وغیرہ

چہارم : یہ واقعہ کہ لوگ دین سے نکل جائیں گے قرب قیامت کا ہے نہ کہ دور علی کا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الحَرْبَ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ [ص:201] الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ البَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ»

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن کوفی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہو گی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لیے باعث اجر ہو گا جو انہیں قتل کر دے گا

پنجم : ابو سعید رضی الله عنہ کی ہی ایک دوسری روایت جو صحیح بخاری میں ہے اس میں راوی کہتا ہے
راوی کہتا ہے وَأَظُنُّهُ قَالَ: «لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ میں گمان کرتا ہوں انہوں نے کہا میں ان کو پاتا تو ثمود

کی طرح
قتل کرتا بعض اوقات راویوں نے قوم عاد کے الفاظ استعمال کیے ہیں – یہ الفاظ بہت شدید ہیں – لیکن اس روایت پر عبد الله بن زبیر اور ابن عباس رضی الله عنہم عمل نہیں کرتے وہ خوارج کو حج کرنے دیتے ہیں ان کے سوالات کے جواب دیتے ہیں یہاں تک کہ امام بخاری جو اس روایت کو نقل کر رہے ہیں وہ خوارج سے روایت لیتے ہیں صحیح میں لکھتے ہیں

ششم

صحیح مسلم: كِتَابُ الزَّكَاةِ (بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ) صحیح مسلم: کتاب: زکوٰۃ کے احکام و مسائل (باب: خوارج اور ان کی صفات)

2459 . حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ

قتادہ نے ابو نضر ہ سے اور انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،انھوں نے کہا:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”میری امت کے دو گروہ ہوں گے ان دونوں کےدرمیان سے،دین میں سے تیزی سے باہر ہوجانے والے نکلیں گے،انھیں وہ گروہ قتل کرے گا جو دونوں گروہوں میں سے زیادہ حق کے لائق ہوگا۔“

یہ روایت قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کی سند سے کتابوں میں ہے اور یہ سند بہت اچھی نہیں ہے

قتادہ مدلس کا عنعنہ ہے اور اس کی سند میں أَبُو نَضْرَةَ العَبْدِيُّ المُنْذِرُ بنُ مَالِكِ بنِ قُطَعَةَ ہیں

الذھبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي (الثِّقَاتِ) : كَانَ مِمَّنْ يُخْطِئُ،

ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں یہ وہ ہیں جو غلطی کرتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ : ثِقَةٌ، كَثِيْرُ الحَدِيْثِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدٍ يُحْتَجُّ بِهِ.

ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں اور ہر ایک سے دلیل نہیں لی جا سکتی

اس کے علاوہ یہ عَوْفٌ الْأَعْرَابِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی سند سے بھی ہے
یہ بھی اسی قسم کی کمزور ہے

اور اس کے علاوہ یہ
عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،
کی سند سے بھی ہے
یہ بھی اتنی ہی کمزور ہے

عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، اور عوف کٹر شیعہ بھی ہیں

روایت میں بصریوں کا تفرد ہے

ایک دور میں بصرہ میں خوارج کھات لگا کر قتل کرتے تھے ابو نضرہ، قتادہ ، اور عوف اور علی بن زید اسی دور کے ہیں

مسند البزار میں ہے
حدثنا محمد بن المثنى، قالَ: حَدَّثَنا أبو الوليد، قالَ: حَدَّثَنا أبو عوانة , عن قتادة , عن أبي نضرة , عن أبي سعيد أحسبه رفعه قال: تكون أمتي فرقتين يخرج بينهما مارقة يلي قتلهم أولاهما بالحق.

أبي نضرة نے أبي سعيد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا أحسبه رفعه گمان ہے انہوں نے اس کو رفع کیا یعنی رسول اللہ کا قول قرار دیا

راقم کے خیال میں یہ روایت رفع کی گئی ہے یہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کا قول لگتا ہے

ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، فَسَأَلاَهُ عَنِ الحَرُورِيَّةِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي مَا الحَرُورِيَّةُ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا - قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، - أَوْ حَنَاجِرَهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ [ص:17] الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الفُوقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

ابی سلمہ اور عطا بن یسار کہتے ہیں وہ ابی سعید الخدری کے پاس پہنچے اور ان سے حروریہ پر سوال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا تھا ؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا

ان کو نہیں پتا کہ حروریہ کیا ہے- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت میں اور انہوں نے نہیں کہا اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی نماز کو تمہاری نماز سے حقیر سمجھیں گے قرآن پڑھیں گے جو حلق سے نیچے نہیں جائے گا ۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے حروریہ پر براہ راست اس روایت کو ثبت نہیں کیا بلکہ کہا اس امت میں ایک قوم نکلے گی – اوپر دی گئی دونوں روایات ایک ہی صحابی سے ہیں ایک میں وہ حروریہ سے لا علم ہیں دوسری میں وہ کہتے ہیں قتال پر یہ گروہ واپس آ جائے گا یہ قابل غور ہے حروریہ مشرق میں نہیں شمال میں سے نکلے اور شاید اسی وجہ سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جو سنا تھا اس کے مطابق کہا

یعنی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس میں دور کا تعین نہیں کیا اور یقینا وہ اس کو اپنے دور میں نہیں سمجھتے تھے ورنہ کہتے یہ فلاں گروہ ہے

الغرض ان روایات میں اضطراب ہے

صحیح بخاری کی معلق روایت ہے

يَنْطَلِقُوْنَ إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. (من قول ابن عمر رضی الله عنه

وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کریں گے۔ اس طرح وہ دوسرے مسلمانوں کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں گے تاکہ ان کا ناجائز قتل کر سکیں۔'' (قولِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مستفاد)
بخاري، الصحيح، كتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم

یہ صحیح بخاری کی معلق روایت ہے یعنی باب میں بلا سند امام بخاری نے ابن عمر کا قول نقل کیا ہے
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ ، وَقَالَ : إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الكُفَّارِ ، فَجَعَلُوهَا عَلَى المُؤْمِنِينَ
انہوں نے وہ آیات جو کفار کے لئے تھیں ان کا اطلاق مومنوں پر کیا

وَقَالَ أَبُو جَعْفَر الطَّبَرِيّ فِي كتاب تَهْذِيب الْآثَار لَهُ ثَنَا يُونُس ثَنَا ابْن وهب أَخْبرنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بكيرا حَدثهُ أَنه سَأَلَ نَافِعًا كَيفَ كَانَ رَأْي ابْن عمر فِي الحرورية قَالَ يراهم شرار خلق الله انْطَلَقُوا إِلَى آيَات فِي الْكفَّار فجعلوها فِي الْمُؤمنِينَ
بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ نے نافع سے سوال کیا کہ ابن عمر کی حروریہ پر کیا رائے تھی ؟ انہوں نے کہا وہ ان کو شری مخلوق کہتے کہ انہوں نے وہ آیات جو کفار کے لئے تھیں ان کا اطلاق مومنوں پر کیا
سند صحیح ہے
لیکن اس میں یہ الفاظ نہیں کہ ان کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں – خوارج کے نزدیک اصحاب رسول گمراہ تھے احکام الہی کے حوالے سے کافر یا مشرک نہیں تھے

خوارج کے نزدیک علی نے احکام الہی پر عمل نہیں کیا باغیوں سے معاہدے کیے جو ان کے نزدیک صحیح نہیں تھا

نتائج

ان روایات میں تطبیق اس طرح ممکن ہے ایسے گمراہ گروہ نکلیں گے

جو بنو تمیم سے عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہوں گے
مدینہ کے مشرق میں ہوں گے
عرب نسل اور زبان والے ہوں گے
حذیفہ اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہم کے مطابق یہ لوگ قرن اول میں نہیں ہیں اسی طرح علی رضی اللہ عنہ بھی ان کو آخری زمانے میں بتاتے ہیں
احادیث میں ان گمراہ گروہوں کو خاص حروریہ یا خوارج نہیں کہا گیا بلکہ خوارج ، اہل سنت اور اہل تشیع کے گمراہ فرقے بھی ان میں سے ہو سکتے ہیں جو قرآن پڑھ رہے ہیں لیکن حلق سے نیچے نہیں جا رہا

روایت کی سب سے اہم بات نہ تو اس کی جرح تعدیل ہوتی ہے نہ راوی کی بحث بلکہ اس کا متن سب سے اہم ہوتا ہے کہ آخر ایسا کہا ہی کیوں گیا – راوی پر جرح کر کے اس کو رد کرنا آسان ہے لیکن اس کے متن میں چھپی بات تک پہنچنا اسی وقت ممکن ہے جب تمام روایات کو دیکھا اور ان کی جانچ کی جائے -- تاریخ کے حوالے سے علم الحدیث میں متن کی صنف میں اتنا کام نہیں ہوا جتنا درکار ہے

روایات ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

خوارج کو حوالے سے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بہت سے متضاد اقوال و احادیث موجود ہیں ان کی ایک جھلک اپ کو دیکھاتے ہیں

خوارج مَارِقَةٌ ہیں بصریوں اور کوفیوں کی روایت	حروریہ کا پتا نہیں اہل مدینہ کی روایت
صحیح مسلم حدیث:2452 حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ ترجمہ : ابوربیع زہرانی، قتیبہ بن سعید، ابوعوانہ، قتادہ، ابونضرہ، ابوسعید (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا میری امت میں دو گروہ ہوجائیں گے تو ان میں سے مارقہ فرقہ نکلے گا ان سے وہ جہاد کرے گا جو سب سے زیادہ حق کے قریب ہو گا۔ حدیث:2454حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ الضَّحَّاكِ الْمِشْرَقِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ الْحَقِّ عبیداللہ قواریری، محمد بن عبداللہ بن سفیان، حبیب بن ابی ثابت، ضحاک مشرقی، حضرت ابوسعید خدری (رض) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک حدیث میں ایسی قوم کا ذکر فرمایا جو اختلاف کے وقت نکلے گی ان کو دو گروہوں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ قتل کرے گا۔	صحیح بخاری کی حدیث ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، فَسَأَلاَهُ عَنِ الحَرُورِيَّةِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي مَا الحَرُورِيَّةُ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا - قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، - أَوْ حَنَاجِرَهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ [ص:17] الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الفُوقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ ابی سلمہ اور عطا بن یسار کہتے ہیں وہ ابی سعید الخدری کے پاس پہنچے اور ان سے حروریہ پر سوال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا تھا ؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو نہیں پتا کہ حروریہ کیا ہے- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت میں اور انہوں نے نہیں کہا اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی نماز کو تمہاری نماز سے حقیر سمجھیں گے قرآن پڑھیں گے جو حلق سے نیچے نہیں جائے گا ۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف
ابو سعید نے مارقہ کا ذکر کیا اور امام مسلم نے اس کو خوارج کے باب میں لکھا سند میں أَبِي نَضْرَةَ منذر بن مالک بصری کا تفرد ہے جو حدیث میں کمزور ہے – اس کی روایات کا انکار بھی کیا گیا ہے دوسرے طرق میں الضَّحَّاكُ بن شراحيل الْمِشْرَقِيُّ أَبُو سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ ہے جو هَمْدَانَ کا ہے	قابل غور ابو سعید نے انکار کیا کہ ان کو حروریہ کا علم ہے حروریہ خوارج تھے لیکن ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس قول نبوی کو ان پر ثبت نہیں کیا

خوارج جہنم کے کتے ہیں؟

شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة
المؤلف: أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کے مطابق
أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيٍّ , أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ , قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو , قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ , عَنْ زَيْدِ بْنِ نَافِعٍ , عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ , عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي السُّلَيْكِ , عَنْ أَبِي غَالِبٍ , قَالَ: كُنْتُ بِدِمَشْقَ زَمَنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَجِيءَ بِرُؤُوسِ الْخَوَارِجِ فَنُصِبَتْ عَلَى أَعْوَادٍ , فَجِئْتُ لِأَنْظُرُ فِيهَا , فَإِذَا أَبُو أُمَامَةَ [ص:115] عِنْدَهَا فَدَنَوْتُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا , ثُمَّ قَالَ: «كِلَابُ النَّارِ» – ثَلَاثَ مَرَّاتٍ – «شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ , وَمَنْ قَتَلُوهُ خَيْرُ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ» . قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

یہ ابو امامہ کے الفاظ ہیں اور واقعہ عبد الملک بن مروان کے دور میں ہوا جب دمشق میں روس خوارج کے سر پہنچے

أَبُو أُمَامَةَ البَاهِلِيُّ المتوفی ٨٦ ھ نے خوارج کو جہنم کے کتے کہا
اس کی سند میں حزور ويقال نافع ويقال سعيد بن الحزور أبو غالب البصري ہے جو مختلف فیہ ہے غلطی کرتا ہے
اس سند کو صحیح بھی حسن بھی کہا گیا ہے

یعنی ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لوگ گذر چکے ان کا قتل ہو چکا

اس پر ایک روایت مسند احمد کی ہے جس میں شیعہ راوی ہیں اور ظاہر ہے یہ بدعتی عقیدے کے اثبات پر روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا الْحَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ الْعَبْسِيُّ كُوفِيٌّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ قَالَ: أَتَيْتُ (1) عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى وَهُوَ مَحْجُوبُ الْبَصَرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ وَالِدُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَتَلَتْهُ الْأَزَارِقَةُ، قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْأَزَارِقَةَ، لَعَنَ اللهُ الْأَزَارِقَةَ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ "، قَالَ: قُلْتُ: الْأَزَارِقَةُ وَحْدَهُمْ أَمِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا؟ قَالَ: " بَلِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا ". قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَظْلِمُ النَّاسَ، وَيَفْعَلُ بِهِمْ، (2) قَالَ: فَتَنَاوَلَ يَدِي فَغَمَزَهَا بِيَدِهِ غَمْزَةً شَدِيدَةً (3) ، ثُمَّ قَالَ: " وَيْحَكَ يَا ابْنَ جُمْهَانَ عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ (4) إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ يَسْمَعُ مِنْكَ، فَأْتِهِ فِي بَيْتِهِ، فَأَخْبِرْهُ بِمَا تَعْلَمُ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْكَ، وَإِلَّا فَدَعْهُ، فَإِنَّكَ لَسْتَ بِأَعْلَمَ مِنْهُ
الْحَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ نے کہا مجھ سے سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ نے کہا میں ابن ابی اوفی کے پاس پہنچا .... الْأَزَارِقَةَ کا ذکر کیا ... ابن ابی اوفی نے کہا رسول اللہ نے فرمایا تھا خوارج جہنم کے کتے ہیں

روایت میں الْأَزَارِقَہ کا ذکر ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکب کا قتل جائز کہتے تھے
سند میں حشرج بن نباتة ہے

البخاري كتاب الضعفاء له: وهذا لم يتابع عليه
نسائی نے غیر قوی کہا ہے

دوسری
حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَجِيرٍ، (1) حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ: ...أَبُو أُمَامَةَ
سند میں سیّار بن عبد اللّٰہ ایک مجہول ہے
بعض کا دعوی ہے صحابی ہے لیکن اس سے روایت نہیں ملی

عبد الله بن احمد کی السنہ میں ہے
.عكرمة بن عمار، عن أبي عمار شداد بن عبد الله الدمشقي، عن أبي أمامة
سند میں عكرمة بن عمار مدلس ہے – احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا غَالِبٍ يَقُولُ: لَمَّا أُتِيَ بِرُءُوسِ الْأَزَارِقَةِ فَنُصِبَتْ عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، جَاءَ أَبُو أُمَامَةَ

اور
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّهُ رَأَى رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ: " كِلَابُ النَّارِ كِلَابُ النَّارِ
اور ترمذی میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: رَأَى أَبُو أُمَامَةَ رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ: «كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ،

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٩٠٤٧) حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو مُرِّيٍّ ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ ، قَالَ : كُنْتُ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاؤُوا بِسَبْعِينَ رَأْسًا مِنْ رُؤُوسِ الْحَرُورِيَّةِ فَنُصِبَتْ عَلَى دَرَجِ الْمَسْجِد ، فَجَاءَ أَبُو أُمَامَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَ : كِلاَبُ جَهَنَّمَ ، شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ ، وَمَنْ قَتَلُوا خَيْرُ قَتْلَى تَحْتَ السَّمَاءِ ، وَبَكَى وَنَظَرَ إِلَيَّ ، وَقَالَ : يَا أَبَا غَالِبٍ ، إِنَّكَ مِنْ بَلَدِ هَؤُلاَءِ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : أَعَاذَكَ ، قَالَ : أَظُنُّهُ
قَالَ : اللَّهُ مِنْهُمْ : قَالَ : تَقْرَأُ آلَ عِمْرَانَ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : ﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ وَقَالَ : ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ قُلْتُ : يَا أَبَا أُمَامَةَ ، إِنِّي رَأَيْتُكَ تُهَرِيقُ عَبْرَتَكَ ، قَالَ : نَعَمْ ، رَحْمَةً لَهُمْ ، إِنَّهُمْ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الإِسْلاَمِ ، قَالَ : قد افْتَرَقَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى وَاحِدَةٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً ، وَتَزِيدُ هَذِهِ الأُمَّةُ فِرْقَةً وَاحِدَةً ، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ السَّوَادَ الأَعْظَمَ عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ، وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ، وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلاَّ الْبَلاَغُ ، السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ خَيْرٌ مِنَ الْفُرْقَةِ وَالْمَعْصِيَةِ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا أَبَا أُمَامَةَ ، أَمِنْ رَأْيِكَ تَقُولُ أَمْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ ، قَالَ بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ حَتَّى ذَكَرَ سَبْعًا.

(٣٩٠٤٧) حضرت ابو غالب فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں تھا کہ لوگ ستر خارجیوں (حروریوں) کے سر لے کر آئے۔ ان سروں کو مسجد کی سیڑھیوں پر نصب کر دیا گیا۔ جب حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کے سروں کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں۔ آسمان کے نیچے مارے جانے والے یہ بدترین مخلوق ہیں۔ اور جنہیں انہوں نے قتل کیا ہے وہ آسمان کے نیچے سب سے بہترین مقتول ہیں۔ پھر وہ روئے اور میری طرف دیکھا اور مجھ سے فرمایا کہ اے ابو غالب! تم ان لوگوں کے شہر سے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں محفوظ رکھا۔ پھر فرمایا کہ کیا تم سورۃ آل عمران پڑھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ حضرت ابو غالب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے ابو امامہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! ان پر رحمت کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۴۷۸ کتاب الجمل

نکل رہے ہیں۔ وہ اہل اسلام میں سے تھے۔ بنی اسرائیل والے اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور اس امت میں ایک فرقے کا اضافہ ہوگا، وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے بڑی جماعت کے۔ ان پر وہ ہے جس کے وہ مکلف بنائے گئے اور تم پر وہ ہے جس کے تم مکلف بنائے گئے۔ اگر تم اس بڑی جماعت کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور پیغام دینے والے پر تو بات کو کھول کھول کر بیان کر دینا ہی ہوتا ہے۔ بات کو سننا اور اطاعت کرنا فرقہ میں پڑنے اور معصیت سے بہتر ہے۔

ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اے ابو امامہ! یہ بات آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں یہ بات اپنی رائے سے کہوں تو دین کے معاملے میں جرأت کرنے والا بن جاؤں گا! میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو مرتبہ نہیں بلکہ سات مرتبہ سنی ہے۔

ان سب میں سند میں أبي غالب البصري مضبوط نہیں ہے

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ يَقُولُ: دَخَلَ أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ دِمَشْقَ فَرَأَى رُءُوسَ حَرُورَاءَ قَدْ نُصِبَتْ فَقَالَ: " كِلَابُ النَّارِ كِلَابُ النَّارِ،
صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ ثقہ ہیں لیکن ابو امامہ سے ان کے سماع کا اثبات نہیں ہوا

ابن ماجہ میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ
سند منقطع ہے الْأَعْمَشِ کا سماع ابن ابی اوفی سے نہیں
[تعليق محمد فؤاد عبد الباقي]
في الزوائد أن رجال الإسناد ثقات. إلا أن فيه أنقطاعا.

الغرض یہ روایات متاخرین نے بیان کی ہیں جب خوارج کا ایک فرقہ الازرقہ قتل کرنے لگا – خیال رہے کہ تمام خوارج اس فرقے کے نہیں تھے ان میں بھی الگ الگ موقف تھا – پھر موجودہ اہل سنت کے وہ فرقے جو بنو امیہ مخالف ہیں وہ ان روایات کو لہک لہک کر بیان کرتے ہیں -غور کریں الازرقہ قتل اصل میں بنو امیہ کا کر رہے تھے جو بقول شخصے ظالم تھے نماز وقت پر نہیں پڑھتے تھے جو گناہ کبیرہ ہے – محدثین ہی کی ایک جماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ میں ایمان نہیں ہوتا تو اس تناظر میں خوارج کیا صحیح نہیں تھے ؟ راقم اس وجہ سے ان روایات پر تنقید کرتا رہا ہے لیکن افسوس لوگ غور نہیں کرتے

وہ روایات جن میں ہے کہ وہ نماز پڑھیں گے اور زبردست نماز ہو گی تو آج جا کر عمان میں دیکھ لیتے ہیں جہاں خوارج کی حکومت ہے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جاتی ہے – ہم یا فرقے اس پر غور کیوں نہیں کرتے

ان روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت میں کسی گروہ کا ذکر تھا جو بنو تمیم سے نکلے گا ذی خویصرہ کی نسل کا ہو گا – میرے نزدیک یہ دور نبی کی بات نہیں کیونکہ نسل دس بیس سال میں نہیں بنتی اس کو وقت درکار ہوتا ہے
علی کے مد مقابل لوگ اس روایت پر پورا نہیں اترتے

نوٹ خوارج سے متعلق راوی کا شہر دیکھیں یا تو دمشق ہو گا یا بصرہ – کیونکہ الازرقہ یا الصفریہ وہاں حملہ کرتے تھے[59]

[59] دوم مشرق سے فتنہ نکلے گا بھی غور طلب ہے کیونکہ قبیلہ الازد کا مسکن مشرق میں عمان و بحرین کے درمیان تھا

عصر حاضر میں بہت سے علماء افراط کا شکار ہیں ان کو تاریخ کا صحیح علم بھی نہیں ہے لہذا تراجم کرتے وقت روایات کا ترجمہ بدل دیتے ہیں یا استنباط کرتے وقت تمام حدود لانگ جاتے ہیں

کتاب الشرح الممتع على زاد المستقنع از محمد بن صالح بن محمد العثيمين کے مطابق

قال شيخ الإسلام ـ رحمه الله ـ: إن الأئمة ـ رحمهم الله ـ ومنهم الإمام أحمد، وغيره لم يكفروا أهل البدع إلا الجهمية، فإنهم كفروهم مطلقاً؛ لأن بدعتهم ظاهر فيها الكفر، وأما الخوارج والقدرية ومن أشبههم فإن الإمام أحمد نصوصه صريحة بأنهم ليسوا بكفار.

ابن تیمیہ نے کہا ائمہ..... جن میں امام احمد ہیں نے سوائے جھمیہ فرقہ کے کسی کی تکفیر نہیں کی کیونکہ وہ مطلق کفر کرتے ہیں کیونکہ ان کی بدعت ظاہر ہی کفر ہے اور جہاں تک خوارج اور قدریہ کا تعلق ہے اور ان کے جیسے تو امام احمد سے صریح نصوص سے ہے کہ یہ کفار نہیں ہیں

المغنی میں ابن قدامہ کہتے ہیں

وَقَدْ عُرِفَ مِنْ مَذْهَبِ الْخَوَارِجِ تَكْفِيرُ كَثِيرٍ مِنْ الصَّحَابَةِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَاسْتِحْلَالُ دِمَائِهِمْ، وَأَمْوَالِهِمْ، وَاعْتِقَادُهُمْ التَّقَرُّبَ بِقَتْلِهِمْ إلَى رَبِّهِمْ، وَمَعَ هَذَا لَمْ يَحْكُمْ الْفُقَهَاءُ بِكُفْرِهِمْ؛ لِتَأْوِيلِهِمْ.

اور خوارج کا صحابہ کی تکفیر کا مذہب معلوم ہے اور ان کے بعد والوں کا بھی کہ خون اور مال کو حلال کرتے ہیں اور اس پر اپنے رب سے تقرب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس سب کے ساتھ (اہل سنت کے) فقہاء نے ان کی اس تاویل پر ان کے کفر کا حکم نہیں کیا ہے

راقم اس رائے سے اتفاق کرتا ہے

آجکل قبر مجاور بریلوی علماء کے ہاتھ ناریل لگ گیا ہے وہ ہر تقریر میں پہلے داعش فسادیوں کا ذکر کرتے ہیں پھر ان کا قبروں کو مسمار کرنے کا عمل کا تذکرہ کرتے ہیں پھر اس بلاگ میں جن راویات کا ذکر ہے ان کو بھی ملا دیتے ہیں – یہی کام ہمارے اخباری دانشور کر رہے ہیں – یہ سوچ سب غلط ہے
اول تو بعض عمل اور موقف سرے سے صحیح نہیں ان پر بات کرنی چاہیئے ایک ہے گناہ کبیرہ کا مرتکب کیا ہے کافر ہے یا مومن ہی ہے - یہ جڑ ہے
دوم ان فرقوں کے نزدیک مہدی کا ظہور عراق سے ہے – پوچھا جائے اس پر کیا موقف ہے تو معلوم ہو گا کہ بریلوی ہوں یا سلفی ہوں سب کہتے ہیں امام مہدی آ رہے ہیں فرق ہے تو صرف یہ کہ بریلویوں اور داعش کے نزدیک مہدی عراقی و شامی ہے – دیوبندیوں اور القاعدہ کے نزدیک مہدی خراسانی و افغانی ہے لیکن اس کو بھی عراق جانا ہے – اہل حدیث وہابیوں سلفیوں میں بعض کے نزدیک مدنی ہے اور بعض کے نزدیک عراقی ہے – حزب التحریر کے نزدیک مہدی یروشلمی یا فلسطینی ہے اور پھر شیعوں کے مہدی عراقی الگ ہیں

اس کے برعکس اہل سنت علی اور خوارج کے حوالے سے کہتے ہیں کہ روایات میں ہے کہ ایک گروہ ہو گا

یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکارکے جسم سے "" یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیة نکل جاتاہے " ۔
یہ قرآن کریم کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں " " یقرءون القرآن لایجاوزحناجرھم "اترےگا
یہاں تک کہ روایت میں ان کو عاد و ثمود بھی قرار دیا گیا ہے

راقم کہتا ہے ان روایات کو خوارج پر ثبت کرنا اہل سنت میں سے بعض کا فکری تضاد ہے

کیونکہ کوئی فرقہ دین سے تیر کی طرح نکل گیا تو اس کا شمار پھر اسلام میں کیسے ہو سکتا ہے؟ اس روایت کو خوارج پر علی رضی الله عنہ کے بعض مفرط شیعوں نے لگایا ہے جبکہ علی رضی الله عنہ کا عمل اس روایت کی تغلیظ کرتا ہے وہ خوارج کا قتل عام نہیں کرتے نہ وہ ان کو عاد و ثمود قرار دیتے ہیں نہ وہ گھات لگا کر ان کا قتل کرتے ہیں جبکہ آج علماء نے لفظ خوارج کو تکفیر کا متبادل بنا دیا ہے- صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ علی نے تاویل قرآن پر اختلاف میں جنگ کی لیکن وہ اس میں منفرد نہیں یہی کام خلیفہ اول ابو بکر رضی الله عنہ نے بھی اپنے دور میں کیا ہے-[60]

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بن عبد الله الأويسي ثنا إبراهيم بن سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ [3] قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخَذَ الْمُصْحَفَ [فَوَضَعَهُ] عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى لَأَرَى وَرَقَهُ يَتَقَعْقَعُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهمّ إِنَّهُمْ مَنَعُونِي [أَنْ أَقُومَ فِي الْأُمَّةِ] بِمَا فِيهِ فَأَعْطِنِي [ثَوَابَ] مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهمّ إِنِّي قَدْ مَلَلْتُهُمْ وَمَلُّونِي،

---

[60] تاویل قرآن پر ابو بکر رضی الله عنہ نے بھی جنگ کی جب زکوہ کے انکاری اہل قبلہ سے قتال کیا - حدیث ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، باقی اسلام پر وہ عمل کر رہے تھے۔لیکن اس کے باوجود خلیفہ رسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے عزم کا اظہار فرمایا، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا آپ ان سے قتال کریں گے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں؟ جبکہ ایسے لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ان سے قتال ضرور کروں گاجو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کر رہے ہیں۔اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے – اللہ کی قسم! اگر وہ ایک بکری کا بچہ بھی مجھے دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (زکوٰۃ میں)ادا کرتے تھے تو میں اس کے بھی روک لینے پران سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم!(جب میں نے ابوبکر کے موقف پر غور کیا تو) میں نے یہی دیکھا کہ اللہ نے ان لوگوں سے قتال کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے بھی جان لیا کہ یہی بات حق ہے- صحیح بخاری

یعنی اسلام میں تاویل قرآن پر پہلی جنگ ابو بکر رضی الله عنہ نے کی ہے

وَأَبْغَضْتُهُمْ وَأَبْغَضُونِي، وَحَمَلُونِي عَلَى غَيْرِ طَبِيعَتِي وَخُلُقِي وَأَخْلَاقٍ لَمْ تَكُنْ تُعْرَفُ لِي، فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدِلْهُمْ بِي «-شَرًّا مِنِّي، اللَّهمّ أَمِتْ قُلُوبَهُمْ مَيْتَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ- قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِي أَهْلَ الْكُوفَةِ

المعرفة والتاريخ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بن عبد الله الأويسي ثنا إبراهيم بن سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخَذَ الْمُصْحَفَ [فَوَضَعَهُ] عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى لَأَرَى

وَرَقَهُ يَتَقَعْقَعُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهمّ إِنَّهُمْ مَنَعُونِي [أَنْ أَقُومَ فِي الْأُمَّةِ] بِمَا فِيهِ فَأَعْطِنِي [ثَوَابَ] مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهمّ إِنِّي قَدْ مَلَلْتُهُمْ وَمَلُّونِي، وَأَبْغَضْتُهُمْ وَأَبْغَضُونِي، وَحَمَلُونِي عَلَى غَيْرِ طَبِيعَتِي وَخُلُقِي وَأَخْلَاقٍ لَمْ تَكُنْ تُعْرَفُ لِي،

فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدِلْهُمْ بِي شَرًّا مِنِّي، اللَّهمّ أَمِتْ قُلُوبَهُمْ مَيْتَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ- قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِي أَهْلَ الْكُوفَةِ-

عبد الرحمن بن قيس ، أبو صالح الحنفى الكوفى نے کہا میں نے علی بن ابی طالب کو دیکھا انہوں نے مصحف اٹھایا ہوا تھا اس کو سر پر رکھا یہاں تک کہ میں اس کا ورقہ نہ دیکھ سکا پھر کہا اے اللہ یہ مجھے منع کرتے ہیں کہ امت میں اس کو اٹھاؤں جو اپ نے اس میں سے حصہ عطا کیا پھر کہا میں ان سے بیزار ہوں میں نفرت کرتا ہوں یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور یہ مجھ پر میرے مزاج و خلق و اخلاق کے خلاف ڈال رہے ہیں جو میں نہیں جانتا- اے اللہ ان کو خیر سے بدل دے اور ان کے لئے مجھ سے بھی شری سے بدل دے اے اللہ ان کے دلوں کو پگھلا دے جیسے نمک پانی میں حل ہوتا ہے

اسی سند سے البدایہ و النہایہ میں دوسرے متن میں ہے ان کے دلون کو مار دے

اس کی سند میں عبد الرحمن بن قيس ، أبو صالح الحنفى الكوفى اور محمد بن عبيد الله الثقفي ہیں جو ثقہ ہیں

یہ روایت البدایہ و النہایہ میں ابن کثیر نے نقل کی ہے خوارج کے حوالے سے کہ انہوں نے علی سے تاویل قرآن کے حوالے سے جدل کیا- راقم کی رائے اس پر گزر چکی ہے کہ یہ قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے تھا

علی رضی اللہ عنہ کی تقریریں

مسند احمد کے مطابق علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کا جب اختلاف ہوا تو علی نے ان کو سمجھانے کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے ان کو نصیحت کی تو
فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمُ ابْنُ الْكَوَّاءِ
ان میں چار ہزار واپس لوٹ آئے جن میں ابْنُ الْكَوَّاءِ بھی تھا

روایات کے مطابق ابْنُ الْكَوَّاءِ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان سے ٹیڑھے سوالات کرتا رہتا تھا

کہا جاتا ہے کہ علی نے علم غیب تک رسائی کا دعوی کیا کہ یہ کہا کہ وہ جو قیامت تک جو ہو گا وہ اس کو جانتے ہیں گویا علی الوحی سے یہ سب بتا سکتے تھے

مصنف عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ ابْنَ الْكَوَّاءِ، سَأَلَ عَلِيًّا عَنِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ مَا هُوَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: «ذَلِكَ الضَّرَاحُ فِي سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فِي الْعَرْشِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

أَبَا الطُّفَيْلِ کہتے ہیں انہوں نے ابن الکواء سے سنا کہ اس نے علی سے بیت المعمور پر سوال کیا کہ یہ کیا ہے ؟ علی نے کہا یہ شیشہ ہے سات آسمان اوپر عرش پر اس میں ہر روز ستر ہزار داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

كتاب الجامع في الحديث لابن وهب از أبو محمد عبد الله بن وهب بن مسلم المصري القرشي (المتوفى: 197هـ) کے مطابق

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ، وَحَمَّادِ بْنِ هِلَالٍ، أَنَّ ابْنَ الْكَوَّاءِ، قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: مَا قَوْسُ قُزَحَ؟ قَالَ: «لَا تَقُولُوا قَوْسَ قُزَحَ، فَإِنَّ قُزَحَ الشَّيْطَانُ، وَلَكِنْ أَمَنَةٌ مِنَ اللَّهِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ بَعْدَ قَوْمِ نُوحٍ»

ابْنَ الْكَوَّاءِ نے علی رضی الله عنہ سے کہا یہ قَوْسَ قُزَحَ کیا ہے ؟ علی نے جواب دیا اس کو قَوْسَ قُزَحَ مت کہو کیونکہ قُزَحَ شیطان ہے لیکن یہ امان ہے جو الله نے نوح کے بعد زمین والوں کو غرق ہونے سے دی

کتاب ادب المفرد از امام بخاری کی روایات ہیں

عن أبي الطفيل سأل ابن الكواء عليا رضي الله عنه عَنِ الْمَجَرَّةِ قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فتحت السماء بماء منهمر.

صحيح الإسناد.

البانی نے صحیح قرار دیا ہے

الأدب المفرد پر تحقیق میں البانی کہتے ہیں یہ صحیح ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّا عَلِيًّا عَنِ الْمَجَرَّةِ، قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ

[قال الألباني] : صحيح

أبي الطفيل نے ابن الکواء سے روایت کیا کہ اس نے علی رضی الله عنہ سے کہکشاں ملکی وے (جادہ شیر) پر سوال کیا – علی نے کہا یہ آسمان کی مقعد ہے اور اس میں نہر کی طرح پانی برسا

یاد رہے کہ طوفان نوح کے حوالے سے سورہ القمر میں ہے کہ فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ آسمان کو کھول دیا گیا کہ اس میں سے نہر کی طرح پانی برسا

الفقيه و المتفقه از المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) میں ہے

أناه أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ رَوْحٍ , وَأَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ فَهْدٍ النَّهْرَوَانِيَّانِ بِهَا , قَالَا: أنا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ الْكُهَيْلِيُّ بِالْكُوفَةِ , أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ , نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ , نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ , نا مَعْمَرٌ , عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي دُبَيٍّ , عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ , قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا , وَهُوَ يَخْطُبُ , وَهُوَ يَقُولُ [ص:352]: «سَلُونِي , وَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ»
أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی الله عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو الله کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ تم پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں

محقق عادل بن يوسف العزازی کہتے ہیں اسناده صحيح

اخبار مکہ از الازرقی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ أَبِي الْمَهْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُولُ: «سَلُونِي، فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ، وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّهَا بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ، أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ» فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: «ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»
أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی الله عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے سوال کرو الله کی قسم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ تم اس کا پوچھو اور میں جواب نہ دوں اور کتاب الله کے بارے میں پوچھو الله کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سیدھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا کیا اپ نے بیت المعمور دیکھا ہے کیا ہے یہ ؟ علی نے کہا یہ شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

کتاب جامع بيان العلم وفضله از ابن عبد البر دار ابن الجوزی کے مطابق

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَتْحٍ، نا حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: " شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: سَلُونِي فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ؛ فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا {الذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 2] ؟ قَالَ: وَيْلَكَ سَلْ تَفَقُّهًا وَلَا تَسَلْ تَعَنُّتًا، {الذَّارِيَاتُ ذَرْوًا} [الذاريات: 1] : رِيَاحٌ، {فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا} [الذاريات: 2] : السَّحَابُ {فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا} [الذاريات: 3] : السُّفُنُ

{فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 4] : الْمَلَائِكَةُ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ السَّوَادَ الَّذِي فِي الْقَمَرِ؟ قَالَ: أَعْمَى سَأَلَ عَنْ عَمْيَاءَ أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} [الإسراء: 12] فَمَحْوُهُ السَّوَادُ الَّذِي فِيهِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ ذَا الْقَرْنَيْنِ؟ أَنَبِيًّا كَانَ أَمْ مَلِكًا؟ قَالَ: لَا وَاحِدًا مِنْهُمَا وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا أَحَبَّ اللَّهَ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ وَنَاصَحَ اللَّهَ فَنَاصَحَهُ اللَّهُ، دَعَا قَوْمَهُ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْنِهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْنِهِ الْآخَرِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الثَّوْرِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ هَذَا الْقَوْسَ مَا هُوَ؟ قَالَ: هِيَ عَلَامَةٌ بَيْنَ نُوحٍ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَأَمَانٌ مِنَ الْغَرَقِ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ مَا هُوَ؟ قَالَ: الصُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يُدْخِلَهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ [ص:465] أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَمَنِ الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ؟ قَالَ: هُمَا الْأَفْجَرَانُ مِنْ قُرَيْشٍ كُفِينَهُمَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَمَنِ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا؟ قَالَ: كَانَ أَهْلُ حَرُورَاءَ مِنْهُمْ "

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی الله عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں اور کتاب الله کے بارے میں پوچھو الله کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سیدھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا یہ الذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 2] کیا ہے ؟ علی نے جواب دیا تیری بربادی ہو وہ سوال کر جس سے تفقہ ہو نہ کہ بھڑاس نکال- {الذَّارِيَاتُ ذَرْوًا} [الذاريات: 1] یہ ہوائیں ہیں {فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا} [الذاريات: 2] یہ بادل ہیں {فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا} [الذاريات: 3] یہ کشتیاں ہیں {فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 4] یہ فرشتے ہیں – ابن الکواء نے کہا یہ چاند میں اپ نے دھبے دیکھے ہیں؟ علی نے کہا اندھے نے اندھے سے سوال کیا ہے کیا تو نے قرآن میں الله کا کہا نہیں سنا ؟ {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} [الإسراء: 12] (پس ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں)تو اس میں جو مٹا دیا جاتا ہے وہ یہ دھبے ہیں ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا اپ نے ذو القرنین کو دیکھا ، نبی ہیں کہ فرشتہ ہیں ؟ علی نے کہا ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں بلکہ صالح شخص ہیں الله سے محبت کرنے والے تو الله نے ان سے محبت کی اور ... قوم کو پکارا ہدایت کی طرف تو ان کے ایک سینگ پر مارا اور پھر پکارا تو دوسرے سینگ پر مارا اور ذوالقرنین کے بیل جیسے دو سینگ نہیں تھے ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا یہ قَوْسَ قُزَحَ کیا ہے ؟ علی نے کہا یہ نوح اور الله کے درمیان غرق ہونے سے امان کی علامت ہے ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا کیا اپ نے بیت المعمور کو دیکھا؟ یہ کیا ہے ؟ علی نے کہا ایک شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا آیت بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا قریش کے فاجر لوگ جن سے بدر کے دن بچے ابن الکواء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا یہ اہل حَرُورَاءَ خوارج ہیں

محقق ابی الاشبال الزھیری کہتے ہیں
اسناده صحيح و رجاله ثقات
سند میں وهْب بن عَبد اللَّهِ بن أَبِي دبي الكوفي ہے

مکتبہ عباد الرحمان سے اسی کتاب کا جو نسخہ چھپا ہے اس کے محقق ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمان الصالح اس روایت پر کہتے ہیں
اسنادہ صحیح

امام بخاری نے بھی یہ روایت تاریخ الکبیر میں عبد اللہ بن وھب کے ترجمہ میں دی ہے لیکن اس کو مکمل نقل نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو علم ہے کون سی آیت کہاں اتری

قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ محققین جو اہل سنت میں سے ہیں وہ ان روایات کو صحیح کہہ رہے ہیں جبکہ یہ صحیح نہیں ہیں

روایت سند سے صحیح بھی ہوں تو ان کا متن خود بخود صحیح نہیں ہو جاتا

روایت کے مطابق ابن الکواء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا یہ اہل حَرُورَاءَ خوارج ہیں – یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت جہنمیوں کے بارے میں ہے اور علی نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا نہ اہل سنت کے ائمہ نے ان کو کافر قرار دیا ہے- یہاں تک کہ ابن زبیر اور ابن عباس نے خوارج کو حج بھی کرنے دیا ہے

قوس قزح کو طوفان نوح کے بعد اللہ اور اہل ارض کے درمیان ایک امان نامہ قرار دیا گیا ہے اصلا یہ قول یہود کا ہے
کتاب پیدائش باب ۹ میں ہے

I have set my rainbow in the clouds, and it will be the sign of the covenant between me and the earth. Whenever I bring clouds over the earth and the rainbow appears in the clouds, I will remember my covenant between me and you and all living creatures of every kind. Never again will the waters become a flood to destroy all life.

میں نے اپنا قوس قزح بادلوں میں رکھا ہے اور یہ میرے اور زمین کے درمیان ایک عہد میثاق ہے
میں جب بھی زمیں پر بادل لاؤں گا اور قوس قزح بادلوں میں ظاہر کروں گا تو میں اپنے اور تمہارے تمام زندہ مخلوقات درمیان اس عہد کو یاد کروں گا کہ آئندہ کبھی بھی پانی سیلاب نہ بنے گا کہ تمام حیات کو برباد کر دے
یہ نظم کائنات کا تغیر ہے کیونکہ اگر قوس قزح نوح علیہ السلام کے دور سے شروع ہوا ہے تو روشنی کا انعکاس پہلے نہ ہوا ہو گا اور نہ آدم علیہ السلام نے دیکھا ہو گا جبکہ زمیں و آسمان کے اس تغیر کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث نبوی میں

بابل کی غلامی میں یہود کو قوس قزح پر یہ قول بابل سے ملا جن کی

Epic of Gilgamesh

کے مطابق دیوی اشتار

Ishtar

نے اہل ارض سے وعدہ کے کہ ان کو آج کے بعد طوفان سے تباہ نہ کرے گی اور وعدہ کے طور پر اپنا ہار دیا جو قوس قزح ہے

اہل کتاب کے محققین کہتے ہیں کہ کتاب پیدائش کا یہ حصہ

Priests of Temples

نے توریت میں شامل گیا کہ اس کو اپنے حساب سے بیان کیا

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول میں کہا گیا ہے کہ علی نے ملکی وے کہکشاں کو آسمان کی مقعد قرار دیا جس سے طوفان نوح پر پانی نکلا اور زمین پر آیا – یہ بھی ایک غیر سائنسی بات ہوئی کیونکہ آسمان کا پانی بادل سے اتا ہے نہ کہ ملکی وے سے

ملکی وے یا جاہ شیر کہکشاں ایک نہر ہے یہ قول قدیم فراعنہ مصر کا تھا ان کے نزدیک دریائے نیل اصل میں آسمان کی نہر ہے جو ملکی وے سے ملی ہوئی ہے – ابن الکواء نے جس طرح پانی اور ملکی وے کو ملایا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ قول عربوں میں ابن الکواء سے آیا – یاد رہے کہ خوارج مصر سے آئے تھے جو فراعنہ مصر کی تہذیب کا مقام تھا اور ابن الکواء بھی سابقہ خارجی تھا اس طرح ان کے ڈاک خانے مل جاتے ہیں

Ancient Egypt: The Light of the World Book by Gerald Massey

way (ch. 86). Another Egyptian name for the heaven as water is urnas or uranus. This we claim to be the Kamite original of the Greek uranus. Dr. Birch renders it in his dictionary " Urnas, Ouranos, the celestial water." The Egyptians did not personalize it under that name; still, the urnas is the celestial water, and urnas = uranos. The okeanus that flows around the world was neither a fabulous sea nor a stream of water, but the firmament itself, that was figured as the celestial water surrounding the mount of earth. Through this ocean ran the great stream of the white water or the Milky Way. Thus we have the okeanos and the ocean stream of Homer for the first time separately identified. Again, the water appeared divided into two lakes at the head of the celestial river united to form one stream in the Via Lactea. The system of the waters in the Bundahish is

علی نے چاند کے گڑھوں کو مستقل قرار نہیں دیا اور کہا وہ مٹ جاتے ہیں اور آیت کی غلط تاویل بھی کی کیونکہ آیت میں چاند کی گھٹتی بڑھتی منازل کا ذکر ہے جو زمین سے نظر اتی ہیں- چاند کے گڑھے اس پر حقیقی ہیں کالے دھبے نہیں ہیں جو مٹ جائیں

یعنی ابن الکواء یا ابی الطفیل کے بقول علی رضی اللہ عنہ نے تین اقوال کہے جو فی الحقیقت غلط ہیں آج سائنس سے ہم کو ان کا علم ہے

أبو الطفيل عامر بن واثلة الليثي بہت سے محدثین کے نزدیک صحابی نہیں – امام احمد نے کہا اس نے رسول اللہ کو دیکھا سنا نہیں ہے

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت «أبا الطفيل، وسئل هل رأيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم -؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا. «العلل (5822)

دارقطنی نے کہا اللہ کو پتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا نہیں

قال الدَّارَقُطْنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي – صلى الله عليه وسلم – وصحبه، فأما السماع فالله أعلم. «العلل» 7 42.

الکامل از ابن عدی میں ان کے بارے میں لکھا ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أَبِي الطفيل؟ قَال: نعم.

جریر بْن عَبد الحمید سے پوچھا گیا کہ مغیرہ کیا ابو الطفیل کی روایت کا انکار کرتے تھے کہا ہاں

جامع التحصیل کے مطابق

له رؤية مجردة وفي معجم الطبراني الكبير روايته عن زيد بن حارثة وهو مرسل لم يدركه

ابو طفیل نے مجرد دیکھا ہے اور معجم طبرانی میں اس کی روایت زید بن حارثہ سے ہے جو مرسل ہے اس کی ملاقات زید سے نہیں

الذھبی کے بقول انہوں نے

رَأَى النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَهُوَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ

نبی کو حجه الوداع کے موقعہ پر دیکھا

بحوالہ سیر أعلام النبلاء

تاریخ دمشق کے مطابق

.الأخرم: لم ترك البخاري حديث أبي الطفيل؟ قال: لأنه كان يُفرط في التشيع

الأخرم نے کہا بخاری نے ابو طفیل کی حدیث کیوں ترک کی ؟ کہا کیونکہ یہ شیعیت میں افراط کرتے تھے

اہل تشیع کے مطابق یہ صحابی

عامر بن واثلة ل، ی، ین (کش) كان كيسانيا يقول بحياة محمدابن الحنيفة وخرج تحت راية المختار

کیسانیہ فرقے کے تھے جو اس کے قائل ہیں کہ محمد بن حنفیہ کو موت نہیں اور یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے نکلے

قرار دیا ہے بحوالہ ھدی الساری از ابن حجر صاحب راية المختار اہل سنت کے امام ابن حزم نے ابو طفیل کو مختار ثقفی اہل سنت میں کذاب ہے اور اہل تشیع کے مطابق غلط شخص کو امام سمجھتا تھا صحیح عقیدے پر نہیں تھا

آخر میں روایت میں علی کا دعوی کہ وہ ہر اس بات کو جانتے ہیں جو قیامت تک ہو گی بھی صحیح نہیں ہوسکتا ورنہ تو یہ علی کی لیلا بن جائے گی کہ ابن ملجم آگے اتا ہے وہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ابن ملجم ان کو قتل کرنے کے لیے بڑھ رہا ہے

ان شواہد کی روشنی میں یہ روایت باطل متن منکر ہے

جو قول اغلبا صحیح ہے وہ صرف یہ کہ علی نے ذو القرنین پر خیال کا اظہار کیا

مشکل الآثار از طحاوی میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيُّ , عَنْ بِسَامٍ الصَّيْرَفِيِّ , عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: " سَلُونِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُونِي , وَلَنْ تَسْأَلُوا بَعْدِي مِثْلِي " فَقَامَ إِلَيْهِ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: مَا كَانَ ذُو الْقَرْنَيْنِ , أَمَلَكٌ كَانَ أَوْ نَبِيٌّ؟ قَالَ: " لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا وَلَا مَلَكًا , وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا , أَحَبَّ اللهَ فَأَحَبَّهُ , وَنَاصَحَ اللهَ فَنَصَحَهُ , ضَرَبَ عَلَى قَرْنِهِ الْأَيْمَنِ فَمَاتَ , ثُمَّ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ , ثُمَّ ضَرَبَ عَلَى قَرْنِهِ الْأَيْسَرِ فَمَاتَ , وَفِيكُمْ مِثْلُهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ نے کہا ذُو الْقَرْنَيْنِ کون ہیں نبی یا فرشتہ ؟ علی نے کہا نہ نبی ہیں نہ فرشتہ ہیں بس نیک بندے ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور اللہ سے مشورہ کیا تو اللہ نے ان کو نصیحت دی انہوں نے دائیں جانب ایک قریہ پر ضرب کی وہ ہلاک ہوئے پھر اللہ نے انہیں بھیجا بائیں جانب قریہ پر ضرب کی وہ بھی ہلاک ہوئے اور تمہارے درمیان ان کے جیسا موجود ہے

طحاوی نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور علی کے قول کہ وہ ذو القرنین جیسے ہیں کی تاویل بھی کی ہے
فَقَالَ قَائِلٌ: فَفِي حَدِيثِ عَلِيٍّ الَّذِي رَوَيْتَهُ: " وَفِيكُمْ مِثْلُهُ " فَمَا الْمُرَادُ بِذَلِكَ مِمَّا قَدْ جُعِلَ فِيهِ مِثْلًا لِذِي الْقَرْنَيْنِ. فَكَانَ جَوَابَنَا لَهُ فِي ذَلِكَ بِتَوْفِيقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَوْنِهِ: أَنَّهُ أُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ مِثْلٌ لِذِي الْقَرْنَيْنِ فِي دُعَائِهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ , وَفِي قِيَامِهِ بِالْحَقِّ , دُعَاءً وَقِيَامًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ , كَمَا كَانَ ذُو الْقَرْنَيْنِ فِيمَا دَعَا إِلَيْهِ , وَفِيمَا قَامَ بِهِ قَائِمًا وَدَاعِيًا بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

طحاوی نے کہا : ہمارا جواب اللہ کی توفیق و مدد سے یہ ہے کہ علی کی مراد ہے کہ وہ ذو القرنین کی مثل ہیں اللہ سے دعا کرنے میں اور حق پر قائم ہونے پر جیسا کہ ذو القرنین حق پر قائم ہوئے اور اس کی دعوت دی روز محشر تک کے لئے

راقم کہتا ہے علی نے اہل جمل اور اہل صفین کو شکست دی تھی لہذا علی اگر کوفہ میں مسجد میں خطاب کر رہے تھے تو کعبہ پشت کی طرف تھا بصرہ دائیں طرف تھا جہاں اہل جمل سے لڑے اور رقہ بائیں طرف تھا جہاں اہل شام سے لڑے اس طرح علی نے اپنے اپ کو مرد صالح ذو القرنین سے ملایا جنھوں نے دائیں اور بائیں جانب قتال کیا

شام اور قصاص عثمان

[61] ان کے لشکر نے قصاص عثمان کے لئے مصر شام کے گورنر معاویہ جو علی کو خلیفہ قبول نہیں کرتے تھے پر دھاوا بول دیا- صفین کی جنگ کے بعد علی نے محمّد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا لیکن عمرو بن العاص رضی الله تعالی عنہ نے اس کو شکست دی سن ۳۷ ھ یا ۳۸ ھ میں یہ ذلت کی موت مرا . الذهبی سیر أعلام النبلاء لکھتے ہیں کہ یہ مخالفین کے ہتھے چڑھا

فَقَتَلَهُ ودسَّه فِي بَطْنِ حِمَارٍ مَيِّتٍ، وَأَحْرَقَهُ

[62]انھوں نے اس کا قتل کیا اس کو مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا

61

علی رضی الله عنہ ہنگامی صورت حال میں خلیفہ ہوئے اس وجہ سے بعض صحابہ نے ان کی بیعت نہیں کی کیونکہ بہت سے اہم مسائل امت کے نزدیک تھے، مثلا ابن عمر رضی الله عنہ کے حوالے سے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حدثنا ابن علية ، عن أيوب ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال : لما بويع لعلي أتاني فقال : إنك امرؤ محبب في أهل الشام ، وقد استعملتك أبايعك ، قال : فتركني وخرج ، فلما كان بعد ذلك عليهم ، فسر إليهم ، قال : فذكرت القرابة وذكرت الصهر ، فقلت : أما بعد فوالله لا جاء ابن عمر إلى أم كلثوم فسلم عليها وتوجه إلى مكة

نافع ، عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے کہا: جب علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا آپ ایسے شخص ہیں جو اہل شام کی نظر میں محبوب ہیں ، اور میں آپ کو ان پر عامل بناتاہوں لہذا آپ ان کی طرف جائیں ۔ عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے قرابت و رشتہ داری کا ذکر کیا اس کے بعد کہا: اللہ کی قسم ! میں آپ کی بیعت نہیں کروں گا۔اس کے بعد ابن عمررضی اللہ عنہ ام کلثوم کے پاس آئے انہیں سلام کیا اور مکہ روانہ ہو گئے

عامہ صحابہ کا اجتہاد تھا کہ ابھی عثمان رضی الله عنہ کے قتل کا قصاص ضروری ہے اور بعض صحابہ کا اجتہاد تھا کہ خلیفہ کی بیعت ضروری ہے . علی رضی الله عنہ اپنی بیعت کے لئے جنگ کرتے رہے اور باقی قصاص کے مطالبہ کرتے رہے لیکن صورت حال اپ کے سامنے ہے ،وہ کیا اپنے حماتیوں سے قصاص لیتے .یہی چیز ایک فتنہ تھی

62

کہا جاتا ہے کہ جان بچانے کے لئے محمّد بن ابی بکر خود ایک مردہ گدھے میں گھس بیٹھا لیکن پکڑا گیا اور اسی گدھے سمیت ہلاک ہوا

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، معاوية بن حديج رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا

کتاب تاریخ ابن یونس المصری کے مطابق آخری وقت محمّد نے کہا

فقال: احفظونى؛ لأبى بكر. فقال له معاوية بن حديج: قتلت ثمانين من قومى فى دم عثمان، وأتركك وأنت صاحبه؟! فقتله

مجھے ابو بکر کے واسطے چھوڑ دو! معاویہ بن خدیج نے کہا اپنی قوم کے ۸۰ لوگوں کا خون عثمان پر قتل کیا اور تو انہی کا صاحب تھا تجھے کیسے چھوڑ دوں

معاوية بن حديج کو امام بخاری اور جمہور محدثین صحابی مانتے ہیں صرف امام احمد اس کی مخالفت کرتے ہی

کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائ کے مطابق

معاوية بن حديج قال الأثرم قال أحمد بن حنبل ليست لمعاوية بن حديج صحبة قلت بل له صحبة ثابتة قاله البخاري والجمهور

الأثرم کہتے ہیں امام احمد کہتے ہیں معاوية بن حديج صحابی نہیں ہے میں کہتا ہوں صحابی ثابت ہیں بخاری اور جمہور ایسا کہتے ہیں

طرفہ تماشہ ہے کہ محمّد بن ابی بکر جو وفات رسول کے وقت ایک سال کا ہو گا اس کو صحابی ثابت کرنے پر زور لگایا جاتا ہے جبکہ اس نے اس عمر میں نبی سے کون سا علم حاصل کیا ظاہر ہے کہ یہ صرف لیپا پوتی ہے اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنا ہے. صحابہ کے لئے کم سے کم عمر چار سال لی گئی ہے

کتاب الثقات میں العجلی کہتے ہیں

مُحَمَّد بن أبي بكر الصّديق لم يكن لَهُ صُحْبَة محمد بن ابی بکر صحابی نہیں ہے

امام حسن بصری اس کو الفاسق محمد بن ابی بکر کہا کرتے تھے معجم الکبیر طبرانی

کتاب اسد الغابہ میں مورخ ابن اثیر ایک بات نقل کرتا ہے جو بلا سند ہے اور اس کا کذب ہونا ظاہر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی موت کا افسوس ہوا اور پھر بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا

بعض مورخ (آٹھویں صدی کے) لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز میں قنوت پڑھتی تھیں اور عمرو بن العاص[63] کے لئے بد دعا کرتی تھیں لیکن یہ بھی بلا سند بات ہے

۔حسن بصری ، محمد بن ابی بکر کو الفاسق کہا کرتے
المعجم الکبیر کی روایت ہے
حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، ثنا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ

63

محمّد بن ابی بکر کے بیٹے قاسم ایک ثقه تابعی ہیں . کتاب سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين کے مطابق

ولم يلق القاسم بن محمد أباه

قاسم بن محمّد نے اپنے باپ کو نہیں پایا

ان کی تربیت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی

کتاب سير أعلام النبلاء کے مطابق

وَرُبِّيَ القَاسِمُ فِي حَجْرِ عَمَّتِهِ أُمِّ المُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ، وَتَفَقَّهَ مِنْهَا، وَأَكْثَرَ عَنْهَا.

اور قاسم کی پرورش پھوپی عائشہ کے حجرے میں ہوئی اور ان سے علم حاصل کیا اور بہت کچھ روایت کیا

دوسرے بیٹے عبد الله بن محمد بن أبي بكر الصديق ہیں جو ثقه ہیں

الْحَسَنَ، يَقُولُ: «أُخِذَ الْفَاسِقُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ مِصْرَ فَأُدْخِلَ فِي جَوْفِ حِمَارٍ فَأُحْرِقَ
ہیثمی کہتے ہیں رواه الطبراني ورجاله ثقات
حسن نے کہا : الفاسق محمد بن ابی بکر مصر کی وادیوں میں سے ایک میں سے پکڑا گیا اور اس کو گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا
اس کو طبرانی نے ثقات سے روایت کیا ہے

ابن سعد کے مطابق
قال أبو الأشهب : وكان الحسن لا يسميه باسمه إنما كان يسميه الفاسق
أبو الأشهب نے کہا : حسن اس کا (محمّد بن ابی بکر کا) نام تک نہیں لیتے تھے اس کا نام الفاسق رکھ دیا تھا

عبد الرحمن بن عُدَيْسٍ

اس کو شرف صحابیت ملا لیکن یہ ایک فتنہ پرداز بن گیا - یہ بھی ایک مصری ٹولے کا سرغنہ تھا جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا - ابن یونس کتاب تاریخ مصر میں لکھتے ہیں کان رئيس الخيل التي سارت من مصر الی عثمان یہ تھا ان کا رئيس الخيل جو عثمان کے لئے مصر سے آئے تھے

تاریخ دمشق از ابن عساکر، تاریخ مصر از ابن یونس اور تاریخ اسلام از الذھبی کے مطابق سن ٣٦ ھ میں

وكان ممن خرج على عثمان وسار إلى قتاله. نسأل الله العافية. ثمّ ظفر به معاوية فسجنه بفلسطين في جماعة، ثمّ هرب من السّجن، فأدركوه بجبل لبنان فقُتِلَ. ولمّا أدركوه قَالَ لمن قتله: وَيْحَكَ اتّقِ الله في دمي، فإنّي من أصحاب الشَّجرة، فَقَالَ: الشَّجَرُ بالجبل كثير، وقتله

یہ ان میں سے تھا جنھوں نے عثمان کے خلاف خروج کیا تھا اور قتل کیا، ہم اللہ سے اس پر عافیت مانگتے ہیں، پھر معاویہ اس پر جھپٹے اور اس کو فلسطین میں قید کیا ایک جماعت کے ساتھ، پھر جیل سے فرار ہوا اور جبل لبنان پر جا کر پکڑا گیا اور اس کو قتل کیا گیا. پس جب اس کو پکڑا اور قتل کرنے لگے تو اس نے کہا بربادی ہو! اللہ سے ڈر، میرے خون کے معاملے پر، کیونکہ میں اصحاب شجرہ میں سے ہوں . کہا اس پہاڑ پر بھی بہت درخت ہیں اور اس کو قتل کیا

كتاب الولاة وكتاب القضاة للكندي کے مطابق اسی زمانے میں ٣٦ ھ میں ابن أَبِي حُذيفة، وابن عُديس، وكِنانة بْن بِشر بھی قتل کے گئے جو عثمان کے قتل میں شریک تھے

بعض لوگوں نے اس کو صحابی تسلیم کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عثمان کا قاتل تھا لیکن اس راس الخیل کو صحابی کہنا صحابیت کی توہین ہے - ان شر پسندوں نے عثمان رضی اللہ کو شہید کیا لیکن قصاص سے بچ نہ سکے اور پکڑے گئے اور قتل بھی ہوئے بلا شبہ اللہ مظلوم کا خون رائیگاں نہیں جانے دیتا

قاتلین عثمان میں ۲۰ سے ۲۵ لوگ تھے جو گھر میں داخل ہوئے تھے
جنگ جمل و صفین اور اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے مصر پر معرکوں کی وجہ سے قاتلین عثمان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا تھا
ان میں سے بعض خوارج بن گئے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا
علی کی شہادت تک قاتلین عثمان میں سے کوئی نہیں بچا تھا

جہلاء سوال کرتے ہیں کہ عثمان کے قاتلوں سے معاویہ نے قصاص اپنے دور میں کیوں نہیں لیا یا کہتے ہیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے قصاص لینے کا تذکرہ دور معاویہ میں کیوں نہیں کیا - اس کو التذکرہ میں القرطبی نے لکھا

وكذلك فعل معاوية حين تمت له الخلافة وملك مصر وغيرها بعد أن قتل علي رضي الله عنه لم يحكم على واحد من المتهمين بقتل عثمان بإقامة قصاص، وأكثر المتهمين من أهل مصر والكوفة والبصرة وكلهم تحت حكمه وأمره ونهيه وغلبته وقهره، وكان يدعي المطالبة بذلك قبل ملكه ويقول: لا نبايع من يؤوي قتلة عثمان
اور اسی طرح معاویہ نے جب ان کو خلافت و مصر کی اور دیگر علاقوں کی حکومت مل گئی ، قتل علی کے بعد، انہوں نے قتل عثمان کے ملزموں پر قصاص قائم نہیں کیا اور ان متہم لوگوں میں اکثر مصری، کوفہ اور بصرہ والے تھے اور سب ان کی حکومت اور امر اور غلبہ و قہر کے تحت تھے – بلکہ معاویہ تو یہ مطالبہ بس اپنی خلافت سے پہلے ہی کرتے رہے اور کہتے تھے ہم اس کی بیعت نہیں کریں گے جو قتل عثمان میں مددگار ہو

راقم کہتا ہے یہ قرطبی کا جھل ہے – ان کو قاتلین عثمان کا نام معلوم ہوتا اور ان کا انجام معلوم ہوتا تو کبھی ایسا نہ لکھتے – راقم کہتا ہے سرغنہ کو ہی قتل کیا جاتا ہے کیونکہ فتنة أشد من القتل کے تحت فتنہ پردازوں میں سے کوئی بھی خلافت علی کے اختتام تک زندہ نہیں رہا تھا بلکہ تمام سردار جو قتل عثمان میں شریک تھے قتل ہوئے کوئی جنگ جمل میں کوئی صفین میں اور جو باقی بچے ان پر مصر میں حملہ کر کے ان کو قید کیا گیا پھر ان میں سے چند جیل توڑ کر بھاگ نکلے تو ان کا پیچھا جبل لبنان تک کیا گیا اور وہاں قتل ہوا- اس طرح قصاص مکمل ہوا – و للہ الحمد

خوارج کا رد عمل علی کا قتل

کتاب مسند الموطأ للجوهري کے مطابق

قَالَ الزُّبَيْرُ: وَزَعَمَ نُسَّابُ أَهْلِ الْيَمَنِ: أَنَّ قَحْطَانَ هُوَ يَقْطُنُ بْنُ عَابِرٍ وَهُوَ هُودٌ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بْنُ شَالِخِ بْنِ أرفخشد بْنِ سَامِ بْنِ نُوحِ بْنِ لامك بْنِ متوشلخ بْنِ أخنوخ بْنِ يرد بْنِ مهلابيل بْنِ فسيان بْنِ أنوش بْنِ شيث بْنِ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَزَعَمَ نُسَّابُ أَهْلِ الْحِجَازِ: أَنَّ قَحْطَانَ بْنَ يَمَنَ بْنِ بِنْتِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

الزبیر نے کہا اہل نسب کا دعوی ہے کہ قحطان یمنی ہیں جو ہود علیہ السلام بن شَالِخِ بْنِ أرفخشد بْنِ سَامِ بْنِ نُوحِ بْنِ لامك بْنِ متوشلخ بْنِ أخنوخ بْنِ يرد بْنِ مهلابيل بْنِ فسيان بْنِ أنوش بْنِ شيث بْنِ آدَمَ کی نسل سے ہیں

قحطان اور المراد یا تجوبی یا سکونی یہ قبائل کا ایک جتھہ تھا جو اپنے اپ کو قریش سے قدیم مانتا ہے اور مکہ کے جنوب میں یمن میں ہے -شروع میں یہ علی کے ساتھ تھے پھر مرادی و قحطانی خوارج بنے اور علی کا قتل کیا

لشکر علی میں انکا اثر و رسوخ تھا کہ حدیث بیان کی گئی

قحطان کا کوئی شخص بھی عمل دار ہو گا کہ خلافت قریش سے نکل کر قحطان میں چلی جائے گی – یہ گمان بعض قحطان مخالف راویوں کو ہوا جب قحطان کی اکثریت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں شامل ہوئی اور ان کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں لڑی اور لگنے لگا کہ قحطان سے خلیفہ ہو جائے گا- بعض قحطانیوں نے اختلاف کیا اور بالاخر ایک قحطانی عبد الرحمن ابن ملجم بن عمرو نے علی رضی اللہ عنہ کا قتل کیا

کتاب الاستيعاب في معرفة الأصحاب از قرطبی

عَبْد الرَّحْمَنِ بْن ملجم [1] ، قيل التجوبي، وقيل السكوني، وقيل الحميري. قَالَ الزُّبَيْر: تجوب رجل من حمير، كَانَ أصاب دما فِي قومه، فلجأ إِلَى مراد فَقَالَ لهم: جئت إليكم أجوب البلاد، فقيل لَهُ: أنت تجوب. فسمي بِهِ فهو اليوم فِي مراد، وهو رهط بعد الرَّحْمَنِ بْن ملجم المرادي ثُمَّ التجوبي، وأصله من حمير، ولم يختلفوا أَنَّهُ حليف لمراد وعداده فيهم

ابن ملجم کہا جاتا ہے تجوبی ہے کہا جاتا ہے سکونی ہے کہا جاتا ہے حمیری ہے … یہ المرادی ہے پھر تجوبی ہے جن کی اصل حمیر ہے

طبقات ابن سعد کے مطابق

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيُّ. وَهُوَ مِنْ حِمْيَرَ. وِعِدِادُهُ فِي مُرَادٍ. وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي جَبَلَةَ مِنْ كِنْدَةَ

عبد الرحمان ابن ملجم حِمْيَرَ کا تھا جو کندہ کا حلیف ہے

كتاب الإنباه على قبائل الرواة المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ) کے مطابق

وَبَنُو قرن بن ردمان بن نَاجِية بن مُرَاد رَهْط اويس الْقَرنِيوَفِي عداد مُرَاد تجوب

قَالَ ابْن الزبير تجوب رجل من حمير كَانَ أَصَاب دَمًا فِي قومه فلجأ إِلَى مُرَاد فَقَالَ جِئْت إِلَيْكُم أجوب الْبِلَاد لأحالفكم فَقيل لَهُ أَنْت تجوب فَسُمي بِهِ وَهُوَ الْيَوْم فِي مُرَاد رَهْط عبد الرَّحْمَن بن ملجم الْمرَادِي ثمَّ التجوبي وأصلهم من حمير

ابن ملجم التجوبي ہے جو حمیر کا ہے

كتاب الأنساب المؤلف: عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562هـ) کے مطابق

التدؤليّ بفتح التاء المنقوطة باثنتين من فوقها وسكون الدال المهملة وهمزة الواو المضمومة [4] وفي آخرها/ اللام، هذه النسبة الى تدؤل وهو بطن من مراد من جملتهم عبد الرحمن بن ملجم المرادي التدؤلي أحد بنى تدؤل

ابن ملجم التدؤليّ ہے المرادی ہے

كتاب سلم الوصول إلى طبقات الفحول المؤلف: مصطفى بن عبد الله القسطنطيني العثماني المعروف بـ «كاتب جلبي» وبـ «حاجي خليفة» (المتوفى 1067 هـ) کے مطابق

.عبد الرحمن بن ملجم التجوبي قاتل علي

التُجِيبي: [نسبة] إلى تُجِيب، بضم التاء وكسر الجيم وبفتح، قبيلة من كندة

ابن ملجم التُجِيبي ہے جو کندہ کا قبیلہ ہے

شیعہ کتاب اضبط المقال فی ضبط اسماء الرجال کے مطابق

تجوب : قبيلة من حمير حلفاء لمراد منهم ابن ملجم المرادي

تجوب اج حمیر کا قبیلہ ہے اس کے حلفا میں سے ابن ملجم المرادی تھا

تاریخ دمشق کے مطابق

فلما مات علي ودفن بعث الحسن بن علي إلى عبد الرحمن بن ملجم فأخرجه من السجن ليقتله فاجتمع الناس وجاؤوا بالنفط والبواري والنار فقالوا : نحرقه فقال عبد الله بن جعفر وحسين بن علي ومحمد بن الحنفية : دعونا حتى نشفي أنفسنا منه فقطع عبد الله بن جعفر يديه ورجليه فلم يجزع ولم يتكلم فكحل عينيه بمسمار محمى فلم يجزع وجعل يقول : إنك لتكحل عيني عمك بملمول ممض وجعل يقرأ : " اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الإنسان من علق " حتى أتى على آخر السورة كلها وإن عينيه لتسيلان ثم أمر به فعولج عن لسانه ليقطعه فجزع فقيل له قطعنا يديك ورجليك وسملنا عينيك يا عدو الله فلم تجزع . فلما صرنا إلى لسانك جزعت ؟ ! فقال : ما ذاك من جزع إلا أني أكره أن أكون في الدنيا فواقا لا أذكر الله فقطعوا لسانه ثم جعلوه في قوصرة وأحرقوه بالنار والعباس بن علي يومئذ صغير فلم يستأن به بلوغه

پس جب علی کی موت ہوئی اور ان کی تدفین ہوئی – حسن نے ابن ملجم کی طرف لوگ بھیجے جنہوں نے اس کو قید خانہ سے نکالا تاکہ اس کو قتل کریں پس لوگ جمع ہوئے اور وہ اگ اور تیل لے آئے اور کہنے لگے اس کو ہم جلا دیں گے – پس عبد الله بن جعفر اور حسین بن علی اور ابن حنفیہ نے کہا کرو یہ سب یہاں تک کہ ہمارا دل ٹھنڈا ہو – پس عبد الله بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیے لیکن ابن ملجم نے نہ ہی چیخ و پکار کی نہ کچھ بولا اس کی آنکھوں میں دہکتی سلاخ ڈالی گئی وہ چیخا نہیں اور بولا تو نے اپنے چچا کی آنکھ نکالی اور وہ قرات کر رہا تھا اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الإنسان من علق یہاں تک کہ پوری سورت پڑھی اور اس کی آنکھ بہہ رہی تھیں – پھر حکم دیا گیا کہ اس کی زبان کاٹ دو تو

وہ چیخا – کہا اے الله کے دشمن تیرے ہاتھ پیر کاٹ دیے اور آنکھ پھوڑ دی تب تو نہ چیخا؟ اب جب زبان کی باری ہے تو چختا ہے ؟ اس نے کہا میں نہیں چیخا الا یہ کہ میں نے کراہت کی کہ دنیا میں ایسا ہو جاؤں کہ الله کا ذکر نہ کر سکوں – اس کی زبان کاٹ دی گئی پھر اس پر تیل ڈال کر اس کو جلا دیا گیا اور عباس بن علی اس دن چھوٹے تھے بلوغت کو نہ پہنچے تھے

شہادت علی کی خبر کا شام پہنچنا

مسند احمد اور صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ [ص:65] رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُنَازِعُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَكَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ»

امام الزُّهْرِيِّ کہتے ہیں کہ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نے بتایا کہ وہ معاویہ کے پاس پہنچے اور وہ ایک قریشی وفد کے ساتھ تھے - عبد الله بن عمرو نے کہا کہ عنقریب بادشاہت قحطان میں سے ہو گی اس پر معاویہ غضب ناک ہوئے اور کہا الله کی حمد کی جس کا وہ اہل ہے پھر کہا پس مجھے پہنچا ہے کہ تم میں سے بعض مرد ایسی احادیث بیان کرتے ہو جو کتاب الله میں نہیں ہیں نہ ہی اثر میں ہیں جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ملا ، یہ لوگ تمہارے جاہل ہیں ان سے بچو اور انکی خواہشات سے جس سے گمراہ ہوئے پس میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے کہا یہ امر قریش میں رہے گا اس میں کسی کا جھگڑا نہ ہو گا سوائے اس کے کہ وہ اوندھا ہو جائے گا اپنے چہرے پر - جب تک یہ دین قائم کریں

اسکی سند میں بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ہے جو اپنے باپ سے روایت کر رہا ہے محدثین کا اس پر اختلاف ہے کہ اس نے اپنے باپ سے سنا یا نہیں- امام یحیی ابن معین اور امام احمد کے مطابق نہیں سنا- یعنی مسند احمد کی یہ روایت خود امام احمد کے نزدیک منقطع ہے لیکن امام بخاری نے اس کو متصل سمجھ لیا ہے

صحیح بخاری کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، يُحَدِّثُ

اسکی سند میں أبو اليمان الحكم بن نافع البهرانى الحمصى جو شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ سے روایت کر رہے ہیں جن کے لئے الذهبی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلاَّ حَدِيْثاً وَاحِداً، وَالبَاقِي إِجَازَةً

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ نے أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو اليَمَانِ نے شُعَيْبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

تهذيب الكمال کے مطابق احمد کہتے ہیں

فَكَانَ وَلَدُ شُعَيْبٍ يَقُوْلُ: إِنَّ أَبَا اليَمَانِ جَاءنِي، فَأَخَذَ كُتُبَ شُعَيْبٍ مِنِّي بَعْدُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا. فَكَأَنَّهُ اسْتَحَلَّ ذَلِكَ، بِأَنْ سَمِعَ شُعَيْباً يَقُوْلُ لِقَوْمٍ: ارْوُوْهُ عَنِّي.

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ: سَمِعْتُ أَبَا اليَمَانِ يَقُوْلُ: قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: كَيْفَ سَمِعْتَ الكُتُبَ مِنْ شُعَيْبٍ؟ قُلْتُ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ بَعْضَهُ، وَبَعْضُهُ قَرَأَهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ أَجَازَ لِي، وَبَعْضُهُ مُنَاوَلَةً. قَالَ: فَقَالَ فِي كُلِّهِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

شُعَيْبٍ کے بیٹے کہتے تھے کہ أَبَا اليَمَانِ میرے پاس آیا اور مجھ سے والد کی کتب لیں اور کہنے لگا اخبرنا! پس اس نے اس کو جائز سمجھا اور میرے والد ایک قوم سے کہتے یہ مجھ سے روایت (کیسے) کرتا ہے

إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ نے کہا میں نے أَبَا اليَمَانِ کو کہتے سنا وہ کہتے مجھ سے امام احمد نے کہا تم شُعَيْبٍ سے کتاب کیسے سنتے ہو ؟ میں نے کہا بعض میں اس پر پڑھتا ہوں اور بعض وہ مجھ کو سناتا ہے اور بعض کی اس نے اجازت دی اور بعض کا مناولہ کہا میں نے اس سب پر کہا اخبرنا شُعَيْبٌ

یعنی أَبَا اليَمَانِ الحكم بن نافع اس کا کھلم کھلا اقرار کرتے تھے کہ ہر بات جس پر وہ اخبرنا شُعَيْبٌ کہتے ہیں اس میں سے ہر حدیث ان کی سنی ہوئی نہیں ہے

حدیث منکر ہے خلافت قریش سے نکل کر منگول اور ترکوں میں چلی گئی اور قحطانیوں کو نہ ملی جیسا کہ گمان تھا

صحیح مسلم کی سند ہے

وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ»

سالم أَبِي الغَيْثِ ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قحطان قبیلے کا ایک شخص نہ نکلے جو لوگوں کو اپنی چھڑی سے ہانکے گا.

موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله کے مطابق امام احمد کہتے ہیں

سالم، أبو الغيث المدني، مولى عبد الله بن مطيع. قال أبو الحسن الميموني، عن أحمد بن حنبل، وسألته عن أبي الغيث، الذي يروي، عن أبي هريرة. فقال: لا أعلم أحداً روى عنه إلا ثور، وأحاديثه متقاربة

سالم، أبو الغيث المدني، مولى عبد الله بن مطيع. أبو الحسن الميموني نے کہا امام احمد سے اس پر سوال کیا تو انہوں نے کہا اس سے سوائے ثور کوئی اور روایت نہیں کرتا اس کی احادیث سرسری یا واجبی سی ہیں

مقارب الحديث يا وأحاديثه متقاربة اس وقت بولا جاتا ہے جب راوی بہت مشهور نہ ہو اور اس کی مرویات میں کوئی خاص بات نہ ہو بلکہ واجبی سی ہوں

مغلطاي كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال میں کہتے ہیں

.وقال أحمد بن حنبل: أبو الغيث سالم- الذي يروي عنه ثور ثقة، وقال: وقال مرة أخرى: ليس بثقة

امام احمد نے کہا أبو الغيث سالم جس سے ثور روایت کرتا ہے ثقہ ہے اور دوسری دفعہ کہا ثقہ نہیں ہے

میزان الآعتدال از الذھبی کے مطابق ابن معین نے بھی اسکو ثقہ اور پھر غیر ثقہ کہا

لہذا یہ راوی مشتبہ ہو گیا اور روایت اس سند سے ضروری نہیں صحیح ہو

یہ روایت منکر ہے – خلافت قریش سے نکل کر منگولوں اور ترکوں میں چلی گئی – البتہ اس روایت کو آج تک صحیح سمجھا جاتا ہے اور اسی کی بنیاد پر محمد بن عبد الله القحطانی نے مکہ میں ۱۹۷۸ میں مسجد الحرام پر قبضہ کیا اور وہاں قتل عام کیا

امام احمد ، امام بخاری و مسلم کے دور میں خلافت عباسیوں یعنی قریشیوں کے پاس ہی تھی ان کو نہیں پتا تھا کہ سینٹرل ایشیا کی اقوام کو منتقل ہو جائے گی

الذھبی سیر الاعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۶۰۵ میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں

وَرَوَاهُ: شُعْبَةُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَقَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بنُ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الأُمَرَاءِ، .فَقَالَ صَالِحٌ جَزَرَةُ، وَالزُّهْرِيُّ: إِذَا قَالَ: كَانَ فُلاَنٌ يُحَدِّثُ، فَلَيْسَ هُوَ بِسَمَاعٍ

امام شُعْبَةُ، امام الزُّهْرِيِّ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن جبیر ، معاویہ رضی الله عنہ سے روایت کرتا ہے وہ نبی صلی الله علیہ وسلم سے امراء کے بارے میں (رجل قحطانی والی روایت) اس پر صالح جَزَرَةُ اور الزہری نے کہا جب یہ روایت کرے کہ فلاں نے بیان کیا تو سمجھ لو سماع نہیں ہے

الذھبی مزید کہتے ہیں

قُلْتُ: خَبَرُ الأُمَرَاءِ غَرِيْبٌ، مُنْكَرٌ، وَالأَمْرُ اليَوْمَ لَيْسَ فِي قُرَيْشٍ

میں کہتا ہوں الأُمَرَاءِ والی خبر منکر ہے اور آج امر (خلافت) قریش کے پاس نہیں ہے

امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں صحابی کی ذِي مِخبَر الحَبَشيّ ایک روایت بیان کی ہے
قَالَ أَبو اليَمان: حدَّثنا حَرِيز بْنُ عُثمان، عن راشد، عن أَبي حَيٍّ المُؤَذن، عَنْ ذِي مِخبَر الحَبَشيّ، عَنِ النَّبيِّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم: كَانَ هَذا الأَمرُ فِي حِميَرَ، فَنَزَعَهُ اللَّهُ مِنهُم، وجَعَلَهُ فِي قُرَيش، وسَيَعُودُ إِلَيهِم".
رسول الله نے فرمایا یہ خلافت حمیر میں تھی، پس الله نے ان سے جھگڑا کیا اور اس کو قریش کے لئے کر دیا اور پھر یہ ان میں واپس پلٹ جائے گی

حمیر یمن کی ریاست تھی جو یہودی تھی اور حبشہ کے نصرانیوں کی ان سے جنگ تھی- اس تناظر میں یہ قول نبوی دیکھا جائے تو یہ بات کہ یہ خلافت قریش سے نکل کر حمیر میں واپس جائے گی ایک منکر قول ہے لہذا اس کو بیان نہیں کیا جاتا جبکہ یہ بھی ان صحابی کی
روایت تھی – اس روایت کی سند میں ہر راوی ایسا ہے جس کو کسی محدث نے ثقہ یا لاباس بہ کوئی برائی نہیں قرار دیا ہے- لہذا روایت پسندوں کے اصول پر یہ صحیح السند ہے- لیکن وہ اس کو چھپا کر رکھتے ہیں کہ امر خلافت قریش سے حمیری یمنیوں کے پاس جائے گا ایسا ایک قول نبوی روایت کیا جاتا تھا

قحطان کا قبیلہ عربوں کا قدیم یمنی قبیلہ ہے جرھم کے لوگ اسی قبیلے سے نکلے تھے جن کا ایک پڑاؤ مکہ میں ہوا اور جرھم کی ایک خاتون سے اسمعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اس سے قریش نکلے رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ بارہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے

خلافت قریش سے نکل کر قحطان میں چلی جائے گی – یہ گمان بعض قحطان مخالف راویوں کو ہوا جب قحطان کی اکثریت علی رضی الله عنہ کے کیمپ میں شامل ہوئی اور ان کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں لڑی اور لگنے لگا کہ قحطان سے خلیفہ ہو جائے گا- بعض قحطانیوں نے اختلاف کیا اور بالاخر ایک قحطانی عبد الرحمن ابن ملجم بن عمرو نے علی رضی الله عنہ کا قتل کیا – [64]

[64] محدثین نے خوارج سے بھی روایت لی ہے –

صحیح بخاری کے راوی عمران بن حطان کا بن ملجم کی شان میں قیصدہ

عمران بن حطان خارجی صحیح بخاری کا راوی ہے جس نے ابن ملجم ملعون کی شان میں قصیدہ لکھا۔

کتاب النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة از آبن تغري میں تاریخ الاسلام الذھبی میں اسی طرح ابن الجوزی کی الاذکیا میں اس کا ذکر ہے

وفيها توفي عمران بن حطان «3» السدوسي الخارجي، كان شاعر الخوارج؛ وروى عن أبي موسى وعائشة رضي الله عنهما، وكان عمران فصيحاً قبيح الشكل، وكانت زوجته جميلة، فدخل عليها يوماً وهي بزينتها فأعجبته وعلمت منه ذلك، فقالت: أبشر فإني وإياك في الجنة؛ قال: ومن أين علمت؟ قالت: لأنك أعطيت مثلي فشكرت، وأنا ابتليت بمثلك فصبرت، والصابر والشاكر في الجنة. ومن شعره فى عبد الرحمن ابن ملجم وقومه:

يا ضربةً من تقي ما أراد بها ... إلا ليبلغ من ذي العرش رضوانا
إنّي لأذكره يوما فأحسبه ... أو فى البرية عند الله ميزانا
أكرم بقومٍ بطون الطير أقبرهم ... لم يخلطوا دينهم بغياً وعدوانا

قصیدہ کا ترجمہ
ایک متقی شخص کی کیسی اچھی ضرب تھی جس کو لگانے سے اس کی نیت صرف یہ تھی کہ اللہ صاحب عرش کی رضا حاصل کرے۔ میں جب اس کو یاد کرتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ اس کا عمل اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ بھاری ہے۔ کیسی بزرگ قوم تھی جن کی قبریں زمین کے پیٹ میں بنی ہوئی ہیں جن لوگوں نے اپنے دین کو بغاوت اور سرکشی سے مخلوط نہ ہونے دیا۔
لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا تالیف امام ابن جوزی ترجمہ مولانا اشتیاق احمد صفحہ 308-309 طبع اسلامی کتب خانہ

یہ بات صحیح ہے کہ عمران خارجی ہے اور اس سے صحیح بخاری میں روایت لکھی گئی ہے
بخاری نے يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ سے روایت لی ہے اور اس کی دو روایات ہیں

پہلی حدیث
إِنَّمَا يَلْبَسُ الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ
جس نے دنیا میں ریشم پہنا اس کو یہ آخرت میں اسکا حصہ نہ ملے گا

دوسری حدیث
لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ
رسول اللہ گھر میں کوئی ایسی چیز جس پر صلیب ہو اس میں نقص کیے بغیر نہیں چھوڑتے

ان دو روایات کی تصحیح میں اہل تشیع ، اہل سنت اور خوارج سب یک زبان ہیں تو اس میں قباحت نہیں ہے
بخاری نے عمران کی کوئی ایسی روایت نہیں لکھی جس سے علی کی یا اہل بیت کی تنقیص ہوتی ہو

روایات اصل میں دور معاویہ و علی کے دوران بنی ہیں کیونکہ قحطانی قبائل کا اثر بہت تھا- روایت میں بیان کیا گیا ہے شام میں سمجھا جا رہا تھا کہ علی کے خلیفہ قریشی نہیں قحطانی ہو جائے گا – قحطانی خلیفہ تو نہیں ہو سکے لیکن علی کا قتل کر گئے

علی کا معاویہ کے لئے حکم

الأنساب از عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562هـ) میں ہے

قال أبو حاتم بن حبان: عباد بن يعقوب الرواجني من أهل الكوفة، يروى عن شريك، حدثنا عنه شيوخنا، مات سنة خمسين ومائتين في شوال، وكان رافضيا داعية إلى الرفض، ومع ذلك يروى المناكير عن أقوام مشاهير فاستحق الترك، وهو الّذي روى عن شريك عن عاصم عن زرّ عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم معاوية على منبري فاقتلوه. قلت روى عنه جماعة من مشاهير الأئمة مثل أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري لأنه لم يكن داعية إلى هواه، وروى عنه حديث أبي بكر رضي الله عنه أنه قال لا يفعل خالد ما أمر به، سألت الشريف عمر بن إبراهيم الحسيني بالكوفة عن معنى هذا الأثر فقال: كان أمر خالد بن الوليد أن يقتل عليا ثم ندم بعد ذلك فنهى عن ذلك

ابن حبان نے کہا عباد بن یعقوب ایک بد مذھب کی دعوت دیتا ہے یہی ہے جو روایت کرتا ہے کہ معاویہ کو منبر پر دیکھو تو قتل کرو اور ابو بکر نے خالد کو بھیجا کہ علی کو قتل کرے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حدثنا جرير عن مغيرة عن الشعبي قال أول من خطب جالسا معاوية حين كبر وكثر شحمه وعظم بطنه

شعبی نے کہا سب سے پہلے بیٹھ کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جب وہ بوڑھے ہوئے اور ان پر چربی بڑھ گئی اور پیٹ بڑا ہوا

یہ روایت منقطع ہے شعبی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا

ولا أعلم سمع الشعبي بالشام إلا من المقدام أبي كريمة (جامع التحصيل في أحكام المراسيل

انھوں نے شام میں صرف مقدام ابی کریمہ سے سنا ہے

صحيح مسلم: كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ

(بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ سَبَّهُ، أَوْ دَعَا عَلَيْهِ، وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لِذَلِكَ، كَانَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا وَرَحْمَةً)

صحیح مسلم : کتاب: حسن سلوک‘صلہ رحمی اور ادب (باب: نبی ﷺ نے کسی شخص پر لعنت کی ہو، برا کہا ہو یا اس کے خلاف بددعا کی ہو اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس کے لیے تزکیہ (برائی سے پاکیزگی)، اجر اور رحمت کا باعث بن جائے گی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِيَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا .

محمد بن مثنیٰ عنزی اور ابن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی -- الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں -- دونوں نے کہا: ہمیں امیہ بن خالد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے ابوحمزہ قصاب سے حدیث بیان کی، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، کہا: آپ آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے کھلے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی (مقصود پیار کا اظہار تھا) اور فرمایا: "جاؤ، میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں نے آپ سے آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: "جاؤ، معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں نے پھر آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: "اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔"

راقم کہتا ہے روایت لا أشبع الله بطنه اللہ اسکا پیٹ نہ بھرے، ضعیف ہے اس کی سند میں أَبُو حَمْزَةَ القَصَّابُ عِمْرَانُ بنُ أَبِي عَطَاءٍ الوَاسِطِيُّ کا تفرد ہے الذھبی کہتے ہیں

لَيَّنَهُ: أَبُو زُرْعَةَ، وَالنَّسَائِيّ ابو زرعہ اور نسائی نے اس کو کمزور کیا ہے

میزان میں ہے کہ أبو داود نے کہا أبو حمزة عمران بن أبي عطاء يقال له عمران الجلاب، ليس بذاك، هو ضعيف

یہ ضعیف ہے- دارقطنی کہتے ہیں: ليس بالقوي قوی نہیں ہے- بعض نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن یہ راوی مختلف فیہ ہے - راقم کہتا ہے جس میں بھی اس کا تفرد ہو اس کو رد کیا جائے گا

باب ۵: دور حسن رضی اللہ عنہ

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حسن رضی کی خلافت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت علی رضی نے فرمایا نہ میں تم کو اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں تم جسے چاہو امر خلافت کے لئے بہتر سمجھو اُسے مقرر کر لینا - یہ قول البداية والنهاية میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ علی نے کہا
قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ قَالُوا لَهُ: اسْتَخْلِفْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَدَعُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ - يَعْنِي بِغَيْرِ اسْتِخْلَافٍ
میں تم کو کسی کی طرف نہیں بلاتا اور ایسے ہی چھوڑ رہا ہوں جیسے رسول اللہ نے بغیر خلیفہ کیے چھوڑا
یہ قول بلا سند ہے اور ابن کثیر تاریخ میں بے پر کی بھی اڑا دیتے ہیں اور وثوق سے بیان کرتے ہیں کہ گویا یہ سچ ہو

علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کچھ نہیں کہا وہ حسن رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ کر کے گئے کیونکہ علی شروع سے خلافت کے متمنی تھے (اس پر بخاری کی روایت بھی ہے) اور بڑی مشکل سے وہ خلیفہ ہوئے تھے

اہل تشیع کے مطابق حسن کی خلافت کا علی نے مرنے سے قبل حکم دیا[65]

---

[65]

۱۔ ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے : جس وقت حضرت علی (علیہ السلام) کی رحلت ہویی تو عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب لوگوں کے پاس آیے اوران سے مخاطب ہو کر فرمایا : یقینا امیرالمومنین علی (علیہ السلام) دنیا سے چلے گیے اور اپنا جانشین چھوڑ کر گیے ہیں ، اگر تم ان کی دعوت کو قبول کرو گے تو وہ تمہارے پاس آییں گے اور اگر تم پسند نہیں کرتے تو کویی بھی تمہیں کسی دوسرے پر مجبور نہیں کرے گا ، لوگوں نے رونا شروع کردیا اور کہا : وہ ہمارے پاس آییں ، حسن (علیہ السلام) داخل ہویے اور ان کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا : " ایها الناس! اتّقوا الله فانّا امراءکم و انّا اهل البیت الذین قال الله فینا: (إِنَّما يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) فبايعه الناس..." (۱) ۔ اے لوگو ! خدا سے ڈرو ، یقینا ہم تمہارے امیر ہیں اور ہم ایسے اہل بیت ہیں جن کے لیے خداوندعالم نے فرمایا ہے : اے اہل بیت ،خداوند عالم چاہتا ہے کہ صرف تم سے رجس و پلیدی کو اس طرح دور کردے جو پاک کرنے کا حق ہے ۔ پھر لوگوں نے آپ کی بیعت کرلی ....
۲۔ ابن عباس نے امیرالمومنین علی (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا : "هذا ابن بنت نبيكم و وصى امامكم فبايعوه " (۲) یہ تمہارے نبی کی بیٹی کے فرزند ہیں اور تمہارے وصی او ر امام ہیں لهذا تم ان کی بیعت کرو ۔
۳۔ ابن ابی الحدید نے خلافت کے متعلق کہا ہے : "وعهد بها الى الحسن (علیہ السلام) عند موته" (۳) امام علی (علیہ السلام) نے اپنی شہادت کے وقت امام حسن (علیہ السلام) کی خلافت کے لیے عہد لیا ۔
٤۔ هیتم بن عدی کہتے ہیں : "حدثنی غیر واحد ممن ادرکت من المشایخ : ان علی بن ابی طالب (علیہ السلام) اصار الامر الى الحسن " (٤) ۔ میں نے بعض مشایخ کو درک کیا ہے انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے کہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے امر خلافت کو حسن (علیہ السلام) کے حوالہ کردیا تھا ۔
٥۔ جندب بن عبداللہ کہتے ہیں : علی (علیہ السلام) میرے پاس آیے ، میں نے عرض کیا : "یا امیرالمومنین ! ان فقدناک (فلا نفقدک) فنبایع الحسن؟ قال : نعم " (٥) ۔ اے امیرالمومنین ! اگر ہم آپ کو درک نہ کرتے (اور خدا ایسا دن نہ دکھلایے) تو کیا

حسن کا خطبہ خلافت

انساب الاشرف میں ہے خلافت چھوڑنے کے بعد حسن نے کہا
حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بن أبراهيم الدور في، ومحمد بن حاتم المروزي قالا: حدثنا أَبُو دَاوُدَ- صَاحِبُ الطَّيَالِسَةِ- عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يزيد بن حمير، عن عبد الرحمان بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ: إِنَّكَ تُرِيدُ الْخِلَافَةَ. فَقَالَ: [كَانَتْ جَمَاجِمُ الْعَرَبِ بِيَدِي يُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ، وَيُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ، فَتَرَكْتُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ، ثُمَّ أُرِيدُهَا بِأَهْلِ الْحِجَازِ؟ وَقَالَ أحدهما: يا أتياس الحجاز؟
جبیر بن نفیر نے روایت کیا کہ انہوں نے حسن سے کہا لوگ کہتے ہیں اپ خلافت چاہتے ہیں – حسن نے کہا عرب کی کھوپڑیاں (یعنی جمہور) میرے پاس ہیں جس کو میں چھوڑووں یہ چھوڑتے ہیں جس میں میں لڑو لڑتے ہیں لیکن میں نے الله کی رضا کے لئے اس کو چھوڑا – پھر یہ اہل حجاز کیا چاہتے ہیں یا کہا یہ بلیک میل کرتے ہیں
ایک نسخہ میں لکھا ہے
فتركتها ابتغاء وجه الله، ثم أبتزها بأتياس أهل الحجاز؟
اہل حجاز بلیک میل کرتے ہیں
سند میں یزید بن حمیر مجھول ہے

امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ علی کے قتل کی رات حسن نے خطبہ دیا

حسن علیہ السلام کی بیعت کرتے ؟ آپ نے فرمایا : جی ہاں ۔
٦۔ ابوالفرج اور دوسروں نے نقل کیا ہے : جس وقت امیرالمومنین علی (علیہ السلام) کی شہادت اور لوگوں کا امام حسن (علیہ السلام) کی بیعت کرنے کی خبر ابوالاسود کو ملی تو انہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ میں کہا " وقد اوصی بالامامہ بعدہ الی ابن رسول اللہ ...." (٦) ۔ یقینا انہوں نے اپنے بعد رسول خدا (ص) کے فرزند امام حسن (علیہ السلام) کی وصیت کی تھی ...۔
٧۔ مسعودی نے نقل کیا ہے کہ امیرالمومنین علی (علیہ السلام) نے فرمایا : " و انی اوصی الی الحسن و الحسین فاسمعوا لھما و اطیعوا امرھما " (٧) ۔ یقینا میں حسن و حسین کو وصیت کرتا ہوں لہذا ان دونوں کی باتوں کو غور سے سنو اور ان کی اطاعت کرو (٨) ۔
حوالہ جات:
1. شرح ابن ابی الحدید، ج 4، ص 8 ; الاغانی، ج 6، ص 121.
2. شرح ابن ابی الحدید، ج 16، ص 30 ; الفصول المھمة، ص 46.
3. شرح ابن ابی الحدید، ج 1، ص 57.
4. عقد الفرید، ج 4، ص 474 و 475.
5. مناقب خوارزمی، ص 278.
6. الأغانی، ج 6، ص 121.
7. اثبات الوصية، ص 152.
8. اھل بیت از دیدگاہ اھل سنت، علی اصغر رضوانی، ص 29.

أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأَنَا ابْنُ النَّبِيِّ، وَأَنَا ابْنُ الْوَصِيِّ، وَأَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ، وَأَنَا ابْنُ النَّذِيرِ، وَأَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ، وَأَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي كَانَ جِبْرِيلُ يَنْزِلُ إِلَيْنَا وَيَصْعَدُ مِنْ عِنْدِنَا، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي افْتَرَضَ اللَّهُ مَوَدَّتَهُمْ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا} [الشورى: 23] فَاقْتِرَافُ الْحَسَنَةِ مَوَدَّتُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ

اے لوگوں جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علی ہوں اور میں ابن نبی ہوں اور ابن الوصی ہوں اور میں ابن النذیر ہوں اور ابن بشیر ہوں اور ابن الداعی ہوں اللہ کے اذن سے اور میں روشن چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اہل بیت میں سے ہوں ہم پر جبریل اتے تھے اور ہمارے ہاں سے اوپر جاتے تھے اور میں وہ اہل بیت ہوں جن سے رجس کو دور کیا گیا اور ان کو خوب پاک کیا گیا اور میں اہل بیت میں سے ہوں جن سے محبت کرنا اللہ نے ہر مسلم پر فرض کیا پس اللہ تعالی نے کہا

اس کی سند میں إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ مجہول ہے

مستدرک الحاکم میں ہے

أَنَا حَمْزَةُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الْفَضْلِ الْعَقَبِيُّ بِبَغْدَادَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ سَلَّامٍ السَّوَّاقُ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، ثنا شَيْبَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: بُويِعَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالْكُوفَةِ عُقَيْبَ قَتْلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ وَأَخَذَ الْبَيْعَةَ عَنْ أَصْحَابِهِ، فَحَدَّثَنِي حَارِثَةُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ يَقُولُ: «وَاللَّهِ لَا أُبَايِعُكُمْ إِلَّا عَلَى مَا أَقُولُ لَكُمْ» ، قَالُوا: مَا هِيَ؟ قَالَ: «تُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ، وَتُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ» ، وَلَمَّا تَمَّتِ الْبَيْعَةُ خَطَبَ

حسن کی بیعت ہوئی علی کی کے بعد اور میں نے سنا حسن نے کہا اللہ کی قسم میں جو کہہ رہا ہوں اس پر بیعت کر رہا ہوں – لوگوں نے پوچھا کیا ؟ حسن نے کہا کہ جس کو چھوڑوں چھوڑ دینا اور جس سے جنگ کروں کرنا

اس کی سند میں عبید اللہ بن موسی کٹر شیعہ ہیں اور محدثین اس سے روایت میں متذبذب رہے ہیں کبھی لکھتے کبھی نہ لکھتے

امام بخاری کے شیخ ہیں

طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَاسِطِيُّ، ثنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتُخْلِفَ، فَبَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ وَثَبَ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَطَعَنَهُ بِخَنْجَرٍ فِي وَرِكِهِ، فَتَمَرَّضَ مِنْهَا أَشْهُرًا، ثُمَّ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَقَالَ: " يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اتَّقُوا اللهَ فِينَا، فَإِنَّا أُمَرَاؤُكُمْ وَضِيفَانُكُمْ، وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] فَمَا زَالَ يَوْمَئِذٍ يَتَكَلَّمُ حَتَّى مَا يُرَى فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَاكِيًا .

اس روایت میں سرے سے اس کا ذکر ہی نہیں کہ علی نے خلیفہ مقرر کرنے سے منع کر دیا ہو

حسن کی دستبرداری

الذہبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

بُوْيِعَ الحَسَنُ، فَوَلِيَهَا سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَأَحَدَ عَشَرَ يَوْماً، ثُمَّ سَلَّمَ الأَمْرَ إِلَى مُعَاوِيَةَ
حسن پر بعیت ہوئی پس انہوں نے سات مہینے ۱۱ دن حکومت کی، پھر خلافت مُعَاوِيَةَ کو دے دی
دوئم صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حسن رضی الله عنہ امت کے دو گروہوں میں صلح کرائیں گے لیکن اس روایت کے مطابق حسن رضی الله عنہ نے معاویہ رضی الله عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر غلط کیا . اگر حسن خلیفہ نہیں تھے تو وہ کس چیز سے دست بردار ہوئے. سارا الزام حسن پر اتا ہے کہ وہ باشاہوں کو امت پر مسلط کر کے چلے گئے. اصل میں یہ روایت نہ صرف معاویہ رضی الله عنہ بلکہ حسن رضی الله عنہ پربھی تبرا ہے
الذہبی کتاب سیرالاعلام میں لکھتے ہیں

قال الذهبي: ((قال النبي ﷺ في الحسن: «إن ابني هذا سيد وسيصلح الله به بين فتين عظيمتين من المسلمين»؛ . ثم إن معاوية أجاب إلى الصلح، وسر بذلك، ودخل هو والحسن الكوفة راكبين، وتسلم معاوية الخلافة في آخر ربيع الآخر، وسمي عام الجماعة لاجتماعهم على إمام، وهو عام أحد وأربعين)) .

الذہبی کہتے ہیں نبی صلی الله علیہ وسلم نے حسن رضی الله تعالی عنہ کے لئے فرمایا بے شک یہ میرا بیٹا سردار ہے اور الله اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا پس جب معاویہ نے صلح کو مانا اور اس پر تیار ہوئے تو وہ اور حسن چلتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے اور معاویہ خلیفہ ہوئے
ربیع الثانی میں اور وہ سال، عام الجماعہ کے نام سے پڑ گیا ان دونوں کے اجماع کی وجہ سے اور یہ سال ٤١ ھ کا ہے

حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما میں معائدہ

حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما میں جو معائدہ ہوا اس کی شقیں تھیں

بحوالہ عمرو بن غرامة العمروي محقق تاريخ دمشق دار الفكر

أن يعمل معاوية بالمؤمنين بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وآله وسلم وسيرة الخلفاء الصالحين من بعده
معاویہ مومنوں کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کریں گے اور ان کے بعد انے والے صالح خلفاء کی سیرت کے مطابق
المدائني کی سند سے شیعہ مورخ ابن أبي الحديد کتاب شرح النهج 4 / 8 میں لکھا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت نبی پر عمل کا عہد ہوا[66] فتح الباري کے مطابق سیرت خلفاء صالحین پر عمل کا عہد ہوا

ليس لمعاوية أن يعهد لاحد من بعده عهدابل يكون الامر من بعده شورى بين المسلمين
معاویہ کسی کو بھی جانشین مقرر نہیں کریں گے اور ان کے بعد معاملہ مسلمانوں کی شوری کے پاس ہو گا
المدائني کہتا ہے یہ عہد بھی ہوا کہ معاویہ کسی کو جانشین نہ کریں گے

أن يكون الامر للحسن من بعده
امر خلافت معاویہ کے بعد حسن کو ملے گا
تاريخ الخلفاء للسيوطي ص 194 والاصابة 2 / 12 - 13 کے مطابق یہ عہد ہوا کہ خلافت واپس حسن کو ملے گی معاویہ کی وفات کے بعد

أن لا يشتم عليا وهو يسمع
ابن اثیر کے مطابق حسن کے سامنے علی پر شتم نہ ہو گا کہ وہ سن رہے ہوں
اور شیعہ کتاب مقاتل الطالبيين کے مطابق

أن يترك سب أمير المؤمنين والقنوت عليه بالصلاة
علی پر نماز میں قنوت پڑھنا بند ہو گا اور ان کو گالی دینا بند ہو گا

66

نوٹ : صحیح مسلم میں زید بن وھب کی سند سے ہے عمرو بن العاص سے کہا گیا یہ آپ کے چچا زاد بھائی معاویہ ہیں جو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم یہ کام کریں وہ کام کریں فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی والے حکموں میں اس کی نافرمانی کرو۔

راقم نے اس روایت کو کیا خلیفہ سے اختلاف کرنے والے کی گردن مار دی جائے؟ میں جمع کیا ہے وہاں دیکھا جائے

تاریخ طبری 6 / 92 کے مطابق حسن و حسین کو مال ملے گا

یسلم ما في بيت مال الكوفة خمسة آلاف ألف للحسن وله خراج دارابجرد
خمسة آلاف ألف کوفہ کے بیت المال سے حسن کو دیے جائیں گے اور دار ابجرد کا خراج بھی
اور الاخبار الطوال ص 218 أبو حنيفة الدينوري کے مطابق ان کے بھائی حسین کو

أن يحمل لاخيه الحسين في كل عام ألفي الف
ہر سال حسین کو ۲۰۰۰ ملیں گے
اپ دیکھ سکتے ہیں ان شقوں میں تضاد ہے امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ جب معاویہ سے معائدہ کر رہے تھے تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ پہلے انتقال کر جائیں گے یا قتل یا شہید ہوں گے کیونکہ انہوں نے اس پر عہد کیا کہ امر خلافت واپس ان کو ملے گا- متاخرین شیعہ نے اس معائدہ میں اضافہ کیا کہ معاویہ کی موت پر یہ مسئلہ شوری طے کرے گی جبکہ شوری کا کوئی رول قابل قبول نہیں ہے کیونکہ خلافت واپس حسن پر لوٹ اتی جس سے ظاہر ہے کہ اصل عہد تھا کہ خلافت حسن کو واپس ملے گی- أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الله بن أبي سيف المدائني المتوفی ٢٢٤ ھ کا قول منفرد ہے یہ بات ان کے حوالے سے شیعہ و سنی کتابوں میں ہے ان سے قبل کسی نے اس کو بیان نہیں کیا

کتاب الفتن از نعیم بن حماد کی روایت ہے

حدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اللَّيْلِ، قَالَ: أَتَيْتُ حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَعْدَ رُجُوعِهِ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ حَتَّى يَجْتَمِعَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَجُلٍ وَاسِعِ السُّرْمِ، ضَخْمِ الْبُلْعُمِ، يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ» وَهُوَ مُعَاوِيَةُ، فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللَّهِ تَعَالَى وَاقِعٌ، وَخِفْتُ أَنْ تَجْرِيَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الدِّمَاءُ، وَاللَّهِ مَا يَسُرُّنِي بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، وَأَنِّي لَقِيتُ اللَّهَ تَعَالَى بِمِحْجَمَةِ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ظُلْمًا

(الفتن لنعيم بن حماد)

سفیان بن لیل سے روایت ہے کہ حسن کے کوفہ سے مدینہ منورہ واپس آنے کے بعد، میں ان کے پاس گیا اور کہا اے اہل ایمان کو رسوا کرنے والے! (حسن نے جوابا کہا) تو نے میرے خلاف جو دلیل لی ہے وہ یہ تھی کہ کہا : میں نے علی سے سنا وہ کہہ کرتے رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا : دن اور رات ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ اس امت کا امر (خلافت) ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائے گا جس کی آنت لمبی چوڑی اور حلق بھاری بھرکم ہو گا ، وہ کھائےگا لیکن پیٹ نہ بھرے گا ! (میں حسن کہتا ہوں) اور یہ معاویہ ہے ۔ لہذا میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہو کر رہے گا۔ نیز مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان خون بہہ جائے۔ اللہ کی قسم! اس حدیث کو سننے کے بعد مجھے اس سے کوئی

خوشی نہیں ہو سکتی تھی کہ مجھے ساری دنیا اور وہ سب کچھ مل جائے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ کسی مسلمان کے ناحق خون کا کوئی بوجھ میرے اوپر ہو۔

راوی سفیان بن الليل الكوفي کوفی کے متعلق :

عقیلی نے کہا کہ ان میں سے ہے جو رافضیت میں غلو کرتے ہیں اسکی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔
(میزان الاعتدال)

راوی السري بن إسماعيل کے متعلق :

یحیی القطان نے کہا کہ ایک ہی محفل میں اس کا جھوٹ مجھ پر کھل گیا
نسائی نے متروک کہا
احمد نے کہا کہ لوگوں نے اسکی حدیثیں چھوڑ دیں
یحیی بن معین نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
(میزان الاعتدال)

راوی محمد بن فضیل کے متعلق

احمد نے کہا حسن الحدیث ہے ، شیعہ ہے
ابن داؤد نے کہا کہ جلا بھنا شیعہ ہے
(میزان الاعتدال)

روافض نے طرح کی روایات گھڑی تاکہ حسن کی معاویہ سے ہونے والی بیعت کو منفی پس منظر میں دکھا سکیں

باب ٦ : دور معاویہ رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ المتوفی ٤٣ ھ کی وفات

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات مصر میں ہوئی اور وہیں تدفین ہوئی

صحیح مسلم کی روایت ہے

جناب ابن شماسہ المہری ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب عمرو بن العاص ؓ کے پاس اس وقت گئے جب کہ ان کی وفات کا وقت قریب تھا وہ بہت دیر تک روتے رہے او ردیوار کی طرف منہ پھیر لیا۔بیٹے نے کہا ابا جان کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں بشارت نہیں دی؟ پھر آپ اس قدر کیوں روتے ہیں ؟ تب انہوں نے اپنا منہ ہمارے طرف کیا اور فرمایا ہمارے لئے بہترین توشہ تو اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں (پھر فرمایا) میں تین ادوار سے گزرا ہوں۔ایک دور تو وہ تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے بغض نہ تھا اور کوئی چیز میری نظر میں اتنی محبوب نہ تھی جتنی یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قدرت حاصل ہو جائے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالوں (معاذ اللہ)پھر دوسرا دور وہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کا خیال میرے دل میں پیدا کیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہاتھ پھیلائیے تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پربیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپناہاتھ کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو کیا بات ہے ؟ میں نے عرض کیا میں شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا شرط ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ شرط یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں۔ فرمایا عمروؓ کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت تمام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج تمام گناہوں‌کو مٹا دیتا ہے (چنانچہ میں نے بیعت کر لی) اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کسی سے محبت نہ تھی اور نہ میری آنکھوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی صاحب جلال تھا۔میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و جلال کے باعث آنکھ بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکتا تھا اور چونکہ پورے طور پر چہرہ مبارک نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے مجھ سے ان کا حلیہ دریافت کیا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔اس کے بعد ہم بہت سی باتوں کے ذمہ دار بنائے گئے۔ معلوم نہیں میرا ان میں کیا حال رہے گا۔جب میں مر جائوں تو کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ نہ جائے اور نہ آگ ساتھ لے جائی جائے اور جب مجھے دفن کرنا تو اچھی طرح مٹی ڈال دینا پھر میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تا کہ میں تم سے انس حاصل کر سکوں اور دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

(صحیح مسلم جلد ١ص٧٦ مسند احمد جلد ۴ ص١٩٩)

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وصیت کی روایت شاذ ہے اس میں اہل مصر کا تفرد ہے اور اس کا متن نصوص سے متصادم ہے

طبقات ابن سعد اور سیر الاعلام النبلاء میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر موجود ہے

إِسْرَائِيْلُ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ المُخْتَارِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَرْبِ بنُ أَبِي الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو:

أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَاهُ: إِذَا مِتُّ، فَاغْسِلْنِي غَسْلَةً بِالمَاءِ، ثُمَّ جَفِّفْنِي فِي ثَوْبٍ، ثُمَّ اغْسِلْنِي الثَّانِيَةَ بِمَاءٍ قَرَاحٍ، ثُمَّ جَفِّفْنِي، ثُمَّ اغْسِلْنِي الثَّالِثَةَ بِمَاءٍ فِيْهِ كَافُوْرٌ، ثُمَّ جَفِّفْنِي، وَأَلْبِسْنِي الثِّيَابَ، وَزِرَّ عَلَيَّ، فَإِنِّي مُخَاصَمٌ ثُمَّ إِذَا أَنْتَ حَمَلْتَنِي عَلَى السَّرِيْرِ، فَامْشِ بِي مَشْياً بَيْنَ المِشْيَتَيْنِ، وَكُنْ خَلْفَ الجَنَازَةِ، فَإِنَّ مُقَدَّمَهَا لِلْمَلاَئِكَةِ، وَخَلْفَهَا لِبَنِي آدَمَ، فَإِذَا أَنْتَ وَضَعْتَنِي فِي القَبْرِ، فَسُنَّ عَلَيَّ التُّرَابَ سَنّا ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَنَا فَأَضَعْنَا، وَنَهَيْتَنَا فَرَكِبْنَا، فَلاَ بَرِيْءٌ فَأَعْتَذِرَ، وَلاَعَزِيْزٌ فَأَنْتَصِرَ، وَلَكِنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ وَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتَّى مَاتَ

شعیب الأرناؤوط کہتے ہیں اس کی سند قوی ہے

إسناده قوي، وهو في " طبقات ابن سعد " 4 / 260، و" ابن عساكر " 13 / 269 / آ.

عبد الله بن عمرو کہتے ہیں میرے باپ نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے پانی سے غسل دینا پھر .. پھر جب مجھ کو کھاٹ پر لے کر چلو ... میرے جنازے کے پیچھے رہنا اس اس اگلا فرشتوں کے لئے ہے اور پچھلا بنی آدم کے لئے ہے پس جب قبر میں رکھو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر کہا اے الله تو نے حکم کیا ہم کمزور ہوئے تو نے منع کیا ہم اس کی طرف گئے میں بے قصور نہیں کہ معذرت کر سکوں میں طاقت والا نہیں کہ نصرت والا ہوں لیکن اے الله تیرے سوا کوئی اله نہیں ہے اور وہ یہ کہتے رہے یہاں تک کہ مر گئے

عمرو بن العاص کی صحیح مسلم کی روایت منکر ہے - اس کے متن میں الفاظ صحیح نہیں جن پر بحث کتاب اثبات عذاب قبر و رد عقیدہ عود روح میں ہے

حسن رضی الله عنہ المتوفی ٥٠ ھ کو زہر دیا گیا؟

المعجم الكبير للطبراني میں ہے
2694

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ أَنَّ سَعْدًا وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَيَرَوْنَ أَنَّهُ سَمَّهُ "
أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ نے کہا سعد اور حسن دونوں کی موت دور معاویہ میں ہوئی تو میں سمجھتا ہوں ان کو زہر دیا گیا

یہ نرا گمان ہےأبو بكر بن حفص بن عمر بن سعد بن أبي وقاص عن جده الأعلى سعد قال أبو زرعة مرسلأبو بكر بن حفص بن عمر بن سعد بن أبي وقاص کا اپنے پڑ دادا سے روایت کرنا أبو زرعة نے کہا مرسل ہے——أبو بكر بن حفص بن عمر بن سعد بن أبي وقاص سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور حسن بن علی کی وفات معاویہ کے دور میں ہوئی تو وہ دیکھتے تھے ان دونوں کو زہر دیا گیابلا ثبوت یہ بات احمقانہ ہے ایسا ہے کہ ١٠٠ سال پہلے کے واقعہ پر کہا جائے کہ پڑ دادا کو ہو سکتا ہے زہر دیا گیا ہوکوئی سنے کا تو ہنسے گا

مصنف ابن ابی شیبہ 37359 میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ عَلَى [ص:477] الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ , فَجَعَلَ يَقُولُ لِذَلِكَ الرَّجُلِ: «سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي» , قَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ شَيْئًا , يُعَافِيكَ اللَّهُ , قَالَ: فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ: «مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتَّى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أُقَلِّبُهَا بِهَذَا الْعُودِ , وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هَذِهِ الْمَرَّةِ» , قَالَ: فَغَدَوْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَإِذَا هُوَ فِي السُّوقِ , قَالَ: وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ: يَا أَخِي , مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: «تُرِيدُ قَتْلَهُ؟» قَالَ: نَعَمْ , قَالَ: «لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ , لَلَّهُ أَشَدُّ نِقْمَةً , وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا أُحِبُّ أَنْ يُقْتَلَ بَرِيءٌ»

عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ نے کہا میں اور ایک شخص حسن بن علی کی عیادت کے لئے داخل ہوئے تو وہ اس شخص سے یہ کہنے لگے مجھ سے سوال کر لو قبل اس کے کہ سوال نہ کر پاؤ - اس شخص نے کہا مجھے کوئی سوال نہیں کرنا الله اپ کی صحت و عافیت دے- کہا وہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء میں گئے پھر نکلے اور کہا میں تم پر نہیں نکلا لیکن میں اپنے جگر میں سے اس کو نکال رہا ہوں اور بار بار اس زہر میں پانی ملا رہا ہوں - کہا پھر دوسرے دن بازار میں ملے اور انہوں نے کہا حسین آیا تھا میرے سرہانے بیٹھا اور بولا بھائی جان اپ کے صاحب کون ہیں ؟ میں نے پوچھا قاتل کا پوچھ رہے ہو؟ کہا جی- حسن نے کہا میں سمجھتا ہوں الله بدلہ لینے میں سخت ہے اور اگر وہ (قاتل) بے گناہ ہے تو میں بے گناہ کو قتل نہیں کرنا چاہتا

روایت کے مطابق حسن اپنے قاتل سے لا علم تھے ان کا گمان تھا کہ فلاں شخص نے زہر دیا ہے لیکن ان کو یقین نہیں تھا اور نام بھی حسین کو نہیں بتایا

عمير بن إسحاق القرشي کتاب العلل از امام احمد اور امام مالک کے مطابق مجهول ہے

وقال عبد الله: حدثنا أحمد بن إبراهيم الموصلي، قال: سئل مالك بن أنس، عن عمير بن إسحاق، فقال: لا أعرفه، وقد حدث عنه رجل وحسبكم به، يعني ابن عون. «العلل» (4442 و4443) .

ابن معین کہتے ہیں کسی قابل نہیں

حَدَّثَنا مُحَمد بن أحمد الرازي، حَدَّثَنا عباس، عَن يَحْيى، قال عُمَير بْن إِسْحَاق لا يساوي شيئا ولكنه يكتب حديثه

امام مالک مدینہ کے ہیں اور حسن کی وفات مدینہ میں ہوئی عمير بن إسحاق بھی مدینہ کا ہے

حاکم کا مستدرک میں کہنا ہے مدینہ کے راوی پر امام مالک کا قول سب پر بھاری ہے

حسن کی وفات پر دمشق میں جشن کا سماء

معاویہ رضی الله عنہ کے حوالے سے ایک روایت سنن ابی داود میں ہے کہ

حدَّثنا عَمرُو بنُ عُثمانَ، حدَّثنا بقيةُ، عن بَحِيْرٍ، عن خالد، قال: وفد المقدام بن مَعدِي كَرِبَ وعمرو بنُ الأسودِ، ورَجُلٌ من بني أسدِ من أهل قِنَّسرِينَ إلى معاويَة بن أبي سفيانَ، فقال معاويةُ لِلمقدام: أَعَلِمْتَ أن الحسنَ بنَ علي تُوفِّي؟ فرجَّعَ المِقدَامُ، فقال له رجل: أترَاها مُصِيبَةً؟ قال له: ولم لا أراها مُصيبةً وقد وضعه رسولُ الله – صلَّى الله عليه وسلم – في حَجرِه، فقال: "هذا مِنِّي وحُسينٌ مِنْ علي"؟! فقال الأَسَديُّ: جمرةٌ أطفأها اللهُ عزَّ وجلَّ، قال: فقال المقدامُ: أما أنا، فلا أبرحُ اليومَ حتى أُغيِّظَكَ وأُسمِعَكَ ما تَكرَه، ثم قال: يا معاويةُ، إن أنا صدقَتُ فصدِّقني، وإن أنا كذبتُ فكذِّبْني، قال: أفْعَلُ: قال: فأنشُدُكَ بالله، هلْ سمعتَ رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – ينهى عن لبسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأنشُدكَ باللهِ، هل تَعْلَمُ أن رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – نهى عن لبسِ الحريرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأنشُدُكَ بالله، هل تَعْلَمُ أن رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – نهى عن لبسِ جلود السِّباع والرُّكوب عليها؟ قال: نَعَمْ. قال: فواللهِ لقد رأيتُ هذا كُلَّه في بيتِك يا معاويةُ، فقال معاويةُ: قد علِمتُ أني لن أنجوَ مِنْكَ يا مقدامُ، قال خالدٌ: فأمر له معاويةُ بما لم يأمُرْ لِصاحبَيه، وفَرَضَ لابنِه في المئتينِ، ففرَّقها المقدامُ على أصحابه قال: ولم يُعطِ الأسديُّ أحداً شيئاً مما أخذَ، فبلغ ذلك معاويةَ، فقال:

أما المقدامُ فرجلٌ كريمٌ بَسَطَ يدَه، وأما الأسديُّ فرجلٌ حسنُ الأمساكِ لشيئه

بقية ابن الوليد الحمصي کہتے ہیں ہم سے بَحِيْرٍ بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے خالد ابن مَعدان نے بیان کیا کہا ایک وفد جس میں المقدام بن مَعدِي كَرِبَ اور عمرو بنُ الأسودِ اور ایک شخص بني أسدِ کا قِنَّسرِينَ والوں میں سے تھے معاويَة بن أبي سفيانَ کے پاس گئے پس معاويَة بن أبي سفيانَ نے المقدام سے کہا آپ کو پتا چلا حسن بن علی کی وفات ہو گئی؟ پس مقدام نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اس پر ایک شخص نے کہا تو کیا تم اس[الحسن ابن علی]کے مرنے کو ایک مصیبت تصور کرتے ہیں ؟ اس پر مقدام نے جواب دیا: میں اسے مصیبت کیسے نہ سمجھوں جبکہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ، حسن کو اپنی گود میں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہیں-

اس ہر بنی اسد کے شخص نے کہا: وہ [حسن] ایک جلتا ہوا انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا۔

اس کی سند میں بقية ابن الوليد الحمصي المتوفی ١١٠ ھ ہے ان سے بخاری نے تعلیق میں روایت لی ہے اور صحیح روایت نہیں لی مسلم نے بھی شواہد میں حدیث لکھی ہے

نسائی کہتے ہیں قال النسائی : إذا قال : حدثنا و أخبرنا فهو ثقة

اگر یہ اخبرنا یا حدثنا کہے تو ثقہ ہے

لیکن اس کی سند میں نہ اس نے اخبرنا کہا ہے نہ حدثنا لہذا یہ روایت تدلیس کی وجہ سے قابل رد ہے

سیر الاعلام از الذھبی کے مطابق

ابْنِ عُيَيْنَةَ: لاَ تَسْمَعُوا مِنْ بَقِيَّةَ مَا كَانَ فِي سُنَّةٍ، وَاسْمَعُوا مِنْهُ مَا كَانَ فِي ثَوَابٍ وَغَيْرِه.

سفیان ابْنِ عُيَيْنَةَ کہتے ہیں بَقِيَّةَ سے سنت پر کچھ نہ سنو البتہ ثواب کی روایت سنو

تدلیس پر لکھی جانے والی کتابوں کے حساب سے ان کی تدلیس مجہولین اور ضعیف راویوں سے ہوتی ہے

کتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذھبی کے مطابق
مختلف في الحتجاج به
ان سے دلیل لینا مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے

اپ نے جو روایت پیش کی ہے امام احمد کے اصول پر قابل قبول ہے
. (3141) «وقال عبد الله: قال أبي: بقية إذا حدث عن المعروفين مثل بحير بن سعد وغيره (قُبل) . «العلل
جب بقیہ معروفین مثلا بحیر بن سعد سے روایت کرے تو قبول کر لو

لیکن یہ بھی کہا
وقال أحمد بن الحسن الترمذي: سمعت أحمد بن حنبل، رحمه الله، يقول: توهمت أن بقية لا يحدث المناكر إلا عن المجاهيل فإذا هو يحدث المناكير عن المشاهير، فعلمت من أين أتي. «المجروحون لابن حبان» 191/1.
احمد بن حسن نے کہا میں نے احمد کو کہتے سنا مجھ کو وہم ہوا کہ بقیہ صرف مجھول راویوں سے مناکیر روایت کرتا ہے پس جب یہ ثقات سے بھی منکر روایت کرے تو جان لو کہ کہاں سے یہ آئی ہے

یعنی بقیہ نے ثقات سے بھی منکر روایت بیان کی ہیں اور ایسا ہی اس روایت میں ہے کہ اس نے ایک منکر بات پیش کی ہے اس کا تفرد بھی ہے

یہ روایت امام ابن ابی حاتم کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی
کتاب الكامل في ضعفاء الرجال از ابن عدی کے مطابق
حَدَّثني عَبد المؤمن بن أحمد بن حوثرة، حَدَّثَنا أَبُو حاتم الرازي، قالَ: سَألتُ أبا مسهر عَن حديث لبقية فَقَالَ احذر أحاديث بَقِيَّة وكن منها عَلَى تقية فإنها غير نقية.
أَبُو حاتم الرازي نے کہا میں نے أبا مسهر سے بقیہ کی روایات کے بارے میں پوچھا کہا ان سے دور رہو ہو سکتا ہے اس میں تقیہ ہو کیونکہ یہ صاف (دل) نہ تھا

ابن ابی حاتم نے علل الحدیث میں بقیہ بن الولید کی بحیر بن سعد سے ایک روایت کو منکر بھی قرار دیا ہے
وسألتُ (2) أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ بَحِير (3) بْنِ سَعْدٍ (4) ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّة، عن
عائِشَة، عن النبيِّ (ص) أنه قال لها النبيُّ (ص) : أَطْعِمِينَا يَا عَائِشَةُ. قَالَتْ: مَا عِنْدَنَا شيءٌ، فَقَالَ أَبُو بكرٍ: إنَّ المرأةَ المؤمنةَ لا تَحلِفُ (1) أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهَا شيءٌ وَهِيَ عندها، فقال النبيُّ (ص) : وَمَا يُدْرِيكَ أَمُؤْمِنَةٌ هِيَ أَمْ لاَ؛ إِنَّ (2) المَرْأَةَ المُؤْمِنَةَ فِي النِّسَاءِ كَالْغُرَابِ الأَبْقَعِ (3) فِي الغِرْبَانِ ؟
قَالَ أَبِي: لَيْسَ هَذَا بشيءٍ
اس روایت پر ابی حاتم نے کہا کوئی چیز نہیں

اپ نے حدیث پیش کی جس میں بقیہ نے حدثنا کہا ہے
كتاب الكامل في ضعفاء الرجال از ابن عدی کے مطابق
أَبَا التَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ يقُول: مَن، قَال: إِنَّ بَقِيَّةَ، قَال: حَدَّثَنا فَقَدْ كَذَبَ مَا قَالَ بَقِيَّةُ قَطُّ إِلا، حَدَّثني فلان
أَبَا التَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ کہتے جو یہ کہے کہ بقیہ نے کہا حدثنا وہ جھوٹ ہے بقیہ نے کبھی بھی یہ نہیں بولا بلکہ کہتا حدثنی فلاں

یعنی بقیہ اپنے اپ کو محدث کا خاص شاگرد باور کراتا کہ اس نے مجمع میں نہیں بلکہ خاص شیخ نے اس کو سنائی

بقیہ کو ثقہ بھی کہا گیا اور بے کار شخص بھی کہا گیا ہے
عقیلی کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں
بیہقی کہتے ہیں وقد أجمعوا على أن بقية ليس بحجة وفيه نظر اس پر اجماع ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں اور اس پر نظر ہے
ابن حزم: ضعیف کہا ہے

بحرالحال اس راوی کی عدالت میں نقص ہے اور راقم اس پر مطمئن نہیں ہے کہ اس کو صحیح قرار دے

أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان اپنی کتاب وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان جلد ۲ صفحہ ٦٦ اور ٦٧ پر لکھتے ہیں کہ

ولما بلغه موته سمع تكبيراً من الحضر، فكبر أهل الشام لذلك التكبير فقالت فاختة زوجة معاوية: أقر الله عينك يا أمير المؤمنين، ما الذي كبرت له قال: مات الحسن، قالت: أعلى موت ابن فاطمة تكبر قال: والله ما كبرت شماتة بموته ولكن استراح قلبي. وكان ابن عباس بالشام، فدخل عليه فقال: يا ابن عباس، هل تدري ما حدث في أهل بيتك قال: لا أدري ما حدثإلا أني أراك مستبشراً وقد بلغني تكبيرك وسجودك، قال: مات الحسن، قال: إنا لله، يرحم الله أبا محمد، ثلاثاً؛ ثم قال: والله يا معاوية لا تسد حفرته حفرتك ولا يزيد نقص عمره في يومك، وإن كنا أصبنا بالحسن لقد أصبنا بإمام المتقين وخاتم النبيين، فسكن الله تلك العبرة وجبر تلك المصيبة وكان الله الخلف علينا من بعده.

یہ بات أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي بھی اپنی کتاب العقد الفريد جلد ٥ صفحہ ١١٠ پر لکھتے ہیں

ولما بلغ معاوية موت الحسن بن عليّ خرّ ساجدا لله، ثم أرسل إلى ابن عباس وكان معه في الشام، فعزاه وهو مستبشر، وقال له. ابن كم سنة مات أبو محمد؟ فقال له:
سنه كان يسمع في قريش، فالعجب من أن يجهله مثلك.
قال: بلغني أنه ترك أطفالا صغارا.

:قال: كل ما كان صغيرا يكبر، وإن طفلنا لكهل، وإنّ صغيرنا لكبير! ثم قال
ما لي أراك يا معاوية مستبشرا بموت الحسن بن علي؟ فو الله لا ينسأ في أجلك، ولا يسدّ حفرتك؛ وما أقلّ بقاءنا بعده

جب حسن کی موت کی خبر پہنچی تو معاویہ نے تکبیر کہی پس اہل شام نے تکبیر کہی پس فاختہ نے کہا الله اپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اے امیر المومنین کس بنا پر اپ نے تکبیر بولی
معاویہ نے کہا حسن کی موت ہوئی
بیوی بولی ابن فاطمہ کی موت پر تکبیر کہہ کر اپ نے اس کو اونچا کر دیا
معاویہ نے کہا الله کی قسم میں ایک گالی دینے والے کی موت پر تکبیر نہیں کہی بلکہ قلبی سکون کی بنا پر کہی ہے
اور ابن عباس شام میں تھے وہ معاویہ کے پاس گئے پس معاویہ نے کہا ابن عباس کیا تم کو پتا ہے اہل بیت کیا کہتے ہیں ؟
ابن عباس نے کہا مجھے نہیں پتا کیا کہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں اپ بہت خوش ہیں اور مجھ تک اپ کی تکبیروں اور سجدوں کی خبر پہنچی ہے
معاویہ نے کہا حسن مر گیا
.... ابن عباس نے کہا بے شک ہم الله کے لئے ہیں – الله ابو محمد پر رحم کرے تین بار کہا پھر کہا

اہل سنت کی حدیث یا تاریخ کی کسی کتاب میں یہ روایت سندا نہیں ملی

حسن رضی الله عنہ کی سن ٥٠ هجری میں وفات ہوئی – سن ٥١ ہجری میں یزید بن معاویہ نے الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ پر حملہ کر کے امّت میں اپنی امیر کی صلاحیتوں کو منوا لیا – اس حملے میں جلیل القدر اصحاب رسول بھی ساتھ تھے –

حسن رضی الله عنہ کی تدفین کا جھگڑا

طبقات ابن سعد کی روایت ہے

قال: أخبرنا يحيى بن حماد. قال: حدثنا أبو عوانة. عن حصين. عن أبي حازم. [قال: لما حضر الحسن. قال للحسين: ادفنوني عند أبي- يعني النبي ص- إلا أن تخافوا الدماء. فإن خفتم الدماء فلا تهريقوا في دما. ادفنوني عند مقابر المسلمين. قال:] فلما قبض تسلح الحسين وجميع مواليه. فقال له أبو هريرة: أنشدك الله ووصية أخيك فإن القوم لن يدعوك حتى يكون بينكم دما. قال: فلم يزل به حتى رجع. قال:ثم دفنوه في بقيع الغرقد «2» . فقال أبو هريرة: أرأيتم لو جيء بابن موسى ليدفن مع أبيه فمنع أكانوا قد ظلموه؟ قال: فقالوا: نعم. قال: فهذا ابن نبي الله قد جيء به ليدفن مع أبيه.

حصين بن عبد الرحمن السلمي أبو الهذيل ، ابی حازم الاشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حسن بن علی کا آخری وقت آیا تو انہوں نے حسین سے کہا کہ مجھے میرے والد یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کرنا سوائے اس کے کہ خونریزی کا خطرہ ہو، اس صورت میں آگے نہ بڑھنا بلکہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر کرنا پس حسین اور ان کے تمام آزاد کردہ غلاموں نے اسلحہ اٹھا لیا۔ اس وقت ابو ہریرہ نے کہا کہ میں تمہیں اللہ اور تمارے بھائی کی وصیت کا واسطہ دیتا ہوں، کہ ایک قوم نے تمہیں نہیں پکارا یہاں تک کہ تم دونوں کے درمیان خون خرابہ ہوا پس وہ وہاں سے نہ ہٹے یہاں تک کہ حسین واپس چلے گئے۔ اس موقع پر ابو ہریرہ نے ایک سوال کیا کہ اگر موسی علیہ السلام کا بیٹا آ جاتا کہ مجھے میرے باپ کے ساتھ دفن کرو، اور انہیں منع کیا جاتا، تو کیا یہ ظلم تھا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر ابو ہریرہ نے کہا: یہ اللہ کے نبی کے فرزند تھے، اور یہ آتے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ دفن ہوتے

اس کی سند میں حصين بن عبد الرحمن السلمي أبو الهذيل ہیں جو ثقہ ہیں لیکن اختلاط کا شکار ہو گئے تھے – كتاب الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط از ابن العجمي کے مطابق

وقال أبو حاتم ثقة ساء حفظه في الآخر وقال النسائي تغير وعن يزيد بن هارون وكان قد نسي وعنه أيضا أنه قال اختلط وقد أنكر علي بن عاصم اختلاطه

ابو حاتم کہتے ہیں ثقہ ہیں آخری عمر میں حافظہ خراب ہوا اور نسائی کہتے ہیں تغیر آیا اور یزید بن ہارون کہتے ہیں یہ بھول جاتے تھے اور کہا کہ اختلاط ہوا اور اس کا علی بن عاصم نے انکار کیا

بخاری نے ان سے مسدد کی روایت لی ہے رَوَى عَنهُ مُسَدّد فِي الطِّبّ والأنبياء

بخاری خود تاریخ الکبیر میں حصين بن عبد الرحمن السلمي أبو الهذيل پر لکھتے ہیں وكان قد نسي یہ بھول جاتے تھے

امام مسلم اور بخاری نے حصين بن عبد الرحمن السلمي أبو الهذيل کی ابی حازم کی سند سے روایت نہیں لی جبکہ ابی حازم، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد ہیں – معلوم ہوتا ہے ان دونوں کے نزدیک حصين بن عبد الرحمن السلمي أبو الهذيل کی ابی حازم سے روایت درست نہیں ہے – بلکہ حصين بن عبد الرحمن السلمي کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک بھی روایت صحیحین میں نہیں ہے- مقصد یہ ہے کہ حصين بن عبد الرحمن السلمي ثقہ ہیں لیکن ان کے اختلاط کی وجہ سے ان کی تمام مرویات صحیح نہیں ہیں

یہ روایت تاریخا بھی صحیح نہیں

اول اگرحسن رضی اللہ عنہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن ہونا چاہتے تھے تو انہوں نے مناسب انداز میں اس خواہش کا ذکراپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیوں نہ کیا جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ اجازت لی –

دوم وہ ایسا کرتے بھی نہیں کیونکہ ان کی تدفین کی صورت میں حجرہ عائشہ میں خود عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جگہ باقی نہیں رہتی

سوم شیعہ علماء کے مطابق اور الکافی کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حجرہ علی میں ہوئی اور وہیں تدفین ہوئی تو پھر اب اس روایت کو کیوں پیش کرتے ہیں ؟ کیا طبقات ابن سعد کی روایت ان کے نزدیک الکافی سے زیادہ معتبر ہے؟

چہارم موسی علیہ السلام کا ذکر بھی خارج محل ہے کیونکہ موسی علیہ السلام کی قبر خود معلوم نہیں کہاں ہے- یہ بات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گی کیونکہ وہ سابقہ عیسائی تھے اور توریت و انجیل کے پڑھنے والے تھے اس کا ذکر بخاری کی حدیث میں بھی ہے جس کے راوی خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں
حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " أُرْسِلَ مَلَكُ المَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لاَ يُرِيدُ المَوْتَ، فَرَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: ارْجِعْ، فَقُلْ لَهُ: يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ، قَالَ: أَيْ رَبِّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ المَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ "، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ، إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، عِنْدَ الكَثِيبِ الأَحْمَرِ»

موسی علیہ السلام نے خواہش کی کہ ان کو مرتے وقت ارض مقدس کے پاس کر دیا جائے

یہ مقام سب سے پوشیدہ ہے کہ کہاں ہے

پنجم قرآن کہتا ہے کہ محمد مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور راوی مسلسل حسن سے یہ کہلوا رہے ہیں کہ محمد میرے باپ – یہ خلاف قرآن ہے اور اس کا صریح انکار ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ راوی فہم قرآن سے عاری تھے- جو چیز مالک کائنات کے قول کے خلاف ہو اس کو حسن کیسے بول سکتے ہیں

ششم اس روایت کے مطابق کوئی فساد نہ ہوا جبکہ مقاتل الطالبین کی روایات کے مطابق بہت فساد ہوا یہاں تک کہ تیر
اندازی بھی ہوئی

قال يحيى بن الحسن: وسمعت علي بن طاهر بن زيد يقول: لما أرادوا دفنه ركبت عائشة بغلا واستنفرت بني أمية مروان بن الحكم، ومن كان هناك منهم ومن حشمهم، وهو القائل: فيوما على بغل ويوما على جمل

ایک مجهول الحال یحییٰ بن الحسن کہتا ہے کہ عائشہ اور مروان بن الحکم نے تدفین نہ ہونے دی

مقاتل الطالبین میں دو تین اور اسناد بھی ہیں لیکن یہ بھی عیب سے خالی نہیں مجھول راویوں کے اقوال ہیں

ہفتم اب اس تیر اندازی اور فساد کے بعد نماز جنازہ کا وقت ہوا اور یہ بھی ایک فسانہ عجائب ہے
سیر الاعلا م النبلا از امام الذھبی کے مطابق

كَانَ مَرْوَانُ يَسُبُّ عَلِيّاً -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – فِي الجُمَعِ، فَعُزِلَ بِسَعِيْدِ بنِ العَاصِ، فَكَانَ لاَ يَسُبُّهُ

مروان، علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کرتا تھا لہذا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کیا کیونکہ وہ نہیں کرتے تھے

لیکن مقاتل الطالبین کے مطابق حسین ان کو پسند نہ کرتے تھے اور جب انہوں نے حسن کی نماز جنازہ پڑھائی تو کہا

أن الحسين بن علي قدّم سعيد بن العاص للصلاة على الحسن بن علي، وقال: تقدم فلولا أنها سنة ما قدّمتك

حسین نے سعید بن العاص کو نماز جنازہ کے لئے آگے کیا اور کہا اگر سنت نہ ہوتی تو ایسا نہ کرتا

افسوس رافضیوں کے فہم دین پر – جو شخص ان کے نزدیک مرتد ہو اس کی کیا عبادت قبول ہوتی ہے- اگر سعید بن العاص نے نماز پڑھائی تو نماز جنازہ تو ہوئی ہی نہیں ! جھوٹوں نے روایات گھڑیں اور احمقوں نے قبول کیں – اتنا بغض حسین رضی اللہ عنہ کو کیوں تھا جبکہ سعید بن العاص ان کے والد پر سب و شتم تک نہ کرتے تھے یہ بھی نہیں بتایا گیا

علی پر سب و شتم اور صلح کی خلاف ورزی؟

اسمعیل بن ابو الفداء اپنی ‘تاریخ ابوالفداء میں لکھا

وكان الذي طلبه الحسن أن يعطيه ما في بيت مال الكوفة وخراج دارا بجرد من فارس وأن لا يسب علياً فلم يجبه إلى الكف عن سبّ علي فطلب الحسن أن لا يشتم علياً وهو يسمع فأجابه إلى ذلكَ ثم لم يف له به

اور ابن کثیر اپنی کتاب ‘البدایہ و النہایہ میں لکھا

فاشترط أن يأخذ من بيت مال الكوفة خمسة آلاف ألف درهم، وأن يكون خراج دار أبجرد له، وأن لا يسب علي وهو يسمع

امام ابن جریر طبری بھی یہ روایت نقل کرتے ہیں

وقد كان صالح الحسن معاوية على أن جعل له ما في بيت ماله وخرج دارا بجرد على ألا يشتم علي وهو يسمع فأخذ ما في بيت ماله

کتاب ‘تاریخ ابن خلدون میں ہے

فكتب إلى معاوية يذكر له النزول عن الأمر على أن يعطيه ما في بيت المال بالكوفة و مبلغه خمسة آلاف ألف و يعطيه خراج دار ابجرد من فارس و ألا يشتم عليا و هو يسمع

ابن عساکر نے ‘تاریخ الدمشق’ میں امام حسن رضی الله اور

معاویہ رضی الله کے درمیاں صلح کی شرائط مندرجہ ذیل سند سے نقل کرتے ہیں

اخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا الحسن بن علي أنا محمد بن العباس أنا احمد بن معروف نا الحسين بن محمد بن سعد أنا أبو عبيد عن مجالد عن الشعبي وعن يونس بن أبي إسحاق عن أبيه وعن أبي السفر وغيرهم ------- ولا يسب علي وهو يسمع وان يحمل إليه خراج فسا (3) ودار ابجرد (4) من ارض فارس كل عام

حسن کے سامنے علی کو گالی نہیں دی جائے گی کہ وہ سن رہے ہوں

راقم کہتا ہے اپ غور کریں سن رہے ہوں کے الفاظ ہیں اس کا مطلب ہے کہ حسن کا مذاق اس انداز میں نہیں اڑایا جائے گا جس سے حسن کی تحقیر ہو- حسن نے علی کے حوالے سے کچھ منع نہیں کیا انہوں نے اپنی عزت نفس کا معاہدہ کیا – یعنی جس کو جو کہنا ہے کہے لیکن ان کے منہ پر نہیں – یہ عام فہم ہے

محمد بن سعد نے اپنی کتاب الطبقات الکبری اور امام ذھبی نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ

أخبرنا علی بن محمد عن لوط بن یحیی الغامدی قال کان الولاة من بنی أمیة قبل عمر بن عبد العزیز یشتمون علیا رحمه الله فلما ولی عمر أمسک عن ذلک فی آل مروان نصب ظاهر سوی عمر بن عبد العزیز

لوط بن یحیی الغامدی نے کہا عمر بن عبد العزیز سے قبل بنو امیہ علی پر شتم کرتے تھے جب عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے اس سے روکا ال مروان میں ناصبیت تھی سوائے عمر بن عبد العزیز کے

راقم کہتا ہے یہ جہالت ہے کیونکہ قول کی سند میں لوط بن یحیی بن سعید بن مخنف الأزدي الغامدي، أبو مخنف ہے

اس کے بارے میں الذھبی نے خود میزان میں لکھا ہے اس کی توثیق نہیں ہے

تركه أبو حاتم وغيره.

وقال الدارقطني: ضعيف.

وقال ابن معين: ليس بثقة.

وقال – مرة: ليس بشئ.

وقال ابن عدي: شيعي (1) محترق، صاحب أخبارهم.

دیوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں لکھا ہے

لوط بن يحيى، أبو مخنف: متروك، وقال الدارقطني: ضعيف

تاریخ اسلام میں لکھا ہے

قَالَ ابْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِثِقَةٍ.

وَقَالَ أَبُو حاتم: متروك الحديث.

وقال الدارقطني: أخباري ضعيف.

مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، عَمِّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: نَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: قَدْ عَلِمْتَ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ سَبِّ الْمَوْتَى» ، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ؟

زید بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں: مغیرہ بن شُعْبَةَ نے علی ابن ابی طالب کو گالیاں دی، تو اس پر زید بن ارقم کھڑے ہو گئے اور کہا: تمہیں علم ہے کہ رسول ص نے مردہ لوگوں کو گالیاں دینے سے منع کیا ہے، تو پھر تم علی ابن ابی طالب پر کیوں سب کر رہے ہو جب کہ وہ وفات پا چکے ہیں؟

اس کی سند میں حجاج ابن أيوب مولى بني ثعلبة ہے جس کا حال مجھول ہے

مستدرک الحاکم میں اس کی دوسری سند ہے جس کو حاکم صحیح کہتے ہیں

عمرو بن محمد بن أبي رزين الخزاعي، عن شعبة، عن مسعر، عن زياد بن علاقة، عن عمه قطبة بن مالك

معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورنر کے لئے ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ میں لکھا ہے

وَكَانَ إِذْ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ عَلَى الْكُوفَةِ إِذَا ذَكَرَ عَلِيًّا فِي خُطْبَتِهِ يَتَنَقَّصُهُ بَعْدَ مَدْحِ عُثْمَانَ

اور الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ کوفہ میں خطبہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے تھے

اس روایت میں گالیاں دینے کا ذکر نہیں دوم اس کی سند ابن کثیر دیتے ہیں

وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. قَالَ قَالَ سَلْمَانُ لِحُجْرٍ

اس کی سند کمزور ہے أَبِي إِسْحَاقَ السبيعي ایک کوفی شیعہ مدلس راوی ہے جس نے اس کو پھیلایا ہے

اسی کی ایک دوسری روایت ہے جو ابو عبداللہ الْجَدَلِيِّ سے سنی ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللهِ، أَوْ سُبْحَانَ اللهِ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَبَّ عَلِيًّا، فَقَدْ سَبَّنِي

ابو عبداللہ الْجَدَلِيِّ نے ہم سے بیان کیا کہ میں ام سلمہ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا، کیا تم میں رسول اللہ کو سب و شتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا معاذاللہ یا سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا "آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

ابن حجر کہتے ہیں ابو عبداللہ الْجَدَلِيّ ثقة رمی بالتشیع ثقہ ہیں لیکن شیعیت سے متصف ہیں

طبقات ابن سعد کے مطابق

كان شديد التشيع. ويزعمون أنه كان على شرطة المختار

یہ شدید شیعہ تھے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ مختار ثقفی کے پہرے دار تھے

قال الجوزجاني: كان صاحب راية المختار

الجوزجاني کہتے ہیں یہ المختار کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے ہیں

کذاب مختار کے ان صاحب کی بات اصحاب رسول کے لئے کس طرح قبول کی جا سکتی ہے

مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، عَمِّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: نَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: قَدْ عَلِمْتَ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ سَبِّ الْمَوْتَى» ، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ؟

زید بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں: مغیرہ بن شُعْبَةَ نے علی ابن ابی طالب کو گالیاں دی، تو اس پر زید بن ارقم کھڑے ہو گئے اور کہا: "تمہیں علم ہے کہ رسول ص نے مردہ لوگوں کو گالیاں دینے سے منع کیا ہے، تو پھر تم علی ابن ابی طالب پر کیوں سب کر رہے ہو جب کہ وہ وفات پا چکے ہیں؟

اس کی سند میں حجاج ابن أيوب مولى بني ثعلبة ہے جس کا حال مجھول ہے

مستدرک الحاکم میں اس کی دوسری سند ہے جس کو حاکم صحیح کہتے ہیں

عمرو بن محمد بن أبي رزين الخزاعي، عن شعبة، عن مسعر، عن زياد بن علاقة، عن عمه قطبة بن مالك

لیکن اس کی مخالف حدیث مسند احمد میں موجود ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی الله عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے مردوں کو برا کہنے سے منع کیا ہے

ایک طرف تو وہ خود یہ حدیث بیان کریں اور پھر اس پر عمل نہ کریں ہمارے نزدیک ممکن نہیں ہے

سنن ابو داود کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ حُصَيْنٌ: أَخْبَرَنَا عَنْ هِلالِ بْنِ يِسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ، اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ: فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ، قَالَ: وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَتَبِعْتُهُ فَقَالَ: أَلا تَرَى إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (مسند احمد رقم 1644 سنن ابوداؤد رقم 4650)

جب معاویہ رضی الله عنہ کوفہ آئے تو مغیرہ بن شعبۃ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور علی رضی الله عنہ کا ذکر برائی کے ساتھ کیا اس پر سعید بن زید رضی الله عنہ غصہ میں اپنا ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا کیا اس ظالم شخص کو نہیں دیکھا جو کسی کے لیے ایک جنتی شخص کو لعنت دے رہا ہے۔

اس کی سند منقطع ہے النسائي فضائل الصحابہ میں اس روایت کو پیش کرتے اور کہتے ہیں

هِلَال بن يسَاف لم يسمعهُ من عبد الله بن ظَالِم

هِلَال بن يسَاف نے عبد الله بن ظَالِم سے نہیں سنا

محدثین کے مطابق ان دونوں کے درمیان ابن حیان ہے جس کو میزان الاعتدال میں الذھبی نے مجھول قرار دیا ہے

.ابن حيان [س] .عن عبد الله بن ظالم - لا يعرف

عقیلی کتاب الضعفاء الکبیر میں کہتے ہیں

حَدَّثَنِي آدَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ظَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يَصِحُّ

آدَمُ بْنُ مُوسَى نے کہا میں نے امام بخاری کو کہتے سنا کہ عبد اللہ بن ظالم کی سعید بن زید سے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت صحیح نہیں ہے

الکامل میں یہی قول نقل ہوا ہے

كتاب المغني في الضعفاء از الذہبی میں ہے

عبد الله بن ظَالِم عَن سعيد بن زيد الْعشْرَة فِي الْجنَّة قَالَ البُخَارِيّ لم يَصح

مسلم کی بھی ایک روایت ہے

عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاَثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم فَلَنْ أَسُبَّهُ لأَنْ تَكُونَ لِي ---

سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد کو (ایک) حکم دیا پس معاویہ نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ آپ ابو تراب [علی] پر سب و شتم نہ کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں اُن تین ارشادات نبوی کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے علی کے متعلق فرمائے تھے تو میں ہرگز ان پر سب و شتم نہیں کر سکتا۔ ان تین مناقب میں سے اگر ایک منقبت بھی میرے حق میں ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی

اس کی سند میں بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ ہے جن کے لئے امام بخاری کہتے ہیں

فِي حديثه بعض النظر

اس کی بعض حدیثیں نظر میں ہیں

بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ ہی وہ راوی ہے جو روایت کرتا ہے کہ

وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي»

جب آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی فاطمہ حسن حسین کو بلایا اور کہا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں

امام بخاری اس روایت کے راوی پر جرح کرتے ہیں لیکن امام مسلم اس کو صحیح میں لکھتے ہیں

فیہ نظر بخاری کی جرح کا انداز ہے- ابن حجر کی رائے میں اس نام کے دو لوگ ہیں ایک ثقہ اور ایک ضعیف لیکن بخاری کے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں اور انہوں نے اس سے صحیح میں کچھ نہیں لکھا- مسلم نے بھی تین روایات لکھی ہیں جن میں سے دو میں علی پر سب و شتم کا ذکر ہے اور یہی سند دی ہے

ابن کثیر لکھتے ہیں

وقال أبو زرعة الدمشقي: ثنا أحمد بن خالد الذهبي أبو سعيد، ثنا محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أبي نجيح، عن أبيه قال: لما حج معاوية أخذ بيد سعد بن أبي وقاص.فقال: يا أبا إسحاق إنا قوم قد أجفانا هذا الغزو عن الحج حتى كدنا أن ننسى بعض سننه فطف نطف بطوافك.قال: فلما فرغ أدخله دار الندوة فأجلسه معه على سريره، ثم ذكر علي بن أبي طالب فوقع فيه.فقال: أدخلتني دارك وأجلستني على سريرك،ثم وقعت في علي تشتمه ؟والله لأن يكون في إحدى خلاله الثلاث أحب إلي من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس، ولأن يكون لي ما قال حين غزا تبوكاً ((إلا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي ؟))أحب إلي مما طلعت عليه الشمس، ولأن يكون لي ما قال له يوم خيبر: ((لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه، ليس بفرار)) (ج/ص: 7/377)أحب إليّ مما طلعت عليه الشمس، ولأن أكون صهره على ابنته ولي منها الولد ماله أحب إليّ من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس، لا أدخل عليك داراً بعد هذا اليوم، ثم نفض رداءه ثم خرج.

ابو زرعہ الدمشقی عبداللہ بن ابی نجیح کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب معاویہ نے حج کیا تو وہ سعد بن ابی وقاص کا ہاتھ پکڑ کر دارالندوہ میں لے گیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر علی ابن ابی طالب کا ذکر کرتے ہوئے انکی عیب جوئی کی۔ اس پر سعد بن ابی وقاص نے جواب دیا: "آپ نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا، اپنے تخت پر بٹھایا،پھر آپ نے علی ابن ابی طالب کے حق میں بدگوئی اور سب و شتم شروع کر دیا۔خدا کی قسم، اگر مجھے علی کے تین خصائص و فضائل میں سے ایک بھی ہو تو وہ مجھے اس کائنات سے زیادہ عزیز ہو جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ کاش کہ رسول اللہ نے میرے حق میں یہ فرمایا ہوتا جب آپ غزوہ تبوک پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے علی کے حق میں فرمایا:"کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون کو موسی سے تھی سوائے ایک چیز کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ یہ ارشاد میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تر ہے۔ پھر کاش کہ میرے حق میں وہ بات ہوتی جو اپ نے خیبر کے روز علی کے حق میں فرمائی تھی کہ "میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول ص اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ اسکے ہاتھ پر فتح دے گا اور یہ بھاگنے والا نہیں یہ ارشاد بھی مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تر ہے۔ اور کاش کہ مجھے رسول اللہ کی دامادی کا شرف نصیب ہوتا اور اپ کی صاحبزادی سے میرے ہاں اولاد ہوتی جو علی کو حاصل ہے، تو یہ چیز بھی میرے لیے دنیا و مافیہا سے عزیز تر ہوتی۔ آج کے بعد میں تمہارے گھر کبھی داخل نہ ہوں گا۔ پھر سعد بن ابی وقاص نے اپنی چادر جھٹکی اور وہاں سے نکل گئے۔

یہ روایت تاریخ کے مطابق غلط ہے

اول تاریخ ابو زرعہ الدمشقی میں یہ موجود نہیں

دوم سعد آخری وقت تک معاویہ کے ساتھ رہے

سوم اس کی سند میں مدلس محمد بن اسحاق ہے جو عن سے روایت کرتا ہے

چہارم معاویہ نے حج کے خطبہ میں علی پر سب و شتم کیوں نہیں کیا یہ موقعہ ہاتھ سے کیوں جانے دیا؟

ابن ماجہ کی بھی ایک روایت ہے

حدثنا علي بن محمد حدثنا أبو معاوية حدثنا موسى بن مسلم عن ابن سابط وهو عبد الرحمن عن سعد بن أبي وقاص قال قدم معاوية في بعض حجاته فدخل عليه سعد فذكروا عليا فنال منه فغضب سعدوقال تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه وسمعته يقول أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي وسمعته يقول لأعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله

حج پر جاتے ہوئے سعد بن ابی وقاص کی ملاقات معاویہ سے ہوئی اور جب کچھ لوگوں نے علی کا ذکر کیا تو اس پر معاویہ نے علی کی بدگوئی کی۔ اس پر سعد بن ابی وقاص غضبناک ہو گئے اور کہا کہ تم علی کے متعلق ایسی بات کیوں کہتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ص کو کہتے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا، اُس اُس کا یہ علی مولا، اور یہ کہ اے علی آپکو مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون ع کو موسی ع سے تھی سوائے ایک چیز کہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، اور میں نے [رسول اللہ] سے یہ بھی سنا ہے کہ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے۔

اس کی سند میں عبد الرحمن بن سابط و قیل ابن عبد الله بن سابط المتوفی ١١٨ ھ ہیں جن کو ا بن حجر کہتے ہیں ثقة كثير الإرسال - کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق

وقال يحيى بن معين لم يسمع من سعد بن أبي وقاص

یحیی بن معین کہتے ہیں انہوں نے سعد بن أبي وقاص سے نہیں سنا

ابن ماجہ کی اس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے

الغرض معاویہ یا مغیرہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم ثابت نہیں ہے

مورخین ابن اثیر ابن کثیر نے انہی روایات کو اپس میں ملا کر جرح و تعدیل پر غور کیے بغیر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ باقاعدہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو کرواتے تھے جو صحیح نہیں ہے

سنن أبي داؤد: کِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان

(باب: خلفاء کا بیان)

4648 . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ وَسُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ فُلَانٌ إِلَى الْكُوفَةِ، أَقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا، فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الظَّالِمِ، فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ إِنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ إِيثَمْ!-. قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ, وَالْعَرَبُ: تَقُولُ: آثَمُ-، قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ: <اثْبُتْ حِرَاءُ! إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ>، قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: أَنَا. قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ ابْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

جناب عبداللہ بن ظالم مازنی سے روایت ہے ، انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا ، انہوں نے کہا : جب فلاں کوفے میں آیا اور اس نے فلاں کو خطبے میں کھڑا کیا (عبداللہ نے کہا) تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ دبائے اور کہا : کیا تم اس ظالم (خطیب) کو نہیں دیکھتے ہو ، (غالباً وہ خطیب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا ۔) میں نو افراد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں ، اگر دسویں کے بارے میں کہوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا ۔ ابن ادریس نے کہا عرب لوگ «آثم» کا لفظ بولتے ہیں (جبکہ سیدنا سعید نے «لم إيثم») ۔ عبداللہ کہتے ہیں ، میں نے پوچھا : وہ نو افراد کون سے ہیں ؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر کھڑے ہوئے تھے : " اے حراء ٹھر جا ! تجھ پر سوائے نبی کے یا صدیق کے یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے ۔ " میں نے کہا اور وہ نو کون کون ہیں ؟ کہا : رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر ، عمر ، عثمان ، علی ، طلحہ ، زبیر ، سعد بن ابی وقاص ، (مالک) اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ۔ میں نے پوچھا اور دسواں کون ہے ؟ تو وہ لمحے بھر کے لیے ٹھٹھکے پھر کہا میں ۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اشجعی نے سفیان سے ، انہوں نے منصور سے ، انہوں نے ہلال بن یساف سے ، انہوں نے ابن حیان سے ، انہوں نے عبداللہ بن ظالم سے اسی کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے ۔

مسند احمد میں ہے

حدثنا وكيع حدثنا شعبة عن الحرّ بن الصيَّاح عن عبد الرحمن بن الأخنس قال: خَطبَنا المغيرةُ بن شعبة، فنال من عليّ، فقام سعيد بن زيد فقال: سمعتُ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: "النبي في الجنة، وأبو بكر في الجنة،

وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي في الجنة، وطلحة في الجنة، والزبير في الجنة، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة، وسعد في الجنة"، ولو شئت أن أسمي العاشر.

دوسری مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا محمد بن جعفرحدثنا شعبة عن حُصين عن هلال بن يِسَاف عن عبد الله بن ظالم قال: خطب المغيرةُ بن شعبة فنال من عليّ، فخرج سعيد بن زيد فقال: ألا تَعجب من هذا، يَسبُّ عليًّا!! أشهد على رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أنا كنَّا على حرَاء أو أُحُدٍ، فقال النبيُّ – صلى الله عليه وسلم -: "اثبُتْ حراءُ أو أُحُدُ، فإنما عليك صِدِّيق أو شهَيد"، فسَمَّى النبي – صلى الله عليه وسلم – العشرةَ، فسمَّى أبا بكر، وعمر، وعثمان، وعلياً، وطلحة، والزبير، وسعداً، وعبد الرحمن بن عوف، وسمَّى نفسَه سعيدا

عبد الرحمن بن الأخنس نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی الله عنہ نے خطبہ دیا اس میں علی پر کلام کیا

دوسری میں ہے عبد الله بن ظالم نے یہی بات کہی ہے

سعید بن زید المتوفی ۵۱ ہجری ہیں المغيرة بن شعبة المتوفی ۵۰ ہجری ہیں

کتاب السنہ از ابن ابی عاصم کے مطابق اس روایت میں ہے

لَمَّا بُويِعَ لِمُعَاوِيَةَ بِالْكُوفَةِ أَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَلْعَنُونَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

جب معاویہ کی بیعت کوفہ میں ہوئی تو مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے جنہوں نے خطبہ میں علی پر لعنت کی

معاویہ رضی الله عنہ کی بیعت سن ۴۱ ہجری میں ہوئی جب حسن و حسین بھی وہاں تھے اور اس بیعت کی شرط تھی

تاريخ الخلفاء للسيوطي ص 194 والاصابة 2 / 12 – 13 کے مطابق یہ عہد ہوا کہ خلافت واپس حسن کو ملے گی معاویہ کی وفات کے بعد

أن لا يشتم عليا وهو يسمع

ابن اثیر کے مطابق حسن کے سامنے علی پر شتم نہ ہو گا کہ وہ سن رہے ہوں

لہذا یہ ممکن نہیں کہ اس وقت اس شرط کو توڑ دیا گیا ہو

اس کے علاوہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس روایت کے مطابق خود کو بھی جنتی قرار دیا یہ اس روایت کی علت ہے اسنادا اس کو بعض محققین نے حسن کہا ہے صحیح عصر حاضر میں بعض نے کہہ دیا ہے

المغيرة بن شعبة رضی اللہ عنہ پر الزام ہے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ صاف کرتے تھے

سیر الاعلام النبلاء کے مطابق علی اور مغیرہ میں مخاصمت ہوئی کہ مغیرہ نے علی سے قتل عثمان کے بعد کہا کہ تم گھر میں رہو اور اپنی طرف دعوت مت دو اگر تم مکہ سے قریب ہوتے تو تمہاری کوئی بیعت نہ کرتا

أَنَّ المُغِيْرَةَ بنَ شُعْبَةَ، قَالَ لِعَلِيٍّ حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ: اقْعُدْ فِي بَيْتِكَ، وَلاَ تَدْعُ إِلَى نَفْسِكَ، فَإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ بِمَكَّةَ لَمْ يُبَايِعُوا غَيْرَكَ وَقَالَ لِعَلِيٍّ: إِنْ لَمْ تُطِعْنِي فِي هَذِهِ الرَّابِعَةِ، لأَعْتَزِلَنَّكَ، ابْعَثْ إِلَى مُعَاوِيَةَ عَهْدَهُ، ثُمَّ اخْلَعْهُ بَعْدُ.

فَلَمْ يَفْعَلْ، فَاعْتَزَلَهُ المُغِيْرَةُ بِاليَمَنِ فَلَمَّا شُغِلَ عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ، فَلَمْ يَبْعَثُوا إِلَى المَوْسِمِ أَحَداً؛ جَاءَ المُغِيْرَةُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، وَدَعَا لِمُعَاوِيَةَ (1) .

اس کے بعد مغیرہ ، معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گئے

ہو سکتا ہے اس نصیحت کا ذکر مغیرہ خطبہ میں کرتے ہوں جو انہوں نے علی کو کی لیکن راویوں نے نمک مرچ چھڑک کر اس کو جنت کی بشارت میں تبدیل کر دیا

سندا عبد الرحمن بن الاخنس. جو الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ کا خطبہ اور کلام نقل کر رہا ہے مجھول ہے مستور ہے لا یعرف ہے

اس کا جوڑی دار عَبد الله بن ظالم ضعیف ہے اتفاق سے الکامل از ابن عدی میں اس روایت کا ذکر کر کے نقل کیا گیا ہے کہ یہی روایت امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہے

سمعتُ ابن حماد يقول: قال البُخارِيّ عَبد الله بن ظالم عن سَعِيد بن زيد عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ ولم يصح.

حَدَّثَنَا مُحمد بْنُ صَالِحِ بْنِ ذريح، حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شيبة، حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلالِ بْنِ يَسَاف عَنْ عَبد الله بن ظالم عن سَعِيد بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى تِسْعَةٍ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَصَدَقْتُ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِرَاءٍ، وأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وعثمان، وَعلي وطلحة والزبير

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْبُتْ حِرَاءً فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ، قَالَ: قُلتُ فَمَنِ الْعَاشِرُ قَالَ أَنَا.

وهذا الحديث هو الذي أراده البُخارِيّ ولعل ليس لعبد الله بن ظالم غيره.

راقم کہتا ہے یہ روایت ضعیف ہے

سنن ابو داود میں دوسری روایت 4650 ہے

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَأَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، يُقَالُ لَهُ قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: يَسُبُّ عَلِيًّا، قَالَ أَلَا أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ ثُمَّ لَا تُنْكِرُ، وَلَا تُغَيِّرُ، أَنَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلَنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ: "أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ" وَسَاقَ مَعْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: "لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ" , (د) 4650 [قال الألباني]: صحيح

اس میں رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ ہے جو مستور ہے اور مجھول الحال کے درجہ پر ہے اس کو ثقه ابن حبان نے کہا ہے

راقم کہتا ہے یہ بھی ضعیف ہے

مسند احمد

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ يُدْعَى سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ فَحَيَّاهُ الْمُغِيرَةُ وَأَجْلَسَهُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ عَلَى السَّرِيرِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَاسْتَقْبَلَ الْمُغِيرَةَ فَسَبَّ وَسَبَّ فَقَالَ مَنْ يَسُبُّ هَذَا يَا مُغِيرَةُ قَالَ يَسُبُّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ يَا مُغِيرَ بْنَ شُعْبَ يَا مُغِيرَ بْنَ شُعْبَ ثَلَاثًا أَلَا أَسْمَعُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ لَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ فَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ أَرْوِي عَنْهُ كَذِبًا يَسْأَلُنِي عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ أَنَّهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ قَالَ فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ مَنْ التَّاسِعُ قَالَ نَاشَدْتُمُونِي بِاللَّهِ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَاشِرُ ثُمَّ أَتْبَعَ ذَلِكَ يَمِينًا قَالَ وَاللَّهِ لَمَشْهَدٌ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبِّرُ فِيهِ وَجْهَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَام

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کے دائیں بائیں اہل کوفہ بیٹھے ہوئے تھے، اتنی دیر میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ آگئے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ

نے انہیں خوش آمدید کہا اور چارپائی کی پائنتی کے پاس انہیں بٹھا لیا، کچھ دیر کے بعد ایک کوفی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کسی کو گالیاں دینے لگا، انہوں نے پوچھا مغیرہ! یہ کسے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، انہوں نے تین مرتبہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ان کا نام لے کر پکارا اور فرمایا آپ کی موجودگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہا جارہا ہے اور آپ لوگوں کو منع نہیں کر رہے اور نہ اپنی مجلس کو تبدیل کر رہے ہیں؟ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میرے کانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے اور میں ان سے کوئی جھوٹی بات روایت نہیں کرتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر جنت میں ہوں گے، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم اور ایک نواں مسلمان بھی جنت میں ہوگا، جس کا نام اگر میں بتانا چاہتا تو بتا سکتا ہوں ۔ اہل مسجد نے بآواز بلند انہیں قسم دے کر پوچھا کہ اے صحابی رسول! وہ نواں آدمی کون ہے؟ فرمایا تم مجھے اللہ کی قسم دے رہے ہو، اللہ کا نام بہت بڑا ہے، وہ نواں آدمی میں ہی ہوں اور دسویں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس کے بعد وہ دائیں طرف چلے گئے اور فرمایا کہ بخدا! وہ ایک غزوہ جس میں کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور اس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا، وہ تمہارے ہر عمل سے افضل ہے اگرچہ تمہیں عمر نوح ہی مل جائے۔

اس کا ایک طرق سنن ابو داوود میں بھی آیا ہے

سنن أبي داؤد: كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان (باب: خلفاء کا بیان)

4650 . حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ، وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ، وَأَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ: قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ-، فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: يَسُبُّ عَلِيًّا، قَالَ: أَلَا أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ! ثُمَّ لَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ! أَنَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ- وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ، فَيَسْأَلَنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ-:- >أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ<... وَسَاقَ مَعْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ, خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.

ریاح بن حارث کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں فلاں کے پاس بیٹھا ہوا تھا ۔ (اشارہ ہے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف) اور ان کے پاس اہل کوفہ کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے ۔ تو سیدنا سعید بن زبیر بن عمرہ بن نفیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے ۔ پس انہوں (مغیرہ) نے انکو مرحبا کہا اور خوش آمدید کہا اور پھر انہیں اپنی چارپائی کی پائنتی کی طرف بٹھا لیا ۔ پھر اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا ۔ انہوں نے اس کا بھی استقبال کیا ۔ پھر اس نے بدگوئی کی اور بدگوئی کی ۔ سعید نے پوچھا یہ کسے گالیاں دے رہا ہے ؟ کہا : سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ۔ تو سعید نے کہا : (تعجب ہے) میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ ہیں کہ اسے ٹوکتے ہی نہیں اور نہ سمجھاتے ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ، اور مجھے کوئی ایسی نہیں پڑی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی بات کہہ دوں جو آپ نے نہ کہی ہو پھر کل جب آپ سے میری ملاقات ہو اور وہ مجھ سے پوچھ لیں ” ابوبکر جنت میں ہے ، عمر جنت میں ہے ۔ “ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ۔ پھر کہا ان میں سے کسی ایک کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جہاد میں) حاضر رہنا اور اس کے چہرے کا غبار آلود ہو جانا تمہاری ساری زندگی کے اعمال سے کہیں بہتر ہے خواہ تمہیں سیدنا نوح علیہ السلام کی زندگی ہی کیوں نہ مل جائے ۔

اس میں رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ ہے جو مستور ہے اور مجہول الحال کے درجہ پر ہے اس کو ثقہ عجلی اور ابن حبان نے کہا ہے جو متساہل ہیں کوئی اور ان کی تعدیل نہیں کرتا

راقم کہتا ہے یہ ضعیف ہے

صحیح مسلم: كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِؓ (بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍؓ) صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب

(باب: حضرت علی ؓ کے فضائل)

6229 . حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ «قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ»

ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،کہا: کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃالزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں اور وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ! علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن سے) مٹی لگ گئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابوتراب! اٹھ۔ اے ابوتراب! اٹھ۔

یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لیکن اس میں لعنت کا ذکر نہیں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا، جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي البَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: «قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ» , (خ) 6280

ادب المفرد از امام بخاری میں بھی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خَلِيلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ، فَقَالَ: هَذَا فُلَانٌ - أَمِيرٌ مِنْ أُمَرَاءِ الْمَدِينَةِ - يَدْعُوكَ لِتَسُبَّ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: أَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ: تَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ سَهْلٌ فَقَالَ: وَاللَّهِ، مَا سَمَّاهُ إِيَّاهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ، دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ "، قَالَتْ: هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَيَقُولُ: "اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ" وَاللَّهِ مَا كَانَ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ مَا سَمَّاهُ إِيَّاهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کے مطابق ایک شخص امیر کی طرف سے آیا اور اس نے خاص سهل بن سعد کو حکم دیا کہ منبر پر علی پر سب و شتم کریں

محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے اس میں عبد العزیزبن ابی حازم اپنے باپ سے روایت کر رہا ہے جس پر اس کو ضعیف کہا جاتا ہے

سیر الاعلام النبلاء از الزبھی کے مطابق

وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: ابْنُ أَبِي حَازِمٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ فِي حَدِيْثِ أَبِيْهِ، كَذَا جَاءَ هَذَا

ابن معین نے کہا یہ اپنے باپ سے روایت کرنے میں ثقہ نہیں ہے

یہی احمد بن زهیر کا قول ہے

.قَالَ أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ: قِيْلَ لِمُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيِّ: ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ضَعِيْفٌ فِي حَدِيْثِ أَبِيْهِ

میزان الاعتدال کے مطابق

.وقال الفلاس: ما رأيت ابن مهدي حدث عن ابن أبي حازم بحديث

امام ابن المہدی اس سے کوئی روایت نہیں کرتے تھے

ابن المديني: كان حاتم بن إسماعيل يطعن عليه في أحاديث رواها عن أبيه

علی المدینی کہتے ہیں اس کی باپ سے روایات پر طعن ہے

لہذا یہ مظبوط روایت نہیں ہے اگرچہ امام بخاری و مسلم نے اس کو صحیح سمجھا ہے لیکن ان کے استادوں کے نزدیک یہ ضعیف روایت ہے

طبقات ابن سعد میں ہے

حضرت سعید بن عاص گورنر بنے تو وہ علی پر سب نہیں کرتے تھے۔ پھر مروان کو دوبارہ گورنر بنایا گیا تو اس نے پھر سب و شتم شروع کر دیا۔ حضرت حسن کو اس بات کا علم تھا لیکن آپ خاموش رہتے تھے اور مسجد نبوی میں عین اقامت کے وقت ہی داخل ہوتے تھے لیکن مروان اس پر بھی راضی نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے حضرت حسن کے گھر میں ایلچی کے ذریعے ان کو اور حضرت علی کو گالیاں دلوا بھیجیں۔ ان لغویات میں سے ایک یہ بات بھی تھی کہ 'تیری مثال میرے نزدیک خچر کی سی ہے کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ تیر باپ کون ہے تو وہ کہے کہ میری ماں گھوڑی ہے۔' حضرت حسن نے یہ سن کر قاصد سے کہا کہ تو اسکے پاس جا اور اُس سے کہہ دے کہ خدا کی قسم میں تجھے گالی دے کر تیرا گناہ کم نہیں کرنا چاہتا۔ میری اور تیری ملاقات اللہ کے یہاں ہو گی۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ اللہ نے میرے نانا جان (ص) کو جو شرف بخشا ہے وہ اس سے بلند و برتر ہے کہ میری مثال خچر کی سی ہو۔ ایلچی نکلا تو جنابِ حسین سے اسکی ملاقات ہو گئی اور انہیں بھی اس نے گالیوں کے متعلق بتایا۔ حضرت حسین نے اسے پہلے تو دھمکی دی کہ خبردار جو تم نے میری بات بھی مروان تک نہ پہنچائی اور پھر فرمایا کہ: 'اے مروان تو ذرا اپنے باپ اور اسکی قوم کی حیثیت پر بھی غور کر۔ تیرا مجھ سے کیا سروکار، تو اپنے کندھوں پر اپنے اس لڑکے کو اٹھاتا ہے جس پر رسول اللہ (ص) نے لعنت کی ہے'۔۔۔۔۔ اور عمدہ سند کے ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ مروان نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن میں یہ آیت اتری: 'جس نے کہا اپنے والدین سے کہ تم پر اُف ہے۔'۔۔۔۔ عبدالرحمن کہنے لگے: 'تو نے جھوٹ کہا، بلکہ رسول اللہ (ص) نے تیرے والد پر لعنت کی تھی'۔

طبقات ابن سعد کی روایت ہے

قال: أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم الأسدي. عن ابن عون. عن عمير بن إسحاق قال: كان مروان أميرا علينا ست سنين «1» . فكان يسب عليا كل جمعه على المنبر. ثم عزل فاستعمل سعيد بن العاص سنين «2» فكان لا يسبه. ثم عزل. وأعيد مروان. فكان يسبه. فقيل يا حسن ألا تسمع ما يقول هذا؟ فجعل لا يرد شيئا. قال: وكان حسن يجيء يوم الجمعة فيدخل في حجرة النبي ص فيقعد فيها. فإذا قضيت الخطبة خرج فصلى.

ثم رجع إلى اهله. قال: فلم يرض بذلك «3» حتى أهداه له في بيته. قال:

فأنا لعنده إذ قيل فلان بالباب. قال: أذن له فو الله إني لأظنه قد جاء بشر.

فأذن له فدخل. فقال: يا حسن إني قد جئتك من عند سلطان وجئتك

بعزمه. قال: تكلم. قال: أرسل مروان بعلي وبعلي وبعلي وبك وبك وبك وما وجدت مثلك إلا مثل البغلة يقال لها: من أبوك؟ فتقول: أبي الفرس.

قال: ارجع إليه فقل له: إني والله لا أمحو عنك شيئا مما قلت بأن أسبك]

ولكن موعدي وموعدك الله. فإن كنت صادقا فجزاك «1» الله بصدقك وإن كنت كاذبا فالله أشد نقمة. وقد كرم «2» الله جدي أن يكون مثله أو قال: مثلي مثل البغلة. فخرج الرجل.] [فلما كان في الحجرة لقي الحسين فقال له: يا فلان ما جئت به. قال: جئت برسالة وقد أبلغتها. فقال: والله لتخبرني ما جئت به «3» أو لآمرن بك فلتضربن حتى لا تدري متى رفع عنك. فقال: ارجع فرجع. فلما رآه الحسن قال: أرسله. قال: إني لا أستطيع. قال: لم. قال: إني قد حلفت. قال: قد لج فأخبره. فقالأكل فلان بظر «4» أمه إن لم يبلغه عني ما أقول. فقال: يا حسين. إنه سلطان. قال: آكله إن لم يبلغه عني ما أقول «5» . قل له: بك وبك «6» وبأبيك وبقومك وآية بيني وبينك أن تمسك/ منكبيك من لعنه رسول الله ص. [قال: فقال وزاد .

سند میں عمير بن إسحاق القرشي ہے

امام مالک کہتے ہیں میں اس کو نہیں جانتا

طبقات میں خود اس کے لئے لکھا ہے

عُمَيْرُ بْنُ إِسْحَاقَ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَتَحَوَّلَ إِلَى الْبَصْرَةِ فَنَزَلَهَا، فَرَوَى عَنْهُ الْبَصْرِيُّونَ، ابْنُ عَوْنٍ وَغَيْرُهُ، وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ شَيْئًا، وَقَدْ رَوَى عُمَيْرُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِ

یہ مدینہ کا تھا پھر بصرہ آیا جہاں بصریوں نے اس سے روایت کیا جن میں ابن عون ہیں اور دیگر

اور اہل مدینہ نے اس سے کچھ روایت نہیں کیا اور یہ ابو ہریرہ سے بھی روایت کرتا ہے

یعنی مدینہ میں یہ شخص ایک مجہول تھا عراق میں صرف ابن عون نے روایت کیا ہے

سن ۲۰۰ ہجری کے بعد ابن معین نے کہا

.لا يساوي شيئاً

کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے

کتاب ذکر أسماء من تکلم فيه وهو موثق میں الذہبی نے اس کے لئے کہا ہے

وفيه جهالة

اس میں مجہولیت ہے

طبقات ابن سعد کے محقق محمد بن صامل السلمي کہتے ہیں

إسناده ضعيف

کتاب من تكلم فيه وهو موثوق أو صالح الحديث کے محقق عبد الله بن ضيف الله الرحيلي اس عمیر بن إسحاق پر کہتے ہیں

الحاصل أن المجهول عند المحدثين، هو "كل من لم يشتهر بطلب العلم في نفسه ولا عرفه العلماء به، ومن لم يعرف حديثه إلا من جهة راوٍ واحد … "، الكفاية 149، للخطيب، وقد ذكر الخطيب عمير بن إسحاق هذا فيمن مثل به من المجهولين، انظر الكفاية: 150، فعمير بن إسحاق مجهول العين، لأنه لم يرو عنه غير راوٍ واحد

حاصل کلام یہ ہے کہ … عمیر بن إسحاق مجہولین میں سے ہے اور یہ مجھول العین ہے کیونکہ اس سے صرف ابن عون نے روایت کیا ہے

الغرض صحیح سند سے یہ نہیں ملا کہ دور معاویہ میں علی پر سب و شتم کیا جاتا ہو

عمیر بن إسحاق ہی وہ راوی ہے جو کہتا ہے کہ حسن کو زہر دیا گیا

حدیث قیصر کا شہر

صحيح البخاري: كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ) صحیح بخاری: کتاب: جہاد کا بیان

(باب : جہاد اور شہادت کے لئے مرد اور عورت دونوں کا دعاکرنا)

2788

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ - فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا البَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ: مِثْلَ المُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ ، شَكَّ إِسْحَاقُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ» - كَمَا قَالَ فِي الأَوَّلِ - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ»، فَرَكِبَتِ البَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ البَحْرِ، فَهَلَكَتْ

حکم : صحیح 2788

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا امام مالک سے' انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ انس کی خالہ تھیں جو عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں' اس عرصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوگئے' جب بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے ۔ ام حرام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے سمندر کے بیچ میں سوار اس طرح جارہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پرہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں یہ شک اسحاق راوی کو تھا ۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں میں سے کردے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کےلئے دعا فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر رکھ کر سوگئے' اس مرتبہ بھی آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے ۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لئے جا رہے ہیں پہلے کی طرح' اس مرتبہ بھی فرمایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کردے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہوگی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ عنہ نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرادیا اوراسی حادثہ میں ان کی وفات ہوگئی اور یہ بھی بتا دیں کہ کیا ام حرام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں[67]

---

[67]

سوال ہے کہ ام حرام کون ہیں اور کیا یہ رسول اللہ کی جوئیں نکال سکتی ہیں ؟

احمد نے العلل میں کہا ہے

قال عبد الله بن أحمد: سمعتُ أَبي يقول: أم حرام، روى عنها أنس بن مالك، وهي خالته غزت مع زوجها عبادة بن الصامت، وهي أم حرام بنت ملحان، أخت أم سليم. «العلل
ام حرام ان سے انس بن مالک روایت کرتے ہیں اور یہ ان کی خالہ ہیں اور یہ عبادہ بن الصامت کی روجہ تھیں اور یہی ام حرام بنت ملحان ہیں جو ام سلیم کی بہن ہیں

صحیح بخاری کی تعلیق میں مصطفی البغا لکھتے ہیں

یہ روایت محرم کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی ہے

فقد كان ذلك قبل أن يفرض الحجاب وهي خالة خادمه أنس رضي الله عنه وكانت العادة تقتضي المخالطة بين المخدوم وأهل الخادم
کہا جاتا ہے کہ یہ حجاب کے احکام سے قبل کی بات ہے جب انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور یہ چونکہ انس کی خالہ ہیں تو یہ کام خادمہ کے طور پر ہوا

مسند الموطا الجوهری میں ہے
قال الجوهري: «قال يونس، قال لنا عبد الله بن وهب: أم حرام إحدى خالات النبي صلى الله عليه وسلم من الرضاعة .. ولذلك استجاز النبي صلى الله عليه وسلم النوم في حجرها، وأن تفلي رأسه».
عبد اللہ بن وھب نے کہا ام حرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اور اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حجرہ میں سوئے اور انہوں نے سر سے جوئیں نکالیں

روایت صحیح ہے کئی طرق سے ہے اس میں یہ بات کہ جوئیں نکالیں صرف ایک طرق میں ہیں جس میں إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ کا تفرد ہے

سنن نسائی میں ہے
أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عِنْدَنَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي وَأُمِّي مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: "رَأَيْتُ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ" قُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: "فَإِنَّكِ مِنْهُمْ" ثُمَّ

أبو عمرو خليفة بن خياط (المتوفى: 240هـ) اپنی کتاب تاريخ خليفة بن خياط میں لکھتے ہیں کہ

كتب عُثْمَان إِلَى مُعَاوِيَة أَن يغزي بِلَاد الرّوم فوجه يَزِيد بْن الحر الْعَبْسِي ثمَّ عَبْد الرَّحْمَن بْن خَالِد بْن الْوَلِيد عَلَى الصائفتين جَمِيعًا ثمَّ عَزله وَولى سُفْيَان ابْن عَوْف الغامدي فَكَانَ سُفْيَان يخرج فِي الْبر ويستخلف عَلَى الْبَحْر جُنَادَة بْن أَبِي أُميَّة فَلم يزل كَذَلِكَ حَتَّى مَاتَ سُفْيَان فولى مُعَاوِيَة عَبْد الرَّحْمَن بْن خَالِد بْن الْوَلِيد ثمَّ ولى عبيد اللَّه بْن رَبَاح وشتى فِي أَرض الرّوم سنة سِتّ وَثَلَاثِينَ

عثمان رضی الله تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں معاویہ رضی الله تعالیٰ عنہ کو حکم لکھا کہ روم کے شہروں پر حملے کئے جائیں پس معاویہ نے توجہ کی يَزِيد بْن الْحر الْعَبْسِي کی طرف عَبْد الرَّحْمَن بْن خَالِد بْن الْوَلِيد کی طرف اور دونوں کو گرمیوں کے موسم میں امیر مقرر کیا پھر ہٹا دیا اور سُفْيَان ابْن عَوْف الغامدي کو مقرر کیا - سُفْيَان ابْن عَوْف الغامدي کو بری جنگ پر اور بحری معرکے پر جُنَادَة بْن أَبِي أُميَّة کو مقرر کیا اور ان کو معذول نہیں کیا حتیٰ کہ سفیان کی وفات ہوئی - اس کے بعد مُعَاوِيَة عَبْد الرَّحْمَن بْن خَالِد بْن الْوَلِيد کو مقرر کیا اور ان کے بعد عبيد اللَّه بْن رَبَاح کو روم کے شہروں کے لئے مقرر کیا سن ٣٦ هجری تک

الذهبي (المتوفى: 748هـ) اپنی کتاب تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام میں سن ٣٢ هجری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

سنة اثنتين وثلاثين: فيها كانت وقعة المضيق بالقرب من قسطنطينية، وأميرها معاوية

نَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ - يَعْنِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ -، قُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: "أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ" فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَرَكِبَتْ مَعَهُ، فَلَمَّا خَرَجَتْ قُدِّمَتْ لَهَا بَغْلَةٌ، فَرَكِبَتْهَا، فَصَرَعَتْهَا فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا

سنن ابو داود میں ہے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُخْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ الرُّمَيْصَاءِ قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ وَكَانَتْ تَغْسِلُ رَأْسَهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَضْحَكُ مِنْ رَأْسِي؟ قَالَ: "لَا" وَسَاقَ هَذَا الْخَبَرَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "الرُّمَيْصَاءُ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ"

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: اتَّكَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ابْنَةِ مِلْحَانَ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَضَحِكَ، فَقَالَتْ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «مِنْ أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ»، قَالَتْ: ادْعُ اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ فَنَكَحَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، قَالَ: فَرَكِبَتْ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابْنَةِ قَرَظَةَ، حَتَّى إِذَا هِيَ قَفَلَتْ، رَكِبَتْ دَابَّةً لَهَا بِالسَّاحِلِ، فَوَقَصَتْ بِهَا، فَسَقَطَتْ، فَمَاتَتْ

یہ اسناد صحیح ہیں اور ان میں جوئیں نکالنے کا ذکر نہیں ہے

سن ٣٢ ھجری : اور اس میں المضيق کا واقعہ ہوا جو قسطنطينية کے قریب ہے ، اور اس کے امیر معاوية تھے

المضيق اک استریت ہے اور اس سے مراد دردانیلیس ہے جو ایجین سمندر کو مرمرا سمندر سے ملاتا ہے اور اک تنگ سمندری گزر گاہ ہے[68]

لیکن ان تمام معرکوں کے باوجود اسلامی لشکر الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ نہیں پہنچ سکا

الذهبي (المتوفى: 748هـ) اپنی کتاب تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام میں سن ٥٠ ھجری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

وَفِيهَا غَزْوَةُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ، كَانَ أَمِيرُ الْجَيْشِ إِلَيْهَا يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَكَانَ مَعَهُ وُجُوهُ النَّاسِ، وَمِمَّنْ كَانَ مَعَهُ أَبُو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه

اور اس میں غَزْوَةُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ ہوا اور امیر لشکر عساکر یزید بن معاویہ تھے اور ان کے ساتھ لوگ تھے اور أَبُو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه. بھی ساتھ تھے

أبي زرعة الدمشقي (المتوفى: 281هـ) اپنی کتاب تاريخ أبي زرعة الدمشقي میں لکھتے ہیں کہ

قَالَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: فَأَغْزَا مُعَاوِيَةُ الصَّوَائِفَ، وَشَتَّاهُمْ بِأَرْضِ الرُّومِ سِتَّ عَشْرَةَ صَائِفَةً، تَصِيفُ بِهَا وَتَشْتُو، ثُمَّ تُقْفِلُ وَتَدْخُلُ مُعَقِّبَتُهَا، ثُمَّ أَغْزَاهُمْ مُعَاوِيَةُ ابْنُهُ يَزِيدَ فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى جَازَ بِهِمِ الْخَلِيجَ، وَقَاتَلُوا أَهْلَ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ عَلَى بَابِهَا، ثُمَّ قَفَلَ

---

[68]

استریت =strait

دردانیلیس =Dardanelles

ایجین=Aegean Sea

مرمرا =Marmara

سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِكہتے ہیں کہ مُعَاوِيَةُ نے الصَّوَائِفَ (گرمیوں کے موسم میں حملے) کیے اور سولہ حملے ارض روم پر کیے ... پھر یزید بن معاویہ نے ٥٥ ھجری میں اصحاب رسول کی جماعت کے ساتھ سمندر اور خشکی ... کے ذریعہ حملہ کر کے خلیج کو پار کیا اور اہل الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ سے ان کے دروازے پر جنگ کی

امام بخاری صحیح میں باب ما قيل في قتال الروم میں روایت بیان کرتے ہیں کہ الله کے نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا[69]

[69]

حديث الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ پر شیعہ اعتراضات

تمام راوی شامی ہیں :

جواب: اس روایت میں شامیوں کا تفرد نہیں. اس کے ایک راوی خالد بن معدان بن أبي كرب الكلاعي بھی ہیں

الأعلام الزركلي کے مطابق : خالد بن معدان بن أبي كرب الكلاعي، أبو عبد الله: تابعيّ، ثقة، ممن اشتهروا بالعبادة. أصله من اليمن، وإقامته في حمص (بالشام)

خالد بن معدان بن أبي كرب الكلاعي، أبو عبد الله یمنی تھے لیکن حمص شام میں رہتے تھے

یہ روایت ام حرام بنت ملحان رضی الله تعالی عنہا کی ہے اور ام حرام ، انس بن مالک رضی الله تعالی عنہ کی خالہ اور عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ رضی الله تعالی عنہ کی بیوی ہیں. مدینہ کی رہنے والی تھیں. یہ بھی شامی نہیں. مسلمان فتوحات کی وجہ سے بہت علاقوں میں پھیل گئے تھے. اگر اس اعتراض کو صحیح مانا جائے تو اس بنیاد پر تو علی رضی الله تعالی عنہ بھی کوفی کہلائیں گے.

روایت کے دوسرے راوی ثور بن یزید کے لئے شیعہ کہتے ہیں کہ

یحیی ابن معین (جن کے فن رجال کو تمام علماء مانتے ہیں) اس ثور کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ثور اس جماعت میں شامل تھا جو علی ابن ابی طالب پر سب کرتے تھے (سب کا مطلب ہے برا کہنا اور گالیاں وغیرہ دینا)۔ یحیی ابن معین کے الفاظ یہ ہیں : و قال فی موضع آخر : أزهر الحرازى ، و أسد بن وداعة و جماعة كانوا يجلسون و يسبون على بن أبي طالب ، و كان ثور بن يزيد لا يسب عليا ، فإذا لم يسب جروا برجله.

جواب: احمد کہتے ہیں کہ : وكان من أهل حمص اور یہ اہل حمص میں سے تھے. ابن معین کے الفاظ کا مطلب ہے: أزهر الحرازي اورأسد بْن وداعة علی کو گالیاں دتیے تھے و کان ثور بن یزید لا یسب علیا اور ثور بن یزید علی کو گالیاں نہیں دیتے تھے بحوالہ الكامل في ضعفاء الرجال از ابن عدی

اس بات کا تو مطلب ہی الٹا ہے ثور بن یزید ، علی کو گالیاں نہیں دیتے تھے. ہاں یہ ضرور ہے کہ ابن سعد کے مطابق وہ لا أحب رجلا قتل جدی : علی کو اپنے دادا کے صفین میں قتل کی وجہ سے نا پسند کرتے تھے

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ العَنْسِيَّ، حَدَّثَهُ - أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ، وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ - قَالَ: عُمَيْرٌ، فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا»، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: «أَنْتِ فِيهِمْ»، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ»

میری امّت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (الْقُسْطَنْطِينِيَّة) پر حملہ کرے گا وہ مغفور ہے

بخاری کے شا رح الْمُهَلَّبُ کہتے ہیں کہ

قَالَ الْمُهَلَّبُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهِ يَزِيدَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِينَةَ قَيْصَرَ – بحوا لہ فتح الباری از ابن الحجر

الْمُهَلَّبُ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں منقبت ہے معاویہ کی کیونکہ ان کے دور میں بحری حملہ ہوا اور منقبت ہے ان کے بیٹے کی کہ انہوں نے سب سے پہلے قیصر کے شہر پر حملہ کیا

بعض لوگوں نے دعوی کیا کہ اس حدیث میں پچھلے گناہوں کا ذکر ہے بعد والوں کا نہیں ہے- متن اپ کے سامنے ہے اس میں اگلے پچھلوں کے الفاظ ہی نہیں ہیں

عصر حاضر کے بعض محققین کا دعوی ہے کہ قیصر کے شہر پر پہلا حملہ عبد الرحمان بن خالد کے دور میں ہوا[70] جو اصلا غیر صحیح روایات سے اخذ کردہ ہے

70

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کے حوالے سے روایات میں بیان ہوا ہے کہ وہ اس لشکر کے اوپر امیر تھے جس نے الْقُسْطَنْطِينِيَّة پر حملہ کیا – یہ روایت سنن ابی داوود ، جا مع ترمذی ، تفسیر ابن ابی حاتم ، مستدرک حاکم وغیرہ میں بیان ہوئی ہیں – تفسیر کی کتابوں میں یہ روایت اس لئے موجود ہے کہ اس میں سورہ البقرہ کی اک آیت {وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} کا ذکر بھی آتا ہے – عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کے حوالے سے تاریخ خلیفہ بن خیاط میں بیان ہوا ہے کہ ارض روم پر کسی حملے میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو استعمال کیا تھا لیکن ان کے بعد اور لوگوں کو مقرر کیا جس سے ظاہر ہے کہ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کو ابتدائی دور میں امیر لشکر بنایا گیا تھا – سب سے اہم بات یہ ہے کہ ۳۲ ہجری میں خود معاویہ رضی اللہ عنہ بھی الْقُسْطَنْطِينِيَّة کے پاس المضیق تک پہنچ پائے – اس سے صاف ظاہر ہے کہ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ بھی الْقُسْطَنْطِينِيَّة نہیں پہنچ سکے تھے

الذهبي (المتوفى: 748هـ) اپنی کتاب تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کے لئے لکھتے ہیں کہ

وَكَانَ يَسْتَعْمِلُهُ مُعَاوِيَةُ عَلَى غَزْوِ الرُّومِ. وَكَانَ شَرِيفًا شُجَاعًا مُمَدَّحًا

ان کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم کے معرکے میں مقرر کیا اور یہ شریف - بہادر اور ممدوح تھے
الذهبي جو اک معتدل مورخ ہیں انہوں نے کہیں بھی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کے لئے الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ کے معرکوں کا ذکر نہیں کیا- ا وہ ان معرکوں میں شامل ہوئے جو ارض روم کے مختلف شہروں میں ہوئے - روم وسیع علاقہ تھا جس میں موجودہ ترکی اور قبرص و یونان کے جزائر بھی شامل تھے

اب ان روایات کی اسناد دیکھتے ہیں جن میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ پر حملے کا تذکرہ آ رہا ہے - الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ کے حوالے سے یہ تمام روایات تقریبا اک سند (حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ) سے آ رہی ہیں لیکن اضطراب کا شکار ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل شجرہ کو دیکھنے سے ہوتا ہے

سنن أبي داود	غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ	حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ
تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم	غَزَوْنَا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ	مَا قُرِئَ عَلَى يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى، أَنْبَأَ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، وَابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ
صحيح ابن حبان	كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ	أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الضَّحَّاكِ بْنِ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَسْلَمُ أَبُو عِمْرَانَ، مَوْلًى لِكِنْدَةَ
المستدرك على الصحيحين	غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ	حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنْبَأَ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ
المستدرك على الصحيحين	كُنَّا : بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ	حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَنَسٍ الْقُرَشِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، أَنْبَأَ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، أَنْبَأَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، أَخْبَرَنِي أَسْلَمُ أَبُو عِمْرَانَ، مَوْلَى بَنِي تُجِيبَ
الجامع الكبير - سنن الترمذي	كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ	حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ التُّجِيبِيِّ

کبھی راوی کہتے ہیں

غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ - ہم نے جنگ کی اک شہر میں ہم الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ چاہتے تھے

غَزَوْنَا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ ہم نے الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ میں جنگ کی

مدینہ قیصر تک بری رستہ یا خشکی کے رستہ سے نہیں جایا جا سکا تھا نہ وہ دور صحابہ میں فتح ہو سکا بلکہ ترکوں نے اس کو فتح کیا - راقم کہتا ہے روم کی کچھ زمین جو ارض شام تھی وہ عمر کے دور میں فتح ہوئیوہ بھی مدینہ قیصر نہیں ہے – مدینہ قیصر یعنی روم کا کیپٹل یا دار الحکومت جب تک دار الحکومت فتح نہ ہو ملک مفتوح متصور نہیں ہوتا - یزید جس لشکر میں تھے اس نے اسٹریٹجی سے کام لیا اور سمندری بیڑے سے حملہ کیا تھا اسی لئے مدینہ قیصر پہنچ سکا اس سے قبل بھی حملے ہوئے

كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ ہم روم کے اک شہر میں تھے

كُنَّا بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ ہم الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ میں تھے

اسی اضطراب کی وجہ سے شاید یہ روایت صحیحین میں نہیں اور امام ترمذی بھی اس کو حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ کا درجہ دیتے ہیں

دراصل عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کے امیر لشکر ہونے کے حوالے سے صحیح بات یہی ہے کہ وہ كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ ہم روم کے اک شہر میں تھے اور غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ اور انہوں نے جنگ کی اک شہر میں اور وہ ا لْقُسْطَنْطِينِيَّةَ تک رسائی چاہتے تھے

منطقی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ بات درست نہیں کہ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ کی قیادت میں ہونے والا یہ حملہ پہلا تھا کیونکہ اگر یہ پہلا حملہ تھا اور ا لْقُسْطَنْطِينِيَّةَ تک رسائی ہو گئی تھی تو پھر ا لْقُسْطَنْطِينِيَّةَ پر سولہ حملوں کی کیا ضرورت تھی – اصل بات یہی ہے کہ یہ سارے حملے قُسْطَنْطِينِيَّةَ تک بری راستہ بنانے کے لئے تھے کیونکہ ا لْقُسْطَنْطِينِيَّةَ (موجودہ استنبول)ایک بندر گاہ تھی اور اس کا دفاع بہت اچھا تھا

اس روایت میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک مسلمان کفّار کی صفوں میں کود پڑا جس پر لوگوں نے کہا کہ اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور آیت {وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ الله وَلاَ تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} پڑھی اس پر أَبُو أيوب الأنصاري رضي الله عنه.نے فرمایا کہ یہ آیت جہاد سے کنارہ کشی کرنے کی ہماری خواهش کی بنا پر نازل ہوئی تھی- اس کے برعکس امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ آیت {وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ الله وَلاَ تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} [البقرة: 195] کی تفسیر حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہنے بیان کی ہے کہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، {وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ الله وَلاَ تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} [البقرة: 195] قَالَ: «نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ»

یہ آیت انفاق کے بارے میں نازل ہوئی ہے

اس بحث کا خلاصہ ہے کہ تاریخ کی مستند کتابوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یزید بن معاویہ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ پر حملہ کرنے والے لشکروں میں شامل تھے – الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ پر دو دفعہ حملہ ہوا – ایک سن ٥٠ یا ٥١ ھجری میں ہوا اور اس میں أَبُو أيوب الأنصاري رضي الله عنه. بھی ساتھ تھے- دوسرا حملہ سن ٥٥ ھجری میں ہوا اور اصحاب رسول کی جماعت کے ساتھ سمندر اور خشکی کے ذریعہ حملہ کر کے خلیج کو پار کیا اور اہل الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ سے ان کے دروازے پر جنگ کی – ان دونوں حملوں میں سپہ سالار لشکر یزید بن معاویہ تھے

بعض لوگوں کا کہنا ہے
قول اول: قیصر روم کا شہر حمص تھا جس کو ابو عبیدہ بن الجراح نے عمر کے دور میں اس پر حملہ کیا تھا – یہ یزید کی پیدائش سے ۱۵ – ۲۰ سال پہلے ہوا - کیا قیصر روم حمص چھوڑ کر استنبول چلا گیا تھا ؟

جواب
حمص قیصر کا دار الحکومت نہیں تھا
یہ
Byzantine Empire
کی تاریخ میں بھی موجود ہے

Constantine
مشرک رومی تھا جو نصرانی ہوا اس کے دور سے دور نبوی اور بعد تک قسطنطنیہ ہی دار الحکومت رہا ہے
اس کا دفاع بہت مضبوط ہے جغرافیہ کی وجہ سے تین طرف سمندر ہے ایک ہی طرف خشک رستہ ہے اور سمندر بھی تیز چلتا ہے

ان لوگوں کا کہنا ہے قسطنطنیہ پر حملہ نہ یزید نے کیا نہ معاویہ نے کیا بلکہ منذر بن زبیر نے ۳۳ ہجری میں حملہ کیا – اس کا ذکر مسند احمد مصنف عبد الرزاق میں ہے

جواب : عَبْدُ الرَّزَّاقِ، [ص:285] 9629 – عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ امْرَأَةَ حُذَيْفَةَ قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: تَضْحَكُ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنْ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَخْرُجُونَ غُزَاةً فِي الْبَحْرِ، مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَةِ» ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ أَيْضًا فَضَحِكَ. فَقُلْتُ: تَضْحَكُ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «لَا وَلَكِنْ مِنْ قَوْمٍ يَخْرُجُونَ مِنْ أُمَّتِي غُزَاةً فِي الْبَحْرِ فَيَرْجِعُونَ قَلِيلَةً غَنَائِمُهُمْ مَغْفُورًا لَهُمْ» قَالَتْ: ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: فَدَعَا لَهَا، قَالَ فَأَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: «فَرَأَيْتُهَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِلَى أَرْضِ الرُّومِ وَهِيَ مَعَنَا فَمَاتَتْ بِأَرْضِ الرُّومِ

عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ نے کہا پھر میں نے دیکھا حُذَيْفَةَ کی بیوی نے الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ کے ساتھ جہاد کیا أَرْضِ الرُّومِ پس وہیں أَرْضِ الرُّومِ میں فوت ہوئیں
عطاء بن یسار نے ایک مجہول امْرَأَةَ حُذَيْفَةَ سے روایت کیا ہے اور یہ ارسال کرتا ہے یعنی جس سے سنا نہ ہو اس کے حوالے سے روایت کر دیتا ہے

مسند احمد میں سند ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ امْرَأَةً، حَدَّثَتْهُ
عَطَاءِ بْنِ يَسَار نے ایک عورت سے روایت کیا

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ کے بقول یہ کسی حُذَيْفَةَ کی بیوی تھی جبکہ ابن حجر کا کہنا ہے یہ أم حرام بنت ملحان تھیں جو عبادة بن الصامت کی بیوی تھیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے - راقم کہتا ہے اس سے ظاہر ہے یہ سند صحیح نہیں ہے عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ نے روایت جس عورت تک پہنچائی اس عورت کا علم نہیں کون ہے

پھر متن میں ہے ملک روم پر حملہ منذر بن زبیر کی سربراہی میں کیا گیا اس میں خاص قیصر کے شہر یا دار الحکومت کا ذکر نہیں ہے

بیعت یزید کی دعوت

سن ٥١ ھجری میں معاویہ رضی الله عنہ نے یزید کی بیعت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور اس وقت عائشہ رضی الله عنہا حیات تھیں جن کی وفات معاویہ رضی الله عنہ کی وفات سات تین یا سات سال پہلے ہوئی ہے گویا کم از کم یزید کی بیعت کی دعوت تین سال تک دی جاتی رہی

عبد الرحمان بن ابی بکر نے اعتراض کیا

سنن الکبری نسائی کی روایت 11427 ہے
أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا} [الأحقاف: 17] الْآيَةَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: «كَذَبَ وَاللهِ، مَا هُوَ بِهِ، وَإِنْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ لَسَمَّيْتُهُ، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ، فَمَرْوَانُ فضَضٌ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ»

محمد بن زیاد نے کہا جب معاویہ نے اپنے بٹیے کے لئے بیعت لی مروان نے کہا ابو بکر اور عمر کی سنت پر – پس عبد الرحمان بن ابی بکر نے کہا سنت ہرقل و قیصر پر – پس مروان نے کہا یہی ہے وہ جس پر ہے اللہ نے نازل کیا ہے اور جس نے اپنے والدین سے کہا اف ہے تم پر – پس جب عائشہ رضی الله عنہا کو یہ پہنچا اپ نے فرمایا یہ اللہ پر جھوٹ ہے اگر تم چاہو تو میں نام بنا دوں کس کے لئے نازل ہوئی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے ابو مروان (الحکم) پر اور مروان تو صلب میں تھا پس اس کو یہ لعنت لگ گئی

اسی سند سے مستدرک الحاکم میں ہے
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ الْحَافِظُ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ – الدِّرْهَمِيُّ، ثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ يَزِيدَ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ، وَقَيْصَرَ، فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ: {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا} [الأحقاف: 17] الْآيَةَ، قَالَ: فَبَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللَّهِ مَا هُوَ بِهِ، وَلَكِنْ «رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ» فَمَرْوَانُ قَصَصٌ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ،

«وَلَمْ يُخْرِجَاهُ
[التعليق – من تلخيص الذهبي] 8483 – فيه انقطاع

الذهبی نے تلخیص میں کہا ہے کہ یہ منقطع سند ہے

یعنی وہ روایات جن میں لعنت کا ذکر ہے ان کی سند منقطع ہے

البانی صاحب کتاب سلسلہ احادیث الصحیحہ میں ایک روایت کے شاہد پر دلیل دیتے ہیں

:كما في "تفسير ابن كثير" (159/4) – عن عبد الله البهي قال
إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال: إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين
في (يزيد) رأياً حسناً وأن يستخلفه، فقد استخلف أبو بكر عمر- رضي الله عنهما-. فقال عبد الرحمن بن أبي بكر- رضي
الله عنهما-: أهرقلية؟! إن أبا بكر- رضي
الله عنه- ما جعلها في أحد من ولده، وأحد من أهل بيته، ولا جعلها معاوية
إلا رحمة وكرامة لولده! فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: (أفٍّ لكما) ؟ فقال

عبد الرحمن: ألست يا مروان! ابن اللعين الذي لعن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أباك؟! قال: وسمعتهما
عائشة- رضي الله عنها-، فقالت: يا مروان! أنت القائل لعبد الرحمنكذا وكذا؟! كذبت! ما فيه نزلت، ولكن نزلت في
فلان بن فلان. ثم انتحب
مروان (!) ثم نزل عن المنبر حتى أتى باب حجرتها، فجعل يكلمها حتى انصرف. قلت: سكت عنه ابن كثير، وهو إسناد
صحيح.

جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ

عبداللہ بہی نے کہا کہ ہم مسجد میں تھے جب مروان نے خطبہ دیا کہ اللہ نے معاویہ کو یزید کے بارے میں اچھی رائے دی ہے، کہ وہ انہیں اپنا خلیفہ بنائے جیسے ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ عبدالرحمن بن ابو بکر نے کہا کہ کیا ہرقل کے مطابق؟ ابوبکر نے اپنی اولاد میں کسی کو نہیں بنایا نہ اپنے گھر والوں میں، معاویہ اپنی اولاد پر رحمت و کرامت کر رہا ہے۔ مروان نے کہا کہ تہمارے لیے یہ آیت آئی ہے۔ اس پر عبدالرحمن نے کہا یہ اے مروان! کیا تم لعنتی کے بیٹے نہیں جس کے باپ پر اللہ کے رسول نے لعنت کی؟ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے کہا کہ اے مروان! تم عبدالرحمن کے لیے فلاں فلاں چیز کے قائل ہو؟ تم نے جھوٹ بولا، یہ فلاں فلاں کے لیے نازل ہوئی۔ مروان نیچے اترا جلدی سے، اور آپ کے حجرے پر آیا، کچھ بولا اور پھر چلا گیا۔
میں البانی یہ کہتا ہوں کہ ابن کثیر اس پر چپ رہے ہیں، مگر یہ سند صحیح ہے

راقم کہتا ہے عبد اللہ البھی کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے کتاب جامع التحصیل کے مطابق امام احمد کے نزدیک ان کا سماع نہیں ہے
عبد الله البهي سئل أحمد بن حنبل هل سمع من عائشة رضي الله عنها قال ما أرى في هذا شيئا إنما يروي عن عروة

صحیح واقعہ امام بخاری نے بیان کیا ہے

بخاری نے سورہ الاحقاف کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ

باب {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ الله وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ الله حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (17)} [الأحقاف: 17]

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ، فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، لِكَيْ يُبَايِعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ خُذُوهُ. فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هَذَا الَّذِى أَنْزَلَ الله فِيهِ {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي}. فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ الله فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلاَّ أَنَّ الله أَنْزَلَ عُذْرِى.

مروان جو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجاز پر (گورنر) مقرر تھے انہوں نے معاویہ کے بعد يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ کی بیعت کے لئے خطبہ دیا - پس عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ نے کچھ بولا - جس پر مروان بولے اس کو پکڑو اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو گئے - اس پر مروان بولے کہ یہی وہ شخص ہے جس کے لئے نازل ہوا ہے {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي} - اس پر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ ھمارے لئے قرآن میں سواے برات کی آیات کے کچھ نازل نہ ہوا

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات ۵۷ ھجری کی ہے لہذا یہ واقعہ معاویہ ر ضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کم از کم تین سال پہلے کا ہے

عبد اللہ بن عمر کو خلافت کی خواہش لیکن مصلحتا خاموشی اختیار کی

صحيح البخاري: كِتَابُ المَغَازِي (بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ) صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب: غزوئہ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوئہ احزاب ہے ۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ غزوئہ خندق شوال 4 ھ میں ہوا تھا۔)
4108 . حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنْ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتْ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ

وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا

مجھ سے ابرا ہیم بن موسیٰ نے بیان کیا ' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی ' انہیں معمر بن راشد نے ' انہیں زہری نے ' انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ بن طاؤس نے خبر دی ' ان سے عکرمہ بن خالد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے ۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی ۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ ' لوگ تمہارا انتظار کررہے ہیں ۔ کہیں ایسا نہ کہ تمہارا موقع پر نہپہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے ۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبد اللہ رضی اللہ عنہ گئے ۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے ۔ یقینا ہم اس سے (اشارہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ ۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا ؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنے لنگی کھولی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کرچکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی ۔ لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خونریزی نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف نہ لیا جانے لگے ۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کر نے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں ۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ اچھاہوا آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے 'آفت میں نہیں پڑے ۔ محمود نے عبد الرزاق سے (نسواتھا کے بجائے لفظ) ونوساتھا بیان کیا (جس کے معنی چوٹی کے ہیں جو عورتیں سر پر بال گوندھتے وقت نکالتی ہیں)

الغرض اس بیعت کو قبول کر لیا گیا اور تمام بلاد و امصار میں اس کے خلاف کسی نے کوئی کلام معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں نہ کیا

عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات و توبہ کا ذکر

کتاب الاحاد و المثانی از ابن ابی عاصم کی ہے

أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ وَحْدَهُ، وَلَمْ يَدْخُلْ مَعَهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَتْ عَائِشَةُ: «أَكُنْتَ تَأْمَنُ أَنْ أُقْعِدَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ كَمَا «قَتَلْتَ أَخِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ؟» قَالَ: مَا كُنْتِ تَفْعَلِينَ ذَلِكَ. قَالَتْ: «لِمَ؟» قَالَ: إِنِّي فِي بَيْتِ أَمْنٍ. قَالَتْ: «أَجَلْ

معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے۔ ان کے ساتھ کوئی اندر نہ گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کونسی چیز اس بات سے امن میں رکھے گی کہ میں ایک

شخص کو لا کر نہ بیٹھاؤں جو تمہارا قتل کر دے جیسا کہ تم نے میرے بھائی محمد بن ابو بکر کا کیا۔ اس پر معاویہ نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کریں گی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیوں؟ معاویہ نے کہا کہ میں امن والے گھر میں داخل ہو چکا ہوں- عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے

كتاب جامع التحصيل از صلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله الدمشقي العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق امام ابن معین کہتے ہیں کہ راوی معمر بن راشد نے امام الزہری سے نہیں سنا

يقول فيه معمر أخبرت عن الزهري يعني لم يسمعه منه

وہ معمر کے لئے کہتے کہ یہ الزہری کی خبر بھی دیتا ہے یعنی معمر نے ان سے نہیں سنا

معمر مدلس تھے اور یہ روایت بھی عن سے ہے لہذا قابل رد ہے

مستدرک حاکم کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّابٍ الْعَبْدِيُّ بِبَغْدَادَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّرْسِيُّ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ، عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا مُعَاوِيَةُ، قَتَلْتَ حُجْرًا وَأَصْحَابَهُ وَفَعَلْتَ الَّذِي فَعَلْتَ أَمَا تَخْشَى أَنْ أَخْبَأَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ؟ قَالَ: لَا إِنِّي فِي بَيْتِ أَمَانٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْإِيمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ، لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ»

مروان بن حکم کہتے ہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ اے معاویہ تم نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا، اور وہ کیا جو کیا۔ کیا تم اس سے خوفزدہ نہیں کہ میں کسی کو بلا لوں تا کہ تم کو قتل کر دے۔ معاویہ نے کہا نہیں میں امن والے گھر میں ہوں۔ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایمان بربادی کو قید کر لیتی ہے۔ مومن بربادی یا تباہی نہیں کرتا

سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جس کو دارقطنی ضعیف کہتے ہیں المعلمي فوائد میں ضعیف کہتے ہیں

ابن معین اور احمد ليس بشي کہتے ہیں

الغرض یہ روایات ضعیف ہیں

صحیح بخاری کتاب جنازوں کا بیان
باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبروں کا بیان

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمْ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى

قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا

فروہ، علی بن مسہر، ہشام بن عروہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب ولید بن عبدالملک کے زمانے میں دیوار گر گئی تو لوگ اس کے بنانے میں مشغول ہوگئے تو ایک پاؤں دکھائی دیا تو لوگ ڈرے اور سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو جانتا ہو، یہاں تک ان لوگوں سے عروہ نے کہا کہ بخدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں ہے اور ہشام بواسطہ اپنے والد، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ دفن نہ کرو بلکہ میری سوکنوں کیساتھ بقیع میں دفن کرنا میں آپ کے ساتھ دفن کئے جانے کے سبب پاک نہ ہوجاؤں گی

راقم کہتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب اس قول کو کوفیوں نے بیان کیا ہے ہشام بن عروہ آخری عمر میں عراق گئے وہاں انہوں نے بعض روایات میں متن میں بھی غلطی کی اور بعض میں وہ اضافہ کر دیا جو مدینہ میں انہوں نے بیان نہیں کیا تھا اس بنا پر امام مالک ان کی روایت سے خبر دار کیا کہ یہ جو عراق میں بیان کریں اس کو نہ لیا جائے- البتہ محدثین میں اس پر اختلاف ہوا کہ یہ کیفیت کتنی بری تھی بعض نے اس کو اختلاط سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کا مطلق انکار کیا ہے - امام بخاری نے یہ روایت علی بن مسہر اور ابو اسامہ کی سند سے لکھی ہے اس میں علی ثقہ ہیں اور ابو اسامہ پر جرح کا کلام ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول مشہور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حجرہ میں تدفین پر اجازت طلب کی تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی اس سے محسوس ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ان کی رائے میں تبدیلی آئی ہو گی اور انہوں نے بقیع میں دفن ہونا پسند کیا - واضح رہے کہ چوتھی قبر ہونے کی صورت میں باقی تین قبروں تک جانے کا رستہ بھی نہیں رہتا کیونکہ اصل حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا مختصر سا تھا- مفہوما اور لغوی طور پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ تواضع و انکساری کے ہیں

لغت مشارق الأنوار على صحاح الآثار از عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) کے مطابق

وَقَول عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا ادفنوني مَعَ صواحبي بِالبَقِيعِ لَا أزكى بهَا أبدا أَي بالدفن فِي الْموضع الَّذِي دفن بِهِ النَّبِي (صلى الله عَلَيْهِ وَسلم) وصاحباه تواضعا مِنْهَا رَضِي الله عَنْهَا وإعظاما لِأَن يفعل غَيرهَا ذَلِك أَو لِأَن يكون سَبَب ذقتها مَعَهم كشف قُبُورهم إِذْ كَانَ الْمَكَان قد أَخذ حَاجته بالقبور الثَّلَاثَة أَلا ترى قَوْلهَا لعمر حِين طلب دَفنه إِنَّمَا كنت أريده لنَفْسي

یہ ان کی تواضع ہے اور بڑائی ہے کہ یہ کسی اور کے لئے نہ ہو یا اس سبب سے ہے کہ باقی قبور کشف نہ ہوں کیونکہ اس میں جگہ تین کی تھی کیا نہیں دیکھتے کہ جب عمر کی تدفین کا موقعہ تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی

عربی لغت کتاب مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار از جمال الدين، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي الكجراتي (المتوفى: 986هـ) کے مطابق

وادفني مع صواحبي بالبقيع لا "أزكي" أبدا - بضم همزة وفتح زاي وكاف، أي لا يثني علي بسبب الدفن معهم
کا مطلب ہے کہ ان کے ساتھ تدفین پر میری تعریف نہ ہو

بعض نیم روافض نے ان الفاظ کو توبہ پر محمول کیا ہے جبکہ یہ الفاظ صرف انکساری کے ہیں

صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حجرہ میں تدفین کی اجازت طلب کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ اليَوْمَ عَلَى نَفْسِي،

میں اس کو اپنے لئے چاہتی تھی پس آج میں اس کو اپنے لئے نہیں کروں گی

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مقام کو عمر کو دے دیا اور ظاہر ہے وہ اب بقیع میں ہی دفن ہوتیں کیونکہ اصل حجرہ میں تین قبروں کے بعد جگہ نہیں رہی تھی

مصنف ابن ابی شیبہ 37772 میں ہے

حَدَّثَنَا - أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ: ادْفِنُونِي مَعَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنِّي كُنْتُ أَحْدَثْتُ بَعْدَهُ حَدَثًا

قیس بن ابی حازم نے کہا عائشہ نے کہا جب ان کی وفات کا وقت آیا مجھ کو ازواج النبی علیہ السلام کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں نے ایک نیا کام کر دیا ہے

اس کی سند میں قیس بن ابی حازم مختلط موجود ہے اور یہ حواب کی روایت بھی بیان کرتا ہے اور یہ والی بھی بیان کرتا ہے - یہ قول باطل ہے

البانی اپنی کتاب میں حدیث ٤٧٤ کے تحت اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں

ولا نشك أن خروج أم المؤمنين كان خطأ من أصله ولذلك همت بالرجوع حين علمت بتحقق نبوة النبي صلى الله عليه وسلم عند الحوأب، ولكن الزبير رضي الله عنه أقنعها بترك الرجوع

اس میں ہم شک نہیں کرتے کہ أم المؤمنين نے اصل میں غلطی کی لہذا انہوں نے رجوع کرنے کی ہمت کی اس حواب کے کتوں کی خبر پر تحقیق کے بعد لیکن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے ترک رجوع کروا دیا

مزید لکھا : قال أيضا: " إسماعيل بن أبي خالد عن قيس قال: قالت عائشة وكانت تحدث نفسها أن تدفن في بيتها، فقالت: إني أحدثت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثا، ادفنوني مع أزواجه، فدفنت بالبقيع رضي الله عنها.

قلت: تعني بالحدث مسيرها يوم الجمل، فإنها ندمت ندامة كلية، وتابت من ذلك.

قیس بن ابی حازم کے قول پر البانی نے کہا میں کہتا ہوں نیا کام کیا یعنی ان کا جمل کے دن نکلنا پس ان کو شرمندگی ہوئی اور اس سے توبہ کی

راقم کہتا ہے یہ علماء کی جہالت ہے ایک منکر روایت سے دلیل لینا بھی بدعت ہے

حجر بن عدی المتوفی ۵۳ ھ یا ۵۱ ھ کا قتل

معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شیعان علی نے کوشش کی کہ کوفہ میں المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی – کہا جاتا ہے کہ ایک روز نماز جمعہ میں مغیرہ نے دیر کی وہ خطبہ دے رہے تھے حجر بن عدی اپنے بارہ ساتھیوں کے ساتھ اٹھے اور چلتے بنے - حجر بن عدي بن جبلة الكندي علی کے خاص اصحاب میں سے تھے اور معرکہ صفین میں ایک بہادر مشہور ہوئے اور ناسک یعنی زاہد منش تھے- عصر حاضر میں داعش والوں نے ان کی قبر بم سے اڑا دی ہے – ابن حبان نے مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار میں اس کا شمار عباد التابعين میں کیا ہے - امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے قتل فِي عهد عَائِشَةَ اس کا قتل دور عائشہ میں یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہوا ہے – متاخرین میں الذھبی، ابن عبد البر، ابن حجر نے اس کا شمار اصحاب رسول میں کر دیا ہے – جبکہ ابن سعد نے طبقات میں ابن قُطْلُوْبَغَا نے الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة میں اس صغیہ تمریض میں ذکر کیا ہے کہ قیل إن له صحبة کہا جاتا ہے یہ صحابی ہے - ابن سعد نے اس کو الطبقة الاولى من تابعي أهل الكوفة میں شمار کیا ہے – جبکہ المعارف میں أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (المتوفى: 276هـ) نے اس کا شمار صحابی میں کیا ہے -

امام حمد نقل کرتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو بكر بن عياش. قال: سمعت أبا يحيى، يعني القتات، منذ سبعين سنة. قال: قال حجر بن عدي: أبلغوا عنا معاوية، أنا والله ما افتتنا، ولا أتت علينا ليلة إلا صليناها. «العلل» (3626) .

حجر کہا کرتا ہماری یہ بات معاویہ کو پہنچا ہو نہ ہم اس کے پاس جائیں گے نہ وہ ہمارے پاس رات میں (شب خون مارنے) آئے سوائے اس کے کہ ہم اس کی نماز پڑھیں

یعنی حجر نے معاویہ کی بیعت نہیں کی اور کھلم کھلا بغاوت پر اتر آیا اور منہ بھر دھمکیاں دیتا تھا – اس کے برعکس حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بیعت کر چکے تھے یہ باغی بنا رہا

جب اس نے جتھا بندی کرنا شروع کی کہ ۱۲ افراد کو لے کر مسجد سے نکلا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے

اس کی حرکت کو بھانپ لیا اور اس پر باغی کا صحیح حکم لگایا اور اسی کی پاداش میں یہ قتل ہوا

معرفہ و التاریخ از یعقوب بن سفیان میں ہے کہ معاویہ و عائشہ میں اس حوالے سے کلام ہوا،

قال يعقوب بن سفيان: ثنا عمرو بن عاصم، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زيد عن سعيد بن المسيب عن مروان بن الحكم قال: دخلت مع معاوية على أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها فقالت: يا معاوية قتلت حجرا وأصحابه وفعلت الّذي فعلت، أما خشيت أن أخبأ لك رجلا فيقتلك؟ قال: لا. اني في بيت أمان، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: الايمان قيد الفتك لا يفتك، لا يفتك مؤمن يا أم المؤمنين.

كيف أنا فيما سوى ذلك من حاجاتك؟ قالت: صالح. قال: فدعيني وحجرا حتى نلتقي عند ربنا عز وجل

سند میں عَلِيِّ بْنِ زيد شیعہ ہے

بہر حال باغی کے حوالے سے یہ سنت معاویہ مشہور ہوئی کہ وہ اس کا قتل کریں گے

مورخین نے اپنی طرف سے فرضی اضافے کیے ہیں کہ حجر اصل میں علی پر سب و شتم برداشت نہ کر سکے وغیرہ وغیرہ جبکہ یہ تمام روایات صحت کے درجے پر نہیں پہنچتیں

حسین کا ناراضگی میں اقدام خروج

جب یہ بات پیش کی گئی ہے یزید بن معاویہ مستقبل کے خلیفہ ہوں گے تو اس وقت اس پر بعض نے اعتراض کیا اور بعض نے صبر کیا

عبد الرحمان بن ابی بکر رضی الله عنہ نے اس کو قیصر کی سنت قرار دیا
ابن عمر رضی الله عنہ کو خواہش تھی کہ شاید ان کو خلافت مل جائے لیکن اس کا برملا اظہار نہ کیا
حسین رضی الله عنہ کو بھی خواہش تھی کہ یہ ان کو مل جائے لیکن اس کا برملا اظہار نہ کیا
عبد الله بن زبیر رضی الله عنہ کو بھی خواہش تھی لیکن اس کا برملا اظہار نہ کیا

ابن عمر اور حسین سابقہ خلفاء کے بیٹے تھے لیکن عبد الرحمان بن ابی بکر رضی الله عنہ کے نزدیک یہ صحیح نہیں تھا کہ ان کو خلافت ملے – لہذا اس میں اختلاف ہوا نہ صرف معاویہ رضی الله عنہ سے بلکہ اپس میں بھی – حسین رضی الله عنہ اس وقت مکہ میں تھے

معاویہ رضی الله عنہ نے چیلنج دیا لیکن کسی نے کلام نہ کیا اور ابن عمر نے صبر کیا – معاویہ رضی الله عنہ نے ایک عمومی جملہ بولا ہے ان کا اشارہ خاص ابن عمر کے لئے نہیں ہے کیونکہ ابن عمر نے مجمع میں کوئی کلام نہیں کیا

حسین رضی الله عنہ نے معاویہ کی خلافت یزید کی بات پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا کیونکہ معاویہ کسی معائدہ کی خلاف ورزی نہیں کر رہے تھے- معائدہ جن دو کے درمیان ہوا تھا ان میں سے ایک حسن کی وفات ہو چکی تھی لہذا امر خلافت حسن ان کو نہیں لوٹ سکتا تھا- معاویہ فیصلہ کرنے میں آزاد تھے اور انہوں نے امت کو اس پر سوچنے کا پورا موقعہ دیا کہ کسی کو اختلاف ہو تو پیش کرے- اصولا دیکھا جائے تو ال حسن خلافت کے حسین سے زیادہ حق دار تھے- حسن رضی الله عنہ نے علی رضی الله عنہ کی وفات کے اگلے سال ٤١ ہجری میں سات ماہ کے بعد خلافت سے دست برداری کا ١علان کر دیا – چونکہ وہ حسین رضی الله عنہ کے بڑے بھائی تھے اس لئے خاندان علی کے اک نمائندہ تھے – معاویہ رضی الله عنہ کے دور میں دونوں بھائیوں کو وظیفہ بھی ملتا رہا- اسلام کی تعلیم ہے کہ نہ صرف ظلم ممنوع ہے بلکہ اس کی مد لیا گیا مال بھی حرام ہے
جو ظالم بادشاہ ہو اس سے امت کی عصمت کا سودا کرنے والے حسن و حسین نہ تھے - اگر حسن و حسین نے کوئی مال معاویہ سے سودے بازی میں لیا تو یہ مال حرام تھا - چونکہ ان ہستیوں کے لئے یہ تصور بھی ممکن نہیں لہذا اصل حقیقت یہی ہے کہ معاویہ کی خلافت بر حق تھی جو ان کو حسن نے تحفتا دی

حسین رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند نہ آئی لیکن انہوں نے اپنی مخالفت کا اظہار بھی نہیں کیا یہاں تک کہ کوفہ کے ان کے حامیوں نے ان کو خط لکھ کر کوفہ بلوایا اور جب بات ظاہر کی اس وقت تک دیر ہو چکی تھی یزید امیر تھے اور حسین کے لئے وہ اقتدار نہیں چھوڑ سکتے تھے کیونکہ وہ اسی طرح خلیفہ ہوئے جس طرح علی نے حسن کو خلیفہ کیا تھا جو حسین کے باپ علی کی سنت تھی اور سنت علی پر چلنا بھی عہد کی شق تھا جیسا تاریخ میں ہے

معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر کرنے کا عمل بھی قابل جرح نہیں کیونکہ اسلام میں خلیفہ مقرر کرنے کا حق خلیفہ کا ہی ہے جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا – عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے اک کمیٹی مقرر کی – علی رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا – اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے بیٹے یزید کو مقرر کیا- اسلام میں موروثی خلافت کا نظریہ علی رضی اللہ عنہ نے ہی پیش کیا

حسین کے نزدیک خلافت خاندان علی کو واپس منتقل ہوئی چاہیے تھی جیسا کہ حسن اور معاویہ میں معاہدہ ہوا تھا لیکن وہ خاموش رہے یہاں تک کہ یزید کی خلافت کا علان ہوا جو ٦١ ہجری سے سات سال پہلے یا تین سال پہلے سے ہوا لیکن حسین خموش رہے یہاں تک کہ سب سے چڑ کر خروج کیا – انہوں نے اصحاب رسول اور اہل بیت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ تک کی نہ سنی

احادیث اور منطق کے مطابق ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ممکن ہے- لیکن اب اگر اس کے کئی متمنی ہو جائیں تو یہ کس کو مسند خلافت پر بٹھایا جائے؟ اکابر صحابہ کی رائے میں جس پر لوگ پہلے جمع ہو جائیں اور اس کی بیعت لے لی جائے اس کے بعد چاہے کوئی بھی ہو خلیفہ کی خلافت سے خروج نہیں کیا جائے گا

خروج کرنا ایک بہت ہی معیوب بات سمجھی جاتی تھی

معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

کتاب المحبر میں محمد بن حبيب بن أمية بن عمرو الهاشمي، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: 245هـ) لکھتے ہیں
مات معاوية لهلال رجب من سنة ستين
معاویہ کی موت ہوئی رجب کے ہلال پر سن ٦٠ ہجری میں
ہلال یعنی مہینے کے شروع میں

تاریخ خليفة بن خياط کے مطابق
مَاتَ مُعَاوِيَة بِدِمَشْق يَوْم الْخَمِيس لثمان بَقينَ من رَجَب
معاویہ دمشق میں مرے جمرات کے دن جب رجب میں آٹھ دن رہ گئے

تاریخ ابن خلدون میں ہے معاویہ
وتوفي في منتصف رجب
رجب کے بیچ میں مرے

کتاب المنتظم از ابن الجوزی میں ہے
توفي معاوية فِي رجب لأربع ليال خلت من سنة ستين
معاویہ کی وفات رجب میں چار رات گزرنے پر ہوئی سن ٦٠ ھ میں

کتاب الكامل في التاريخ از ابن الأثير (المتوفى: 630هـ
کے مطابق
ثُمَّ مَاتَ بِدِمَشْقَ لِهِلَالِ رَجَبٍ، وَقِيلَ لِلنِّصْفِ مِنْهُ، وَقِيلَ لِثَمَانٍ بَقِينَ مِنْهُ،
پھر دمشق میں معاویہ کی رجب کے ہلال پر وفات ہوئی اور کہا جاتا ہے رجب کے بیچ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے جب اس میں آٹھ راتیں رہیں

باب ۷ : دور یزید بن معاویہ

خلافت یزید کی رائے جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے آگے رکھی تو اس کی مخالفت میں سابق خلفاء کے بیٹے پیش پیش تھے کیونکہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی خلیفہ ہو سکتے ہیں مثلا

عبد اللہ بن عمر کو خواہش کہ وہ خلیفہ ہوں صحیح بخاری
عبد الرحمن بن ابی بکر نے اعتراض کیا کہ خلفاء کے بعد ان کے بیٹے خلفاء نہ بنیں انھوں نے اس کو ہرقل کی سنت کہا جبکہ یہ علی کی سنت تھی گویا علی کی جانب سے حسن کو خلیفہ کیا جانا اصحاب رسول کے نزدیک مناسب نہ تھا
حسین کے دل میں بھی خلیفہ بننے کی خواہش تھی
ابن زبیر بھی خلیفہ ہونا چاہتے تھے کیونکہ ان کے والد کو ملنے والی خلافت پر علی نے قبضہ کیا

آپ دیکھ سکتے ہیں خلفاء کے یہ بیٹے ہی اگلے خلیفہ بننے کے متمنی ہیں ابن عمر اور عبد الرحمان صبر کرتے ہیں حسین خروج کرتے ہیں- حقیقت میں خلافت اس کو ہی ملتی ہے جس کے پاس عصبیت ہو یہ امام ابن خلدون کہتے ہیں اور صحیح کہتے ہیں خلافت کوئی وہبی چیز نہیں اس کو حاصل کرنے میں تمام مسلمان برابر ہیں کوئی بھی اس کا دعوی کر سکتا ہے اگر وہ عصبیت رکھتا ہو تو حاصل کر لے گا دور نبوی میں بھی یہی تھا خلافت اسی کے لئے تھی جس پر لوگ جمع ہوں شرط صرف قریشی ہونا تھا امداد زمانہ کے ساتھ یہ شرط بھی ختم ہو گئی کیونکہ اب اہل بیت کا پتا ہی نہیں کون ہیں اور کون بنو امیہ ہیں

لہذا سن ٦٠ میں بہت سے قریشی خلیفہ ہو سکتے تھے جن کے نام اوپر دیے گئے ہیں- معاویہ کی جانب سے یزید کا نام پیش کیا جانا کوئی برائی نہیں تھا – در حقیقت لوگ حسین پر جمع نہ تھے نہ ان کو خلیفہ چاہتے تھے – لوگ یزید پر جمع تھے اور اس میں کوئی برائی نہ جانتے تھے – لہذا عصبیت نہ ہونے کی صورت میں یا کمزور پڑنے کی صورت میں حسین قتل ہی ہوتے یا قیدی بنتے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ان کی تربیت ہوتی جو اہل بیت کے اکابر و سادات تھے- ایسا ابن زبیر کے ساتھ بھی ہوتا ہے ان کو عصبیت ملی لیکن وہ لڑنے میں کمزور تھی عبد الملک کے اہل شام اہل حجاز پر غالب ا گئے اور ابن زبیر کا قتل ہوا

حسین کا خروج

معاویہ نے اعلان کروایا تھا کہ ان کے بعد یزید خلیفہ ہوں گے کسی کو اعتراض ہو تو ظاہر ہو سامنے آ کر کلام کرے- حسین چپ بیٹھے رہے - معاویہ کی وفات رجب میں ہوئی پھر بیعت ہوئی اور یہ یزید کے گورنروں نے لی -یزید سن ٦٠ میں خلیفہ ہوئے اور حسین نے سن ٦١ میں خروج کیا پانچ ماہ تک چپ رہنے کے بعد

معاویہ کی وفات سے کم از کم تین سال پہلے سے یزید کی تعیناتی کی بات ہو رہی تھی حسین نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا جس کو ان کی رضا مندی سمجھا گیا- المعجم الكبير از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا إِسْحَاقُ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اسْتَأْذَنَنِي حُسَيْنٌ فِي الْخُرُوجِ، فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ ذَلِكَ بِي أَوْ بِكَ لَشَبَكْتُ بِيَدِي فِي رَأْسِكَ. قَالَ: فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: «لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُسْتَحَلَّ بِي حَرَمُ اللهِ وَرَسُولِهِ» . قَالَ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَى بِنَفْسِي عَنْهُ

(الطبرانی کبیر رقم 2859)

طاؤس، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حسین نے مجھ سے خروج پر اجازت مانگی میں نے کہا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں تمہارا استہزا کر رہا ہوں میں اپنے ہاتھ سے تمہارے سر (کے بالوں) کو پکڑتا (یعنی زبردستی روکتا) – حسین نے کہا تو (گویا) اپ نے اس (امر خلافت) سے مجھ کو دور کیا – اگر میں اس اور اس جگہ قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے محبوب ہے کہ میں اس کو حلال کروں جس کو اللہ اور رسول نے حرام کیا ہے – ابن عباس نے کہا تو یہ تو پھر تم نے خود ہی ان کو پیچھے لگوایا

تاریخ الاسلام از الذھبی کے محقق عمر عبد السلام التدمري کہتے ہیں أخرجه الطبراني (2782) رقم (2859) ورجاله ثقات، وهم رجال الصحيح.

اسی جیسی روایت اخبار مکہ الفاکھی کی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اسْتَشَارَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَلِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِرَاقِ، فَقُلْتُ لَهُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ ذَلِكَ بِي وَبِكَ لَنَشَبْتُ بِيَدِي فِي رَأْسِكَ، قَالَ: فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ بِأَنْ قَالَ: " لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُسْتَحَلَّ بِي مَكَّةُ "، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: فَذَاكَ الَّذِي سَلَّى بِنَفْسِي عَنْهُ ثُمَّ حَلَفَ طَاوُسٌ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِلْمَحَارِمِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ لَبَكَيْتُ

ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے کہا حسین نے مجھے عراق کی طرف اپنے خروج پر اشارہ دیا – میں نے کہا اگر ایسا نہ ہو کہ میں کم تر کر رہا ہوں میں اپنے ہاتھ سے تمہارا سر پکڑتا – حسین نے جواب میں کہا: اگر میں وہاں یا وہاں قتل ہو جاؤں تو یہ مجھ کو اس سے محبوب ہے کہ میں مکہ کو حلال کر دوں- ابن عباس نے کہا تم نے پھر تم نے خود ہی ان کو پیچھے لگوایا- طاوس نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ ابن عباس سے بڑھ کر رشتہ داروں کی تعظیم کوئی کرتا ہو اور اگر میں چاہوں تو اس پر ہی روؤں

ان روایات میں سلی ہے جو عربی میں کھال اتارنے یا غلاف اتارنے پر بولا جاتا ہے – لسان عرب ج ١٤ ص ٣٦٩ میں ہے السَّلَى سَلى الشاةِ – بکری کی کھال اتاری جائے – سلّی نفسه کا مطلب اپنے اپ کو مشغول کرنا بھی ہو سکتا ہے- اس طرح سَلَّى بِنَفْسِي عَنْهُ کا مطلب ہو گا ان کو اپنے آپ میں مشغول کروایا یہ اردو میں کہہ لیں ان کو -[71] یعنی اہل بیت کے بڑوں نے بھی حسین رضی الله عنہ کو سمجھایااپنے پیچھے لگوایا

[72] طبقات ابن سعد میں الفاظ بدل دیے گئے ہیں اور ابن عباس کے ان کو ابن زبیر کے کھاتے ہیں ڈال دیا گیا ہے

قال: فبكى ابن عباس وقال: أقررت عين ابن الزبير فذلك الذي سلى بنفسي عنه

71

سلَّى نفسَه بالقراءة : شغلها بها
https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/سلى/

72

طبقات میں اس کی سند میں عَبد اللهِ بْن مُسافِع بْن شَيبة بْن عُثمان یا مُسافِع بْن شَيبة مجهول ہے- اس کو ابن حبان و عجلی نے ثقه قرار دیا ہے - لگتا ہے محدثین متاخرین نے دو افراد کو ملا دیا ہے یعنی عَبد اللهِ بْن مُسافِع بْن شَيبة بْن عُثمان کو مُسافِع بْن شَيبة قرار دے کر ثقه کہہ دیا ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں کہ یہ ایک ہی ہیں

پھر راقم نے مزید دیکھا کہ ان الفاظ کو بدل کر منفی سمت سے مثبت کرنے کی کوشش کی گئی جو تحریف ہے- المعرفه و التاریخ از فسوی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ ميسرة قال:سمعت طاووسا يقول: سمعت ابن عباس يقول: استشارني حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي الْخُرُوجِ. فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يَزْرِيَ ذَلِكَ بِي أَوْ بِكَ لَنَشَبْتُ يَدِي فِي رَأْسِكَ، فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أن قال: لَئِنْ أُقْتَلُ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَنْجِدَنِي- يَعْنِي مَكَّةَ- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَا بِنَفْسِي عَنْهُ. ثُمّ يقول طاووس: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِلْمَحَارِمِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، لَوْ شَاءَ أَنِّي أَبْكِي لَبَكَيْتُ.

اس میں الفاظ کر دیے گئے ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَا بِنَفْسِي عَنْهُ. اس نے مجھ کو ان پر تسلی دی

راقم کہتا ہے ان الفاظ کا کوئی مطلب نہیں جو سمجھا جا سکے –
یقینا یہ تحریف لفظی ہے جو دیگر اسناد و متن کو دیکھ کر واضح ہو جاتا ہے – مزید براں کلام میں تضاد رونما ہوتا ہے کیونکہ ابن عباس منع کر رہے ہیں اجازت نہیں دے رہے – حسین کے خروج سے پہلے ابن زبیر نے ایسا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ بھی خروج کر رہے ہوں نہ انہوں نے اس کا ارادہ کیا تھا کہ مکہ کو قتل کے لئے حلال کر دیں گے – یہ سب انہوں نے خروج حسین کے بعد کیا ہے - لہذا یہ ممکن نہیں کہ وہ کلام ہوا ہو جو طبقات ابن سعد کی روایت میں ہے بلکہ تمام قرائن اشارہ کرتے ہیں کہ صحیح متن وہ ہے جو اخبار مکہ الفاکھی اور المعجم الکبیر طبرانی میں ہے

ابن عباس روئے اور کہا ابن زبیر نے تو یہی اقرار کیا ہے (ارادہ کیا ہے) تو اس طرح اس نے ان کو اپنے آپ میں مشغول کروایا

البدایہ و النہایہ از ابن کثیر اور تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ایک روایت ہے جس میں ہے حسین نے ابن عباس[73] سے اس کلام کے بعد کہا

إنّك شيخ قد كبُرتَ (مختصر تاريخ دمشق ، لابن منظور . (7/ 142).)

بے شک ابن عباس تم اب بوڑھے ہو چکے ہو

اس پر

ثم خرج ابن عَبَّاسٍ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَابْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى الْبَابِ، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: يا ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ أَتَى مَا أَحْبَبْتَ، قَرَّتْ عَيْنُكَ، هَذَا أبو عبد الله خارج وَيَتْرُكُكَ وَالْحِجَازَ

ابن عباس غصے میں نکلے اور ابن زبیر دروازے پر تھے جب ان کو دیکھا تو کہا اے ابن زبیر وہ ہو گیا جو تو چاہتا تھا- تیری آنکھ ٹھنڈی ہو – یہ ابو عبد اللہ (حسین) یہاں سے جا رہا ہے اور حجاز کو چھوڑ رہا ہے

الغرض ابن عباس اور حسین میں مکالمہ کا انجام اچھا نہ ہوا اور ابن عباس اپنی حتی المقدور کوشش کے باوجود حسین کو اس اقدام سے نہ روک سکے

دوسری طرف یزید کی بیعت ٦١ ہجری سے لے کر ٩٢ ہجری میں وفات پانے والے تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جن میں مشہور ہیں

عبداللہ بن عباس
ابو سعید الخدری
عبد اللہ بن عمر
جابر بن عبداللہ
عبد اللہ بن عمرو بن العاص

خروج حسین اصل میں حسین کا فہم تھا اس معاہدہ پر جو حسن اور معاویہ میں ہوا تھا – معاہدہ یہ ہوا کہ معاویہ کی موت کے بعد خلافت حسن کو مل جائے گی – لیکن حسن کا انتقال معاویہ سے پہلے ہوا اس طرح معاہدہ کلعدم ہو گیا کیونکہ عربوں میں یہ معروف میں سے تھا کہ اگر ایک فریق کا انتقال ہو جائے تو معائدہ ختم ہو جاتا ہے – معاویہ نے اپنی موت سے سات سال قبل یہ اعلان کروایا کہ میرے بعد یزید خلیفہ ہو گا کسی کو اعتراض ہو تو سامنے آئے- بہت سے اصحاب رسول کے بیٹوں کو خواہش تھی کہ وہ خلیفہ ہوں مثلا ابن زبیر

---

73 تاریخ دمشق کی یہ روایت ایک مکسچر ہے جس میں بہت سے متروک و مجہول اور معروف راویوں کو ملا کر ایک مکمل قصہ نما بیان کیا گیا ہے – اس کی تحقیق ممکن نہیں کہ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے – البتہ اس روایت کو تاریخ اسلام میں الذھبی نے البدایہ میں ابن کثیر نے نقل کیا ہے

اور حسین کو اس کی خواہش تھی
ابن زبیر اس لئے کہ جو خلافت ان کے والد کو ملتی اس کو علی نے حاصل کیا اور حسین کو یہ سمجھ آیا کہ خاندان علی کا معاویہ سے معاہدہ ہوا لہذا اب خلافت واپس مجھ کو ملنی چاہیے کیونکہ میں علی کے ورثاء میں سب سے بڑا ہوں – البتہ وہ معاویہ کی وفات تک چپ رہے جس کی بنا پر ان کا اقدام ابن عباس کو اور دیگر اصحاب رسول کو پسند نہیں آیا
یہ فہم کا فرق تھا جس کی بنا پر پر اہل کوفہ کے ورغلانے میں کام آئے - حسین کو کسی نے منتخب نہیں کیا تھا نہ وہ خلیفہ ہوئے – انہوں نے سفر کیا جس کا مقصد کوفہ یا عراق میں ان کے ہمدردوں کی دعوت پر جانا تھا – ان کا گمان تھا کہ عراقی مدد کریں گے شامیوں سے لڑیں گے اور حسین کی خلافت قائم کر دیں گے – بیعت ہوتی تو انتخاب کی بات ہوتی یہ موقعہ ہی نہیں آیا – عراقی عین وقت پر دغا دے گئے- مکہ سے کوفہ تک کا فاصلہ 1,718.7 کلو میٹر ہے کوئی بھی قافلہ جو یہ سفر کرے اس کا کھانا پینا ختم ہو جائے گا لہذا کوفہ سے واپس مکہ حسین نہیں جا سکتے تھے اور شمال میں اس لئے گئے کہ وہاں فرات کے پاس کسی نخلستان میں بسیرا کر لیں گے پھر آگے کا پلان سوچیں گے

حسین نے مسلم بن عقیل کو اپنے کوفہ پہنچنے سے پہلے بھیجا کہ وہاں کی صورت حال پتا کریں کہ عصبیت ہے یا نہیں
وہاں اس کمزور عصبیت کا مظاہرہ ان بلوائیوں نے بیت المال لوٹ کر کیا اور مسلم بن عقیل کو اس میں پھنسا دیا گیا- جس میں مسلم کو دھر لیا گیا اور مسلم بن عقیل کو ایک ڈاکو کی طرح باغی کی طرح قتل کر دیا گیا شاید شیعان علی ہر صورت چاہتے تھے کہ حسین کسی نہ کسی طرح اس مسئلہ میں اب پیچھے نہ ہٹیں
مسلم بن عقیل اس کو بھانپ چکے تھے کہ یہ کم بخت لوگ دھوکہ باز ہیں لہذا مرنے سے قبل ایک خفیہ خط حسین تک بھیجا کہ رخ بدل لو

اس کی خبر حسین کو رستے میں ہوئی اور سارا خلافت کا خواب بکھر گیا انہوں نے کوفہ سے رخ بدلا اور ٤٠ میل دور غیر آباد میدان کا رخ کیا - اغلبا وہ فرار کر رہے تھے لیکن کہاں جائیں ان کو خود پتا نہ تھا

حسین نے کوفہ کا سفر کیا آخر میں ناکام ہوئے اور ان کے بیٹے زین العابدین نے یزید بن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی شام سے یہ مدینہ پہنچے - بلا بیعت زین العابدین دمشق میں ہی قید کر دیے جاتے لہذا شیعہ کہتے ہیں کہ ائمہ نے ساری ساری زندگی تقیہ میں گزار دی جبکہ قرآن میں اس کو وقتی کہا گیا ہے وہ بھی تب کیا جائے جب کفار سے سابقہ پیش آئے لہذا شیعہ کا دوسرا عقیدہ یہ بنا کہ یزید کو کافر قرار دیا ورنہ مسلمانوں سے تقیہ کا فتوی نہیں چل سکتا

حسین کا خروج ان اصحاب رسول کی نگاہ میں غیر شرعی تھا اہل بیت میں ابن عباس بھی حسین کے مخالف تھے وہ مکہ میں ہی رہے

کربلا میں حسین کی تقریر

تاریخ طبری میں ہے
قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي الْعَيْزَارِ.....قام حسين ع بذي حسم، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إنه قَدْ نزل من الأمر مَا قَدْ ترون، وإن الدُّنْيَا قَدْ تغيرت وتنكرت، وأدبر معروفها واستمرت جدا، فلم يبق منها الا صبابه كصبابة الإناء، وخسيس عيش كالمرعى الوبيل ألا ترون أن الحق لا يعمل بِهِ، وأن الباطل لا يتناهى عنه! ليرغب المؤمن فِي لقاء اللَّه محقا، [فإني لا أَرَى الموت إلا شهادة، وَلا الحياة مع الظالمين إلا برما

یقینا مجھ پر وہ معاملہ اُتر پڑا اہے جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو، بلاشبہ دنیا بدل گئی اور اجنبی ہوگئی۔ دنیا کی شرعی باتوں نے پیٹھ پھیرلی۔ اور دنیا کپڑے سمیٹ کر بھاگ نکلی اور دنیا نہیں باقی رہ گئی مگر اتنی ہی جیسے کہ برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی، بس میری زندگی کا سازو سامان مضر چراگاہ جیسا رہ گیا ہے کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہورہا اور باطل سے باز نہیں آرہے ہیں لہذا اب ہر مومن کو خدا عزوجل سے ملاقات کی رغبت ہونی چاہیے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتاہوں

سند بے کار ہے

.قال النسائي يَحْيى بن عقبة بن أبي العيزار ليس بثقة
.قال أبو حاتم: يفتعل الحديث
.وقال أبو زكريا (1) بن معين: ليس بشئ
.وقال البخاري: منكر الحديث
.ابن معين: كذاب خبيث عدو الله، كان يسخر به

ابو مخنف بھی متروک ہے

تاریخ زبیر بن بکار میں بھی ہے
الزُّبَيْرُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَسَنٍ: لَمَّا نَزلَ عُمَرُ بنُ سَعْدٍ بِالحُسَيْنِ خطبَ أَصْحَابَهُ، وَقَالَ: قَدْ نَزلَ بِنَا مَا تَرَوْنَ، وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَغَيَّرَتْ وَتَنكَّرَتْ، وَأَدْبَرَ مَعْرُوفُهَا، وَاسْتُمْرِئَتْ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا كَصُبَابَةِ الإِنَاءِ، وَإِلاَّ خَسِيسُ عَيْشٍ كَالمَرْعَى الوَبِيْلِ, أَلاَ تَرَوْنَ الحَقَّ لاَ يُعْمَلُ بِهِ، وَالبَاطِلَ لاَ يُتَنَاهَى عَنْهُ؟ لِيَرْغَبَ المُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ اللهِ. إِنِّي لاَ أَرَى المَوْتَ إِلَّا سَعَادَةً، وَالحيَاةَ .مَعَ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا نَدَماً

اس کی سند بھی بے کار ہے
سند میں محمد بن الحسن بن زَبَالَة المخزوميُّ ہے جو
.قال أبو داود: كذاب

وقال النَّسائيّ: متروك.
ہے

صحیح سند سے حسین کی کوئی تقریر معلوم نہیں ہے

قاتلین حسین کون تھے ؟

اس پر تین آراء اہل سنت میں چل رہی ہیں

اول ان کو شیعان حسین نے قتل کیا جو خطوط تلف کرنا چاہتے تھے
دوم ابن زیاد نے قتل کیا جس میں یزید کا عمل دخل نہ تھا
سوم ابن زیاد نے یزید کے حکم پر قتل کیا

اہل سنت میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسین دمشق جا رہے تھے - یہ ایک تھیوری ہے - اس پر کچھ شواہد ہیں کہ کوفہ سے آگے دمشق گئے ہوں گے ایسا ابن کثیر نے لکھا ہے اور آج کل اہل سنت میں یہ قول چل رہا ہے

تاریخ طبری ج ٥ ص ٣٩٢ میں ہے

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ على ع كَتَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ.... قَالَ حصين: فَحَدَّثَنِي هلال بن يساف أن ابن زياد أمر بأخذ مَا بين واقصة إِلَى طريق الشام إِلَى طريق الْبَصْرَة، فلا يدعون أحدا يلج وَلا أحدا يخرج، فأقبل الْحُسَيْن وَلا يشعر بشيء حَتَّى لقي الأعراب، فسألهم، فَقَالُوا: لا وَاللَّهِ مَا ندري، غير أنا لا نستطيع أن نلج وَلا نخرج، قَالَ: فانطلق يسير نحو طريق الشام نحو يَزِيد، فلقيته الخيول بكربلاء، فنزل يناشدهم اللَّه والإسلام، قَالَ: وَكَانَ بعث إِلَيْهِ عُمَر بن سَعْدٍ وشمر بن ذي الجوشن وحصين ابن نميم، فناشدهم الْحُسَيْن اللَّه والإسلام أن يسيروه إِلَى أَمِير الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده، فَقَالُوا: لا إلا عَلَى حكم ابن زياد

حصین بن عبد الرحمن السلمی ، أبو الهذيل الكوفى المتوفى ١٣٦ ھ نے أَبُو الْحَسَنِ هلال بن يساف الأشجعي سے روایت کیا کہا ابن زیاد نے حکم کیا کہ واقصة جو شام کے راستہ پر ہے اور پھر بصرہ کا رستہ ہے اس پر پہرہ رکھا جائے نہ کسی کو گزرنے دیا جائے نہ نکلنے - حسین آگے بڑھے ان کو اس چیز کا پتا نہیں تھا یہاں کہ بدوؤں سے ملے- ان سے پوچھا- بدوؤں نے کہا ہم کو پتا نہیں الله کی قسم آگے نہیں جا سکتے نہ نکل سکتے ہیں - پس حسین نے شام کا راستہ لیا یزید کی طرف - ان کی کربلاء پر گھڑ سواروں سے ملاقات ہوئی پس حسین ان گھڑ سواروں کو اسلام اور اللہ کی نصیحت کرنے لگے- حسین کے پاس عُمَر بن سَعْدٍ اور شمر بن ذي

الجوشن اور حصين ابن نمیم کو بھیجا گیا حسین ان کو اسلام اور اللہ کی نصیحت کرنے لگے کہ اگر وہ امیر المومنین تک لے حسین کو لے جائیں تو اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیں گے- عُمَر بن سَعْدٍ اور شمر بن ذي الجوشن اور حصين ابن نمیم نے کہا نہیں الا یہ کہ عبید اللہ بن زیاد ایسا حکم کرے

اس کی سند میں ثقات ہیں البتہ أَبَو الْحَسَنِ هلال بن يساف الأشجعي مدلس ہے اور اس روایت میں واضح نہیں کہ یہ تمام خبر اس کو کس نے دی - أَبَو الْحَسَنِ هلال بن يساف الأشجعي کا لشکر حسین میں شامل ہونا معلوم نہیں ہے نہ حسین سے اس کے سماع کا معلوم ہے البتہ محدثین کے مطابق اس نے علی کو دیکھا ہے سنا نہیں ہے

حسین کے قاتل صحیح سند سے معلوم نہیں ہیں اگر ہم وقتی تسلیم کریں کہ حکومت نے قتل کیا تو اس پر ایک اور روایت ہے جو تاریخ طبری کی ہے

حسین کو کہا جاتا ہے کہ آپشن دیا گیا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ پر آ کر بیعت کریں انہوں نے انکار کیا اس میں بلوا ہوا اور وہ قتل ہوئے

سند ہے

حديث عمار الدهني عن أبي جَعْفَر فَحَدَّثَنِي زكرياء بن يَحْيَى الضرير، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَد بن جناب المصيصي قَالَ:

حَدَّثَنَا خَالِد بن يَزِيدَ بن عَبْدِ اللَّهِ الْقَسْرِيّ قَالَ: [حَدَّثَنَا عمار الدهني قَالَ قلت لأبي جَعْفَر: حَدِّثْنِي عن مقتل الْحُسَيْن حَتَّى كأني حضرته،

راقم کہتا ہے اس سند میں زكريا بن يحيى بن أيوب الضرير ہے جس کو ہیثمی نے کہا ہے لم أعرفه نہیں جانتا اور خطیب بغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے جرح تعدیل نہیں کی ہے لہذا یہ مجہول الحال ہے - یہ روایت ضعیف ہے لیکن اہل سنت کے مورخین کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے اس لئے آٹھویں صدی کے الذہبی نے اس کو محلہ صدق کہہ دیا ہے جبکہ متقدمین محدثین کے نزدیک یہ مجہول ہے - بہر حال اس کا متن ہے

قَالَ لَهُ الْحُسَيْن: اختر واحدة من ثلاث: إما أن تدعوني فأنصرف من حَيْثُ جئت، وإما أن تدعوني فأذهب إِلَى يَزِيد، وإما أن تدعوني فألحق بالثغور، فقبل ذَلِكَ عمر، فكتب إِلَيْهِ عُبَيْد اللَّهِ: لا وَلا كرامة حَتَّى يضع يده فِي يدي!] [فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْن: لا وَاللَّهِ لا يكون ذَلِكَ أبدا] [، فقاتله فقتل أَصْحَاب الْحُسَيْن كلهم، وفيهم بضعة عشر شابا من أهل بيته

حسین نے کہا ان تین میں سے کوئی ایک چیز لو یا تو مجھے چھوڑو میں جہاں جا رہا ہوں جانے دو

یا مجھے یزید کے پاس جانے دو ، یا سرحد پر جانے دو- اس کو عمر بن سعد نے تسلیم کر لیا اور ابن زیاد کو خط لکھا- اس نے جواب دیا ہرگز نہیں اس کی کوئی عزت نہیں اس کو میرے ہاتھ پر بیعت کرنی ہو گی- حسین نے جواب دیا الله کی قسم کبھی بھی نہیں

یعنی حسین رضی اللہ عنہ اس کے لیے تیار نہ ہوئے اور بیعت کو مسترد کر دیا جس پر لڑائی چھڑ گئی-

حسین یزید تک کیوں جانا چاہتے تھے یہ بھی واضح نہیں جب وہ بیعت کے لئے تیار ہی نہیں - یقینا ایک باغی کو امیر المومنین کے سامنے کرنے سے امیر المومنین یزید کی زندگی خطرے میں آ سکتی تھی - حسین سرحد پر اس لئے جانا چاھتے تھے کہ وہ ملک بدری اختیار کریں اور شمال میں جانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ آرمینا کی طرف جا رہے تھے تاکہ اغلبا وہاں کسی اور حکومت کی مدد حاصل کر سکیں

بیعت ہمیشہ گورنر کے ہاتھ پر ہوتی ہے الا یہ کہ خلیفہ سامنے ہو لہذا حسین کا ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت سے انکار اصل میں بیعت یزید سے مسلسل انکار ہے

افسوس

کُجھ شہر دے لوگ وِی ظالم سنَ

کُجھ سانوں مَرن دا شوق وِی سی

ابن عباس نے حسین سے یہی کہا تھا خواہ ما خواہ أُولِي الْأَمْرِ کو اپنا مخالف مت بناو

تاریخ طبری میں تضاد بہت ہے مثلا ایک اور روایت ہے

حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَبِيعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: بَلَغَنَا

ع

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ

ان دو سندوں سے طبری نے قتل حسین پر کلام شروع کیا ہے پھر ایک مقام پر تاریخ میں لکھا

قَالَ الحصين - قَالَ: وَحَدَّثَنِي سعد بن عبيدة، قَالَ: إنا لمستنقعون فِي الماء مع عُمَر بن سَعْد، إذ أتاه رجل فساره وَقَالَ لَهُ: قَدْ بعث إليك ابن زياد جويرية بن بدر التميمي، وأمره إن لم تقاتل القوم أن يضرب عنقك، قَالَ: فوثب إِلَى فرسه فركبه، ثُمَّ دعا سلاحه فلبسه، وإنه عَلَى فرسه، فنهض بِالنَّاسِ إِلَيْهِم فقاتلوهم، فجيء برأس الْحُسَيْن إِلَى ابن زياد، فوضع بين يديه، فجعل ينكت بقضيبه، ويقول: إن أبا عَبْد اللَّهِ قَدْ كَانَ شمط، قَالَ: وجيء بنسائه وبناته وأهله، وَكَانَ

أحسن شَيْء صنعه أن أمر لهن بمنزل فِي مكان معتزل، وأجرى عليهن رزقا، وأمر لهن بنفقة وكسوة قَالَ: فانطلق غلامان مِنْهُمْ لعبد اللَّه بن جَعْفَر- أو ابن ابن جَعْفَر- فأتيا رجلا من طيئ فلجأ إِلَيْهِ، فضرب أعناقهما، وجاء برءوسهما حَتَّى وضعهما بين يدي ابن زياد، قَالَ: فهم بضرب عنقه، وأمر بداره فهدمت.

حصین نے بیان کیا کہ أبو حمزة، سعد بن عبيدة، السلمي، الكوفي نے بیان کیا

ہم عمر بن سعد کے ساتھ پانی میں نہا رہے تھے کہ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس سے سرگوشی کی اور اس نے اسے کہا ابن زیاد نے تمہاری طرف جويرية بن بدر التميمي کو بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ اگر تو نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کی تو وہ تجھے قتل کر دے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اٹھا اور اپنے گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر سوار ہو گیا پھر اس نے اپنے ہتھیار منگوا کر پہنے اور اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور وہ لوگوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے پاس لاکر اس کے سامنے رکھا گیا اور وہ اپنی چھڑی کو اپ کی ناک پر رکھ کر کہنے لگا بلاشبہ ابو عبداللہ سیا و سفید بالوں والے ہیں، راوی بیان کرتا ہے اور اپ کی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل کو بھی لایا گیا راوی بیان کرتا ہے اس نے سب سے اچھا کام یہ کیا کہ ان کے لیے ایک فرد گاہ کا حکم دیا جوا ایک الگ تھلگ جگہ پر تھی اور ان کی رسد جاری کر دی اور ان کے لئے لباس اور اخراجات کا حکم دیا ان میں سے دو لڑکوں نے جو عبداللہ بن جعفر یا ابن ابی جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے آکر طی قبیلہ کے ایک شخص کی پناہ لی تو اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان دونوں کے سر لا کر ابن زیاد کے سامنے رکھ دیئے ابن زیاد نے بھی اسے قتل کرنے کا اردہ کر لیا اور اس کے حکم سے اس کے گھر کو منہدم کردیا گیا۔

حصين بن عبد الرحمن السلمى ، أبو الهذيل الكوفى ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں مختلط تھے

یہاں قتل کا قصہ الگ ہے اور سارا ملبہ عمر بن سعد پر ڈالا گیا ہے

اس سے پہلے جو روایت تھی اس میں تھا کہ مذاکرات ہو رہے تھے وہ ناکام ہوئے پھر حسین نے ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت سے انکار کیا اس پر بلوہ ہوا قتل ہوئے لیکن اب دوسری روایت میں یہاں متن الگ ہے اب سب تالاب میں نہا رہے ہیں ان کو خروج حسین سے کوئی مسئلہ نہیں کہ ابن زیاد قتل کی دھمکی دیتا ہے اور حسین کو قتل کیا جاتا ہے کوئی مذاکرات نہیں ہوتے نہ حسین کوئی شرائط رکھتے ہیں

سعد بن عبيدة أبو حمزة السلمي ثقہ ہیں لیکن یہ خود خوارج کی رائے رکھتے تھے

کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي میں ہے

وقد تكلم في مذهبه ونسب إلى رأي الخوارج، وبسبب ذلك تكلم في نقله وروايته، وقد قيل إنه رجع عن ذلك.

أبو حمزة، سعد بن عبيدة، السلمي، الكوفي جو خارجی تھے وہ لشکر شام میں شامل تھے قاتلین حسین کے ساتھ؟ ایسا ممکن نہیں کیونکہ بنو امیہ اور خوارج کی کبھی نہیں بنی اور أبو حمزة، سعد بن عبيدة، السلمي، الكوفي کی روایت سیاسی عصبیت کی مثال لگتی ہے

حسین کے اقدام خروج کو سند جواز صرف اس صورت میں ملے گا جب ہم ان کو امام من جانب الله مانیں یعنی عقیدہ امامت کو تسلیم کریں کہ ان الوحی ہوئی کہ یہ خروج کرو- اسی لئے اہل تشیع کا عمومی قول ہے کہ حسین کربلاء میں اپنے اپ کو قتل کروانے گئے تاکہ نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی صحیح بن سکے یہ بھی ایک Conspiracy Theory سازش تھیوری ہے جو چلی آرہی ہے

ابو مخنف کا قول ہے کہ اہل شام نے قتل کیا – یہی اس کی روایات کا محور ہے

ابن عمر رضی الله عنہ کا صحیح بخاری میں قول ہے اہل عراق نے قتل کیا

بخاری بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ الله بْنَ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ عَنِ المُحْرِمِ؟ قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ: أَهْلُ العِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن ابی نُعْمٍ کہتے ہیں میں نے عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ کو سنا جب ان سے محرم کے بارے میں سوال ہوا کہ اگر محرم (احرام) کی حالت میں مکھی قتل ہو جائے تو کیا کریں پس انہوں نے کہا أَهْلُ العِرَاقِ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور انہوں نے رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نواسے کا قتل کیا

بخاری نے ابن عمر کی یہ روایت بیان کر کے قتل حسین کا بوجھ أَهْلُ العِرَاقِ پر بتایا اور أَهْلُ الشام کو اس کا ذمہ دار قرار نہ دیا

مختار ثقفی کذاب کا قول ہے کہ بنو امیہ کے ان گورنروں نے قتل کیا ہے جو ابن زبیر کے دور خلافت میں عراق میں مقرر تھے - یہ قول کذاب کا ہے لائق التفات نہیں البتہ ابو مخنف کی تھیوری میں انہی ناموں کا ذکر ہے

شہادت حسین کے ذمہ دار کون تھا ؟ اس سوال کا جواب امت ۱۴۰۰ سال سے کھوج رہی ہے کوئی واضح جواب نہیں ہے کیونکہ اس پر معلومات نہیں ہیں - جو ہیں وہ نہایت کمزور اسناد سے ہیں جو صحیح ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین نے خروج کیا اور شامی فوج ان کے تعاقب میں گئی ساتھ ہی کوفی عین وقت پر دغا دے گئے اور حسین نے کوفہ سے فرار کی راہ لی اور وہاں سے دور گئے جب کربلا پر پہنچے تو ان کا قتل ہوا-

اس میں بلوہ میں وہ ہلاک ہوئے اور ان کے ساتھ والے اس کے بعد خواتین کو شام پہنچا دیا گیا اور پھر وہاں سے اہل حسین کو مدینہ پہنچا دیا گیا

اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں کہ کربلا میں کیا ہوا ، شام میں کیا ہوا اور مدینہ میں اس کے بعد کیا ہوا
خود ال حسن اور ال عباس نے اہل بیت میں سے ہونے کے باوجود حسین کا ساتھ نہیں دیا
یہاں تک کہ ابن زبیر جو یزید کے بعد خلیفہ ہوئے ان کے لشکر میں ال حسین میں سے بعض شامل ہوئے اور مختار ثقفی سے لڑتے ہوئے مصعب بن زبیر کی سربراہی میں قتل ہوئے
یعنی جو اختلاف تھا وہ اہل سنت میں ختم ہوا اور مدینہ میں جو شیعہ کے ائمہ ہیں وہ بھی رہتے رہے اور اپنے اپ کو انہوں نے شیعہ نہیں کہا
نہ ہی اہل سنت سے الگ کسی فقہ پر عمل کیا

جب تک الزام ہو اور ثبوت نہ ہو لعنت کسی پر بھی نہیں کی جا سکتی
لعنت اہل اسلام میں سے کسی پر بھی نہیں کی جا سکتی یہ صرف جنگجو کفار کے لئے ہے

محدث ابن الصلاح کہتے ہیں

، والمحفوظ أن الآمر بقتاله المفضي إلى قتله – كرمه الله – –لم يصح عندنا أنه أمر بقتله – أي الحسين رضي الله عنه إنما هو عبيد الله بن زياد والي العراق إذ ذاك
ہمارے (محدثین) کے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم کیا ہو

ابن تیمیہ کہتے ہیں

إن يزيد بن معاوية لم يأمر بقتل الحسين باتفاق أهل النقل

اہل نقل کا اتفاق ہے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں کیا

غزالی کہتے ہیں

هذا لم يثبت أصلاً فلا يجوز أن يقال إنه قتله

یہ اصلا ثابت نہیں کہ پس کسی کے لئے جائز نہیں کہ کہے کہ یزید نے قتل کرنے کا کہا

المعجم الكبير از الطبراني (المتوفى: 360هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى الْكُوفَةِ سَاخِطًا لِوِلَايَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَكَتَبَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ

زِيَادٍ وَهُوَ وَالِيهِ عَلَى الْعِرَاقِ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وابْتُلِيتَ بِهِ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا يُعْتَقُ أَوْ يَعُودُ عَبْدًا كَمَا يُعْتَبَدُ الْعَبِيدُ ". فَقَتَلَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ، وَبَعَثَ بِرَأْسِهِ إِلَيْهِ

الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِيّ نے کہا حسین کوفہ کے لئے نکلے یزید بن معاویہ کی ولایت پر طیش میں آ کر پس یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا جو والی عراق تھا کہ مجھ تک پہنچا ہے کہ حسین کوفہ کے لئے نکلا ہے اور اس کو وقت و زمانے نے آزمائش میں ڈالا ہے اور شہروں میں سے ایک شہر نے اور گورنروں نے اور اس کے لئے ہے کہ یا تو آزادی یا غلام کی طرح آنا جیسا ایک غلام واپس اپنے مالک کے پاس اتا ہے - پس عبید اللہ بن زیاد نے قتل کر دیا اور سر یزید کو بھیج دیا

سند میں الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِيّ مختلف فیہ ہے

میزان میں ہے

قال يعقوب بن شيبة: صدوق، في حديثه ضعف. اس کی حدیث میں کمزوری ہے

لينه يحيى القطان، مع أنه قد روى عنه. یحیی القطان نے اس کو کمزور کیا ہے

وقال أبو حاتم: لا يحتج به. نا قابل دلیل

وقال أبو زرعة: ليس بقوي. قوی نہیں ہے

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِيّ مجهول الحال ہے

دربار ابن زیاد میں حسین کے سر کی آمد

اس وقت کوفہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ ، ابن زیاد کے ہاں تھے اور تمام خبریں مل رہی تھیں یہاں تک کہ صحیح بخاری کے مطابق حسین کا سر وہاں اتا ہے اور ابن زیاد حسین کی تعریف کرتا ہے
کوئی باغی کتنا ہی خوبصورت ہو اس کی تعریف نہیں کی جاتی اور انس بن مالک کی موجودگی بتا رہی ہے کہ خلاف حکم حسین کا قتل ہوا کیونکہ وہ بھی کوئی تبصرہ نہیں کرتے

صحيح البخاري : كِتَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ ؓ) صحیح بخاری: کتاب: نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی فضیلت (باب: حضرت حسن اور حسین ؓ کے فضائل)

3748

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ . اللَّهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا ، کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا ، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا ، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آ پ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے ۔ انہوں نے وسمہ کا خضاب استعمال کررکھا تھا ۔

ابن زیاد چھڑی سے فَجَعَلَ يَنْكُتُ کر رہا تھا

ینکت کہتے ہیں سوچ کے عالم میں تنکے سے لکیر زمین پر بنانا

لغت مشارق الأنوار على صحاح الآثار از عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) کے مطابق

قَوْله فَجعل ينكت بهَا بِضَم الْكَاف وَآخره تَاء بِاثْنَتَيْنِ فَوْقهَا أَي يُؤثر بهَا فِي الأَرْض نكت فِي الأَرْض إِذا أثر بهَا بقضيب أَو نَحوه وَمثله قَوْله فِي الحَدِيث الآخر فينكتون بالحصا أَي يضْربُونَ بِهِ كَمَا يفعل المتفكر المهتم

قول کہ فَجعل ينكت .... یعنی آثار زمین پر بنانے لگا ... اور اسی طرح حدیث میں ہے

النهاية في غريب الحديث والأثر از ابن اثیر کے مطابق

نکت کا مطلب ہے أَيْ يُفَكِّر ويُحدِّث نفسَه. تفکر کرنا اور خود کلامی کرنا

یعنی ابن زیاد سوچ میں پڑ گیا کہ اب امت میں کیا ہو گا

الكافی از کلینی کی روایت ہے

علي بن محمد، عن عبدالله بن محمد بن خالد قال: حدثني منذر بن محمد بن قابوس، عن منصور بن السندي، عن أبي داود المسترق، عن ثعلبة بن ميمون، عن مالك الجهني، عن الحارث بن المغيرة، عن الاصبغ بن نباتة قال: أتيت أمير المؤمنين عليه السلام فوجدته متفكرا ينكت في الارض، فقلت، يا أمير المؤمنين مالي أراك متفكرا تنكت في الارض

الاصبغ بن نباتة نے کہا میں أمير المؤمنين عليه السلام کے پاس پہنچا تو ان کو متفکر پایا (ينكت في الارض) زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے – میں نے کہا یا امیر المومنین میں اپ کو متفکر کیوں پاتا ہوں کہ اپ زمین پر لکیریں کھینچ رہے ہیں

مستدرک مسائل از ميرزا حسين النوري الطبرسي میں ح 13212 میں ہے کہ ایک سوال پر

فسكت أبو عبد الله (عليه السلام) ساعة ينكت في الأرض

امام جعفر ایک ساعت کے لئے خاموش ہو گئے اور زمین پر لکیر لگانے لگے

شارح الکافی مولي محمد صالح المازندراني الفاظ (ينكت في الأرض) پر شرح أصول الكافي میں لکھتے ہیں

الشرح: قوله (ينكت في الأرض) النكت الضرب والأثر اليسير وهو فعل المهموم المتفكر، يقال: نكت في الأرض بالقضيب من باب نصر إذا أثر فيها بطرفه كفعل المتفكر المهموم

کہتے ہیں زمین پر قضیب چھڑی سے لکیر کھینچنا ... متفکر کا فعل ہوتا ہے

راس حسین کے حوالے سے روایت میں بِقَضِيبٍ کے الفاظ ایک ہی سند سے ہیں

ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: «مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا، لِمَ يُذْكَرُ؟» قَالَ: قُلْتُ: «أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ»

المعجم الکبیر طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْكُوفِيُّ، ثنا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ حِينَ أُتِيَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا. فَقُلْتُ: «أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دونوں کی سند میں ھشام بن حسان مدلس ہے اور عنعنہ ہے سند ضعیف ہے

ابن حجر نے فتح الباری میں طبرانی کا جو حوالہ دیا ہے وہ بھی ضعیف ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ الْقَاضِي، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ مِرْدَاسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: أُتِيَ ابْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَجْعَلُ قَضِيبًا فِي يَدِهِ فِي عَيْنِهِ وَأَنْفِهِ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: «ارْفَعِ الْقَضِيبَ» ، فَقَالَ: لِمَ؟ فَقَالَ: «رَأَيْتُ فَمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِهِ

سند میں حرام بن عثمان الأنصاري المدني ہے جو متروک ہے

میزان از الذھبی میں ہے

قال مالك ويحيى: ليس بثقة.

وقال أحمد: ترك الناس حديثه.

وقال الشافعي وغيره: الرواية عن حرام حرام.

وقال ابن حبان: كان غاليا في التشيع يقلب الأسانيد، ويرفع المراسيل.

وقال إبراهيم بن يزيد الحافظ: سألت يحيى بن معين عن حرام.

فقال: الحديث عن حرام حرام.

وكذا قال الجوزجاني.

اس سے روایت کرنا حرام ہے

ابن حجر نے مسند البزار کا حوالہ بھی دیا ہے

حَدَّثنا مُفَرَّجُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ عُبَيد اللَّهِ الذهلي، حَدَّثنا غسان بن الربيع، حَدَّثنا يُوسُفُ بْنُ عَبْدَةَ، عَنْ ثابتٍ وَحُمَيْدٍ، عَن أَنَس، قَالَ: لَمَّا أُتِيَ عُبَيد اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ جَعَلَ يَنْكُتُ بِالْقَضِيبِ ثَنَايَاهُ يَقُولُ: لَقَدْ كَانَ أَحْسَبُهُ قَالَ: جَمِيلا فَقُلْتُ والله لأسوئنك إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْثِمُ حَيْثُ يَقَعُ قَضِيبُكَ قَالَ: فَانْقَبَضَ.

اس کی سند میں یوسف بن عبدة ہے جس کے لئے عقیلی کا کہنا ہے کہ یہ حمید اور ثابت سے منکرات نقل کرتا ہے

وقال العقيلي: له مناكير عن حميد وثابت

اور اس سند میں بھی ایسا ہی ہے

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: «مَا

رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا، لِمَ يُذْكَرُ؟» قَالَ: قُلْتُ: «أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ»

اس نے ناک پر قَضِيبٍ کی اور بولا

اب یہ مترجم کا ذہن ہے کہ وہ اس کو ضرب لگانا کرے یا ناک کو چھونا بیان کرے کیونکہ عربی الفاظ میں مارنے کا ذکر نہیں ہے

راقم کے نزدیک اس کا متن بھی صحیح نہیں ہے

اول اصحاب رسول کے مطابق حسن رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ»

علی نے کہا حسن سر سے لے کر سینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے اور حسین اس سے نیچے یعنی صرف پیر ہوئے

اس روایت کو ابن حبان ، احمد شاکر اور شعیب نے صحیح کہا ہے

اور یہاں سر لایا گیا ہے جو حسین کا ہے اور یہ مشابہت نہیں رکھتا تھا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ صَلاةِ الْعَصْرِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَيَالٍ، وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلامُ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ، فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَلْعَبُ مَعَ غِلْمَانٍ، فَاحْتَمَلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ: "وَا بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ"، قَالَ: وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

ابو بکر نے حسن کے لئے کہا کہ اس میں النبی کی مشابہت ہے یہ علی پر نہیں گیا

اور یہ صحیح بخاری ہی میں ہے

حَدَّثَنا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَحَمَلَ الحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: «بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ، لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ» وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

دوم رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کبھی بھی خضاب کا استعمال نہیں کیا تو پھر ایک خضاب لگانے والے کی شکل رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے کیسے مل سکتی ہے؟

حسین اور ان کے ساتھ تمام مرد قتل ہوئے سوائے زین العابدین کے جس سے ظاہر ہے کہ ان کو سوتے میں حملہ کر کے قتل کیا گیا یہاں تک کہ بلوہ میں بچے بھی قتل ہوئے

قاتل پوشیدہ تھے جن کو نہ بنو امیہ جانتے تھے نہ اہل بیت لہذا کس کے خلاف اقدام کرتے- باوجود یہ کہ حسین کا قتل ہوا ابن عمر گھر والوں کو جمع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں یزید میں کوئی برائی نہیں جانتا کہ اس کی بیعت سے نکلوں اور ایک دوسری روایت کے مطابق کہتے ہیں حسین کا قتل اہل عراق نے کیا

تاریخ الطبري میں ہے

قَالَ أَبُو مخنف: حَدَّثَنِي سُلَيْمَان بن أبي راشد، عن حميد بن مسلم، قَالَ: دعاني عُمَر بن سَعْد فسرحني إِلَى أهله لأبشرهم بفتح اللَّه عَلَيْهِ وبعافيته، فأقبلت حَتَّى أتيت أهله، فأعلمتهم ذَلِكَ، ثُمَّ أقبلت حَتَّى أدخل فأجد ابن زياد قَدْ جلس لِلنَّاسِ، وأجد الوفد قَدْ قدموا عَلَيْهِ، فأدخلهم، وأذن لِلنَّاسِ، فدخلت فيمن دخل، فإذا رأس الْحُسَيْن موضوع بين يديه، وإذا هُوَ ينكت بقضيب بين ثنيتيه ساعة، فلما رآه زَيْد بن أَرْقَمَ: لا ينجم عن نكته بالقضيب، قَالَ لَهُ: اعل بهذا القضيب عن هاتين الثنيتين، فو الذى لا إله غيره لقد رأيت شفتي رَسُول الله ص عَلَى هاتين الشفتين يقبلهما، ثُمَّ انفضخ الشيخ يبكي، فَقَالَ لَهُ ابن زياد: أبكى اللَّه عينيك! فو الله لولا أنك شيخ قَدْ خرفت وذهب عقلك لضربت عنقك

حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلا کر اپنے اہل و عیال کے پاس بھیجا کہ کو خوش خبری سناؤں کہ اللہ نے فتح دی .... واپس آیا تو دیکھا ابن زیاد لوگوں سے ملنے دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت دینے لوگ ا رہے ہیں ... میں بھی اندر گیا گیا دیکھتا ہوں کہ حسین کا سر سامنے ہے اور ابن زیاد اپنی چھڑی سے حسین کے دانتوں کو کھٹکھٹاتا رہا- زید بن ارقم نے کہا اس کو دانتوں سے ہٹا وحدہ لا شریک کی قسم رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو میں نے دیکھا اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر پیار کرتے تھے اور یہ کہنا تھا کہ سب بوڑھے لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے - ابن زیاد نے کہا الله تجھ کو رولائے تو بڈھا ہوا اور تیری عقل جاتی رہی واللہ میں تیری گردن ہی مار دیتا

اول اس کا راوی ابو مخنف سخت جھوٹا اگ لگانے والا شیعہ مشہور ہے

المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري میں تاریخ طبری کے محقق أكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري کہتے ہیں اس کی سند میں دو مجھول ہیں

سليمان بن أبي راشد، الأزدي، من السادسة، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة
سلیمان بن ابی راشد میں اس کو نہیں جانتا نہ اس کا ترجمہ ملا

دوسرے راوی پر کہتے ہیں

حميد بن مسلم، الأزدي – وقيل: الأسدي -، من الرابعة، من أصحاب المختار بن أبي عبيد، الثقفي، الكذاب، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة

حمید بن مسلم کہا جاتا ہے اسدی ہے یہ مختار ثقفی کے اصحاب میں سے ہے اس کا ترجمہ نہیں ملا نہ اس کو جان سکا

المعجم الکبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنْبَاعِ رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ الْمِصْرِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: أَبَى الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنْ يُسْتَأْسَرَ، فَقاتَلُوهُ فَقَتَلُوهُ، وَقَتَلُوا ابْنَيْهِ وَأَصْحَابَهُ الَّذِينَ قَاتَلُوا مِنْهُ بِمَكَانٍ يُقَالُ لَهُ الطَّفُّ، وَانْطُلِقَ بِعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَفَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، وَسُكَيْنَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، وَعَلِيٌّ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ قَدْ بَلَغَ، فَبَعَثَ بِهِمْ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَأَمَرَ بِسُكَيْنَةَ فَجَعَلَهَا خَلْفَ سَرِيرِهِ لِئَلَّا تَرَى رَأْسَ أَبِيهَا وَذَوِي قَرَابَتِهَا، وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي غُلٍّ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ، فَضَرَبَ عَلَى ثَنِيَّتَيِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ:

[البحر الطويل] نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَحِبَّةٍ ... إِلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: {مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ} [الحديد: 22] . فَثَقُلَ عَلَى يَزِيدَ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ، وَتَلَا عَلِيٌّ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ يَزِيدُ: بَلْ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «أَمَا وَاللهِ لَوْ رَآنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغْلُولِينَ لَأَحَبَّ أَنْ يُخَلِّيَنَا مِنَ الْغُلِّ» . قَالَ: صَدَقْتَ، فَخَلُّوهُمْ مِنَ الْغُلِّ. قَالَ: «وَلَوْ وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بُعْدٍ لَأَحَبَّ أَنْ يُقَرِّبَنَا» . قَالَ: صَدَقْتَ، فَقَرِّبُوهُمْ. فَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ وَسُكَيْنَةُ يَتَطَاوَلَانِ لِتَرَيَا رَأْسَ أَبِيهِمَا، وَجَعَلَ يَزِيدُ يَتَطَاوَلُ فِي مَجْلِسِهِ لِيَسْتُرَ عَنْهُمَا رَأْسَ

لیث بن سعد نے کہا حسین نے غلام بننے سے انکار کیا پس قتال کیا اور وہ قتل ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے اور اصحاب قتل ہوئے جنھوں نے ان کے ساتھ قتال کیا اس مقام پر جس کو الطف کہا جاتا ہے اور علی بن حسین ، فاطمہ بنت حسین ، سکینہ بیت حسین کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا اور علی ان دنوں لڑکے تھے جیسا پہنچا ہے پس ان کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا اور یزید نے حکم کیا سکینہ کو یہ ان کے تخت کے پیچھے کھڑی ہوں تاکہ اپنے باپ اور اقارب کے سر نیزوں پر دیکھ سکیں اور علی بن حسین بیڑی میں جکڑے تھے .... انھوں نے آیت پڑھی

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ} [الحديد: 22] .

اور جو مصیبت بھی زمین میں اور تمہارے اوپر آتی ہے وہ کتاب میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ وہ پہنچے یہ اللہ پر آسان ہے - ... یزید نے آیت پڑھی

بَلْ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ.

یہ تمہارے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے اور اکثر کو وہ معاف کرتا ہے

علی بن حسین نے کہا سچ کہا اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس طرح بیڑیوں میں دیکھتے تو پسند کرتے کہ ان کو ہم سے ہٹا دیں – یزید نے کہا سچ کہا پس اس نے حکم کیا ان کو ہٹاؤ

علی نے کہا و اللہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اتے تو وہ ہم کو اپنے سے قریب کرتے

یزید نے کہا سچ کہا – پس ان کو قریب کیا اور فاطمہ اور سکینہ کے لئے جو رکھا تھا کہ وہ اپنے باپ کو سر دیکھ لیں ان کو چھپا دینے کا حکم کیا

لیث بن سعد امام مالک کے ہم عصر ہیں مصری ہیں اور انہوں نے یزید کا دور نہیں پایا

معجم البلدان أز شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي (المتوفى: 626هـ) میں ہے

الطف: طف الفرات أي الشاطئ، والطف: أرض من ضاحية الكوفة في طريق البرية فيها كان مقتل الحسين ابن علي، رضي الله عنه، وهي أرض بادية قريبة من الريف فيها عدة عيون ماء جارية،

الطف فرات کا ساحل ہے – یہ کوفہ کی جانب کا بری علاقہ ہے جو مقتل حسین ہے اور یہ آبادی کا مقام ہے جہاں بہت سے چشمے ہیں

ابن جوزی نے اپنی کتاب الرد على المتعصب العنيد المانع من ذمّ يزيد صفحہ 57 پر ایک روایت درج کی ہے جو اس طرح ہے

قال ابن الجوزي : أنبأ عبد الوهاب بن المبارك ، قال : أنبأ أبو الحسين بن عبد الجبار ، قال : أنبأ الحسين بن علي الطناجيري ، ثنا خالد بن خداش ، قال : ثنا حماد بن زيد ، عن جميل بن مرة ، عن أبي الوَضِي ، قال : نُحرتْ الإبل التي حُمل عليها رأس الحسين وأصحابه فلم يستطيعوا أكلها ، كانت لحومها أمرّ من الصبر.

فلما وصلت الرؤوس إلى يزيد جلس ودعا بأشراف أهل الشام فأجلسهم حوله ، ثم وضع الرأس بين يديه ، وجعل ينكت بالقضيب على فيه ، ويقول :

نفلق هاماً ، من رجال أعزَّةٍ ... علينا ، وهم كانوا أعقّ وأظلما

ابن جوزی نے ابو وضی سے روایت کی کہ جن اونٹوں پر امام حسین کے مبارک سر، اور ان کے اصحاب کو لے جایا گیا، جب انہیں ذبح کیا گیا، تو کوئی نہ کھا سکا۔ اور جب وہ مبارک سر یزید پلید کو ملا، تو اس نے اہل شام کے بڑے لوگوں کو بلایا، اور مبارک سر کو ہاتھوں میں رکھ کر چھڑی سے مارنے لگا

اس کی سند میں أبو الوضيئ عباد بن نسيب ہے جو اصل میں مجہول الحال ہے – اس کو متاخرین میں ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے لیکن اس پر جرح و تعدیل کے الفاظ نہیں ملے

اس واقعہ کی سند بھی منقطع ہے کیونکہ أبو الوضيئ عباد بن نسيب نے خبر نہیں دی کہ اس کو یہ سب کس نے بتایا - أبو الوضيئ عباد بن نسيب ، علی کی پولیس میں کام کرتا تھا- دربار یزید میں اس کو فورا دھر لیا جاتا کہ یہ یہاں کیا کر رہا ہے

الذھبی نے الْمَدَائِنِيُّ کے حوالے سے کتاب تاریخ الاسلام میں لکھا ہے

وَقَالَ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ دَخَلْنَا الْكُوفَةَ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ، فَدَخَلْنَا مَنْزِلَهُ، فَأَلْحَفْنَا، فَنِمْتُ، فَلَمْ أَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِحِسِّ الْخَيْلِ فِي الْأَزِقَّةِ، فَحَمَلْنَا إِلَى يَزِيدَ، فَدَمَعَتْ عَيْنُهُ حِينَ رَآنَا، وَأَعْطَانَا مَا شِئْنَا وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي قَوْمِكَ أُمُورٌ، فَلَا تَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَا كَانَ، كَتَبَ مَعَ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ كِتَابًا فِيهِ أَمَانِي، فَلَمَّا فَرَغَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَرَّةِ بَعَثَ إِلَيَّ، فَجِئْتُهُ وَقَدْ كَتَبْتُ وَصِيَّتِي، فَرَمَى إِلَيَّ بِالْكِتَابِ، فَإِذَا فِيهِ: اسْتَوْصِ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ خَيْرًا، وَإِنْ دَخَلَ مَعَهُمْ فِي أَمْرِهِمْ فَأَمِّنْهُ وَاعْفُ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ فَقَدْ أَصَابَ وَأَحْسَنَ

عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ نے کہا جب حسین قتل کر دیے گئے تب ہم کوفہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص سے ملے جس نے ہم کو اپنے مکان میں داخل کیا اس نے سونے کا انتظام کیا ، میں سو گیا پھر آنکھ کھلی تو گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سے پس ہم کو لاد کر یزید کے پاس پہنچا دیا گیا- جب یزید نے ہم کو دیکھا وہ رو دیے اور جو ہم نے مانگا ہم کو دیا اور پھر کہا کہ اب کچھ اور کام آپ کی قوم سے ہوں گے اپ اس میں مشغول مت ہونا – پس جب اہل مدینہ کے ساتھ ہوا جو ہوا – یزید نے مسلم بن عقبہ کو امان نامہ لکھ کر دیا مسلم جب حرہ سے فارغ ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس نے وہ تحریر میری جانب پھینکی اس میں تھا عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ کے ساتھ خیر سے پیش آنا اور اگر کے پاس جاؤ اس امر (بغاوت) کے حوالے سے تو ان کو امن دینا اور معاف کرنا اور اگر یہ ان (باغیوں) کے ساتھ نہیں تو یہ ٹھیک ہے اچھا ہے

اس کی سند صحیح ہے

مرآة الزمان في تواريخ الأعيان از شمس الدين أبو المظفر لمعروف سبط ابن الجوزي (581 - 654 هـ) میں اور البدء والتاريخ از المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ) میں ہے کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ نے تقریر کی

وإنَّ جدِّي معاويةَ نازعَ هذا الأمر من كان أولَى منه

بے شک میرے دادا معاویہ نے اس امر خلافت میں ان سے جھگڑا کیا جو ان سے بہتر تھے

النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة از يوسف بن تغري بردي (المتوفى: 874هـ) میں ہے کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ نے تقریر کی

أيها الناس، إن جدي معاوية نازع الأمر أهله ومن هو أحق به منه لقرابته من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو علي بن أبي طالب، وركب بكم ما تعلمون حتى أتته منيته، فصار في قبره رهيناً بذنوبه وأسيراً بخطاياه؛ ثم قلد أبي الأمر فكان غير أهل لذلك، وركب هواه وأخلفه الأمل، وقصر عنه الأجل. وصار في قبره رهيناً بذنوبه، وأسيراً بجرمه؛ ثم بكى حتى جرت دموعه على خديه ثم قال: إن من أعظم الأمور علينا علمنا بسوء مصرعه وبئس منقلبه، وقد قتل عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم وأباح الحرم وخرب الكعبة

”(یزید کے بیٹے معاویہ نے کہا:) میرے دادا معاویہ نے اس معاملے میں ان سے جھگڑا کیا، جو اس معاملے کے اہل تھے اور ان سے زیادہ اس کے حق دار تھے اور وہ علی بن ابی طالب ہیں اور آپ سب کو معلوم ہے کہ معاویہ نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ یہاں تک کہ اسے موت آ گئی اور وہ اپنے گناہوں کا بوجھ لیے اپنی قبر میں پہنچ گیا۔ پھر میرے باپ (یزید) نے یہ معاملہ سنبھالا اور وہ بھی اس کا اہل نہیں تھا، اس نے نواسۂ رسول (حسین رضی اللہ عنہ) سے جھگڑا کیا اور اپنی زندگی گنوا دی، پھر اپنے گناہوں کا بوجھ لیے اپنی قبر میں پہنچ گیا، پھر وہ رونے لگے اور کہا: ہمارے لیے یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ ہمارے علم میں اس کا بد انجام اور بری عاقبت ہے، اس نے نواسۂ رسول کو قتل کیا، حرام کو حلال کیا اور کعبہ میں تخریب کاری کی۔“

ترجمہ کفایت اللہ سنابلی کتاب یزیدبن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ

راقم کہتا ہے اس کی سند کہیں نہیں ملی

شہادت حسین کی خبریں جرح و تعدیل کے میزان میں

حسین رضی الله عنہ کی شہادت یزید بن معاویہ کے دور میں ہوئی جو خلافت کا قضیہ تھا – حسین اپنی خلافت کوفہ میں قائم کرنا چاہتے تھے لیکن وہ سپورٹ حاصل نہ کر پائے جو ان کی خلافت کو برقرار بھی رکھ سکے – لہذا انہوں نے اغلبا آخری لمحات میں خلافت کے ارادے کو ترک کیا اور اپنے قافلے کا رخ کوفہ کی بجائے شمال کی طرف موڑ دیا – یہاں تک کہ کوفہ سے ٤٠ میل دور کربلا پہنچ گئے اور یہی شہید ہوئے جس پر امت ابھی تک غمگین ہے

قاتلین حسین پر الله کی مار ہو

ہم تک جو خبریں آئیں ہیں ان کو جرح و تعدیل کے میزان میں پرکھنا ضروری ہے

امت نواسوں کو قتل کرے گی

مسند احمد ج ١ ص ٨٥ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذَى نِينَوَى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّينَ، فَنَادَى عَلِيٌّ: اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ: وَمَاذَا قَالَ؟، دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ، مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ: «بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ» قَالَ: فَقَالَ: «هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ يَدَهُ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو (دیکھا) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا : اے اللہ کے نبی ! کیا کسی نے آپ کو ناراض کردیا ہے ؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بلکہ میرے پاس ابھی جبریل (علیہ السلام) اُٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا۔
سند میں عَبْدِ الله بْنِ نُجَيٍّ ہے جس کے امام بخاری فیہ نظر کہتے ہیں

اسی الفاظ سے ابن عدی کہتے ہیں من الحديث وأخباره فيها نظر اپنی حدیث اور خبر میں

فیہ نظر ہے

فیہ نظر محدثین جرح کے لئے بولتے ہیں

ایک رافضی لکھتے ہیں
جہاں تک یہ کہنا کہ فیہ نظر جرح کے لیے استعمال ہوتی ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ جرح اگر مفسر نہ ہو، تو تعدیل کو اہمیت دی جاتی ہے یعنی آپ صرف کسی کو ضعیف بھی کہہ دیں،تو فائدہ تب ہی دے گا جب آپ وجہ بھی بیان کریں کہ کیوں ضعیف ہے۔ آیا حافظہ ٹھیک نہیں، جھوٹ بولتا ہےآخر وجہ کیا ہے اسے جرح مفسر کہتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ کیا فیہ نظر کو جرح غیر مفسر کہا جاتا ہے

السیوطی کتاب تدريب الراوي میں وضاحت کرتے ہیں

تنبيهات الأول البخاري يطلق فيه نظر وسكتوا عنه فيمن تركوا حديثه

پہلی تنبیہ بخاری اگرکسی راوی پر فيه نظر کا اطلاق کریں اور سكتوا عنه کہیں تو مراد حدیث ترک کرنا ہے

كتاب التنكيل از الشيخ المعلمي کے مطابق

وكلمة فيه نظر معدودة من أشد الجرح في اصطلاح البخاري

اور کلمہ فیہ نظر بخاری کی شدید جرح کی چند اصطلاح میں سے ہے

اللكنوي كتاب الرفع والتكميل في الجرح والتعديل میں اس پر کہتے ہیں

فيه نظر: يدل على أنه متهم عنده ولا كذلك عند غيره

فیہ نظر دلالت کرتا ہے کہ راوی بخاری کے نزدیک متہم ہے اور دوسروں کے نزدیک ایسا نہیں

سوال ہے کیا اہل تشیع علماء میں راویوں پر !رافضی کہتے ہیں إس کو فلاں اہل سنت کے امام نے ثقہ کہا ہے اختلاف نہیں ہے اگر کوئی مجروح ہے تو کیا سب کے نزدیک مجروح ہے؟ یا ثقہ ہے تو کیا سب کے نزدیک ثقہ ہے؟

رافضی لکھتے ہیں

علامہ شوکانی نے اپنی کتاب در السحابہ، ص 297 پر لکھا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں

شوکانی ایک وقت تھا جب زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اسی دور میں انہوں نے در السحابہ لکھی تھی

البانی الصحیحہ میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد ضعيف، نجي والد عبد الله لا يدرى من هو كما قال الذهبي ولم يوثقه غير ابن حبان وابنه أشهر منه، فمن صحح هذا الإسناد فقد وهم.

میں کہتا ہوں اس کی اسناد ضعیف ہیں نجی والد عبد اللہ کا پتا نہیں کون ہے جیسا کہ الذھبی نے کہا ہے اور اس کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے اور اس کا بیٹا اس سے زیادہ مشہور ہے اور جس کسی نے بھی اس کی تصحیح کی اس کو اس پر وہم ہے

البانی اس کے بعد اس کی چھ اسناد دیتے ہیں اور ان پر جرح کرتے ہیں اور آخر میں اس روایت کوصحیح (لغیرہ) بھی کہہ دیتے ہیں

كتاب أعيان الشيعة - السيد محسن الأمين - ج 4 - ص ٥٣ پر ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے شیعہ عالم محسن آمین لکھتے ہیں

قلت إنما رواه عن علي رجل مجهول يقال له عبد الله بن نجي

،میں کہتا ہوں اس کو علی سے ایک مجھول شخص نے روایت کیا ہے جس کو عبد اللہ بن نجی کہا جاتا ہے

محسن امین کی بات صحیح ہے کہ اہل تشیع کے ہاں یہ مجھول ہے اس کا ترجمہ تک معجم رجال الحدیث از الخوئی میں نہیں

تاریخ دمشق ابن عساکر کی ایک اور روایت ہے

أخبرنا أبو بكر محمد بن الحسين نا أبو الحسين بن المهتدي أنا أبو الحسن علي بن عمر الحربي نا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار نا عبد الرحمن يعني ابن صالح الأزدي نا أبو بكر بن عياش عن موسى بن عقبة عن داود قال قالت أم سلمة دخل الحسين على رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ففزع فقالت أم سلمة ما لك يا رسول الله قال إن جبريل أخبرني أن ابني هذا يقتل وأنه اشتد غضب الله على من يقتله

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موجود تھے اورآپ رو رہے تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی

اس کی سند میں موسى بن عقبة ہے جو ثقہ ہیں لیکن مدلس. داود مجهول ہے جس سے یہ روایت نقل کر رہے ہیں

معجم الکبیر طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِي، فَقَالَ: «لَا يَدْخُلْ عَلَيَّ أَحَدٌ» . فَانْتَظَرْتُ فَدَخَلَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَسَمِعْتُ نَشِيجَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي، فَاطَّلَعْتُ فَإِذَا حُسَيْنٌ فِي حِجْرِهِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَهُوَ يَبْكِي، فَقُلْتُ: وَاللهِ مَا عَلِمْتُ حِينَ دَخَلَ، فَقَالَ: " إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَعَنَا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: تُحِبُّهُ؟ قُلْتُ: أَمَّا مِنَ الدُّنْيَا فَنَعَمْ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ هَذَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ ". فَتَنَاوَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تُرْبَتِهَا، فَأَرَاهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُحِيطَ بِحُسَيْنٍ حِينَ قُتِلَ، قَالَ: مَا اسْمُ هَذِهِ الْأَرْضِ؟ قَالُوا: كَرْبَلَاءُ. قَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ

جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کربلا کی مٹی دکھائی اور اس کو کرب و بلا کی زمین کہا

اس کی سند میں عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ ہے جو مجھول ہے

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی میں دیکھنا

مسند احمد کی روایت ہے

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے، آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک بوتل تھی ۔ میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ، یہ کیا ہے ؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے ، میں اسے صبح سے اکٹھا کررہا ہوں

اسکی سند کا راوی عمار بن أبي عمار مولى بني هاشم مختلف فیہ ہے کتاب اکمال مغلطائی میں ہے

وقال البخاري: أكثر من روى عنه أهل البصرة...و لا يتابع عليه

ابن حبان مشاہیر میں کہتے ہیں

وكان يهم في الشئ بعد الشئ

اسکو بات بے بات وہم ہوتا ہے

ابو داود کہتے ہیں شعبہ نے اس سے روایت لی لیکن کہا

وكان لا يصحح لي

میرے نزدیک صحیح نہیں

یحیی بن سعید کہتے ہیں شعبہ نے صرف ایک روایت اس سے لی

امام مسلم نےاس سےصرف ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کتنے عرصے رہے

ام المومنین نے جنوں کا نوحہ سنا
طبرانی روایت کرتے ہیں کہ عَمَّارِ بنِ أَبِي عَمَّارٍ کہتا ہے کہ
حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: عَنْ عَمَّارِ بنِ أَبِي عَمَّارٍ؛ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ الجِنَّ يَبكِيْنَ عَلَى حُسَيْنٍ، وَتَنُوحُ عَلَيْهِ
ام سلمہ کو سنا میں نے ایک جن کو سنا جو حسین پر نوحہ کر رہا تھا
جبکہ ام سلمہ تو حسین کی شہادت سے پہلے وفات پا چکی ہیں

خود عمار کی ایک روایت جو صحیح مسلم میں ہے اس پر روافض جرح کرتے ہیں کہ اس میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ۱۵ سال رہے اور ان میں آٹھ سال تک کسی کو نہ دیکھا صرف روشنی دیکھتے رہے

جب صحیحین پر جرح کرنی ہوتی ہے تو روافض خود عمار بن ابی عمار کی روایت پیش کر دیتے ہیں اور جب وہ جنات کی خبریں دیتا ہے تو قبول کرتے ہیں

آسمان سے خون کی بارش ہونا
الأمالي - الشيخ الطوسي - ص 330
أخبرنا ابن خشيش ، قال : أخبرنا الحسين بن الحسن ، قال : حدثنا محمد بن دليل ، قال : حدثنا علي بن سهل ، قال : حدثنا مؤمل ، عن حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار ، قال : أمطرت السماء يوم قتل الحسين (عليه السلام) دما عبيط
شیخ الطوسی روایت کرتے ہیں کہ عمار بن ابی عمار کہتا ہے کہ قتل حسین کے دن آسمان سے تازہ خون کی بارش ہوئی
خون کی بارش کا ذکر اہل سنت کی صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے عمار بن ابی عمار کی یہ قصہ گوئی ہے

عمار بن ابی عمار تو مدینہ میں تھا خون کی بارش ساری دنیا میں ہوئی؟ کہاں کہاں ہوئی؟ کس کس نے بیان کیا

مدینہ کا کوئی اور شخص اس کو نقل نہیں کرتا اگر کوفہ میں ہوئی تو اس کا فائدہ اس سے تو تمام شواہد مٹ گئے کس نے قتل کیا خون جب ہر طرف ہو گا تو مقتل کا نشان باقی نہ رہا

اتنا اہم ماحولیاتی تغیر اور اس خون سے جو فقہی مسائل پیدا ہوئے اور پینے کا پانی قابل استعمال نہ رہا اس پر کتب خاموش ہیں

لیکن لوگوں کو قصے پسند ہیں سن رہے ہیں اور قبول کر رہے ہیں

کتاب **مرآة الزمان في تواريخ الأعيان** میں **سبط ابن الجوزي** لکھتے ہیں

أبو الفرج [ابن] الجوزي : لمَّا كان الغضبان يحمرُّ وجهه، فيتبيّن بالحُمرة تأثيرُ غضبه، والحقّ سبحانه ليس بجسم، أظهر تأثير غضبه بحمرة الأفق حين قُتل الحسينُ - عليه السلام –

جس طرح غصے سے چہرہ سرخ ہو جاتا ہے ... پس حق سبحانہ جسم تو نہیں لیکن اس نے اپنے غصے کا اظہار آسمان کو سرخ کر کے کیا

راقم کہتا ہے یہ جاہلوں کا قول ہے – آسمانی تغیرات ہوتے رہتے ہیں

امام ذھبی اپنی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ

المَدَائِنِيُّ: عَنْ عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عَنْ جَدِّهِ الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، قَالَ احْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ بَعْدَ قَتْلِ الحُسَيْنِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ تُرَى كَالدَّمِ

امام ذھبی نے یہاں المَدَائِنِيُّ سے نقل کیا ہے

اور المزي اپنی کتاب تهذيب الكمال في أسماء الرجال میں بھی لائے ہیں

وَقَال علي بْن مُحَمَّد المدائني، عَن عَلِيّ بْن مدرك، عن جده الأسود بْن قيس: أحمرت آفاق السماء بعد قتل الحسين بستة أشهر، نرى ذلك في آفاق السماء كأنها الدم. قال: فحدثت بذلك شَرِيكا، فقال لي: ما أنت من الأسود؟ ، قلت: هو جدي أَبُو أمي قال: أم والله إن كَانَ لصدوق الحديث، عظيم الأمانة، مكرما للضيف

علی بن مدرک نے اپنے نانا اسود سے روایت کیا کہ آسمان کا افق قتل حسین کے بعد چھ مہینوں تک سرخ رہا آسمان ایسا لگتا کہ گویا خون ہو کہا اس کا ذکر شریک سے کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا تم تو اسود نہیں ہو؟ میں نے کہا وہ میرے نانا تھے کہا واللہ اگر یہ حدیث میں سچے تھے تو یہ عظیم امانت ہے کمزور کی تکریم ہے

راقم کہتا ہے علی بن مدرک کے نانا جان مجہول ہیں – اغلبا آسمان کسی دم دار ستارے کے جانے سے ایسا لگا

کتاب تاریخ اسلام از الذھبی میں ہے

وقال جرير بن عبد الحميد ، عن زيد بن أبي زياد قال : قتل الحسين ولي أربع عشرة سنة ، وصار الورس الذي في عسكرهم رمادا ، واحمرت آفاق السماء ، ونحروا ناقة في عسكرهم ، وكانوا يرون في لحمها النيران

زيد بن أبي زياد نے کہا حسین کے قتل پر ١٤ سال ہوئے اور...اور آسمان سرخ ہوا اور حسین کے لشکر میں اونٹ کو ذبح کیا گیا تو اس کا خون اور آسمان کا رنگ ایک تھا

اغلبا یہ يزيد بن أبي زياد ہے جو ضعیف ہے – اسی سے جرير بن عبد الحميد نے روایت لی ہے

زيد بن أبي زياد مجہول ہے

الثقات لابن حبان میں ایک روایت ہے

ثنا بن قتيبة بعسقلان قال ثنا العباس بن إسماعيل مولى بنى هاشم قال ثنا مسلم بن إبراهيم قال حدثتنا أم شوق العبدية قالت حدثني نضرة الأزدية قالت لما قتل الحسين بن علي مطرت السماء دما فأصبح جرارنا وكل شئ لنا ملأى دما

نضرة الأزدية نے کہا جب حسین کا قتل ہوا آسمان سے خون کی بارش ہوئی .. اور ہر چیز میں خون مل گیا

أم شوق العبدية اور ان کی باجی نضرة الأزدية دونوں مجہول ہیں

تاریخ الاسلام از الذھبی میں ہے

وَرَوَى أَبُو شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ مَكَثْنَا أَيَّامًا سَبْعَةً، إِذَا صَلَّيْنَا الْعَصْرَ نَظَرْنَا إِلَى الشَّمْسِ عَلَى أَطْرَافِ الْحِيطَانِ، كَأَنَّهَا الْمَلَاحِفُ الْمُعَصْفَرَةُ، وَبَصَرْنَا إِلَى الْكَوَاكِبِ، يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا1

عِيسَى بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ نے کہا جب حسین کا قتل ہوا سات دن گزرے جب ہم عصر پڑھتے اور سورج کو دیکھتے تو اس کے اس پاس ہم کو پیلاہی لگتی اور ہم پر تارے گزرے جو ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے

راقم کہتا ہے یہ دم دار ستارے تھے جو آج بھی گرتے نظر اتے ہیں اس کا کسی کے قتل سے کوئی تعلق نہیں

صحیح حدیث میں ہے سورج و چاند کو گرہن کسی کی موت پر نہیں لگتا

یعنی کسی کی موت پر کوئی آفاقی تبدیلی نہیں ہوتی

بہر حال یہ روایات مھجولین کی اسناد سے ہیں – امام ذھبی اور ابن حبان نے اپنی ان کتابوں میں مجہولین سے بھی روایت لی ہے

ابن حبان مجہول کو بھی ثقہ کہتے تھے جس کی بنا پر ان کی جانب سے کی گئی ثقاہت پر شبہہ رہا ہے اور اس پر علم حدیث کی کتب دیکھ سکتے ہیں

امت نے کر بلا پر قتل کیا جیسا خبر تھی

تاریخ دمشق ابن عساکر کی روایت ہے

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا أبو عمر محمد بن العباس أنا أبو الحسن أحمد بن معروف أنا الحسين بن الفهم أنا محمد بن سعد أنا محمد بن عبد الله الأنصاري نا قرة بن خالد أخبرني عامر بن عبد الواحد عن شهر بن حوشب قال أنا لعند أم سلمة زوج النبي (صلى الله عليه وسلم) قال فسمعنا صارخة فأقبلت حتى انتهيت إلى أم سلمة فقالت قتل الحسين قالت قد فعلوها ملأ الله بيوتهم أو قبورهم عليهم نارا ووقعت مغشيا عليها وقمنا

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس موجود تھا۔ میں نے حسین کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ کو بتایا ۔(کہ سیدنا حسینؓ شہید ہوگئے ہیں) انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کردیاہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے ۔ اور وہ (غم کی شدت سے) بیہوش ہوگئی

سند میں شہر بن حوشب ہے اس پر بحث آ رہی ہے

تاریخ دمشق ابن عساکر کی روایت ہے

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا أبو محمد الحسن بن علي إملاء ح

وأخبرنا أبو نصر بن رضوان وأبو غالب أحمد بن الحسن وأبو محمد عبد الله بن محمد قالوا أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا أبو بكر بن مالك أنا إبراهيم بن عبد الله نا حجاج نا حماد عن أبان عن شهر بن حوشب عن أم سلمة قالت كان جبريل عند النبي (صلى الله عليه وسلم) والحسين معي فبكى فتركته فدنا من النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال جبريل أتحبه يا محمد فقال نعم قال جبرائيل إن أمتك ستقتله وإن شئت أريتك من تربة الأرض التي يقتل بها فأراه إياه فإذا الأرض يقال لها كربلا

شہر بن حوشب کہتا ہے کہ ام سلمة رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حسین ان کے ساتھ تھے پس وہ روئے...جبریل نے بتایا کہ اپ کی امت اس بچے کو قتل کرے گی اور اپ چاہیں تو میں وہ مٹی بھی دکھا دوں جس پر قتل ہونگے پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین دکھائی اور اپ نے اس کو کربلا کہا

ان دونوں روایات میں کی سند میں شہر بن حوشب ہے

. النَّسَائِيُّ اپنی کتاب الضعفاء والمتروکون میں کہتے ہیں : لَيْسَ بِالقَوِيِّ، قوی نہیں

.ابْنُ عَدِيٍّ کہتے ہیں: لاَ يُحْتَجُّ بِهِ، وَلاَ يُتَدَيَّنُ بِحَدِيْثِهِ اس کی حدیث ناقابل دلیل ہے

. أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ کہتے ہیں: وَلاَ يُحْتَجُّ بِهِ، اس کی حدیث نا قابل دلیل ہے

.يَحْيَى بنِ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ کہتے ہیں

عَبْدِ اللهِ بنِ عَوْنٍ، قَالَ: إِنَّ شَهْراً تَرَكُوْهُ اس کو متروک کہتے ہیں

الذہبی کہتے ہیں اس کی حدیث حسن ہے اگر متن صحیح ہو اور اگر متن صحیح نہ ہو تو اس سے دور رہا جائے کیونکہ یہ ایک احمق مغرور تھا

الذہبی کتاب سير أعلام النبلاء میں اس پر لکھتے ہیں

قُلْتُ: مَنْ فَعَلَهُ لِيُعِزَّ الدِّيْنَ، وَيُرْغِمَ المُنَافِقِيْنَ، وَيَتَوَاضَعَ مَعَ ذَلِكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَيَحْمَدَ رَبَّ العَالِمِيْنَ، فَحَسَنٌ، وَمَنْ فَعَلَهُ بَذْخاً وَتِيْهاً وَفَخْراً، أَذَلَّهُ اللهُ وَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَإِنْ عُوْتِبَ وَوُعِظَ، فَكَابَرَ، وَادَّعَى أَنَّهُ لَيْسَ بِمُخْتَالٍ وَلاَ تَيَّاهٍ، فَأَعْرِضْ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَحْمَقُ مَغْرُوْرٌ بِنَفْسِهِ.

اس سے سنن اربعا اور مسلم نے مقرونا روایت لی ہے

کتاب رجال صحيح مسلم از ابن مَنْجُويَه (المتوفى: 428هـ) کے مطابق

مسلم نے صرف ایک روایت کہ کھمبی ، من میں سے ہے لی ہے

طبرانی الکبیر میں قول ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي
ابراہیم بن یزید النخعی نے فرمایا:اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنھوں نے حسین بن علی کو قتل (شہید) کیا، پھر میری مغفرت کردی جاتی ، پھر میں جنت میں داخل ہوتا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزرنے سے شرم کرتا کہ کہیں آپ میری طرف دیکھ نہ لیں۔
اس کی سند میں مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ ہے – الأزدي اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں ابن حجر صدوق کہتے ہیں

اسکی سند میں سعید بن خثیم بن رشد الہلالی ہے جس ابن حجر ، صدوق رمی بالتشیع له أغاليط شیعیت میں مبتلا اور غلطیوں سے پر ہے ، کہتے ہیں

سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، أَبُو مَعْمَرٍ الْهِلالِيُّ الْكُوفِيّ اور اس کے استاد خالد دونوں کوالازدی نے منکر الحدیث کہا ہے دیکھئے ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين از الذھبی

راویوں کا ہر قول نہیں لیا جاتا یہی وجہ ہے ابن عدی کہتے ہیں
سعيد بن خثيم الهلالي: قال الأزدي: منكر الحديث، وقال ابن عدي: مقدار ما يرويه غير محفوظ.
بہت کچھ جو سعید روایت کرتا ہے غیر محفوظ ہے

سند میں محمد بن عثمان بن أبي شيبة بھی ہے جس کو کذاب تک کہا گیا ہے دیکھئے میزان الاعتدال از الذھبی

.عبد الله بن أحمد بن حنبل فقال: كذاب
.وقال ابن خراش: كان يضع الحديث
.وقال مطين: هو عصا موسى تلقف ما يأفكون
وقال الدارقطني: يقال إنه أخذ كتاب غير محدث

بحر الحال اس روایت کے صحیح ہونے یا نہ ہونے سے نفس مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ یہ ابراہیم کا قول ہے کوئی حدیث رسول نہیں ہے، ان کا قتل حسین سے کوئی تعلق نہ تھا

مشخية ابراہیم بن طہمان کی روایت ہے
عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَقَالَ: «لَا يَدْخُلُ عَلَيَّ أَحَدٌ فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَدَخَلْتُ، فَإِذَا عِنْدَهُ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَإِذَا هُوَ حَزِينٌ، أَوْ قَالَتْ: يَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا لَكَ تَبْكِي يَا رَسُولَ ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ أَنَّ أُمَّتِي تَقْتُلُ هَذَا بَعْدِي فَقُلْتُ وَمَنْ يَقْتُلُهُ؟ فَتَنَاوَلَ " مَدَرَةً، فَقَالَ:» أَهْلُ هَذِهِ الْمَدَرَةِ تَقْتُلُهُ
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسین بن علی موجود تھے اورآپ رو رہے تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی
سند میں عَبد الرحمن بن إسحاق (عَبد الرحمن بن إسحاق، وَهو عباد بن إسحاق وعباد لقب مديني) ہے جس کے لئے كتاب الكامل في ضعفاء الرجال کے ابن عدی مطابق

.يَحْيى بن سَعِيد، قالَ: سَألتُ عن عَبد الرحمن بن إسحاق بالمدينة فلم أرهم يحمدونه

یحیی بن سعید کہتے ہیں عبد الرحمان بن اسحاق کے بارے میں اہل مدینہ سے سوال کیا لیکن ایسا کوئی نہ تھا جو اس کی تعریف کرے

طبقات ابن سعد کے محقق محمد بن صامل السلمي جو مكتبة الصديق - الطائف اس روایت کے لئے کہتے ہیں

.إسناده ضعيف

معرفة الصحابة از ابو نعیم کی روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَسَّانَ، ثنا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «اسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْقَطْرِ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِنَ لَهُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ» احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلَنَّ أَحَدٌ " قَالَ: فَجَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَوَثَبَ حَتَّى دَخَلَ، فَجَعَلَ يَقْعُدُ عَلَى مَنْكِبَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنَّ فِي أُمَّتِكَ مَنْ يَقْتُلُهُ، وَإِنْ شِئْتَ

أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ، فَأَرَاهُ تُرَابًا أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَصَرَّتْهُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهَا، قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ

عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ کہتا ہے ہم سے ثابت نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ان سے انس بن مالک رضی الله عنہ نے بیان کیا کہ بارش کے فرشتے نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے پاس انے کی اجازت مانگی پس اس کو اجازت دی اس نے ام سلمہ سے کہا کہ دروازہ کی حفاظت کریں کہ کوئی داخل نہ ہو پس حسین آ گئے اور اندر داخل ہوئے اور رسول الله کے شانے پر بیٹھ بھی گئے تو فرشتہ بولا کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں رسول الله نے کہا ہاں فرشتہ بولا اپ کی امت میں سے کچھ اس کا قتل کر دیں گے اور اگر آپ چاہیں تو اس مکان کو دکھا دوں جہاں یہ قتل ہونگے اس نے ہاتھ پر ضرب لگائی اور سرخ مٹی آپ نے دیکھی جس کو ام سلمہ نے سمیٹ کر اپنے کپڑے میں رکھا کہا ہم سنتے تھے کہ یہ کربلا میں قتل ہونگے

سند میں عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ ہے جس کو محدثین ضعیف کہتے ہیں الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

قال البخاري: ربما يضطرب في حديثه.
وقال أحمد: له مناكير.
وقال أبو حاتم: يكتب حديثه ولا يحتج به.
وقال الدارقطني: ضعيف.
وقال أبو داود: ليس بذاك.
وقال أبو زرعة: لا بأس به.

البانی نے بھی اس کی روایت کو ضعیف کہا ہے مثلا ایک دوسری روایت پر الصحیحہ ج 5 ص ١٦٦ میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد ضعيف
، عمارة بن زاذان صدوق سيء الحفظ

میں کہتا ہوں اس کی اسناد ضعیف ہیں اس میں عمارة بن زاذان ہے جو صدوق برے حافظہ والا ہے

اس مخصوص کربلا والی روایت کو البانی الصحیحہ میں ذکر کرتے ہیں

قلت: ورجاله ثقات غير عمارة هذا قال الحافظ: " صدوق كثير الخطأ ". وقال الهيثمي: " رواه أحمد وأبو يعلى والبزار والطبراني بأسانيد وفيها عمارة بن زاذان وثقه جماعة وفيه ضعف وبقية رجال أبي يعلى رجال الصحيح ".

میں کہتا ہوں اس کے رجال ثقہ ہیں سوائے عمارہ کے ابن حجر کہتے ہیں صدوق ہے غلطیاں کرتاہے اور ہیثمی کہتے ہیں اس کو امام احمد ابو یعلی البزار اور الطبرانی نے جن اسانید سے روایت کیا ہے ان میں عمارہ ہے جن کو ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے اور اس میں کمزوری ہے اور باقی رجال ابی یعلی کے رجال ہیں

البانی مبہم انداز میں اس کو رد کر رہے ہیں لیکن التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان وتمییز سقیمه من صحیحه، وشاذه من محفوظه میں کھل کراس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں

صحیح لغیره

جبکہ دوسری تمام روایات کا ضعیف ہونا اوپر واضح کیا گیا ہے لہذا یہ صحیح الغیرہ نہیں ضعیف ہے

ام سلمه رضي الله عنها كي اوپر دي تمام احاديث ضعيف ہيں كيونكہ ان كي وفات حسين كي شہادت سے پہلے ہو گئي تھي
حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَزِينٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي سَلْمَى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَعْنِي فِي المَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ ، قَالَ: "شَهِدْتُ قَتْلَ الحُسَيْنِ آنِفًا" هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
سلمی سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے رونے کا سبب پوچھا اور کہا : کس شے نے آپ کو گریہ وزاری میں مبتلا کر دیا ہے؟ آپ نے کہا : میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے . کا سر اور ریش مبارک گرد آلود تھی.میں نے عرض کی ، یارسول ،آپ کی کیسی حالت بنی ہوئی ہے ؟ رسول اللہ نے فرمایا: میں نے ابھی ابھی حسین کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے
ترمذی اور مستدرک الحاکم میں یہ روایت نقل ہوئی ہے

اس کی سند میں سَلْمَى الْبَكْرِيَّةِ ہیں

تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي میں مبارکپوری لکھتے ہیں

هَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ لِجَهَالَةِ سَلْمَى

سَلْمَى کے مجهول ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے

کتاب مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح کے مطابق

وَمَاتَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ

اور ام سلمہ کی وفات ٥٩ ھ میں ہوئی

تاریخ کے مطابق حسین کی شہادت سن ٦١ ہجری میں ہوئی

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

ایک رافضی لکھتے ہیں
اب مستند روایات تو یہ کہہ رہی ہے کہ بی بی ام سلمہ اس وقت موجود تھیں، اور یہ ناصبی یہ ڈھول پیٹ رہے ہیں کہ جناب وہ تو پہلے انتقال کر چکی تھیں
ڈھول ہم ہی نہیں شیعان بھی پیٹ رہے ہیں دیکھیں اور وجد میں آئیں

المعارف از ابن قتیبہ کے مطابق

وتوفيت «أم سلمة» سنة تسع وخمسين، بعد «عائشة» بسنة وأيام.

ام سلمہ کی وفات سن ٥٩ ھ میں عائشہ کے ایک سال بعد یا کچھ دن بعد وفات ہوئی

كتاب جمل من أنساب الأشراف از أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفى: 279هـ) کے مطابق
وتوفيت أم سلمة فِي شوال سنة تسع وخمسين، ودفنت بالبقيع
ام سلمہ کی وفات شوال ٥٩ ھ میں ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئیں

طبقات ابن سعد کے مطابق واقدی کہتا ہے ام سلمہ رضی الله عنہا کی وفات ٥٩ ھ ہے
طبقات ابن سعد ” 4 / 340، 341

ابو ہریرہ رضی الله عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جو خود حسین سے پہلے انتقال کر گئے

ابن قتیبہ واقدی اور البَلَاذُري کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا میلان شیعیت کی طرف تھا حسن اتفاق ہے ان سب کا ام سلمہ کی وفات پر اجماع ہے کہ وہ ٥٩ ھ میں حسین سے پہلے وفات پا چکی ہیں

كتاب تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير از ابن جوزی کے مطابق
فَتزَوج رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أم سَلمَة فِي لَيَال بَقينَ من شَوَّال سنة أَربع وَتوفيت سنة تسع وَخمسين وَقيل سنة ثِنْتَيْنِ وَسِتِّينَ وَالْأول أصح

پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا سن 4 ھ میں شوال میں کچھ راتیں کم اور ام سلمہ کی وفات سن ٥٩ ھ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے سن ٦٢ ھ میں اور پہلا قول صحیح ہے

ابن حبان ثقات میں کہتے ہیں
وَمَاتَتْ أم سَلمَة سنة تسع وَخمسين
ام سلمہ ٥٩ ھ میں وفات ہوئی

الباجی کہتے ہیں كتاب التعديل والتجريح , لمن خرج له البخاري في الجامع الصحيح
توفيت فِي شَوَّال سنة تسع وَخمسين فصلى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَ

ان کی وفات شوال سن ٥٩ ھ میں ہوئی ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُوُفِّيَتْ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ، وَهُوَ غَلَطٌ، لِأَنَّ فِي «صَحِيحِ مُسْلِمٍ» أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صَفْوَانَ دَخَلَ عَلَيْهَا فِي خِلافَةِ يَزِيدَ
اور بعض نے کہا ان کی وفات سن ٥٩ ھ میں ہوئی اور یہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن صفوان ان کے پاس داخل ہوا یزید کی خلافت کے دور میں

اسی کتاب میں [حَوَادِثُ] سَنَة تسع وخمسين میں الذھبی لکھتے ہیں
وَيُقَالُ: توفيت فِيهَا أم سلمة، وتأتي سَنَة إحدى وستين
اور کہا جاتا ہے کہ اس میں ام سلمہ کی وفات ہوئی اور آگے آئے گا کہ سن ٦١ ھ میں ہوئی

یہ الذھبی کی غلطی ہے صحیح مسلم کی معلول روایت میں ہے کہ راویوں نے ان سے ابن زبیر کے دور میں پوچھا جو ٦٤ ھ سے شروع ہوتا ہے

ابن اثیر الکامل میں لکھتے ہیں
وَمَاتَتْ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ، وَقِيلَ: بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
اور ام سلمہ کی وفات سن ٥٩ ھ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے حسین کے قتل کے بعد ہوئی

ابن کثیر البداية والنهاية میں لکھتے ہیں
وَمَاتَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فِي ذِي الْقِعْدَةِ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
البیھقی نے روایت کیا ہے کہ ام سلمہ کی وفات ذیقعدہ سن ٥٩ ھ میں ہوئی
اسی کتاب میں ابن کثیر لکھتے ہیں
.قَالَ الْوَاقِدِيُّ: تُوُفِّيَتْ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ
.وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ: تُوُفِّيَتْ فِي أَيَّامِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ
.قُلْتُ: وَالْأَحَادِيثُ الْمُتَقَدِّمَةُ فِي مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا عَاشَتْ إِلَى مَا بَعْدَ مَقْتَلِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

واقدی کہتا ہے ام سلمہ کی وفات سن ٥٩ ھ میں ہوئی ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی
ابن ابی خیثمہ کہتا ہے ان کی وفات یزید کے دور میں ہوئی
میں کہتا ہوں اور شروع کی احادیث جو مقتل حسین کے بارے میں ہیں ان سے دلالت ہوتی ہے کہ یہ ان کے قتل کے بعد بھی زندہ رہیں

قارئین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ام سلمہ کی وفات کے حوالے سے موقف ان روایات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بدلا گیا جبکہ یہ خود تاریخ کے مطابق غلط ہیں

ایک رافضی جھوٹ کھلتا دیکھ کر اس قدر گھبرا کر لکھتے ہیں

اب یہ مستند روایت بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ بی بی ام سلمہ امام حسین کی شہادت کے وقت موجود تھیں۔ کسی کو اگر اس پر اعتراض ہے، تو اسے کوئی مستند روایت پیش کرنی ہو گی جو یہ ثابت کر سکے کہ ان کا اس وقت انتقال ہو چکا تھا۔ صرف مولویوں کی رائے پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں

لیکن خود اوپر دی گئی احادیث کی تصحیح کے لئے خود مولویوں شیخ شعیب الارناؤط ، احمد شاکر ، البانی کے اقوال پیش کرتے ہیں

ابن قتیبہ واقدی اور البَلَاذُري کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا میلان شیعیت کی طرف تھا حسن اتفاق ہے ان سب کا ام سلمہ کی وفات پر اجماع ہے کہ وہ ٥٩ ھ میں حسین سے پہلے وفات پا چکی ہیں

ام۔ سلمہ کی وفات کی خبر سند سے ھی ان مورخین نے بیان کی ھ

ہماری نہیں تو اپنے شیعوں کی ہی مان لیں

خیران کےلینے اور دینے کے باٹ الگ ہیں

خود ہی غور کریں اور عقل سلیم استعمال کریں

ام سلمہ خواب میں دیکھتی ہیں یا جن بتاتا ہے- کتنے راوی ان کی حالت نیند میں ان کے پاس ہی بیٹھے ہیں! ام المومنین پر جھوٹ بولنے والوں پر الله کی مار

ام المومنین کی خواب گاہ میں یہ منحوس داخل کیسے ہوئے؟

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذَى نِينَوَى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّينَ، فَنَادَى عَلِيٌّ: اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللهِ، بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ: وَمَاذَا قَالَ؟، دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ، مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ: " بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ " قَالَ: فَقَالَ: " هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ " قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ يَدَهُ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا (1)

سند میں عبد الله بن نجي مجهول ہے
اور ابن معین کہتے ہیں اس کا سماع علی سے نہیں ہے

سیوطی کی کتاب الخصائص الکبری میں ہے
وأخرج أبو نعيم عن يحيى الحضرمي أنه سافر مع علي إلى صفين فلما حاذى نينوى نادى صبرا أبا عبد الله بشط الفرات قلت ماذا قال إن النبي {صلى الله عليه وسلم} قال حدثني جبريل أن الحسين يقتل بشط الفرات وأراني قبضة من تربته

اس کی سند میں يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوفِيُّ ہے جو متروک ہے

قارئین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ تمام روایات ضعیف ہیں – اسناد دین ہیں لہذا محدثین کی جرح کو قبول کرنا چاہیے -نہ کہ محبوب راویوں کو بچانے کے چکر میں تاریخ کو ہی مسخ کر دیا جائے

بہت سے محققین نے ان روایات کو صحیح کہا ہے مثلا البانی صاحب اور صرف ثقاہت کے الفاظ نقل کیے ہیں اس صورت میں یہ روایات صحیح سمجھی جاتی ہیں لیکن اس قدر جھوٹ آپ دیکھ سکتے ہیں ام سلمہ سو رہی ہیں راوی ان کے پاس بیٹھے ہیں ان کو جن بتاتے ہیں وہ خواب میں دیکھتی ہیں وغیرہ وغیرہ

یہ راوی حسین کے ساتھ کوفہ کیوں نہ گئے کیا امام وقت کی مدد ان پر فرض نہ تھی؟

عیسائی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ انسانیت کے گناہوں کی وجہ سے جان بوجھ کر سولی چڑھا کچھ اسی نوعیت کا عقیدہ ان راویوں نے بھی پیش کیا ہے کہ حسین کو خبر تھی وہ کوفہ میں قتل ہونگے اور وہ خود وہاں چل کر گئے- ظاہر ہے اسلام میں خودکشی حرام ہے اور اس بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے ان کی کربلا میں شہادت کی خبر دے دی تھی اور وہ اس کو جانتے ہوئے بھی وہاں گئے

بلکہ ان سب خبروں کے باوجود علی نے مدینہ چھوڑ کر کربلا کے پاس جا کر اپنا دار الخلافہ بنایا

الکافی کی روایت ہے
[5115] 7 – الكليني، عن علي، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن عبد الله بن سنان قال سمعت أبا عبد الله (عليه السلام) يقول: ثلاث هن فخر المؤمن وزينة في الدنيا والآخرة: الصلاة في الليل ويأسه مما في أيدي الناس وولايته الامام من آل محمد (صلى الله عليه وآله وسلم). قال: وثلاثة هم شرار الخلق ابتلى بهم خيار الخلق: أبو سفيان أحدهم قاتل رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وعاداه ومعاوية قاتل عليا (عليه السلام) وعاداه ويزيد بن معاوية لعنه الله قاتل الحسين بن علي (عليهما السلام) وعاداه حتى قتله (1).
امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تین چیزیں مومن کے لیے دنیا و آخرت میں زینت ہیں: رات کو نماز پڑھنا، جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے، اس سے دوری رکھنا، اور اہل بیت کے امام کی ولایت۔ اور تین ایسے شریر ترین لوگ ہیں کہ جن سے سب سے بہترین لوگوں کا ابتلا/آزمائش میں ڈالا گیا: ابو سفیان کے جس نے نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور دشمنی رکھی، معاویہ کہ جس نے علی سے جنگ کی، اور دشمنی رکھی، اور یزید جس پر اللہ کی لعنت ہو، حسین سے لڑا، ان سے دشمنی رکھی حتی کہ قتل کر دیا
اس روایت کے راوی عبد اللہ بن سنان بن طریف کے لئے النجاشی لکھتے ہیں

9 – عبد الله بن سنان بن طريف :
قال النجاشي : " عبد الله بن سنان بن طريف مولى بني هاشم ، يقال مولى
بني أبي طالب ، ويقال مولى بني العباس . كان خازنا للمنصور والمهدي والهادي
والرشيد ، كوفي ، ثقة ، من أصحابنا ، جليل لا يطعن عليه في شئ ، روى عن أبي
عبد الله (عليه السلام) ، وقيل روى عن أبي الحسن موسى ، وليس بثبت . له كتاب
الصلاة الذي يعرف بعمل يوم وليلة ، وكتاب الصلاة الكبير ، وكتاب في سائر
الأبواب من الحلال والحرام ، روى هذه الكتب عنه جماعات من أصحابنا لعظمه
في الطائفة ، وثقته وجلالته .

عبد اللہ بن سنان بن طریف مولى بني ھاشم بنی ابی طالب کے آزاد کردہ غلام ہیں اور کہا جاتا ہے بنو عباس کے آزاد کردہ غلام تھے اور یہ عباسی خلیفہ المنصور کے المہدی کے الہادی کے اور الرشید کے خزانچی تھے کوفی اور ثقہ تھے قابل قدر ہمارے اصحاب میں سے کسی نے ان کو برا نہ کہا عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ابی حسن موسی سے اور یہ ثابت نہیں ہے ان کی ایک کتاب الصلاہ ہے جو دن و رات کے عمل کے لئے جانی جاتی ہے اور کتاب الصلاہ کبیر ہے

عبد اللہ بن سنان نے چار خلفاء کے لئے کام کیا لیکن اس نام کے شخص کا تاریخ میں ذکر نہیں ملتا لیکن شیعہ روایات ایسی ہی ہیں

المنصور کا دور ١٣٦ ہجری سے شروع ہوتا ہے اور ہارون الرشید کا دور ١٩٢ ہجری پر ختم ہوتا ہے

جو شخص چار خلفاء کے لئے ایک اہم عہدے پر ہو اور اس کا ذکر تاریخ میں نہ ہو تو اس کو کیا کہا جائے

اثنا العشری شیعوں کا کہنا ہے کہ بنو عبّاس ان پر ظلم کرتے تھے لیکن یہاں تو خود ان کے مطابق عبد اللہ بن سنان ان کے خزانچی تھے جو الکافی کے راوی ہیں؟

قتل حسین پر آسمانی تغیرات

امام ذھبی اپنی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ

المَدَائِنِيُّ: عَنْ عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عَنْ جَدِّهِ الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، قَالَ احْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ بَعْدَ قَتْلِ الحُسَيْنِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ تُرَى كَالدَّمِ

امام ذهبی نے یہاں پھر الْمَدَائِنِيُّ سے نقل کیا ہے

اور المزي اپنی کتاب تهذيب الكمال في أسماء الرجال میں بھی لا یے ہیں

وَقَال علي بْن مُحَمَّد المدائني، عَن عَلِيّ بْن مدرك، عن جده الأسود بْن قيس: أحمرت آفاق السماء بعد قتل الحسين بستة أشهر، نرى ذلك في آفاق السماء كأنها الدم. قال: فحدثت بذلك شَرِيكا، فقال لي: ما أنت من الأسود؟ ، قلت: هو جدي أَبُو أمي قال: أم والله إن كَانَ لصدوق الحديث، عظيم الأمانة، مكرما للضيف
علی بن مدرک نے اپنے نانا اسود سے روایت کیا کہ آسمان کا افق قتل حسین کے بعد چھ مہینوں تک سرخ رہا آسمان ایسا لگتا کہ گویا خون ہو کہا اس کا ذکر شریک سے کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا تم تو اسود نہیں ہو؟ میں نے کہا وہ میرے نانا تھے کہا والله اگر یہ حدیث میں سچے تھے تو یہ عظیم امانت ہے کمزور کی تکریم ہے

علی بن مدرک کے نانا جان مجھول ہیں – اغلبا آسمان کسی دم دار ستارے کے جانے سے ایسا لگا

کتاب تاریخ اسلام
وقال جرير بن عبد الحميد ، عن زيد بن أبي زياد قال : قتل الحسين ولي أربع عشرة سنة ، وصار الورس الذي في عسكرهم رمادا ، واحمرت آفاق السماء ، ونحروا ناقة في عسكرهم ، وكانوا يرون في لحمها النيران
زيد بن أبي زياد نے کہا حسین کے قتل پر ١٤ سال ہوئے اور...اور آسمان سرخ ہوا اور حسین کے لشکر میں اونٹ کو ذبح کیا گیا تو اس کا خون اور آسمان کا رنگ ایک تھا

اغلبا یہ يزيد بن أبي زياد ہے جو ضعیف ہے – اسی سے جرير بن عبد الحميد نے روایت لی ہے
زيد بن أبي زياد مجھول ہے

اور الثقات لابن حبان میں بھی آئ ہے

ثنا بن قتيبة بعسقلان قال ثنا العباس بن إسماعيل مولى بنى هاشم قال ثنا مسلم بن إبراهيم قال حدثتنا أم شوق العبدية قالت حدثني نضرة الأزدية قالت لما قتل الحسين بن علي مطرت السماء دما فأصبح جرارنا وكل شئ لنا ملأى دما
نضرة الأزدية نے کہا جب حسین کا قتل ہوا آسمان سے خون کی بارش ہوئی .. اور ہر چیز میں خون مل گیا
أم شوق العبدية اور ان کی باجی نضرة الأزدية دونوں مجھول ہیں

تاریخ الاسلام از الذهبی میں ہے
وَرَوَى أَبُو شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ مَكَثْنَا أَيَّامًا سَبْعَةً، إِذَا صَلَّيْنَا الْعَصْرَ نَظَرْنَا إِلَى الشَّمْسِ عَلَى أَطْرَافِ الْحِيطَانِ، كَأَنَّهَا الْمَلَاحِفُ الْمُعَصْفَرَةُ، وَبَصَرْنَا إِلَى الْكَوَاكِبِ، يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا1

عِيسَى بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ نے کہا جب حسین کا قتل ہوا سات دن گزرے جب ہم عصر پڑھتے اور سورج کو دیکھتے تو اس کے اس پاس ہم کو پیلاہی لگتی اور ہم پر تارے گزرے جو ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے

راقم کہتا ہے یہ دم دار ستارے تھے جو آج بھی گرتے نظر اتے ہیں اس کا کسی کے قتل سے کوئی تعلق نہیں
صحیح حدیث میں ہے سورج و چاند کو گرہن کسی کی موت پر نہیں لگتا
یعنی کسی کی موت پر کوئی آفاقی تبدیلی نہیں ہوتی

بہر حال یہ روایات مہجولین کی اسناد سے ہیں – امام ذھبی اور ابن حبان نے اپنی ان کتابوں میں مجہولین سے بھی روایت لی ہے
ابن حبان مجھول کو بھی ثقہ کہتے تھے جس کی بنا پر ان کی جانب سے کی گئی ثقاہت پر شبہہ رہا ہے اور اس پر علم حدیث کی کتب دیکھ سکتے ہیں

طبرانی میں ہے کہ خلیفہ عبد الملک نے امام زہری سے پوچھا کہ تم کو کیسے پتا چلا حسین شہید ہو گئے؟ کہا میں بیت المقدس میں تھا اس پر ہر پتھر کے نیچے سے گاڑھا خون نکل رہا تھا
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَرَوِيُّ، أَنَا هُشَيْمٌ، ثنا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ: أَيُّ وَاحِدٍ أَنْتَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي أَيُّ عَلَامَةٍ كَانَتْ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ؟ قَالَ: قُلْتُ: «لَمْ تُرْفَعْ حَصَاةٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهَا دَمٌ عَبِيطٌ» . فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: إِنِّي وَإِيَّاكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَقَرِينَانِ

أَبُو مَعْشَرٍ، ضعیف ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا يَزِيدُ بْنُ مِهْرَانَ أَبُو خَالِدٍ، ثنا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: «لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يُرْفَعْ حَجَرٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيطٌ«

أَبِي بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ متروك الحديث

تاریخ دمشق 11/ ق66 پر ابن عساکر کہتے ہیں

أخبرنا أبو القاسم السمرقندي أنا أبو بكر محمد بن هبة الله أنامحمد بن الحسين أنا عبد الله نا يعقوب نا ابن بكير قال قال الليث: وفي سنة اثنتين وثمانين قدم ابن شهاب على عبد الملك

امام الزہری سن ٨٢ ھ میں عبد الملک کے پاس پہنچے اور حسین کی شہادت ٦١ ھ میں ہوئی

وبالإسناد السابق نا يعقوب قال سمعت ابن بكير يقول: مولد ابن شهاب سنة ست وخمسين

امام الزہری سن ٥٦ ھ میں پیدا ہوئے یعنی زہری ٦ سال کے تھے اور یہ مدینہ میں ہی رہے اس کے بعد دمشق گئے
لہذا یہ تمام قصہ جھوٹ ہے

علی کی تلوار لینے کی کوشش

صحیح مسلم: كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِؓ (بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ) صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب (باب: نبی کریم ﷺ کی دختر حضرت فاطمہؓ کے فضائل)

6309 . حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيُّ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا، حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ، عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ: «إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا» قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ «حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَأَوْفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا»

محمد بن عمرو بن حلحلہ دؤلی نے کہا: ابن شہاب نے انھیں حدیث بیان کی،انھیں علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)نے حدیث بیان کی کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب وہ یزید بن معاویہ کے ہاں سے مدینہ منورہ آئے تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے اور کہا: آپ کو مجھ سے کو ئی بھی کا م ہو تو مجھے حکم کیجیے ۔(حضرت علی بن حسین نے) کہا: میں نے ان سے کہا: نہیں (کو ئی کا م نہیں) حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار (حفاظت کے لیے) مجھے عطا کریں گے ،کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ لو گ اس (تلوار) کے معاملے میں آپ پرغالب آنے کی کو شش کریں گے اور اللہ کی قسم !اگر آپ نے یہ تلوار مجھے دے دی تو کو ئی اس تک نہیں پہنچ سکے گا یہاں تک کہ میری جا ن اپنی منزل پر پہنچ جا ئے۔(مجھے یا د ہے کہ)جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہو تے ہو ئے ابوجہل کی بیٹی کو نکا ح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبرپر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور میں ان دنوں بلوغت کو پہنچ چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما یا :"فاطمہ مجھ سے ہے(میرے جسم کا ٹکڑا ہے) اور مجھے اندیشہ ہے کہ اسے دین کے معاملے میں آزمائش میں ڈالا جا ئے گا ۔کہا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس میں سے اپنے داماد (حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر فر ما یا اور اس کی اپنے ساتھ اس قرابت داری کی تعریف فرمائی اور اچھی طرح تعریف فر ما ئی۔آپ نے فر ما یا :" اس نے میرے ساتھ بات کی تو سچ کہا۔ میرے ساتھ وعدہ کیا تو پورا کیااور میں کسی حلال کا م کو حرام قرار نہیں دیتا اور کسی حرام کو حلال نہیں کرتا اور لیکن اللہ کی قسم!اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ (ایک خاوندکے نکا ح میں) اکٹھی نہیں ہو ں گی۔"

محمد بن عمرو بن حلحلہ دؤلی نے کہا: ابن شہاب نے انھیں حدیث بیان کی،انھیں علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)نے حدیث بیان کی کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب وہ یزید بن معاویہ کے ہاں سے مدینہ منورہ آئے تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے اور کہا: آپ کو مجھ سے کو ئی بھی کا م ہو تو مجھے حکم کیجیے ۔(حضرت علی بن حسین نے) کہا: میں نے ان سے کہا: نہیں (کو ئی کا م نہیں) حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار (حفاظت کے لیے) مجھے عطا کریں گے ،کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ لو گ اس (تلوار) کے معاملے میں آپ پرغالب آنے کی کو شش کریں گے اور اللہ کی قسم !اگر آپ نے یہ تلوار مجھے دے دی تو کو ئی اس تک نہیں پہنچ سکے گا یہاں تک کہ میری جا ن اپنی منزل پر پہنچ جا ئے۔(مجھے یا د ہے کہ)جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہو تے ہو ئے ابوجہل کی بیٹی کو نکا ح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبرپر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور میں ان دنوں بلوغت کو پہنچ چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما یا :"فاطمہ مجھ سے ہے(میرے جسم کا ٹکڑا ہے) اور مجھے اندیشہ ہے کہ اسے دین کے معاملے میں آزمائش میں ڈالا جا ئے گا ۔کہا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس میں سے اپنے داماد (حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر فر ما یا اور اس کی اپنے ساتھ اس قرابت داری کی تعریف فرمائی اور اچھی طرح تعریف فر ما ئی۔آپ نے فر ما یا :" اس نے میرے ساتھ بات کی تو سچ کہا۔ میرے ساتھ وعدہ کیا تو پورا کیااور میں کسی حلال کا م کو حرام قرار نہیں دیتا اور کسی حرام کو حلال نہیں کرتا اور لیکن اللہ کی قسم!اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ (ایک خاوندکے نکا ح میں) اکٹھی نہیں ہو ں گی۔"

حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام بہت الگ تھا کیونکہ اصحاب رسول اور بعض اہل بیت نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا جس میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ شامل ہیں

علی بن حسین ایک باغی کے بیٹے تھے اور پوری دنیا کا اصول ہے کہ باغی اور اس کے ہمدرد کے پاس اسلحہ نہیں ہونا چاہیے

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں کوئی اس تلوار کو چھین کر معدوم نہ کر دے لہذا انہوں نے اس کو چھپا دینا چاہا یہ علی بن حسین نے ہاتھ میں کوئی اس کو نہ دیکھ سکے

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ علی بن حسین نے اس افر کو قبول کیا یا نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ تلوار کہاں ہے

علی بن حسین ایک نابالغ تھے لہذا ایک لڑکے کو بہلا پھسلا کے یہ تلوار حاصل کرنا مشکل نہ ہوتا اسی کا خدشہ مسور کو تھا

اہل سنت کو اب پتا نہیں تلوار کہاں گئی

اہل تشیع کہتے ہیں امام مہدی کے پاس سر من الری قدیم سامَرّاء
Samarra
میں غار میں ہے

یزید کا حج کے موقعہ پر حسین زین العابدین سے کلام کرنا

الکافی از کلینی کی روایت ہے

إبن محبوب، عن أبي أيوب، عن بريد بن معاوية قال: سمعت أبا جعفر (ع) يقول: إن يزيد بن معاوية دخل المدينة وهو يريد الحج فبعث إلى رجل من قريش فأتاه فقال له يزيد: اتقر لي أنك عبد لي، إن شئت بعتك وإن شئت استرقيتك فقال له الرجل: والله يا يزيد ما أنت بأكرم مني في قريش حسبا ولا كان أبوك أفضل من أبي في الجاهلية والاسلام وما أنت بأفضل مني في الدين ولا بخير مني فكيف أقرلك بماسألت؟ فقال له يزيد: إن لم تقر لي والله قتلتك، فقال له الرجل: ليس قتلك إياي بأعظم من قتلك الحسين بن علي (ع) ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فأمر به فقتل. ثم أرسل إلى علي بن الحسين (ع) فقال له: مثل مقالته للقرشي فقال له علي بن الحسين (ع): أرأيت إن لم أقر لك أليس تقتلني كما قتلت الرجل بالامس؟ فقال له يزيد لعنه الله: بلى فقال له علي بن الحسين (ع): قد أقررت لك بما سألت أنا عبد مكره فإن شئت فأمسك وإن شئت فبع، فقال له يزيد لعنه الله: أولى لك(1) حقنت دمك ولم ينقصك ذلك من شرفك.

ابن محبوب نے ابوایوب سے روایت کیا اس نے **برید بن معاویہ،ابوالقاسم**[74] **(المتوفی ۱۵۰ھ)** سے کہا میں نے امام ابو جعفر (امام باقر) سے سنا انہوں نے فرمایا یزید بن معاویہ مدینہ میں داخل ہوا اور وہ حج کا ارادہ رکھتا تھا پس یزید نے ایک قریشی کو (سفیر کے طور) ایک شخص کے پاس بھیجا جو آیا اور اس سے نے کہا (یزید کہتا ہے) کیا تم اقرار کرتے ہو کہ تم میرے غلام ہو؟ اگر تم ہٹو گے تو میں (اٹھا) لے جاؤں گا اگر تم مان جاؤ تو میں سکون میں آ جاؤں گا—اس ایک شخص نے (جوابا) کہا: اللہ کی قسم اے یزید تم قریش میں مجھ سے بڑھ کر اکرام والے نہیں، نہ تمہارا باپ میرے باپ سے جاہلیت میں یا اسلام میں افضل تھا، نہ تم مجھ سے دین میں افضل ہو نہ بہتر ہو تو میں اس کا اقرار کیسے کروں جو تم نے سوال کیا—پس یزید نے کہا: اگر تم نے اقرار نہ کیا تو اللہ کی قسم قتل کر دوں گا- پس ایک شخص نے کہا میرا قتل تو قتل حسین سبط رسول سے بڑھ کر نہیں ہو گا- پس اس نے قتل کا حکم کیا اور قتل کر دیا گیا- پھر یزید نے علی بن حسین کے پاس بھیجا اس قریشی نے وہی دہرایا جو پہلے مقتول سے کہا تھا- علی زین العابدین نے کہا کیا اگر میں نے اقرار نہ کیا تو تم مجھے اسی طرح قتل کرو گے جس طرح کل والے شخص کو قتل کیا؟ یزید لعنتی نے کہا بالکل- علی زین العابدین نے کہا میں اس کا اقرار کرتا ہوں جو تم نے مانگا میں کراہت والا غلام ہوں اگر چاہو تو چھوڑ دو اور چاہو تو بیچ دو—پس یزید لعنتی نے کہا اتنا کافی ہے تمہارے خون میں ولولہ ہے جس نے تمھارے شرف کو کم نہ کیا

74

الخوئی کے بقول امام جعفر نے اس پر لعنت کی دیکھیے معجم رجال الحدیث ج ٤ ص ١٤١ پر
عن مسمع كردين أبي سيار . قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لعن الله بريدا
مسمع کردین أبي سيار نے کہا میں نے امام جعفر کو کہتے سنا : اللہ کی لعنت ہو برید پر

اہل تشیع کے مطابق یہ مکالمہ حج پر مدینہ میں ہوا جبکہ یزید کا خلیفہ بننے کے بعد حجاز آنا معلوم نہیں ہے – یہاں تک کہ الکافی ج ۸ ص ۸۸ (یا الكافي - الكليني - ج ٨ - الصفحة ٢٣٤) کے شیعہ محقق بھی سر کھجانے لگے اور لکھتے ہیں

http://shiaonlinelibrary.com/الكتب/1129_الكافي-الشيخ-الكليني-ج-٨/الصفحة_257

هذا غريب اذ المعروف بين اهل السير ان هذا الملعون بعد الخلافة لم يات المدينة بل لم يخرج من الشام حتى مات ودخل النار ولعل هذا كان من مسلم بن عقبة والى هذا الملعون حيث بعثه لقتل اهل المدينة فجرى منه ما في قتل الحرة ما جرى وقد نقل انه جرى بينه وبين علي بن الحسين عليهما السلام قريب من ذلك فاشتبه على بعض الرواة؛ (آت) هذا الاحتمال في غاية البعد فان مسلم بن عقبة لم يكن قرشيا. ثم ان المسعودي روى عكس ذلك قال ان مسلم بن عقبة لما نظر إلى على بن الحسين عليه السلام سقط في يديه وقام واعتذر منه، فقيل له في ذلك فقال قد ملا قلبي نه رعبا.

یہ عجیب و غریب ہے کیونکہ اہل تاریخ میں معروف ہے کہ یزید لعنتی خلیفہ بننے کے بعد کبھی مدینہ نہیں آیا نہ شام سے نکلا یہاں تک کہ شام میں مرا اور جہنم واصل ہوا اور ممکن ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ ہو – اس مسلم لعنتی کو اہل مدینہ پر بھیجا تھا جس سے حرہ میں قتل جاری ہوا.... مسلم بن عقبہ قریشی نسل نہیں تھا – پھر مسعودی نے اس کا خلاف روایت کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جب زین العابدین کو دیکھا تو ہاتھ گرا دیے اور کھڑا ہوا اور معذرت کی اس سے کہا گیا یہ کیا کیا تو مسلم بن عقبہ نے کہا دلی رنج کی بنا پر ایسا کیا نہ کہ رعب میں آ کر

خاتمة المستدرك میں الميرزا النوري ج ١ نے مجلسی کا حوالہ لکھا

واتفق اهل السير والتواريخ على خلافه، قال في البحار: واعلم ان في هذا الخبر اشكالا، وهو أن المعروف في السير أن هذا الملعون لم يات المدينة بعد الخلافة، بل لم يخرج من الشام حتى مات ودخل النار. فنقول مع عدم الاعتماد على السير، لا سيما مع معارضة الخبر: يمكن ان يكون اشتبه على بعض الرواة، وكان في الخبر أنه جرى ذلك بينه (عليه السلام) وبين من ارسله الملعون لاخذ البيعة، وهو مسلم بن عقبة

اہل سیر و تاریخ کا اس روایت کے خلاف اتفاق ہے – البحار میں کہا: اور جان لو کہ اس خبر میں اشکال ہے جو یہ ہے کہ اہل تاریخ میں یہ معروف ہے کہ یزید ملعون خلیفہ ہونے کے بعد مدینہ نہیں آیا نہ شام سے نکلا بلکہ وہاں مرا اگ میں داخل ہوا- پس ہم تاریخ پر عدم اعتماد کا کہیں گے خاص طور پر اس خبر سے متصادم ہونے کی وجہ سے – ممکن ہے اس میں راویوں کو شبہ ہو گیا ہو اور یہ خبر اس بارے میں ہو جو علی پر حسین اور اس کے درمیان جاری ہوا ہو جو بیعت لینے آیا

شرح أصول الكافي مولي محمد صالح المازندراني ج ١ میں مجلسی کا رد کیا گیا

وسفر يزيد إلى الحجاز لم ينقله أحد ولو كان حقا بتواتر واستوجه العلامة المجلسي (رضي الله عنه) بسهو الراوي واشتباه يزيد بمسلم بن عقبة وهو خلاف عبارة الرواية فإن مسلم بن عقبة لم يكن قريشا، والظاهر سراية السهو إلى المتن أيضا

اور یزید کا حجاز سفر کرنا اس کو کسی نے نقل نہیں کیا اور اگر وہ حق ہے جو تواتر سے آیا ہے اور جس کی توجیہ مجلسی نے راوی کے سہو سے کی ہے کہ اس کو اشتباہ ہوا اور مسلم بن عقبہ کو یزید بنا دیا تو یہ روایت کی ظاہری عبارت کے خلاف ہے کیونکہ مسلم بن عقبہ قریشی نہیں تھا اور اس میں متن میں بھی سہو ہے

افسوس راوی پر جرح کی بجائے تاریخ متواتر کو ہی رد کرنے کا درس مجلسی نے دیا جبکہ راوی جھوٹ باندھ رہا ہے

واقعہ حرہ

مدینہ میں بلوہ کرنا کسی بھی طرح اچھا اقدام نہیں ہے- آج بھی کوئی بلوہ کرے تو مسلمان ان کو اچھا نہیں سمجھیں گے - ایسا ہی یزید بن معاویہ نے کیا جب حرہ کے بلوائیوں نے جھوٹی تقریرین کیں اور عوام کو اشتعال پر اکسایا لہذا حکومت نے ان سے پنٹا اور لا اینڈ آڈر برقرار کیا - اصحاب رسول میں مشہور لوگوں مثلا ابن عمر جو مدینہ میں تھے انہوں نے یزید بن معاویہ کا ساتھ دیا- خاندان والوں کو جمع کر کے بلوہ نہ کرنے کا حکم دیا اور کرنے والوں کو دغا باز قرار دیا

یزید کے خلاف تقریریں

تاریخ الطبری دار التراث – بیروت ج ٥ ص ٤٨٠ کے مطابق

قَالَ لوط: وَحَدَّثَنِي أَيْضًا مُحَمَّد بن عَبْدِ الْعَزِيزِ بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عوف ورجع المنذر من عِنْدَ يَزِيد بن مُعَاوِيَة، فقدم عَلَى عُبَيْد اللَّهِ بن زياد الْبَصْرَة... فأتى أهل الْمَدِينَة، فكان فيمن يحرض الناس عَلَى يَزِيد، وَكَانَ من قوله يَوْمَئِذٍ: إن يَزِيد وَاللَّهِ لقد أجازني بمائة ألف درهم، وإنه لا يمنعني مَا صنع إلي أن أخبركم خبره، وأصدقكم عنه، وَاللَّهِ إنه ليشرب الخمر، وإنه ليسكر حَتَّى يدع الصَّلاة

منذربن الزبیر اہل مدینہ کے پاس آئے تو یہ ان لوگوں میں سے تھے جو لوگوں کو یزید بن معاویہ کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ اور یہ اس دن کہتے تھے : اللہ کی قسم ! یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم دئے، لیکن اس نے مجھ پر جو نوازش کی ہے وہ مجھے اس چیز سے نہیں روک سکتی کہ میں تمہیں اس کی خبر بتلاؤں اور اس کے متعلق سچ بیان کردوں ۔ پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ! یزید شرابی ہے اور شراب کے نشے میں نماز بھی چھوڑ دیتا ہے

أبو مخنف، لوط بن يحيى بن سعيد بن مخنف الكوفي ہے متروک راوی ہے

وقال الدارقطني: ضعيف

وقال يحيى بن معين: ((ليس بثقة)). وقال مرةً أخرى: ((ليس بشيء)). ثقہ نہیں ، کوئی چیز نہیں

وقال ابن عدي: ((شيعي محترق، صاحب أخبارهم)) اگ لگانے والا شیعہ ہے

الطبقات الكبرى ، دار الكتب العلمية – بيروت، ج ٥ ص ٤٩ میں ہے

خْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيم عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَعَنْ غَيْرِهِمْ أَيْضًا. كُلٌّ قَدْ حَدَّثَنِي. قَالُوا: لَمَّا وَثَبَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيَالِيَ الحرة فأخرجوا بَنِي أُمَيَّةَ عَنِ الْمَدِينَةِ وَأَظْهَرُوا عَيْبَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَخِلافَهُ أَجْمَعُوا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَأَسْنَدُوا أَمْرَهُمْ إِلَيْهِ فَبَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ وَقَالَ: يَا قَوْمِ اتَّقُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لا شريك له. فو الله مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيدَ حَتَّى خِفْنَا أَنْ نُرْمَى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ. إِنَّ رَجُلا يَنْكِحُ الأُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتَ وَالأَخَوَاتِ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلاةَ

جب اہل مدینہ نے حرہ کے موقع پر فساد کیا، بنوامیہ کو مدینہ سے نکال دیا گیا ، یزید کے عیوب کا پرچار اس کی مخالفت کی تو لوگوں نے عبداللہ بن حنظلہ کے پاس آکر اپنے معاملات انہیں سونپ دئے ۔ عبداللہ بن حنظلہ نے ان سے موت پر بیعت کی اور کہا: اے لوگو ! اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرو ! اللہ کی قسم ہم نے یزید کے خلاف تبھی خروج کیا ہے جب ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ ہم پر کہیں آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہوجائے کہ ایک آدمی ماؤں ، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے ، شراب پیتا ہے اور نماز چھوڑتا ہے

اس کی سند میں إسماعيل بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن أبي ربيعة القرشى المخزومى المدنى ہے جو مجہول ہے معلوم نہیں کس دور کا ہے -واقدی کا اس سے سماع ہے بھی یا نہیں

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... أَنْ ذَكَرَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ كَرْهًا بِبَيْعَةِ هَذَا الرَّجُلِ. وَقَدْ كَانَ مِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ خُرُوجِي إِلَيْهِ. رَجُلٌ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَنْكِحُ الْحُرُمَ

معقل بن سنان نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا: میں اس شخص کی بیعت سے کراہت کی وجہ سے نکلا ہوں ، اور اس کی طرف جانا ،قضاو قدر میں تھا -یہ ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے ، محرمات سے نکاح کرتا ہے

اسکی سند میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ زِيَاد ہے جو مجہول ہے

یزید و معاویہ کے خلاف چارج شیٹ

کتب احادیث و تاریخ میں جو روایات ہیں ان کو پس منظر سے ہٹا کر عوام پر پیش کیا جاتا ہے اور اس طرح معاویہ و یزید کے خلاف چارج شیٹ بن جاتی ہے

لسٹ ہے

اول : عید کے خطبات نماز سے پہلے کیے جانے لگے۔ صحیح بخاری کتاب العیدین
دوم: نمازیں لیٹ پڑھائی جانے لگیں صحیح بخاری و صحیح مسلم
سوم: حج میں تلبیہ پڑھنے سے روکا جانے لگا سنن نسائی
چہارم : علی پر جمعہ اور عید کے خطبوں میں لعن کیا جانے لگا سنن ابو داود ،مسند احمد
پنجم: سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین پر عمل ختم ہوتا جا رہا تھا۔ سلسلہ احادیث الصحیحہ
ششم : زکاۃ کا بے جا مصرف کیا جانے لگا مصنف ابن ابی شیبہ ، اروء الغلیل للالبانی
ہفتم : ظلم وجبر سے امت کو خاموش کروایا گیا بخاری ، مسلم ،ابوداود
ہشتم: محرمات سے نکاح ہوا
نہم: یزید شرابی تھا
دھم: یزید کتوں اور بندروں سے کھیلتا تھا

اول : عید کے خطبات نماز سے پہلے کیے جانے لگے۔ صحیح بخاری کتاب العیدین
صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ بن أسلم عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلاَةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهْوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِي فَارْتَفَعَ، فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللَّهِ. فَقَالَ: يا أَبَا سَعِيدٍ، قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ. فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا لاَ أَعْلَمُ. فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلاَةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ".

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحی کے دن عید گاہ جاتے اور سب سے پہلے عید نماز پڑھاتے اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور نیکی کا حکم دیتے، پھر اس کے بعد اگر کسی مہم پر صحابہ کرام کو روانہ کرنا ہوتا تو افراد چن کر روانہ کر دیتے، یا کسی کام کا حکم دینا ہوتا تو حکم دے کر گھروں کی جانب واپس روانہ ہوتے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : لوگوں کا اسی پر عمل جاری و ساری رہا ، یہاں تک کہ میں مدینہ کے گورنر مروان کے ساتھ عید الاضحی یا عید الفطر کے موقع پر عید گاہ گیا ، جب ہم عید گاہ پہنچے تو وہاں کثیر بن صلت نے منبر بنایا ہوا تھا، تو مروان نے نماز سے قبل منبر پر چڑھنا چاہا تو میں نے اس کے کپڑے سے کھینچا، تو مروان اپنا کپڑا چھڑوا کر منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے لوگوں سے خطاب کیا، اس پر میں [ابو سعید] نے کہا: اللہ کی قسم ! تم نے دین بدل دیا ہے تو مروان نے کہا: ابو سعید جو باتیں تم جانتے ہو [ان کا دور]اب نہیں رہا ابو سعید نے جواب دیا: اللہ کی قسم جو باتیں میرے علم میں ہیں وہ ان سے کہیں بہتر ہیں جو میرے علم میں نہیں ہیں - مروان نے کہا: لوگ نماز کے بعد ہمارے خطاب کیلیے بیٹھتے نہیں تھے، اس لیے میں نے اپنے خطاب کو ہی نماز سے پہلے کر دیا

اس میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصور کیا ہے اس دور میں کوئی ان کو ایس ایم ایس میسج بھیج کر بتا دیتا کہ مدینہ میں مروان نے ایسا کیا تو وہ اس کو روک دیتے اور کیا یہ خطبہ سننے سے بچنے کے لیے لوگ چلے گئے یہ کیا صحیح تھا ؟ اگر یہ لوگ عید کا خطبہ نہیں سننا چاہتے تھے تو یہ تو واجب نماز تھی – فرض جمعہ میں کیا ہوتا تھا اس پر کتب خاموش ہیں کون کون اس خطبہ جمعہ کو چھوڑتا تھا ؟ راقم کی تحقیق کے مطابق یہ روایت دور عثمان سے متعلق ہے اس پر تفصیلی بحث دور عثمان کے باب میں گزر چکی ہے

اسنادی نکات : روایت عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ المتوفی ٧٤ ھ کی سند سے ہے

محدثین کے مطابق یہ سماع صحیح ہے البتہ ثقات ابن حبان میں ہے

عِيَاض بْن عَبْد الله يروي عَن أَبِيه عَن أبي سعيد الْخُدْرِيّ روى عَنهُ سَلمَة بْن كهيل وَلَيْسَ هَذَا بِابْن أبي سرح

عِيَاض بْن عَبْد الله جو اپنے باپ سے وہ ابو سعید سے روایت کرتا ہے وہ ابن ابی سرح نہیں ہے

مسئلہ یہ ہے کہ عِيَاض بْن عَبْد الله کا سماع ابو سعید سے اگر ہے تو مدینہ میں ہی دیگر اصحاب نبی مثلا جابر بن عبد اللہ سے کیوں نہیں ہے جبکہ یہ بھی ایک ہی دور کے مدنی اصحاب رسول ہیں دوسری طرف محدثین میں سے بعض نے کہا ہے یہ مکہ کے ہیں

وقال ابن يونس:عياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح ولد بمكة، ثم قدم مصر، فكان مع أبيه، ثم خرج إلى مكة، فلم يزل بها حتى مات

ابن یونس نے کہا عِياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح مکہ میں پیدا ہوا پھر باپ کے ساتھ مصر گیا پھر مکہ لوٹا اور وہیں رکے یہاں تک کہ وفات ہوئی

جبکہ تاریخ الکبیر امام بخاری میں ہے يُعَدُّ فِي أهل المَدِينة ان کاشمار اہل مدینہ میں ہے – ثقات ابن حبان میں ہے عِدَادُهُ فِي أهل الْمَدِينَة ان کا شماراہل مدینہ میں ہے

راقم کو عِياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح کی جابر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسند روایت نہیں ملی

عِياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح کا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نہ کرنا عجیب بات ہے جبکہ جابر رضی اللہ عنہ کی وفات کہا جاتا ہے ٧٨ میں ہوئی ہے

دوم: نمازیں لیٹ پڑھائی جانے لگیں صحیح بخاری و صحیح مسلم

معاویہ و یزید پر یہ الزام ثابت نہیں ہے یہ عبد الملک بن مروان کے دور کا ذکر ہے کہ اس میں کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف نماز وقت پر نہیں پڑھاتا تھا

صحیح میں ہے

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، أَنَّ الحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ، عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَيْفَ تَصْنَعُ فِي المَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: «إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلاَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ»، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: «صَدَقَ، إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ فِي السُّنَّةِ»، فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَفَعَلَ «ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: «وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ

حجاج بن یوسف کو یوم عرفہ میں نماز میں جمع کرنا بتایا گیا

بعض روایات میں ہے کہ وہ نماز لیٹ کرتا تھا لیکن ان میں ایک راوی کا تفرد ہے

مسند ابو داود الطیالسی کی روایت ہے کہ حجاج نماز میں تاخیر کرتا جس پر محمد بن عمرو بن الحسن نے جابر بن عبد اللہ سے سوال کیا

ثنا شعبة، عن سعد بن إبراهيم، قال: سمعت محمد بن عمرو بن الحسن يقول: لما قدم الحجاج بن يوسف كان يؤخر الصلاة، فسألنا جابر بن عبد الله عن وقت الصلاة، فقال: كان رسول الله – عليه السلام – يصلي الظهر بالهجير أو حين تزول، ويصلي العصر والشمس مرتفعة، ويصلي المغرب حين تغرب الشمس، ويصلي العشاء يؤخر أحيانًا ويعجل أحيانًا، إذا اجتمع الناس عَجَّل، وإذا تأخروا أَخَّر، وكان يصلي الصبح بغلس أو قال: كانوا يصلونها بغلس قال أبو داود: .هكذا قال شعبة

مسند دارمی میں ہے

أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِي زَمَنِ الْحَجَّاجِ – وَكَانَ يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ – فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلى الله عَليهِ وسَلم يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ, وَالْعَصْرَ,

صحیح مسلم میں ہے

وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ، فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ

ان تمام میں سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف کا تفرد ہے جو امام مالک کے نزدیک متروک ہے

امام بخاری نے اسی کی سند سے باب وقتِ المغرب میں اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں یہ الفاظ کہ حجاج نماز لیٹ کرتا تھا بیان نہیں کیے جس کا مطلب ہے یہ الفاظ ان کے نزدیک غیر محفوظ تھے

عن محمد بن عمْرو بن الحسن بن علي قال: قدِم الحَجَّاج فسألْنا جابرَ بن عبدِ اللهِ [عن صلاة النبي – صلى الله عليه وسلم] فقالَ: كان النبيُّ – صلى الله عليه وسلم – يصَلي الظهرَ بالهاجرةِ، والعصرَ والشمسُ نقيَّةٌ، والمغربَ إذا وَجبتْ، والعشاءَ أحياناً وأحياناً؛ إذا رآهم اجتمَعوا عجَّل، وإذا رآهُمْ أبطَؤا أخَّر، والصبحَ كانوا أو كانَ النبيُّ – صلى الله عليه وسلم – يصَليها بغلَسٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵۹ ہجری میں ہوئی سنن نسائی میں ایک حدیث ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ما صلَّيتُ وراءَ أحدٍ أشبَهَ صلاةً برسولِ اللَّهِ من فلانٍ ، فصلَّينا وراءَ ذلِكَ الإنسانِ وَكانَ يطيلُ الأولَيينِ منَ الظُّهرِ ، ويخفِّفُ في الأخريينِ ، ويخفِّفُ في العصرِ ، ويقرأُ في المغربِ بقصارِ المفصَّلِ ، ويقرأُ في العشاءِ ب الشَّمسِ وضحاها وأشباهِها . ويقرأُ في الصُّبحِ ، بسورتَينِ طويلتَين(صحيح النسائي:982)
میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو فلاں شخص سے بڑھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھاتا ہو۔ ہم نے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا تھا اور آخری وہ ہلکی پڑھاتا تھا۔ وہ عصر کی نماز بھی ہلکی پڑھاتا تھا۔ وہ مغرب کی نماز میں چھوٹی مفصل سورتیں پڑھتا تھا اورعشاء کی نماز میں (والشمس وضحها) اور اس جیسی سورتیں پڑھتا تھا۔ اور صبح کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھتا تھا۔

بنو امیہ کے گورنروں کے پیچھے نماز پڑھنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت کافی ہے

معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پر عتبہ کو پھر سعید بن ابی العاص کو پھر مروان بن الحکم کو گورنر مقرر کیا یہ تمام اموی ہیں اور اغلبا ان تین میں سے کسی ایک کی نماز پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی تھی

بعض اہل سنت نے اس میں شخص سے مراد عمر بن عبد العزیز کو لیا ہے جبکہ ان کی پیدائش سن ٦١ ہجری کی ہے یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدائش ہوئی ہے

سوم: حج میں تلبیہ پڑھنے سے روکا جانے لگا سنن نسائی

کیا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے سنت رسول کو بدلا

امام نسائی نے سنن میں، ابن خزیمہ نے صحیح میں ،امام حاکم مستدرک میں یہ روایت بیان کی اور کہا هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ کہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اس کی تخریج نہیں کی روایت ہے کہ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں عرفات میں ابن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ لوگ لبیک نہیں کہہ رہے؟ میں نے کہا کہ لوگ معاویہ سے خوف زدہ ہیں. پھر ابن عبّاس باہر آئے لبیک کہا اور کہا کہ علی سے بغض کی وجہ سے انہوں نے سنت رسول ترک کر دی

سند ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ، مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ

اس کی سند میں منہال بن عمرو ہے جس کو امام جوزجانی سی المذہب یعنی بد عقیدہ کہتے ہیں اور یہ الفاظ جوزجانی شیعہ راویوں کے لئے کہتے ہیں

اس روایت کو البانی صحيح الإسناد کہتے ہیں بعض لوگوں کے بقول یہ روایت خالد بن مخلد القطواني المتوفی ۲۱۳ ھ شیعہ کی وجہ سے صحیح نہیں جس کی وفات خلیفہ مامون کے دور میں ہوئی ہے حالانکہ اس کی سند میں قرن اول کے راوی المنہال کا تفرد اہم ہے ظاہر قرن سوم کے شخص کا تفرد تو بعد میں آئے گا

یہی راوی منہال بن عمرو روایت کرتا تھا کہ

علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ
میں عبد اللہ ہوں اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا بھائی ہوں اور میں سب سے بڑا صدیق ہوں، اس کا دعوی میرے بعد کوئی نہیں کرے گا سوائے كَذَّابٌ کے

امت آج تک صرف ابو بکر صدیق کو ہی صدیق کہتی آئی ہے جب کہ یہ راوی کہتا ہے کہ علی سب سے بڑے صدیق ہیں

چہارم : علی پر جمعہ اور عید کے خطبوں میں لعن کیا جانے لگا سنن ابو داود ،مسند احمد

جس وقت معاویہ و حسن رضی اللہ عنہما میں معاہدہ ہوا تو اس کی شق تھی کہ خلافت قبول کرنے کے بعد علی رضی اللہ عنہ پر کوئی تنقید ہماری یعنی اہل بیت کے سامنے نہیں ہو گی – چونکہ حسن رضی اللہ عنہ بہت سمجھ دار تھے اور جانتے تھے کہ اقتدار جب منتقل کر دیں گے تو فتنہ پرداز لوگ اس قسم کی باتیں کر سکتے ہیں لہذا انہوں نے اس کو ایک شق بنا دیا اور اس پر عمل ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص نہیں کی جاتی تھی

معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورنر صحابی رسول الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ کے لئے ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ میں لکھا ہے

وَكَانَ إِذْ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ عَلَى الْكُوفَةِ إِذَا ذَكَرَ عَلِيًا فِي خُطْبَتِهِ يَتَنَقَّصُهُ بَعْدَ مَدْحِ عُثْمَانَ

اور الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی الله عنہ کوفہ میں خطبہ میں عثمان رضی الله عنہ کی تعریف کے بعد علی رضی الله عنہ کی تنقیص کرتے تھے

اس روایت میں گالیاں دینے کا ذکر نہیں دوم اس کی سند ابن کثیر دیتے ہیں

وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. قَالَ قَالَ سَلْمَانُ لِحُجْرٍ

اس کی سند کمزور ہے أَبِي إِسْحَاقَ السبيعي ایک کوفی شیعہ مدلس راوی ہے جس نے اس کو پھیلایا ہے

اسی کی ایک دوسری روایت ہے جو ابو عبداللہ الْجَدَلِيّ سے سنی ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللهِ، أَوْ سُبْحَانَ اللهِ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَبَّ عَلِيًّا، فَقَدْ سَبَّنِي

ابو عبداللہ الْجَدَلِيِّ نے ہم سے بیان کیا کہ میں ام سلمہ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا، کیا تم میں رسول اللہ کو سب و شتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا معاذاللہ یا سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

ابن حجر کہتے ہیں ابو عبداللہ الْجَدَلِيّ ثقة رمی بالتشیع ثقہ ہیں لیکن شیعیت سے متصف ہیں

طبقات ابن سعد کے مطابق

كان شديد التشيع. ويزعمون أنه كان على شرطة المختار

یہ شدید شیعہ تھے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ مختار ثقفی کے پہرے دار تھے

قال الجوزجاني: كان صاحب راية المختار

الجوزجاني کہتے ہیں یہ المختار کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے ہیں

کذاب مختار کے ان صاحب کی بات اصحاب رسول کے لئے کس طرح قبول کی جا سکتی ہے

مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، عَمِّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: نَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: قَدْ عَلِمْتَ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ سَبِّ الْمَوْتَى» ، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ؟

زید بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں: مغیرہ بن شُعْبَةَ نے علی ابن ابی طالب کو گالیاں دی، تو اس پر زید بن ارقم کھڑے ہو گئے اور کہا: تمہیں علم ہے کہ رسول ص نے مردہ لوگوں کو گالیاں دینے سے منع کیا ہے، تو پھر تم علی ابن ابی طالب پر کیوں سب کر رہے ہو جب کہ وہ وفات پا چکے ہیں؟

اس کی سند میں حجاج ابن أيوب مولى بني ثعلبة ہے جس کا حال مجھول ہے

مستدرک الحاکم میں اس کی دوسری سند ہے جس کو حاکم صحیح کہتے ہیں

عمرو بن محمد بن أبي رزين الخزاعي، عن شعبة، عن مسعر، عن زياد بن علاقة، عن عمه قطبة بن مالك

لیکن اس کی مخالف حدیث مسند احمد میں موجود ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی الله عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے مردوں کو برا کہنے سے منع کیا ہے

ایک طرف تو وہ خود یہ حدیث بیان کریں اور پھر اس پر عمل نہ کریں ہمارے نزدیک ممکن نہیں ہے

سنن ابو داود کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ حُصَيْنٌ: أَخْبَرَنَا عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ، اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ: فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ، قَالَ: وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَتَبِعْتُهُ فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (مسند احمد رقم 1644 سنن ابوداؤد رقم 4650)
جب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو مغیرہ بن شعبۃ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا ذکر برائی کے ساتھ کیا اس پر سعید بن زید رضی اللہ عنہ غصہ میں اپنا ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا کیا اس ظالم شخص کو نہیں دیکھا جو کسی کے لیے ایک جنتی شخص کو لعنت دے رہا ہے۔

اس کی سند منقطع ہے النسائي فضائل الصحابہ میں اس روایت کو پیش کرتے اور کہتے ہیں

هِلَال بن يسَاف لم يسمعهُ من عبد الله بن ظَالِم

هِلَال بن يسَاف نے عبد الله بن ظَالِم سے نہیں سنا

محدثین کے مطابق ان دونوں کے درمیان ابن حیان ہے جس کو میزان الاعتدال میں الذھبی نے مجھول قرار دیا ہے

ابن حيان [س] .عن عبد الله بن ظالم - لا يعرف.

مسلم کی بھی ایک روایت ہے

عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاَثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم فَلَنْ أَسُبَّهُ لأَنْ تَكُونَ لِي ---۔

سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد کو (ایک) حکم دیا پس معاویہ نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ آپ ابو تراب [علی] پر سب و شتم نہ کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں اُن تین ارشادات نبوی کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے علی کے متعلق فرمائے تھے تو میں ہرگز ان پر سب و شتم نہیں کر سکتا۔ ان تین مناقب میں سے اگر ایک منقبت بھی میرے حق میں ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی

اس کی سند میں بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ ہے جن کے لئے امام بخاری کہتے ہیں

فِي حديثه بعض النظر

اس کی بعض حدیثیں نظر میں ہیں

بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ ہی وہ راوی ہے جو روایت کرتا ہے کہ

وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي»

جب آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی فاطمہ حسن حسین کو بلایا اور کہا اے اللہ یہ م یرے اہل بیت ہیں

امام بخاری اس روایت کے راوی پر جرح کرتے ہیں لیکن امام مسلم اس کو صحیح میں لکھتے ہیں

فیہ نظر بخاری کی جرح کا انداز ہے- ابن حجر کی رائے میں اس نام کے دو لوگ ہیں ایک ثقہ اور ایک ضعیف لیکن بخاری کے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں اور انہوں نے اس سے صحیح میں کچھ نہیں لکھا- مسلم نے بھی تین روایات لکھی ہیں جن میں سے دو میں علی پر سب و شتم کا ذکر ہے اور یہی سند دی ہے

ابن کثیر لکھتے ہیں

وقال أبو زرعة الدمشقي: ثنا أحمد بن خالد الذهبي أبو سعيد، ثنا محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أبي نجيح، عن أبيه قال: لما حج معاوية أخذ بيد سعد بن أبي وقاص.فقال: يا أبا إسحاق إنا قوم قد أجفانا هذا الغزو عن الحج حتى كدنا أن ننسى بعض سننه فطف نطف بطوافك.قال: فلما فرغ أدخله دار الندوة فأجلسه معه على سريره، ثم ذكر علي بن أبي طالب فوقع فيه.فقال: أدخلتني دارك وأجلستني على سريرك،ثم وقعت في علي تشتمه ؟والله لأن يكون في إحدى خلاله الثلاث أحب إلي من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس، ولأن يكون لي ما قال حين غزا تبوكاً ((إلا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي ؟))أحب إلي مما طلعت عليه الشمس، ولأن يكون لي ما قال له يوم خيبر: ((لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه، ليس بفرار)) (ج/ص: 377/7)أحب إليّ مما طلعت عليه الشمس، ولأن أكون صهره على ابنته ولي منها الولد ماله أحب إليّ من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس، لا أدخل عليك داراً بعد هذا اليوم، ثم نفض رداءه ثم خرج.

ابو زرعہ الدمشقی عبداللہ بن ابی نجیح کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب معاویہ نے حج کیا تو وہ سعد بن ابی وقاص کا ہاتھ پکڑ کر دارالندوہ میں لے گیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر علی ابن ابی طالب کا ذکر کرتے ہوئے انکی عیب جوئی کی۔ اس پر سعد بن ابی وقاص نے جواب دیا: آپ نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا، اپنے تخت پر بٹھایا،پھر آپ نے علی ابن ابی طالب کے حق میں بدگوئی اور سب و شتم شروع کر دیا۔خدا کی قسم، اگر مجھے علی کے تین خصائص و فضائل میں سے ایک بھی ہو تو وہ مجھے اس کائنات سے زیادہ عزیز ہو جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ کاش کہ رسول اللہ نے میرے حق میں یہ فرمایا ہوتا جب آپ غزوہ تبوک پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے علی کے حق میں فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون کو موسی سے تھی سوائے ایک چیز کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ یہ ارشاد میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تر ہے۔ پھر کاش کہ میرے حق میں وہ بات ہوتی جو اپ نے خیبر کے روز علی کے حق میں فرمائی تھی کہ میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول ص اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ اسکے ہاتھ پر فتح دے گا اور یہ بھاگنے والا نہیں یہ ارشاد بھی مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تر ہے۔ اور کاش کہ مجھے رسول اللہ کی دامادی کا شرف نصیب ہوتا اور اپ کی صاحبزادی سے میرے ہاں اولاد ہوتی جو علی کو حاصل ہے، تو یہ چیز بھی میرے لیے دنیا و مافیہا سے عزیز تر ہوتی۔ آج کے بعد میں تمہارے گھر کبھی داخل نہ ہوں گا۔ پھر سعد بن ابی وقاص نے اپنی چادر جھٹکی اور وہاں سے نکل گئے۔

یہ روایت تاریخ کے مطابق غلط ہے اول تاریخ ابو زرعہ الدمشقی میں یہ موجود نہیں دوم سعد آخری وقت تک معاویہ کے ساتھ رہے سوم اس کی سند میں مدلس محمد بن اسحاق ہے جو عن سے روایت کرتا ہے چہارم معاویہ نے حج کے خطبہ میں علی پر سب و شتم کیوں نہیں کیا یہ موقعہ ہاتھ سے کیوں جانے دیا؟

ابن ماجہ کی بھی ایک روایت ہے

حدثنا علي بن محمد حدثنا أبو معاوية حدثنا موسى بن مسلم عن ابن سابط وهو عبد الرحمن عن سعد بن أبي وقاص قال قدم معاوية في بعض حجاته فدخل عليه سعد فذكروا عليا فنال منه فغضب سعدوقال تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه وسمعته يقول أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي وسمعته يقول لأعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله

حج پر جاتے ہوئے سعد بن ابی وقاص کی ملاقات معاویہ سے ہوئی اور جب کچھ لوگوں نے علی کا ذکر کیا تو اس پر معاویہ نے علی کی بدگوئی کی۔ اس پر سعد بن ابی وقاص غضبناک ہو گئے اور کہا کہ تم علی کے متعلق ایسی بات کیوں کہتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ص کو کہتے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا، اُس اُس کا یہ علی مولا، اور یہ کہ اے علی آپکو مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون ع کو موسی ع سے تھی سوائے ایک چیز کہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، اور میں نے [رسول اللہ] سے یہ بھی سنا ہے کہ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے۔

اس کی سند میں عبد الرحمن بن سابط و قیل ابن عبد الله بن سابط المتوفی ۱۱۸ ھ ہیں جن کو ا بن حجر کہتے ہیں ثقة كثير الإرسال - كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق

وقال يحيى بن معين لم يسمع من سعد بن أبي وقاص

یحیی بن معین کہتے ہیں انہوں نے سعد بن أبي وقاص سے نہیں سنا

ابن ماجہ کی اس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے

الغرض معاویہ یا مغیرہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم ثابت نہیں ہے البتہ مروان کے دور میں بعض شر پسند یہ کرتے تھے مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا

ال مروان میں سے ایک شخص نے سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ المتوفی ۸۸ ھ کے سامنے علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کی جس پر انہوں نے اس کو نا پسند کیا

مورخین ابن اثیر ابن کثیر نے انہی روایات کو اپس میں ملا کر جرح و تعدیل پر غور کیے بغیر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ باقاعدہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو کرواتے تھے جو صحیح نہیں ہے

پنجم: سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین پر عمل ختم ہوتا جا رہا تھا۔ سلسلہ احادیث الصحیحہ

البانی کتاب سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها جلد اول ص ۸۲۳ پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ووفاة النبي صلى الله عليه وسلم كانت في شهر ربيع الأول سنة إحدى عشرة هجرية، وإلى عام ثلاثين سنة كان إصلاح ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم الحسن بن علی السيد بين فئتين من المؤمنين بنزوله عن الأمر عام واحد وأربعين في شهر جمادى الآخرة، وسمي عام الجماعة لاجتماع الناس على معاوية، وهو أول الملوك، وفي الحديث الذي رواه مسلم: سيكون خلافة نبوة ورحمة، ثم يكون ملك ورحمة، ثم يكون ملك وجبرية، ثم يكون ملك عضوض

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الأول میں ۱۱ ہجری میں ہوئی اور تیسوں سال میں اصلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حسن بن علی سردار سے ہوئی کہ مومنوں کے گروہوں میں ایک امر پر اتفاق ہوا ٤١ ہجری جمادی الآخرة کے مہینہ میں اور اس کو عام الجماعة کا نام ملا کیونکہ لوگوں کا اجماع معاویہ پر ہوا اور وہ پہلا بادشاہ تھا اور مسلم کی حدیث جو انہوں نے روایت کی اس میں ہے پس خلافت نبوت و رحمت ہو گی پھر بادشاہت و رحمت ہو گی پھر بادشاہت و جبر ہو گا پھر ریاست بھنبھوڑنے والی ہو گی

البانی نے غلط کہا ایسی کوئی حدیث صحیح مسلم میں نہیں ہے

بھنبھوڑنے والی ریاست والی حدیث ہے

معجم ابن الأعرابي از أبو سعيد بن الأعرابي البصري الصوفي (المتوفى: 340هـ) اور طبرانی الکبیر کی روایت ہے

نا زَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّايِغُ، نا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ، نا الْعَلَاءُ بْنُ الْمِنْهَالِ الْغَنَوِيُّ، نا مُهَنَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْعَبْسِيُّ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْيَوْمَ فِي نُبُوَّةٍ وَرَحْمَةٍ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا مُلُوكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، وَيَلْبَسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذَلِكَ يُنْصَرُونَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ

حُذَيْفَةَ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم پر نبوت و رحمت ہے پھر خلافت و رحمت ہو گی پھر ایسا ویسا ہو گا پھر ایسا ایسا ہو گا بادشاہت بھنبھوڑنے والی ہو گی جو شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے

اس کی سند میں مهند بن هشام القيسي الكوفي ہے جو مجهول ہے اس کو طبرانی کی سند میں العلاء بن المنهال نے ثقہ کہا ہے جبکہ اس کا حال نا معلوم ہے

خود العلاء بن المنهال کے لئے امام العقيلي کہتے ہیں : لا يتابع عليه اس کی روایات کی متابعت نہیں ہے

امام الذہبی نے ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں العلاء بن المنهال کے لئے کہا ہے فيه جهالة اس میں جہالت ہے یعنی یہ مجہول ہے

جبکہ أبو زرعة الرازي اور عجلی نے اس کو ثقہ کہا ہے

اسطرح العلاء بن المنهال تو مختلف فیہ ہو گیا اور یہ جس مُهَنَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْعَبْسِيُّ کو ثقہ کہتا ہے وہ مجهول ہے

ششم : زکاۃ کا بے جا مصرف کیا جانے لگا مصنف ابن ابی شیبہ ، اروء الغليل از البانی

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل میں البانی نے صدقه فطر کی ایک روایت پر ح ٨٤٧ کے تحت بحث کی ہے

كنا نخرج زكاة الفطر إذ كان فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم صاعا من طعام , أو صاعا من شعير أو صاعا من تمر , أو صاعا من زبيب , أو صاعا من أقط

پھر اس پر کہا کہ ترمذی میں اضافہ کے کہ ابو سعید نے وہ نہ کیا جو معاویہ نے کہا

فلما جاء معاوية , وجاءت السمراء قال: أرى مدا من هذا يعدل مدين – زاد الترمذى: من تمر. – قال: فأخذ الناس بذلك , قال أبو سعيد: فلا أزال

:بَابُ صَاعٍ مِنْ زَبِيبٍ:باب: صدقہ فطر میں منقیٰ بھی ایک صاع دینا چاہیےحدیث نمبر -75

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ ، سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ الْعَدَنِيَّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، قَالَ: حَدَّثَنِيعِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ ، فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتْ السَّمْرَاءُ، قَالَ: أُرَى مُدًّا مِنْ هَذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا ‘ انہوں نے یزید بن ابی حکیم عدنی سے سنا ‘ انہوں نے کہا کہ ہم سے . سفیان ثوری نے بیان کیا ‘ ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا خشک انجیر) نکالتے تھے۔ پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے

یعنی معاویہ نے دوسرے اناج میں ایک کی بجائے دو صاع نکالنے کا حکم دیا جو ایک سے زیادہ ہے ظاہر ہے یہ صدقہ میں اضافہ ہے نہ کہ کمی

صحیح مسلم اور دیگر کتب میں ہے معاویہ نے کہا

إنى أرى أن مدين من سمراء الشام تعدل صاعا من تمر. فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: «فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ، أَبَدًا مَا عِشْتُ

میں دیکھتا ہوں کہ گیہوں کے شام کے دو مد، کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں – پس لوگوں نے ایسا کیا لیکن میں نے اس چیز کو نہیں چوڑا جو میں نکالتا تھا جب تک میں زندہ ہوں

اس کا مطلب ہے کہ شام میں مد کا جو پیمانہ چل رہا تھا وہ حجاز کے مد کے پیمانے سے بڑا تھا وہ مدینہ کے صاع کے برابر نہ تھا اس لئے معاویہ جو شام سے آئے تھے ان کے قافلہ کے پاس شامی صاع ہونگے اور انہوں نے اس کو ناپتے ہوئے یہ حکم کیا کہ نیا صاع خریدنے کی بجائے اگر ہم پیمانہ کے تناسب کو لیں تو دو شامی مد، حجاز کے ایک صاع کے برابر ہے

مبارک پوری تحفہ الاحوذی میں لکھتے ہیں

تَنْبِيهٌ اعْلَمْ أَنَّ الصَّاعَ صَاعَانِ حِجَازِيٌّ وَعِرَاقِيٌّ فَالصَّاعُ الْحِجَازِيُّ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثُ رِطْلٍ وَالْعِرَاقِيُّ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ وَإِنَّمَا يُقَالُ لَهُ الْعِرَاقِيُّ لِأَنَّهُ كَانَ مُسْتَعْمَلًا فِي بِلَادِ الْعِرَاقِ مِثْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهَا وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّاعُ الْحَجَّاجِيُّ لِأَنَّهُ أَبْرَزَهُ الْحَجَّاجُ الْوَالِي وَأَمَّا الصَّاعُ الْحِجَازِيُّ فَكَانَ مُسْتَعْمَلًا فِي بِلَادِ الْحِجَازِ وَهُوَ الصَّاعُ الَّذِي كَانَ مُسْتَعْمَلًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ كَانُوا يُخْرِجُونَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ فِي عَهْدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يُوسُفَ وَالْجُمْهُورُ وَهُوَ الْحَقُّ

تَنْبِيهٌ جان لو لہ صاع دو ہیں ایک حجازی ہے اور عراقی ہے – پس حجازی صاع پانچ أَرْطَالٍ یا تین أَرْطَالٍ کا ہے – اور عراقی صاع آٹھ أَرْطَالٍ کا ہے اور کہا جاتا ہے کہ عراق کے شہروں میں مثلا کوفہ اور دیگر میں جو صاع چلتا ہے اس کو حجاجی کہا جاتا ہے اور جہاں تک حجازی صاع کا تعلق ہے جو حجاز کے شہروں میں استمعال ہوتا ہے تو وہ وہ صاع ہے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چلتا تھا جس سے صدقه فطر نکالا جاتا تھا دور نبوی میں اور ایسا امام مالک ، الشافعی اور احمد اور یوسف اور جمہور کا کہنا ہے جو حق ہے

عراق کا صأع حجأز سے بڑا ہے – اور اسی طرح شام کا صاع کا پیمانہ الگ تھا

اگر یہ بات تھی تو پھر ابو سعید نے کیوں نہیں کیا ؟ ابو سعید نے اس لئے نہیں کیا کہ وہ اس کو محبوب رکھتے تھے کہ وہی کریں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور تناسب والی بات کو باقی اصحاب نے سمجھ پر قبول کر لیا

عمده القاری میں علامہ عینی لکھتے ہیں

وَقَالَ النَّوَوِيّ: هَذَا الحَدِيث مُعْتَمد أبي حنيفَة، قَالَ بِأَنَّهُ فعل صَحَابِيّ، وَقد خَالفه أَبُو سعيد وَغَيره من الصَّحَابَة مِمَّن هُوَ أطول صُحْبَة مِنْهُ وَأعلم بِحَال النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَقد أخبر مُعَاوِيَة بِأَنَّهُ رَأْي رَآهُ، لَا قَول سَمعه من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، قُلْنَا: إِن قَوْله: فعل صَحَابِيّ، لَا يمْنَع لِأَنَّهُ قد وَافقه غَيره من الصَّحَابَة الجم الْغَفِير بِدَلِيل قَوْله فِي

الحَدِيث: فَأخذ النَّاس بذلك، وَلَفظ النَّاس للْعُمُوم، فَكَانَ إِجْمَاعًا. وَلَا تضر مُخَالفَة أبي سعيد لذَلِك بقوله: أما أَنا فَلَا أَزَال أخرجه، لِأَنَّهُ لَا يقْدَح فِي الْإِجْمَاع، سِيمَا إِذا كَانَ فِيهِ الْخُلَفَاء الْأَرْبَعَة، أَو نقُول: أَرَادَ الزِّيَادَة على قدر الْوَاجِب تَطَوّعا.

امام نووی نے کہا : اس حدیث پر امام ابو حنیفہ نے اعتماد کیا ہے اور کہا یہ صحابی (معاویہ) کا فعل ہے اور ان کی مخالفت کی ہے ابو سعید نے اور دوسرے اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اور بے شک معاویہ نے خبر دی کہ وہ دیکھتے ہیں نہ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر سنا- (عینی نے کہا) ہم (جوابا) کہتے ہیں کہ ان (امام ابو حنیفہ) کا کہنا کہ صحابی کا فعل ہے اس سے منع نہیں کرتا کیونکہ اس میں معاویہ کی موافقت اصحاب رسول کے جم غفیر نے کی ہے اس میں دلیل حدیث ہے کہ اس کو لوگوں نے لیا اور لفظ الناس عموم ہے کہ اس پر اجماع ہوا اور ابو سعید کی مخالفت سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اس قول پر کہ جہاں تک میں ہوں تو میں اس (صدقه فطر) کو نکالوں گا جیسا نکالتا تھا کیونکہ انہوں نے اس اجماع پر قدح نہیں کیا خاص طور.... اس میں ارادہ ہے کہ جو مقدار واجب نفلی تھی اس سے زائد دیا گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دینار و درہم بھی استعمال ہوتا تھا جو سونے یا چاندی کا تھا
صحیح مسلم کی حدیث ہے
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ، نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوُقِيَّةَ الذَّهَبَ بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ
فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کے دن (سن ٦ ہجری) تھے ہم نے یہود سے سونا کا وقیہ دو یا تین دینار کے بدلے خریدا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا سونے کو سونے سے نہ بیچو الا یہ کہ ایک وزن ہو

معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں کو درہم کی صورت عطیات یا وظائف ملتے تھے
صحیح مسلم کی حدیث ہے
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: كُنْتُ بِالشَّامِ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، فَجَاءَ أَبُو الْأَشْعَثِ، قَالَ: قَالُوا: أَبُو الْأَشْعَثِ، أَبُو الْأَشْعَثِ، فَجَلَسَ، فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْ أَخَانَا حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: نَعَمْ، غَزَوْنَا غَزَاةً وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ، فَغَنِمْنَا غَنَائِمَ كَثِيرَةً، فَكَانَ فِيمَا غَنِمْنَا آنِيَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا فِي أَعْطِيَاتِ النَّاسِ، فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ، فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَقَامَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، عَيْنًا بِعَيْنٍ، فَمَنْ زَادَ، أَوِ ازْدَادَ، فَقَدْ أَرْبَى»، فَرَدَّ النَّاسُ مَا أَخَذُوا، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيبًا، فَقَالَ: أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ، فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَأَعَادَ الْقِصَّةَ، ثُمَّ قَالَ: " لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ - أَوْ قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ - مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَصْحَبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ "، قَالَ حَمَّادٌ هَذَا أَوْ نَحْوَهُ،

ابِي قِلَابَةَ کہتے ہیں ہم شام میں ایک حلقہ میں تھے جس میں مسلم بن یسار تھے پس اَبُو الْأَشْعَثِ آئے ہم نے کہا اَبُو الْأَشْعَثِ، اَبُو الْأَشْعَثِ بیٹھیئے پس وہ بیٹھے ہم نے ان سے کہا کوئی حدیث جو عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ سے سنی ہو

بیان کریں پس بولے ہاں ہم نے غزوات میں حصہ لیا اور معاویہ لوگوں پر امیر تھے اور ہمارے پاس بہت غنیمت آئی یہاں تک کہ کچھ تھے جن کے پاس چاندی کے برتن تھے معاویہ نے ایسوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو عطیات کے بدلے خرید لیں جس کو لوگوں نے جلدی جلدی کیا – اس کی خبر عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ کو ہوئی پس وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے منع کیا ہم کو سونے کو سونے سے خریدنے اور چاندی کو چاندی سے اور گندم کو گندم سے اور جو کو جو سے اور کھجور کو کھجور سے اور نمک کو نمک سے سوائے یہ کہ (کوالٹی میں) برابر ہوں ایک ہی قسم سے ہوں، پس اس سے اوپر سود ہے – پس لوگوں نے یہ سن کر لوٹا دیا جو لیا اس کی خبر معاویہ رضی الله عنہ کو ہوئی انہوں نے خطبہ دیا اور کہا لوگوں کو کیا ہوا کہ رسول الله سے منسوب ایسی حدیثیں روایت کرتے ہیں ہم نے بھی ان کو دیکھا ساتھ گزارا ہم نے تو یہ سب نہ سنا اس پر عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ کھڑے ہوئے اور قصہ بیان کیا پھر کہا ہم جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنتے ہیں وہی بیان کرتے ہیں چاہے معاویہ کو برا لگے ..

یعنی لوگوں نے چاندی کے برتنوں کو اپنے دوسرے عطیات یا وظائف کے بدلے حاصل کیا اس پر عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نے جرح کی کہ چاندی کا برتن، چاندی کے برتن سے ہی بدلا جا سکتا ہے کسی وظیفہ یا عطیہ سے نہیں

معاویہ رضی الله عنہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی لہذا ان کا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ سے اختلاف ہوا

ہفتم : ظلم وجبر سے امت کو خاموش کروایا گیا بخاری ، مسلم ،ابوداود
البانی صاحب کتاب سلسلہ احادیث الصحیحہ میں ایک روایت کے شاہد پر دلیل دیتے ہیں

:كما في تفسير ابن كثير (159/4) – عن عبد الله البهي قال
إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال: إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين في (يزيد) رأياً حسناً وأن يستخلفه، فقد استخلف أبو بكر عمر- رضي الله عنهما-. فقال عبد الرحمن بن أبي بكر- رضي الله عنهما-: أهرقلية؟! إن أبا بكر- رضي الله عنه- ما جعلها في أحد من ولده، وأحد من أهل بيته، ولا جعلها معاوية إلا رحمة وكرامة لولده! فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: (أفٍّ لكما) ؟ فقال

عبد الرحمن: ألست يا مروان! ابن اللعين الذي لعن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أباك؟! قال: وسمعتهما عائشة- رضي الله عنها-، فقالت: يا مروان! أنت القائل لعبد الرحمنكذا وكذا؟! كذبت! ما فيه نزلت، ولكن نزلت في فلان بن فلان. ثم انتحب
مروان (!) ثم نزل عن المنبر حتى أتى باب حجرتها، فجعل يكلمها حتى انصرف. قلت: سكت عنه ابن كثير، وهو إسناد صحيح.

جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ

عبدالله بہی نے کہا کہ ہم مسجد میں تھے جب مروان نے خطبہ دیا کہ اللہ نے معاویہ کو یزید کے بارے میں اچھی رائے دی ہے، کہ وہ انہیں اپنا خلیفہ بنائے جیسے ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ عبدالرحمن بن ابو بکر

نے کہا کہ کیا ہرقل کے مطابق؟ ابوبکر نے اپنی اولاد میں کسی کو نہیں بنایا نہ اپنے گھر والوں میں، معاویہ اپنی اولاد پر رحمت و کرامت کر رہا ہے۔ مروان نے کہا کہ تمہارے لیے یہ آیت آئی ہے۔ اس پر عبدالرحمن نے کہا یہ اے مروان! کیا تم لعنتی کے بیٹے نہیں جس کے باپ پر اللہ کے رسول نے لعنت کی؟ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے کہا کہ اے مروان! تم عبدالرحمن کے لیے فلاں فلاں چیز کے قائل ہو؟ تم نے جھوٹ بولا، یہ فلاں فلاں کے لیے نازل ہوئی۔ مروان نیچے اترا جلدی سے، اور آپ کے حجرے پر آیا، کچھ بولا اور پھر چلا گیا۔

میں البانی یہ کہتا ہوں کہ ابن کثیر اس پر چپ رہے ہیں، مگر یہ سند صحیح ہے

عبد اللہ البھی کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے کتاب جامع التحصیل کے مطابق امام احمد کے نزدیک ان کا سماع نہیں ہے

عبد الله البهي سئل أحمد بن حنبل هل سمع من عائشة رضي الله عنها قال ما أرى في هذا شيئا إنما يروي عن عروة

اہم سوال ہے کہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے ہرقل کی سنت پر عمل نہ کیا؟

ہشتم : محرمات سے نکاح ہوا

تاریخ الطبری دار التراث – بیروت ج ٥ ص ٤٨٠ کے مطابق

قَالَ لوط: وَحَدَّثَنِي أَيْضًا مُحَمَّد بن عَبْدِ الْعَزِيزِ بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عوف ورجع المنذر من عِنْدَ يَزِيد بن مُعَاوِيَة، فقدم عَلَى عُبَيْد اللَّهِ بن زياد الْبَصْرَة... فأتى أهل الْمَدِينَة، فكان فيمن يحرض الناس عَلَى يَزِيد، وَكَانَ من قوله يَوْمَئِذٍ: إن يَزِيد وَاللَّهِ لقد أجازني بمائة ألف درهم، وإنه لا يمنعني مَا صنع إلي أن أخبركم خبره، وأصدقكم عنه، وَاللَّهِ إنه ليشرب الخمر، وإنه ليسكر حَتَّى يدع الصَّلاة

منذربن الزبیر اہل مدینہ کے پاس آئے تو یہ ان لوگوں میں سے تھے جو لوگوں کو یزید بن معاویہ کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ اور یہ اس دن کہتے تھے : اللہ کی قسم ! یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم دئے، لیکن اس نے مجھ پر جو نوازش کی ہے وہ مجھے اس چیز سے نہیں روک سکتی کہ میں تمہیں اس کی خبر بتلاؤں اور اس کے متعلق سچ بیان کردوں ۔ پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ! یزید شرابی ہے اور شراب کے نشے میں نماز بھی چھوڑ دیتا ہے

أبو مخنف، لوط بن يحيى بن سعيد بن مخنف الكوفي ہے متروک راوی ہے

وقال الدارقطني: ضعيف

وقال يحيى بن معين: ((ليس بثقة)). وقال مرةً أخرى: ((ليس بشيء)). ثقہ نہیں ، کوئی چیز نہیں

وقال ابن عدي: ((شيعي محترق، صاحب أخبارهم)) اگ لگانے والا شیعہ ہے

الطبقات الكبرى ، دار الكتب العلمية – بيروت، ج ٥ ص ٤٩ میں ہے

اخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَعَنْ غَيْرِهِمْ أَيْضًا. كُلٌّ قَدْ حَدَّثَنِي. قَالُوا: لَمَّا وَثَبَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيَالِيَ الحرة فأخرجوا بَنِي أُمَيَّةَ عَنِ الْمَدِينَةِ وَأَظْهَرُوا عَيْبَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَخِلافَهُ أَجْمَعُوا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَأَسْنَدُوا أَمْرَهُمْ إِلَيْهِ فَبَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ وَقَالَ: يَا قَوْمُ اتَّقُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لا شريك له. فو الله مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيدَ حَتَّى خِفْنَا أَنْ نُرْمَى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ. إِنَّ رَجُلا يَنْكِحُ الأُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتَ وَالأَخَوَاتِ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلاةَ

جب اہل مدینہ نے حرہ کے موقع پر فساد کیا، بنوامیہ کو مدینہ سے نکال دیا گیا ، یزید کے عیوب کا پرچار اس کی مخالفت کی تو لوگوں نے عبداللہ بن حنظلہ کے پاس آکر اپنے معاملات انہیں سونپ دئے ۔ عبداللہ بن حنظلہ نے ان سے موت پر بیعت کی اور کہا: اے لوگو ! اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرو ! اللہ کی قسم ہم نے یزید کے خلاف تبھی خروج کیا ہے جب ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ ہم پر کہیں آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہوجائے [75]کہ ایک آدمی ماؤں ، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے ، شراب پیتا ہے اور نماز چھوڑتا ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... أَنْ ذَكَرَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ كَرْهًا بِبَيْعَةِ هَذَا الرَّجُلِ. وَقَدْ كَانَ مِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ خُرُوجِي إِلَيْهِ. رَجُلٌ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَنْكِحُ الْحُرُمَ

معقل بن سنان نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا: میں اس شخص کی بیعت سے کراہت کی وجہ سے نکلا ہوں ، اور اس کی طرف جانا ،قضاو قدر میں تھا ۔یہ ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے ، محرمات سے نکاح کرتا ہے

اسکی سند میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ زِيَاد ہے جو مجھول ہے دوسرے الواقدی شیعہ بھی ہے

وہ کون کون سی محرم عورتیں تھیں جن کا اس سے نکاح تھا ان کی لسٹ ہے کسی کے پاس ہے تو پیش کرے انہوں نے جو بچے جنے ان کے کیا نام تھے کسی نسب کی کتاب میں ہیں؟

---

75 اس کی سند میں أبو عبد الله، محمد بن عمر بن واقد، الواقدي ، الأسلمي مولاهم، المدني ہیں. الواقدی قاضي بغداد تھے عبد الله بن بريدة، الأسلمي کے آزاد کردہ غلام تھے سن ٢٠٧ ھ میں وفات ہوئی انکو محدثین متروک مع سعة علمه یعنی اپنی علمی وسعت کے باوجود متروک ہیں کہتے ہیں - الواقدي کٹر شیعہ ہیں اس وجہ سے انکی روایت نہیں لی جا سکتی ورنہ تاریخ اور جرح و تعدیل کی کتابوں میں انکے اقوال راویوں کی وفات کے حوالے سے قابل قبول ہیں اگر یہ کسی کو شیعہ کہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ بھی کٹر شیعہ ہے

قرآن میں ہے

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُم مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ فٰحِشَةً وَّمَقْتًا ۚ وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾

اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا وہ بیشک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ ۔

یعنی جس عورت سے باپ صحبت کرے خواہ نکاح کر کے یا زنا کی صورت میں یا لونڈی بنا کر بہر صورت وہ عورت بیٹے پر حرام ہے کیونکہ یہ بیٹے کی ماں کی طرح ہے-حرہ کے باغیوں کا الزام تھا کہ یزید نے معاویہ کی لونڈیوں سے اور ان سے جننے والی بیٹیوں سے نکاح کیا یا صحبت کی- یہ الزام نہایت بیہودہ ہے اور اگر ایسا ہے تو یہ مسلمانوں میں جاری ہو جانا چاہیے تھا جبکہ ایسا نہیں ہوا- یزید کی حکومت چار سال رہی اور بنو امیہ کا اقتدار ۹۱ سال رہا جس میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ملتی

نہم: یزید اپنے باپ کی طرح شرابی تھا

تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 220 و تاریخ طبری، ج 6، ص 170. ابن اثیر در کامل (ج 3، ص 503-505) کے مطابق یزید بندروں سے کھیلتا تھا

ابن اثیراور طبری نے لکھا کہ ابو مخنف نے روایت کیا حسن نے کہا

قَالَ أَبُو مخنف: عن الصقعب بن زهير، عن الْحَسَن، قَالَ: أربع خصال كن فِي مُعَاوِيَة، لو لَمْ يَكُنْ فِيهِ منهن إلا واحدة لكانت موبقة: انتزاؤه عَلَى هَذِهِ الأمة بالسفهاء حَتَّى ابتزها أمرها بغير مشورة مِنْهُمْ وفيهم بقايا الصحابة وذو الفضيلة، واستخلافه ابنه بعده سكيرا خميرا، يلبس الحرير ويضرب بالطنابير،

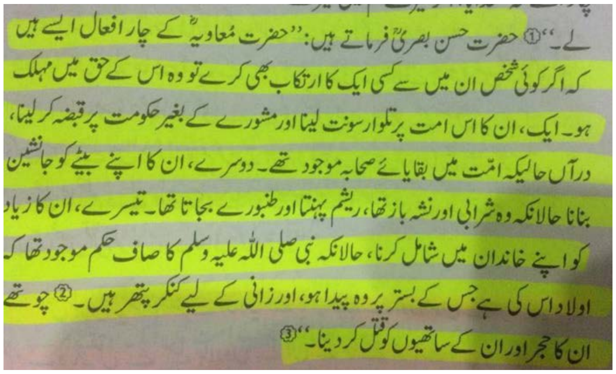
لے۔"① حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: "حضرت مُعاویہؓ کے چار افعال ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب بھی کرے تو وہ اس کے حق میں مہلک ہو۔ ایک، ان کا اس امت پر تلوار سونت لینا اور مشورے کے بغیر حکومت پر قبضہ کر لینا، درآں حالیکہ امّت میں بقایائے صحابہ موجود تھے۔ دوسرے، ان کا اپنے بیٹے کو جانشین بنانا حالانکہ وہ شرابی اور نشہ باز تھا، ریشم پہنتا اور طنبورے بجاتا تھا۔ تیسرے، ان کا زیاد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف حکم موجود تھا کہ اولاد اس کی ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہو، اور زانی کے لیے کنکر پتھر ہیں۔② چوتھے ان کا حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینا۔"③

یزید ریشم پہنتا ہے اور شرابی ہے

أبو مخنف، لوط بن يحيى بن سعيد بن مخنف الكوفي ہے متروک راوی ہے -

اس نے اپنے خالو الصقعب بن زهير المتوفی ۱٤۰ ہجری سے روایت کیا ہے –

امام ذہبی نے زیاد حارثی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ

سقاني يزيد شراباً ما ذقت مثله، فقلت: يا أمير المؤمنين لم أُسلسل مثل هذا، قال: هذا رمّان حُلوان، بعسل اصبهان، بسكّر الأهواز، بزبيب الطائف، بماء بَرَدى

زیاد نے کہا یزید نے مجھے (شربت) پلایا اس کا سا ذائقہ میں نے پہلے نہ پیا تھا پوچھا امیر المومنین میں نے ایسی لذت اس سے قبل نہیں پائی- یزید نے کہا ٹھنڈے پانی کے ساتھ ، حُلْوَانَ کا انار ہے، أَصْبَهَانَ کا اس میں شہد ہے، الأَهْوَازِ کی چینی ہے، الطَّائِفِ کا انگور ہے

اس کی سند کا علم نہیں ہے البتہ اس کو خمر قرار نہیں دیا جائے گا - شراب کا مطلب عربی میں پینا ہے چاہے پانی ہو یا دودھ ہو یا شراب نشہ والی ہو- اس قسم کا قول روح افزا اور تهادل کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے

تاریخ الاسلام میں الذہبی نے روایت دی ہے

وَقَالَ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ عَوَانَةَ، وَأَبِي زَكَرِيَّا الْعَجْلانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ: إِنَّ مُسْلِمًا لَمَّا دَعَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْبَيْعَةِ، يَعْنِي بَعْدَ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ، قَالَ .... الْفَاسِقَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ

سند میں عوانة بن الحكم بن عوانة بن عياض الأخباري المتوفى ١٤٧ ھ ہے – اس نے كِتَابُ التَّارِيْخِ اور كِتَابُ سِيَرُ مُعَاوِيَةَ، وَبَنِي أُمَيَّةَ لکھی تھیں – اس کا درجہ الذہبی کے نزدیک صدوق کا ہے اور ابن حجر نے اس کو وضاع یعنی روایت گھڑنے والا لسان المیزان میں قرار دیا ہے

يضع الأخبار لبني أمية - بنو امیہ کے لئے روایت گھڑتا تھا

سند میں أَبِي زَكَرِيَّا الْعَجْلانِيِّ بھی مجہول ہے – المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري کے مولف كرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري نے أبو زكريا العَجلانِي پر ترجمہ قائم کیا اور لکھا ہے

أبو زكريا العَجلانِي، من السادسة فما دونها، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة

أبو زكريا العَجلانِي..... اس کو نہیں جانتا نہ اس کا ترجمہ ملا ہے

فتنة مقتل عثمان بن عفان رضي الله عنه کے مولف محمد بن عبد الله بن عبد القادر غبان الصبحي نے پر کہا ہے لم أجد له ترجمة اس کا احوال مجھ کو نہیں ملا پھر رائے ظاہر کی کہ ممکن ہے کہ یہ يحيى بن اليمان العجليّ الكوفي، أبو زكريا المتوفی ۱۸۹ ھ ہو –راقم کہتا ہے يحيى بن اليمان تو ابن اليمان کے نام سے مشہور ہے اور اس کو نسائی نے ليس بالقويّ قرار دیا ہے- ابن معین نے ضَعِيفُ الْحَدِيثِ قرار دیا ہے –

معلوم ہوا کہ سند میں ایک مجہول ہے اور ایک وضاع ہے لہذا یہ قول نہایت نا قابل اعتبار ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ " أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ [ص:26] أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا

شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا، وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي

حسین بن واقد نے عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کیا کہ میں اور میرا باپ معاویہ کے پاس داخل ہوئے ہم ان سے سایہ فرش پر بیٹھے پھر کھانا آیا ہم نے کھایا پھر ایک پینے کی چیز آئی اس کو معاویہ نے پیا پھر ہماری طرف بڑھا دی اور کہا میں نے اس کو اس وقت سے نہیں پیا جب سے رسول اللہ نے اس کو حرام کیا پھر معاویہ نے کہا میں قریش کا سب سے حسین جوان تھا

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اس کی سند قوی ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَأَجْلَسَ أَبِي عَلَى السَّرِيرِ وَأَتَى بِالطَّعَامِ فَأَطْعَمَنَا، وَأَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: «مَا شَيْءٌ كُنْتُ أَسْتَلِذُّهُ وَأَنَا شَابٌّ فَآخُذُهُ الْيَوْمَ إِلَّا اللَّبَنَ، فَإِنِّي آخُذُهُ كَمَا كُنْتُ آخُذُهُ قَبْلَ الْيَوْمِ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ نے کہا میں اور میرا باپ معاویہ کے پاس داخل ہوئے – میرے باپ تخت پر بیٹھے اور کھانا آیا ہم نے کھایا پھر پینے کی چیز آئی اس کو پیا – پھر معاویہ نے کہا جب میں جوان تھا تو کون سی ایسی چیز تھی جو لذیذ ہو (اور میں نے نہ لی ہو) – آج تو میں صرف دودھ پیتا ہوں- لیکن میں نے بھی اس کو پیا جیسا تم اس کو کل تک پیتے تھے

اس متن میں اور مسند احمد کے متن میں فرق ہےجو ظاہر کرتا ہے کہ یہ متن راوی نے بار بار بدلا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت کتب میں الحسين بن واقد المروزی المتوفی ۱۵۹ ھ مدلس سے آئی ہے

امام احمد خود اس کی روایات کو رد کرتے تھے

وقال المروذی: وذكر (أبو عبد الله) حسين بن واقد. فقال: ليس بذاك. «سؤالاته» (146) .

وقال الميموني: قال أبو عبد الله: حسين بن واقد، له أشياء مناكير. «سؤالاته» (444) .•

اور کہتے

ما أنكر حديث حسين بن واقد، وأبي المنيب، عن ابن بريدة. «العلل» (497)

کتنی منکر ہے حسین بن واقد کی روایت ہے ابن بریدہ سے

دھم: یزید کتوں اور بندروں سے کھیلتا تھا

المنتظم في تاريخ الأمم والملوك میں ابن جوزی نے لکھا

عبد الله بن حنظلة الغسيل، والمنذر بن الزبير نے کہا

ويلعب بالكلاب

یہ کتوں سے کھیلتا ہے

سند میں واقدی ہے

تاریخ طبری ج ١٠ ص ٦٠ پر ہے معاویہ نے اپنے بیٹے کی خلافت پر بلایا

ودعاؤه عباد الله الى ابنه يزيد المتكبر الخمير، صاحب الديوك والفهود والقرود

جو متکبر شرابی تھا مرغوں، چیتوں اور بندروں والا

یہ تمام اقوال نہایت کمزور سندوں سے ہیں – لیکن اگر مان لیں صحیح ہیں تو اس میں کیا برائی ہے ؟ یزید کو چڑیا گھر کا شوق ہو گا- آج ساری دنیا چڑیا گھر جا جا کر دیکھ رہی ہے اگر نہ جائے تو مسلمانوں کا خلیفہ نہ جائے

کیا اصحاب کہف کا کتا نہیں تھا؟

شکار کے لئے کتوں کو پالنا جائز ہے اس کا ذکر احادیث میں ہے

حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی کتوں سے کھیلتے تھے سنن ابو داود کی حسن حدیث ہے

حدَّثنا أبو صالحِ محبوبُ بنُ موسى، حدَّثنا أبو إسحاق الفزَاريُّ، عن يونَس بن أبي إسحاق، عن مجاهدٍ حَدّثنا أبو هُريرة، قال: قال رسولُ الله – صلَّى الله عليه وسلم -: أتاني جبريلُ عليه السلام، فقال لي: أتيتُكَ البارحَةَ فلم يمنَعْني أن أكونَ دخلتُ إلا أنَّه كانَ على الباب تماثيلُ، وكان في البيت قِرَامُ سِتْرٍ فيه تماثيلُ، وكان في البيت كلْبٌ، فَمُرْ برأسِ التِّمثَالِ الذي على بابِ البيت يقْطَعُ فيصيرُ كهيئةِ الشجرة، ومُرْ بالسِّترِ، فليُقْطَع، فيُجعَلُ منه وسادَتَان مَنبوذتانِ تُوطآن، ومُرْ بالكلب فليُخرَج" ففعل رسولُ الله – صلَّى الله عليه وسلم -، وإذا الكلبُ لحَسَنِ أو حُسين كان تحتَ نَضَدٍ لهم، فأمر به فأخْرِجَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: “میرے پاس جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا: میں کل رات آپ کے پاس آیا تھا لیکن اندر نہ آنے کی وجہ صرف وہ تصویریں رہیں جو آپ کے دروازے پر تھیں اور آپ کے گھر میں (دروازے پر)ایک منقش پردہ تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، اور گھر میں کتا بھی تھا تو آپ کہہ دیں کہ گھر میں جو تصویریں ہوں ان کا سر کاٹ دیں تاکہ وہ درخت کی شکل کی ہو جائیں، اور پردے کو پھاڑ کر اس کے دو غالیچے بنا لیں تاکہ وہ بچھا کر پیروں سے روندے جائیں اور حکم دیں کہ کتے کو باہر نکال دیا جائے”، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، اسی دوران حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا کتا ان کے تخت کے نیچے بیٹھا نظر آیا، آپ نے حکم دیا تو وہ بھی باہر نکال دیا گیا۔ ابوداؤد کہتے ہیں: «نضد» چارپائی کی شکل کی ایک چیز ہے جس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں۔ تخریج دارالدعوہ: سنن الترمذی/الأدب ۴۴ (۲۸۰۶)، سنن النسائی/الزینة من المجتبی ۶۰ (۵۳۶۷)

البانی کہتے ہیں سند صحیح ہے

البدایہ و النہایہ از ابن کثیر میں ہے: وقيل: إن سبب موته أنه حمل قردة وجعل ينقزها فعضته.
وذكروا عنه غير ذلك والله أعلم بصحة ذلك.
کہا جاتا ہے یزید کی موت بندر سے ہوئی … اور دوسروں نے اس الگ ذکر کیا ہے الله کو اس کی صحت کا علم ہے

الکامل از ابن اثیر میں ہے : وَقِيلَ: إِنَّهُ مَاتَ مَسْمُومًا، وَصَلَّى عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ
کہا جاتا ہے یزید کی موت زہر سے ہوئی اس کی نماز الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ نے پڑھی

یہ قول ہے اس میں قصہ نہیں ہے کہ زہر کس نے دیا

جب یزید بن معاویہ سے لوگ ناخوش ہوئے تو ان کی موت سے متعلق افواہ سازی کی

عبد الله بن عمرو کا برے لوگوں میں پھسنا

صحيح البخاري: كِتَابُ الصَّلاَةِ (بَابُ تَشْبِيكِ الأَصَابِعِ فِي المَسْجِدِ وَغَيْرِهِ) صحیح بخاری: کتاب: نماز کے احکام و مسائل (باب: مسجد وغیرہ میں انگلیوں کا قینچی کرنا)

480 .

وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ أَبِي، فَلَمْ أَحْفَظْهُ، فَقَوَّمَهُ لِي وَاقِدٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهَذَا»

حکم : صحیح 480 .

اور عاصم بن علی نے کہا، ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کو اپنے باپ محمد بن زید سے سنا۔ لیکن مجھے حدیث یاد نہیں رہی تھی۔ تو میرے بھائی واقد نے اس کو درستی سے اپنے باپ سے روایت کر کے مجھے بتایا۔ وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو تمہارا کیا حال ہو گا جب تم برے لوگوں میں رہ جاؤ گے اس طرح (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں کر کے دکھلائیں

سنن دارمی میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بَيَانٍ هُوَ ابْنُ بِشْرٍ الْأَحْمَسِيُّ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ أَسْلَافًا، وَيَبْقَى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيرِ

مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالحین چلے گئے اور کوڑا رہ گیا جیسے جو کی بھوسی

اس قول کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک اجمالی قول ہے کہ آہستہ آہستہ دین بدلتا جائے گا

وقال أبو زرعة الدمشقي: قال أحمد بن حنبل: مات عبد الله بن عمرو ليالي الحرة، في ولاية يزيد بن معاوية. قال: «وكانت الحرة يوم الأربعاء لليلتين بقيتا من ذى الحجة سنة ثلاث وستين. «تاريخه (242)

عبد الله بن عمرو کی حرہ کی راتوں میں یزید بن معاویہ کے دور میں وفات ہوئی جب وہاں بغاوت ہوئی جو سن ٦٣ میں ذو الحجه میں بدھ کے دن ہوا جب دو راتیں اس ماہ میں باقی تھیں

ان شواہد کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ حرہ کی بغاوت کرنے والے مراد ہیں جن میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پھنس گئے

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بھی کچھ ایسی ہی رائے تھی

بخاری بیان کرتے ہیں کہ

باب إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ –

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ «يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ الله وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي لاَ أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ الله وَرَسُولِهِ، ثُمَّ يُنْصَبُ

نافع کہتے ہیں کہ جب مدینہ والوں نے يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ کی بیعت توڑی تو عبدللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر دغا باز کے لئے قیامت کے دن اک جھنڈا گا ڑھا جائے گا – اور بے شک میں نے اس آدمی کی بیعت کی ہے اللہ اور اس کے رسول (کی اتبا ع پر) اور میں کوئی ایسا بڑا عذر نہیں جانتا کہ کسی کی اللہ اور رسول کے لئے بیعت کی جائے اور پھر توڑی جائے

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یزید کے خلاف خروج کرنے والوں کے لئے کتنی سخت ہے مسلم بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ حِينَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحَرَّةِ مَا كَانَ، زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: اطْرَحُوا لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وِسَادَةً، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ، أَتَيْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

[76] نافع کہتے ہیں عبد الله ابن عمر، عبد الله بن مُطِیع کے پاس گئے جب حرہ میں ہوا جو ہوا یزید بن معاویہ کے دور میں اس نے کہا ابی عبد الرحمان اور ان کے سرداروں کے لئے ہٹاؤ عبد الله ابن عمر نے کہا میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا تم کو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی ایک حدیث سنانے آیا ہوں جو رسول الله سے سنی کہ جو اطاعت میں سے ایک ہاتھ نکلا اس کی الله سے ایسے ملاقات ہو گی کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہو گی اور جو مرا کہ اس کی گردن پر اطاعت کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کو موت مرا

---

76 عبد الله بن مطيع بن الأسود المتوفی ٧٤ ھ صحابی نہیں ہے - معجم الصحابة میں بغوی نے اس کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وروى عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم. یہ اپنے باپ سے اور وہ رسول الله سے روایت کرتے ہیں
امام بخاری تاریخ کبیر میں کہتے ہیں
سَمِعَ أَبَاهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم
اس نے اپنے باپ سے سنا ہے اور انہوں نے نبی سے روایت کیا ہے- الاستيعاب في معرفة الأصحاب از ابن عبد البر میں اور الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر میں ہے واقعہ حرہ میں یہ لوگوں کو بھڑکانے کے بعد خود بھاگ گیا یہاں تک کہ ابن زبیر کے ساتھ شامل ہوا اور حجاج کے ہاتھوں قتل ہوا- إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق یہ ابن زبیر کے قتل سے قبل کسی کنواں کا پانی پینے سے مرا
الأعلام از الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ) کے مطابق
واستعمله ابن الزبير على الكوفة، فأخرجه المختار ابن أبي عبيد منها، فعاد إلى مكة،
اس کو ابن زبیر کے کوفہ کا گورنر کیا پھر مختار ثقفی نے نکال باہر کیا اور یہ مکہ لوٹ آیا تھا
ابن حجر نے الإصابة في تمييز الصحابة میں لکھا ہے ذكره ابن حبّان، وابن قانع، وغيرهما في الصحابة ابن حبان اور دیگر نے اس کو اصحاب رسول میں شمار کیا ہے دوسری طرف تہذیب التہذیب میں لکھا کہ قلت وقال ابن حبان له صحبة ووهم ابن حبان نے اس کو صحابی سمجھا ہے اور اس کے نسب میں وہم ہوا ہے – راقم کہتا ہے جب معلوم ہی نہیں ہوا کہ کون تھا تو صحابی کیسے ثابت ہوا؟

حرہ کی رات اور ابن المسیب کا قول

سنن الدارمی میں ہے

أخبرنا مروان بن محمد، عن سعيد بن عبد العزيز، قال: لما كان أيام الحرة لم يؤذن في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثا، ولم يقم، ولم يبرح سعيد بن المسيب المسجد، وكان لا يعرف وقت الصلاة إلا بهمهمة يسمعها من قبر النبي صلى الله عليه وسلم فذكر معناه

سعیدبن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب ایام حرہ کے دن تھے تو تین دنوں تک مسجد نبوی میں اذان اوراقامت نماز نہیں ہوئی ، اورسعید بن المسیب ان دنوں مسجد نبوی ہی میں ٹھرے رہے اور جب نماز کا وقت ہوجاتا پتا نہیں چلتا سوائے اس کے کہ قبر نبوی سے اذان کی آواز سنائی دیتی

یہ سند منقطع ہے – سعید بن عبدالعزیز کی پیدائش نوے ہجری میں ہوئی ہے یہ آخری عمر میں مختلط بھی تھے

امام الذھبی سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں : وُلِدَ: سَنَةَ تِسْعِيْنَ، فِي حَيَاةِ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ یہ سن ۹۰ میں سھل بن سعد کی زندگی میں پیدا ہوا – امام الذھبی سیر أعلام النبلاء میں یہ بھی لکھتے ہیں : وَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ، وَعَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ: تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلاَثٍ وَتِسْعِيْنَ ابو نعیم اور امام علی کا کہنا ہے کہ سعیدبن المسیب کا انتقال سن ۹۳ میں ہوا

دوسرا طرق طبقات ابن سعد میں ہے

أخبرنا الوليد بن عطاء بن الأغر المكي قال: أخبرنا عبد الحميد بن سليمان عن أبي حازم قال: سمعت سعيد بن المسيب يقول: لقد رأيتني ليالي الحرة وما في المسجد أحد من خلق الله غيري، وإن أهل الشام ليدخلون زمرا زمرا يقولون: انظروا إلى هذا الشيخ المجنون، وما يأتي وقت صلاة إلا سمعت أذانا في القبر ثم تقدمت فأقمت فصليت وما في المسجد أحدغيري

اسی سند سے تاریخ ابن أبي خيثمة میں ہے

حَدَّثَنا مُحَمَّد بن سُلَيْمَان لوين ، قال : حدثنا عَبْد الحميد بن سُلَيْمَان ، عن أبي حازم ، عن سعيد بن الْمُسَيَّب ، قال : لقد رأيتني ليالي الْحَرَّة وما في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم أحدٌ غيري ، ما يأتي وقت صلاةٍ إلا سمعت الآذان مِن القبْر

عبد الحمید بن سلیمان نے ابو حازم سے روایت کیا کہا میں نے سعید بن المسیب کو کہتے سنا کہتے میں نے حرہ کی راتیں دیکھیں اور مسجد میں کوئی خلق الله میرے سوا نہ تھی اور اہل شام گروہ گروہ مسجد میں آ رہے تھے اور کہتے اس بڈھے مجنوں کو دیکھو اور نماز کا وقت نہ اتا سوائے اس کے کہ میں قبر النبی سے اذان سنتا تو نماز پڑھتا اور مسجد میں میرے سوا کوئی نہ تھا

ان سندوں میں عبد الحمید بن سلیمان الخزاعی ہے جو ضعیف ہے

تیسرا طرق طبقات ابن سعد میں ہے

قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني طلحة بن محمد بن سعيد عن أبيه قال: كان سعيد بن المسيب أيام الحرة في المسجد لم يبايع ولم يبرح، وكان يصلي معهم الجمعة ويخرج إلى العيد، وكان الناس يقتتلون وينتبهون وهو في المسجد لا يبرح إلا ليلا إلى الليل. قال فكنت إذا حانت الصلاة أسمع أذانا يخرج من قبل القبر حتى أمن الناس وما رأيت خيرا من الجماعة

طلحة بن محمد بن سعید بن المسیب نے اپنے باپ (یعنی ابن المسیب کے بیٹے) سے روایت کیا کہ سعید بن المسیب ایام الحرہ میں مسجد میں ہی رہے انہوں نے بیعت نہ کی اور وہ جمعہ کی نماز تو ان کے ساتھ پڑھتے لیکن عید پر نہ نکلتے اور لوگ قتل ہو رہے تھے اور ابن المسیب کو تنبیہ کی جا رہی تھی وہ مسجد میں ہی رکے رہے سوائے راتوں میں – کہا پس جب نماز کا وقت اتا وہ اذان قبر سے سنتے جو قبر سے نکلتی یہاں تک کہ امن ہوا

طلحة بن محمد بن سعید بن المسیب کے لئے امام ابی حاتم کا کہنا ہے

قال أبو حاتم: لا أعرفه میں اس کو نہیں جانتا

معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب سے اس قول کو دو غیروں اور ایک پوتے نے منسوب کیا ہے

عبد الحمید بن سلیمان الخزاعی – مدینہ کا ہے لیکن بغداد میں جا کر رہا وفات ۱۷۰ سے ۱۸۰ ھ کے درمیان ہے

طلحة بن محمد بن سعید بن المسیب – وفات معلوم نہیں ہے مدینہ کا ہے

سعيد بن عبد العزيز بن أبي يحيى التنوخي – وفات ١٦٧ ھ کے قریب ہے – دمشق کے ہیں

راقم کہتا ہے یہ روایت منقطع و مجہول و ضعیف سند سے تو ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اجماع کیسے ہوا کہ ایک دمشقی پھر ایک بغدادی اور ایک مدنی نے اس قول کو ابن المسیب سے الگ الگ علاقوں میں منسوب کیا – اس کے علاوہ اس قول کو منسوب کرنے میں دو غیر ہیں ایک پوتا ہے – یہ سب قابل غور ہے – روایت ضعیف تو ہے لیکن اس قول کی تہہ تک جانا ہو گا کہ ایسا ابن المسیب سے منسوب کیوں کیا گیا یا واقعی انہوں نے کہا

اب دو ہی صورتیں ہیں

اگر یہ ابن المسیب نے نہیں کہا تو سوال ہے کہ ان تین راویوں کو کس نے مجبور کیا کہ وہ اس قول کو ابن المسیب سے منسوب کریں- کیا بنو عباس نے ان راویوں سے کہلوایا کہ وہ بنو امیہ کی تنقیص میں اس کو بیان کریں؟ راقم کو بنو عباس کا اس قسم کا اثر رسوخ معلوم نہیں ہے لیکن یہ دور سن ١٥٠ سے ١٨٠ ھ کا معلوم ہوتا ہے – ابو جعفر المنصور کی خلافت سن ١٥٨ ھ تک تھی اور اِس کے بعد أبو عبد الله محمد بن عبد الله المنصور بن محمد بن علي المهدي بالله کی خلافت سن ١٦٩ ھ تک تھی

اگر واقعی یہ قول ابن المسیب نے کہا تو اس کا مطلب ہے کہ سعید بن المسیب آخری عمر میں مختلط تھے

راقم سمجھتا ہے کہ اغلبا سعید بن المسیب آخری عمر میں مختلط تھے

صحيح البخاري: كِتَابُ المَغَازِي (بَابٌ) صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب)

4024 . وَعَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتْ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ

اور اسی سند سے مروی ہے ، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا ، اگر مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا ۔ اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا ، ا نہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب برپا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا ، پھر جب دو سرا فساد برپا ہوا یعنی حرہ کا ، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا ، پھر تیسرا فساد برپا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی

یہ حدیث تاریخا غلط ہے – بہت سے بدری اصحاب رسول کی وفات دور معاویہ رضی الله عنہ میں ہوئی ہے اور یہ قول کہنا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا – یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ابن المسیب کا اختلاط ہے- ابن تیمیہ نے اس کو صحیح سمجھتے ہوئے فتاوی میں نقل کیا ہے

البداية والنهاية از ابن کثیر میں ہے

قَالَ الْمَدَائِنِيُّ: وَجِيءَ إِلَى مُسْلِمٍ بِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَهُ: بَايِعْ! فَقَالَ: أُبَايِعُ عَلَى سِيرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: فَأَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِهِ، فَشَهِدَ رَجُلٌ أَنَّهُ مَجْنُونٌ فَخَلَّى سبيله

الْمَدَائِنِيُّ نے کہا : مسلم بن عقبہ ، سعید بن المسیب کے پاس پہنچا اور کہا بیعت کر – سعید نے کہا میں سیرت ابو بکر اور عمر کی بیعت کرتا ہیں- پس مسلم بن عقبہ نے گردن اڑانے کا حکم کیا تو ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ مجنوں ہے تو ان کو چھوڑ دیا

راقم کہتا ہے شواہد بتاتے ہیں کہ سعید بن المسیب مختلط ہو گئے تھے

واقعہ حرہ میں اصحاب رسول شہید ہوئے؟

ایک صحابی ہیں جن کا نام معاذ بن الصِّمَّة بن عمرو رضی الله ہے

اسی طرح ابن حجر اپنی کتاب میں تقریباً ٨ صحابہ کرام رضی الله کا ذکر کرتے ہیں جو واقعہ حرا میں شہید ہوے اور باقی سات یہ ہیں

بشير بن النعمان.١

سعد بن حبان بن منقذ.٢

عامر بن أوس بن عَتيك.٣

عبد الله بن حنظلة بن أبي عامر.٤

عون بن عميس بن معد.٥

واسع بن حبان بن منقذ .٦

يزيد بن كعب بن عمرو.٧

اس لسٹ سے متفق ہونا مشکل ہے
صحابی متصور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی سند ملے

معاذ بن الصِّمَّة بن عمرو
ان سے کوئی حدیث نہیں ملی
طبقات ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِي جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ مُعَاذَ بْنَ الصِّمَّةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ أَخَا خِرَاشٍ شَهِدَ بَدْرًا. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: وَلَيْسَ بِثَبْتٍ وَلا مُجْمَعٍ عَلَيْهِ
واقدی نے اس کا ذکر کیا کہ مُعَاذَ بْنَ الصِّمَّةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ نے کہا کہ میرے بھائی خراش نے جنگ بدر دیکھی واقدی نے کہا یہ ثابت نہیں اور نہ اس پر کوئی جمع ہے
—-

بشیر بن النعمان بن عبید
اس نام کا کوئی صحابی نہیں ہے

———-

سعد بن حبان بن منقذ بن عمرو المازني

ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا ہے اور صحابی ہونے پر فیہ نظر کہہ کر شک کا اظہار کیا ہے
=—-

واسع بن حبان بن منقذ
ابن اثیر نے کہا فِي صحبته مقال اس کے صحابی ہونے پر قیل و قال ہے
——

عامرُ بنُ أوسِ بنِ عَتيكِ بنِ عمرِو
طبری کا قول ہے کہ یہ صحابی ہے
قال الطبري فِي الذيل: له صحبة
لیکن طبری نے کس دلیل پر کہا معلوم نہیں کیونکہ اس سے کوئی حدیث مروی نہیں نہ ہی اس کا کسی نے ذکر کیا
——-

عبد الله بن حنظلة بن أبي عامر
قال بن عبد البر أحاديثه عندي مرسلة
ابن عبد البر کے نزدیک اس کی حدیث رسول اللہ سے مرسل ہے
یعنی صحابی ہونے میں اختلاف ہے
———

عون بن عميس بن معد
ان سے کوئی حدیث نہیں نہ کسی نے روایت میں ذکر کیا
———

یزید بن کعب بن عمرو
الذھبی نے میزان میں ذکر کر کے لکھا
لا يدري من ذا أصلا
میں نہیں جانتا اصل میں کون تھا

تاریخ خلیفہ بن خیاط میں ہے کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ قتل ہوتے بچے

حَدَّثنَا وهب بْن جرير قَالَ نَا أَبُو عقيل الدَّوْرَقِي قَالَ سَمِعت أَبَا نَضرة يحدث قَالَ دخل أَبُو سعيد الْخُدْرِيّ يَوْم الْحرَّة غارا فَدخل عَلَيْهِ رجل ثمَّ خرج فَقَالَ لرجل من أهل الشَّام أدلك عَلَى رجل تقتله فَلَمَّا انْتهى الشَّامي إِلَى بَاب الْغَار وَقَالَ لأبي سعيد وَفِي عَنق أَبِي سعيد السَّيْف اخْرُج إِلَيّ قَالَ لَا وَإِن تدخل عَلِيّ أَقْتلك فَدخل الشَّامي فوضع أَبُو سعيد السَّيْف وَقَالَ بوء بإثمي وإثمك وَكن من أَصْحَاب النَّار وَذَلِكَ جَزَاء الظَّالِمين فَقَالَ أَبُو سعيد الْخُدْرِيّ أَنْت قَالَ نعم قَالَ فَاسْتَغْفر لي قَالَ غفر الله لَك

أَبُو عقيل الدَّوْرَقِي نے ابو نضرة سے روایت کیا کہ ابو سعید الخدری حرہ کے دن ایک غار میں داخل ہو گئے ان کے ساتھ ایک اور رجل بھی داخل ہوا - پھر وہ نکل آیا اور اہل شام کے پاس گیا اور کہا کیا میں بتا دوں (ایک باغی کے بارے میں) کہ تم اس کو قتل کر سکو تو شامی غار کے دھانے تک آیا اور تلوار ابو سعید کی گردن پر تھی شامی نے کہا نکل باہر میرے پاس- ابو سعید الخدری نے کہا نہیں اگر تو اندر آیا تو میں تجھ کو قتل کر دوں گا- پس وہ شامی داخل ہوا اور اس نے ان کی گردن پر تلوار رکھی - ابو سعید نے کہا میرا اور اپنا گناہ سمیٹ اور اصحاب النار میں سے ہو جا یہی ظالموں کی جزا ہے پس شامی نے کہا اپ ابو سید الخدری! ابو سعید نے کہا ہاں میں - پس وہ شامی بولا اللہ سے میری مغفرت طلب کریں- ابو سعید نے کہا اللہ تجھ کو معاف کرے

سند صحیح ہے - سند میں المنذر بن مالك بن قطعة، أبو نضرة ہیں جن پر ابن سعد کا کہنا ہے

ابن سعد: كان ثقة كثير الحديث، وليس كل أحد يحتج به

ثقہ کثیر الحدیث ہیں لیکن ہر ایک سے دلیل نہ لی جاتی

مرآة الزمان في تواريخ الأعيان از سبط ابن جوزی میں ہے

ولم ينج من الصحابة إلا أبو سعيد الخُدري، وجابرُ بن عبد الله، وسهل بن سعد

اصحاب رسول میں سے کوئی نہ بچا سوائے أبو سعيد الخُدري اور جابرُ بن عبد الله اور سهل بن سعد کے

راقم کہتا ہے مقتول اصحاب رسول کے نام بھی کسی مورخ نے آج تک پیش نہیں کیے ہاں مہاجرین و انصار کی اولادیں ضرور قتل ہوئیں

تاریخی اغلاط: یزید نے مکہ پر حملہ کیا

مورخین کہتے ہیں یزید بن معاویہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا- راقم کہتا ہے بلکہ یہ مورخین کی بکواس ہے ادھر ادھر کے واقعات ملا کر سب یزید کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں- یزید بن معاویہ چار سال خلیفہ رہے اور ٦٤ ہجری میں وفات ہوئی ان کے بعد ان کے بیٹے خلیفہ ہوئے لیکن خلافت سے دست بر دار ہو گئے اور مروان بن عبد الملک خلیفہ ہوئے شام میں اس دوران ابن زبیر خلیفہ ہوئے حجاز میں- لیکن مورخ یزید کے بارے میں بات کرتے کرتے کعبہ پر حملہ کی بات کرتے ہیں جبکہ حملہ مکہ پر ابن زبیر کے دور میں ہوا

کہا جاتا ہے مسلم بن عقبہ کا مکہ پہنچنے سے پہلے انتقال ہوا اور الحصين بن نمير بن نائل، أبو عبد الرحمن الكندي السكونيّ المتوفى ٦٧ ھ کو امیر کر کے بھیجا گیا جبکہ یزید تو ٦٤ میں مر چکا تھا اور یہ دور عبد الملک کی خلافت کا ہے اس نے ابن زبیر سے نپٹنے کے لئے لشکر بھیجا تھا نہ کہ یزید نے

یہ سب تاریخی خلط ملط شروع سے چلا آ رہا ہے مثلا کتاب المعارف از ابن قتیبہ میں ہے

ثم سار «مسلم بن عقبة» إلى «مكة» ، وتوفى بالطريق، ولم يصل، فدفن ب «قديد» وولى الجيش «الحصين بن نمير السّكونى» ، فمضى بالجيش، وحاصروا «عبد الله بن الزبير» ، وأحرقت «الكعبة» حتى انهدم جدارها، وسقط سقفها، وأتاهم الخبر بموت «يزيد» ، فانكفئوا راجعين إلى «الشام» . ... فكانت ولاية «يزيد» ثلاث سنين وشهورا. وهلك ب «حوّارين» – من عمل «دمشق» – سنة أربع وستين،
پھر یزید نے مسلم بن عقبہ کو مکہ بھیجا لیکن یہ راستہ میں مر گیا اور قدید میں دفن ہوا اور لشکر کی ولایت الحصين بن نمير السّكونى» کو ملی اس نے ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور کعبہ کو جلا دیا یہاں تک کہ اسکی دیوارین منہدم ہو گئیں اور چھت گر گئی پس وہاں یزید کی موت کی خبر پہنچی ... یزید بن ٦٤ میں مرا

افسوس یہ تاریخی گاربیج یا کوڑا ہے اس قول میں تاریخ کی کوئی تہذیب نہیں ہے نہ ابن قتیبہ کو سمجھ ہے کہ کیا بکواس لکھ رہے ہیں – ابن قتیبہ کی جہالت دیکھیں ابن زبیر سن ٧٤ میں مرے اور یزید سن ٦٤ میں لیکن یہ دس سالوں کو اس طرح ایک سطر میں ملا دیا ہے کہ پڑھنے والے کو لگے کہ یہ سب کام یزید نے کیا ہے

یہ تاریخی خلط ملط تاریخ طبری میں بھی ہے جس کی سند میں الکلبی اور ابو مخنف ہیں – دونوں نے یہ دس سالوں کو ملا کر اس طرح بیان کیا ہے کہ گویا ابن زبیر کا قتل یزید کے دور میں ہوا ہو
تاریخ طبری میں ہے
مسلم بن عُقْبَةَ ورمي الكعبة وإحراقها
رجع الحديث إِلَى أبي مخنف قَالَ: حَتَّى إذا انتهى إِلَى المشلل- ويقال إِلَى قفا المشلل- نزل بِهِ الموت، وَذَلِكَ فِي آخر المحرم من سنة أربع وستين، فدعا حصين بن نمير السكوني فَقَالَ له: يا بن برذعة الحمار، أما وَاللَّهِ لو كَانَ هَذَا الأمر إلي مَا وليتك هَذَا الجند، ولكن أَمِير الْمُؤْمِنِينَ ولاك بعدي، وليس لأمر أَمِير الْمُؤْمِنِينَ مرد، خذ عني أربعا: أسرع السير، وعجل الوقاع، وعم الأخبار، وَلا تمكن قرشيا من أذنك ثُمَّ إنه مات، فدفن بقفا المشلل.
قَالَ هِشَام بن مُحَمَّد الكلبي: وذكر عوانة أن مسلم بن عُقْبَةَ شخص يريد ابن الزُّبَيْر، حَتَّى إذا بلغ ثنية هرشا نزل بِهِ الموت، فبعث إِلَى رءوس الأجناد، فَقَالَ: إن أَمِير الْمُؤْمِنِينَ عهد إلي إن حدث بي حدث الموت أن أستخلف عَلَيْكُمْ حصين بن نمير السكوني، وَاللَّهِ لو كَانَ الأمر إلي مَا فعلت، ولكن أكره معصية أمر أَمِير الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَ الموت، ثُمَّ دعا بِهِ فَقَالَ:

انظر يَا برذعة الحمار فاحفظ مَا أوصيك بِهِ، عم الأخبار، وَلا ترع سمعك قريشا أبدا، وَلا تردن أهل الشام، عن عدوهم، وَلا تقيمن إلا ثلاثا حَتَّى تناجز ابن الزُّبَيْر الفاسق، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إني لم أعمل عملا قط بعد شِهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عبده ورسوله أحب إلي من قتلي أهل الْمَدِينَة، وَلا أرجي عندي فِي الآخرة ثُمَّ قَالَ لبني مرة: زراعتي الَّتِي بحوران صدقة عَلَى مرة، وما أغلقت عَلَيْهِ فلانة بابها فهو لها- يعني أم ولده- ثُمَّ مات.
ولما مات خرج حصين بن نمير بِالنَّاسِ، فقدم عَلَى ابن الزُّبَيْر مكة وَقَدْ بايعه أهلها وأهل الحجاز.

اس تاریخی گاربج کو المنتظم في تاريخ الأمم والملوك از جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ) میں بھی دہرایا گیا ہے

ابن جوزی کہتے ہیں تاریخ کے علماء کہتے ہیں
قال علماء السير [2] : لما فرغ مسلم بن عقبة من قتال أهل المدينة وإنهاب جنده أموالهم ثلاثا، شخص بمن معه من الجند متوجها نحو مكة، وخلف على المدينة روح بن زنباع الجذامي.
وقيل: خلف عمرو بن محرز الأشجعي.
فسار ابن عقبة حتى إذا انتهى إلى فقا/ المشلل [3] نزل به الموت، وذلك في آخر المحرم سنة أربع وستين، فدعا حصين بن نمير السكوني، فقال له: يا برذعة الحمار [4] ، أما لو كان هذا الأمر إلي ما وليتك هذا الجند، ولكن أمير المؤمنين ولاك بعدي، وليس لأمره مترك [5] ، أسرع المسير، ولا تؤخر ابن الزبير ثلاثا حتى تناجزه، ثم قال: اللَّهمّ إني لم أعمل عملا قط بعد شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله

حاشیہ میں محقق محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا لکھتے ہیں یہ سب ابو مخنف کی سند سے آیا ہے
ورد في تاريخ الطبري 5/ 496 عن أبي مخنف

حسین رضی الله عنہ کی شہادت ٦١ ھ میں ہوئی
سن ٦٠ سے ٦٤ یزید بن معاویہ رحمہ الله علیہ کی خلافت ہے
سن ٦٤ ھ معاویہ بن یزید خلافت سے دستبردار ہوئے
سن ٦٤ سے ٧٣ سے عبد الله بن زبیر کی خلافت ہے
سن ٦٥ سے ٨٦ عبد الملک بن مروان کی خلافت ہے

طبری نے ابو مخنف کی سند سے لکھا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مرتے وقت دعا کی
اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَعْمَلْ عَمَلًا قَطُّ بَعْدَ الشَّهَادَتَيْنِ
اے الله میں نے کاش یہ عمل نہیں کیا ہوتا

ابو مخنف نے اس کی سند نہیں دی نہ اس دور یعنی ٦١ ہجری میں اس نے سانس لیا

افسوس اسی سب کو ملا جلا کر ابن کثیر نے بھی البدایہ میں لکھا ہے- راقم کہتا ہے یزید ٦٤ میں مرا اور ابن زبیر سن ٧٤ میں قتل ہوئے- دس سال کو ایک ہی سانس میں بیان کرنا اور دیگر خلفاء کا نام تک نہ لینا نہایت مغالطہ آمیز ہے – راقم کو یقین ہے کہ کسی بھی مولوی نے جو یزید پر کلام کرے اس نے ان واقعات کا تاریخی تضاد نہیں دیکھا ہے- صحیح یہ ہے کہ سن ٧٣ میں حجاج بن یوسف نے ابن زبیر پر حملہ کیا جس میں کعبہ جلا تھا نہ کہ یزید نے یہ حکم کیا

صحیح مسلم: كِتَابُ الْحَجِّ (بَابُ نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا) صحیح مسلم: کتاب: حج کے احکام ومسائل (باب: کعبہ (کی عمارت)کو گرا کر (نئی)تعمیر کرنا)

3245 . حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ، تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ - أَوْ يُحَرِّبَهُمْ - عَلَى أَهْلِ الشَّامِ، فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ، أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا؟ أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا، أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا، وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا، وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: " لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ، مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ، فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ؟ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا، ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي، فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا، فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ، حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ، فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً، فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَنَقَضُوهُ حَتَّى بَلَغُوا بِهِ الْأَرْضَ، فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً، فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ، وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ، لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ، وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ، وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ»، قَالَ: «فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ، وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ»، قَالَ: " فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ، فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ أَذْرُعٍ، وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ: أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ، وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ ". فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ: إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ، أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ، وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ، وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ، فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ

عطا ء سے روایت ہے انھوں نے کہا یزید بن معاویہ کے دور میں جب اہل شام نے (مکہ پر) حملہ کیا اور کعبہ جل گیا تو اس کی جو حالت تھی سو تھی ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے (اسی حالت پر) رہنے دیا حتیٰ کہ حج کے مو سم میں لو گ (مکہ) آنے لگے وہ چا ہتے تھے کہ انھیں ہمت دلا ئیں ۔۔یا اہل شام کے خلاف جنگ پر ابھا ریں ۔۔۔جب لو گ آئے تو انھوں نے کہا اے لوگو! مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو میں اسے گرا کر (از سر نو) اس کی عمارت بنا دوں یا اس کا جو حصہ بو سیدہ ہو چکا ہے صرف اس کی مرمت کرا دوں ؟ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے سامنے ایک رائے واضح ہو ئی ہے میری را ئے یہ ہے کہ اس کا بڑا

حصہ کمزور ہو گیا ہے آپ اس می مرمت کرا دیں اور بیت اللہ کو (اسی طرح باقی) رہنے دیں جس پر لو گ اسلا م لا ئے اور ان پتھروں کو (باقی چھوڑ دیں) جن پر لوگ اسلام لائے اور جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو ئی ،اس پر ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تم میں سے کسی کا اپنا گھر جل جا ئے تو وہ اس وقت تک راضی نہیں ہو تا جب تک کہ اسے نیا (نہ) بنا لے تو تمھا رے رب کے گھر کا کیا ہو؟ میں تین دن اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر اپنے کام کا پختہ عزم کروں گا ۔ جب تین دن گزر گئے تو انھوں نے اپنی را ئے پختہ کر لی کہ اسے گرا دیں تو لو گ (اس ڈرسے) اس سے بچنے لگے کہ جو شخص اس (عمارت) پر سب سے پہلے چڑھے گا اس پر آسمان سے کو ئی آفت نازل ہو جا ئے گی یہاں تک کہ ایک آدمی اس پر چڑھا اور اس سے ایک پتھر گرادیا جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ نہیں ہوا تو لوگ ایک دوسرے کے پیچھے (گرا نے لگے)حتیٰ کہ اسے زمین تک پہنچا دیا ۔ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند (عارضی) ستون بنا ئے اور پردے ان پر لٹکا دیے یہاں تک کہ اس کی عمارت بلند ہو گئی ۔ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ کہتے سنا بلا شبہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر ما یا :" اگر لوگوں کے کفر کا زمانہ قریب کا نہ ہوتا اور میرے پاس اتنا مال بھی نہیں جو اس کی تعمیر (مکمل کرنے) میں میرا معاون ہو تو میں حطیم سے پانچ ہاتھ (زمین) اس میں ضرور شامل کرتا اور اس کا ایک (ایسا) دروازہ بنا تا جس سے لوگ اندر داخل ہو تے اور ایک دروازہ (ایسا بنا تا) جس سے باہر نکلتے ۔ (ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا آج میرے پاس اتنا مال ہے جو خرچ کرسکتا ہوں اور مجھے لوگوں کا خوف بھی نہیں (عطاء نے) کہا تو انھوں نے حطیم سے پانچ ہاتھ اس میں شامل کیے (کھدا ئی کی) حتیٰ کہ انھوں نے ابرا ہیمی) بنیا د کو ظاہر کر دیا لوگوں نے بھی اسے دیکھا اس کے بعد انھوں نے اس پر عمارت بنا ئی کعبہ کا طول (اونچا ئی) اٹھا رہ ہاتھ تھی (یہ اس طرح ہو ئی کہ) جب انھوں نے (حطیم کی طرف سے) اس میں اضافہ کر دیا تو (پھر)انھیں (پہلی اونچا ئی) کم محسوس ہو ئی چنانچہ انھوں نے اس کی اونچا ئی میں دس ہاتھ کا اضافہ کر دیا اور اس کے دروازے بنائے ایک میں سے اندر دا خلہ ہو تا تھا اور دوسرے سے باہر نکلا جا تا تھا جب ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کر دیے گئے تو حجاج نے عبد الملک بن مروان کو اطلا ع دیتے ہو ئے خط لکھا اور اسے خبر دی کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تعمیر اس (ابرا ہیمی) بنیا دوں پر استورکی جسے اہل مکہ کے معتبر (عدول) لوگوں نے (خود) دیکھا عبد الملک نے اسے لکھا ۔ہمارا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ردو بدل سے کو ئی تعلق نہیں البتہ انھوں نے اس کی اونچائی میں جو اضافہ کیا ہے اسے بر قرار رہنے دو اور جو انھوں نے حطیم کی طرف سے اس میں اضافہ کیا ہے اسے (ختم کر کے) اس کی سابقہ بنیا د پر لوٹا دو اور اس دروازے کو بند کر دو جو انھوں نے کھو لا ہے چنانچہ اس نے اسے گرادیا اس کی (پچھلی) بنیاد پر لو ٹا دیا ۔

سند ہے

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ،

اس کو صرف اس سند سے امام مسلم نے بیان کیا ہے کوئی اور نقل نہیں کرتا

یہ روایت تاریخا کچھ صحیح کچھ غلط ہے

غلط اس روایت کا شروع کا حصہ ہے " یزید بن معاویہ کے دور میں جب اہل شام نے (مکہ پر) حملہ کیا اور کعبہ جل گیا " -صحیح یہ ہے کہ کعبه ابن زبیر کی موت پر جلا جب اس میں ابن زبیر کے ساتھ چالیس پچاس

لوگ داخل ہوئے اور کعبہ کو اندر سے بند کر لیا - شامی لشکر نے اس پر جوابا حملہ کیا اور کعبہ پر پتھر برسائے جس سے اس کی چھت منہدم ہو گئی اور اگ بھڑک گئی- اس میں کعبہ کا کسوہ جل گیا- حیرت ہے کہ شارحین میں کسی نے اس جملہ " یزید بن معاویہ کے دور میں جب اہل شام نے (مکہ پر) حملہ کیا اور کعبہ جل گیا " کی شرح نہیں کی

باقی حصہ صحیح ہے کہ ابن زبیر نے اس کو تعمیر کیا لیکن اس مخصوص روایت میں تقدیم و تاخیر ہے جس سے تاریخ سے تضاد جنم لیتا ہے- یہ روایت ان وجوہات کی بنا پر قابل رد و معلول ہے – اس میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی ابن زبیر کی خلافت کے بعد تک حیات بتایا گیا ہے جبکہ ان کی وفات دور معاویہ میں ہو گئی تھی

ابن تیمیہ لکھتے ہیں
وأما ملوك المسلمين من بني أمية وبني العباس ونوابهم فلا ريب أن أحدا منهم لم يقصد أهانة الكعبة لا نائب يزيد ولا نائب عبد الملك الحجاج بن يوسف ولا غيرهما بل كان المسلمين كانوا معظمين للكعبة وإنما كان مقصودهم حصار ابن الزبير والضرب بالمنجنيق كان له لا للكعبة ويزيد لم يهدم الكعبة ولم يقصد إحراقها لا وهو " ولا نوبه باتفاق المسلمين۔
جہاں تک مسلم بادشاہوں بنوامیہ، بنوعباس اوران کے نائبین کی بات ہے تو بلاشبہ ان میں سے کسی ایک نے بھی کعبہ کی اہانت کبھی نہ کی، نہ تو یزید کے نائب نے نہ عبدالملک کے نائب الحجاج بن یوسف نے، اورنہ ہی ان کے علاوہ کسی نے، بلکہ مسلمان توہمیشہ سے کعبہ کی تعظیم ہی کرتے آئے ہیں، ان میں سے بعض کا مقصود صرف یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا جائے، اور منجنیق کا استعمال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہی کی خاطر ہوا تھانہ کی خانہ کعبہ کی خاطر، اوریزید (رحمہ اللہ) نے ہر گز بیت اللہ کو منہدم نہیں کیااورنہ ہی اسے جلانے کا ارادہ کیا، یقینانہ توایسااقدام یزید نے کیااورنہ ہی اس کے نائبین نے کیااس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق واجماع ہے۔"[منہاج السنۃ النبویۃ577/4]

کیا عمر بن عبد العزیز کوڑے لگواتے ؟

الذھبی کتاب میں سند دیتے ہیں

:وَرَوَى: مُحَمَّدُ بنُ أَبِي السَّرِيِّ العَسْقَلاَنِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ نَوْفَلِ بنِ أَبِي الفُرَاتِ، قَالَ

. (2) كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ، فَقَالَ رَجُلٌ: قَالَ أَمِيْرُ المُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدُ فَأَمَرَ بِهِ، فَضُرِبَ عِشْرِيْنَ سَوْطاً

نَوْفَلِ بنِ أَبِي الفُرَاتِ نے کہا کہ کسی نے عمر بن عبد العزیز کے سامنے کہا امیر المومنین یزید – اس پر عمر بن عبد العزیز نے اس کو ٢٠ کوڑے لگانے کا حکم دیا

راقم کہتا ہے یہ ممکن نہیں کہ عمر بن عبد العزیز ایسا کرتے کیونکہ بنو امیہ میں آپس میں یزید پر کوئی اختلاف نہیں تھا

لسان المیزان میں ابن حجر نے روایت دی ہے

وقال ابن شوذب: سمعت إبراهيم بن أبي عبلة يقول: سمعت عمر بن عبد العزيز يترحم على يزيد بن معاوية.

إبراهيم بن أبي عبلة نے کہا انہوں نے عمر بن عبد العزیز کو سنا وہ یزید بن معاویہ پر رحم کی دعا کرتے

محدثین میں لیث بن سعد بھی امیر المومنین یزید بن معاویہ کہتے تھے

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے

وَلِذَا لَمَّا سُئِلَ بَعْضُ الْأَكَابِرِ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَفْضَلُ أَمْ مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: لَغُبَارُ أَنْفِ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَا فِي رِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَفْضَلُ مِنْ كَذَا وَكَذَا مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

بعض اکابر نے عمر بن عبد العزیز سے پوچھا کہ کون افضل ہے معاویہ یا عمر بن عبد العزیز ؟ عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ گھوڑا جو رکاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم میں معاویہ نے استعمال کیا ہوا اس گھوڑے کی ناک سے نکلنے والا غبار بھی اس سے اور اس سے اور عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے

باب ٨ : مروان، ابن زبیر اور عبد الملک کی خلافتیں

یزید کے بعد ان کے بیٹے خالد خلیفہ ہوئے لیکن ان کی دلچسپی خلافت میں کم اور علوم یونانی فلسفہ و منطق و کیمیا میں زیادہ تھی – اپنے علمی ذوق کی وجہ سے انہوں نے خلافت کو خیر باد کہا اور اس کو مروان بن حکم کو سونپ دیا- مروان بیمار رہتے تھے لہذا جلد ہی وفات ہو گئی اور مروان کے بعد دمشق میں عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوئے-

مروان کے آخری دنوں میں ابن زبیر نے مکہ میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور بنو امیہ کو حجاز سے نکال دیا یہاں تک کہ بصرہ پر ابن زبیر کی خلافت قائم ہو گئی – العلاء بن عبد الرحمن مولى الحرقة المتوفی ١٣٠ ھ نے روایت بیان کی

مسند ابو یعلی ٦٤٦١ میں ہے

حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَيَنْزِلُونَ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ وَقَالَ: «مَا لِي رَأَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِي نَزْوَ الْقِرَدَةِ؟»، قَالَ: فَمَا رُئِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى مَاتَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا , گویا کہ بنو حکم (یعنی بنو مروان) منبر پر چڑھ رہے ہے اور اتر رہے ہے . جب صبح ہوئی تو آپ غصہ میں تھے اور آپ نے فرمایا : کیوں میں نے بنو حکم کو دیکھا , وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے تھے؟ پس میں نے نہیں دیکھا کہ اس کے بعد اپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے ہوں یہاں تک کہ وفات ہوئی - (مسند ابو یعلیٰ / جلد ١١ / رقم ٦٤٦١)

زبیر علی زئی نے اس کی سند کو حسن لذاتہ قرار دیا اور مستدرک الحاکم (٤ / ٨٤١٨) کے حوالے سے اس کا ایک شاهد بهی نقل کیا ہے- حاکم نے صحیحین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے - البانی نے مصعب بن عبداللہ الزبیری (مسند ابو یعلیٰ) کی روایت کو نقل کرنے کے بعد " وهذا اسناد جيدً " کہا ہے - سلسله احادیث صحیحه جلد ٧ / رقم ٣٩٤٠

راقم کہتا ہے ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی سند سےصحیح مسلم میں کوئی روایت نہیں ہے لہذا یہ مسلم کی شرط پر نہیں ہے - راقم کہتا ہے اس روایت سے صحیح سمجھنے والے خود اس پر غور کیوں نہیں کرتے – اس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے لا علم تھے بنو امیہ کیا آفت ڈھانے والے ہیں

سند میں العلاء بن عبد الرحمن مولى الحرقة ہے – الذھبی نے خود ذکر أسماء من تكلم فيه وهو موثق

میں اعتراف کیا ہے

توقف بعضهم في الاحتجاج به

بعض محدثین نے اس سے دلیل لینے سے توقف کیا ہے

ابن معین: ليس حديثه بحجة اس کی حدیث دلیل نہیں ہے

الکامل میں ہے ابن معین نے کہا العلاء ضعیف یہ ضعیف ہے

البانی نے ضعيف الجامع الصغير وزيادته میں ۷۹۱ میں اس کو ضعیف مقرر کیا ہے

اور سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها میں ۳۹۴۱ میں اس کو جید قرار دیا ہے

الذھبی نے أحاديث مختارة من موضوعات الجورقاني وابن الجوزي میں لکھا تھا مُسلم الزنْجِي: لين. راوی کمزور ہے اور پھر مستدرک میں اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہہ دیا ہے

ابن جوزی نے العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں لکھا ہے

هَذَا حَدِيثٌ لا أصل له

الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير میں الجورقاني (المتوفى: 543هـ) نے لکھا یہ روایت باطل ہے

هَذَا حَدِيثٌ لَا يُرْجَعُ مِنْهُ إِلَى صِحَّةٍ، وَلَيْسَ لِهَذَا الْحَدِيثِ أَصْلٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَإِنَّمَا هُوَ مَشْهُورٌ مِنْ حَدِيثِ الزَّنْجِيِّ، عَنِ الْعَلَاءِ، سَأَلْتُ الْإِمَامَ أَبَا الْفَضْلِ الْمَقْدِسِيَّ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْحِيرِيِّ، فَقَالَ: كَانَ يَمِيلُ إِلَى التَّشَيُّعِ

یہ حدیث اس کی صحت کی طرف نہیں جایا جاتا اور اس حدیث کا اصل الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سے نہیں ہے بلکہ یہ الزَّنْجِيِّ کی حدیث کے طور پر مشہور ہے اور اس کی الْعَلَاءِ سے روایت ہے - أبو الْفَضْلِ الْمَقْدِسِيَّ نے أَبِي عَمْرٍو الْحِيرِيِّ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا الزَّنْجِيِّ کا شیعیت کی طرف میلان ہے

یعنی چھٹی صدی تک اہل سنت اس روایت کو رد کرتے تھے صرف امام حاکم کا اس کی تصحیح میں تفرد تھا پھر الذھبی نے اس کو صحیح قرار دیا اور علماء نے اس کو صحیح کہنا شروع کر دیا

البانی نے لکھا

أن الحديث عزاه الحافظ ابن حجر في "المطالب العالية" المسندة (2/188/2) لأ بي يعلى أيضاً، وقد ذكر في المقدمة أنه يروي "مسنده " من طريق أبي بكر المقرئ عن أبي يعلى.
اس حدیث کو ابن حجر نے مطالب عالیہ میں ابو یعلی سے مسند روایت کیا ہے اور مقدمہ میں ذکر کیا ہے یہ أبي بكر المقرئ عن أبي يعلى کی سند سے بھی ہے

راقم کہتا ہے جب تک مکمل سند سامنے نہ ہو اس بات کو قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ سند مروجہ کتب میں نہیں ملی - أبو بكر بن المقرئ نے مسند أبي يعلى میں زیادات شامل کی تھی لیکن اس کو متابعت قرار نہیں دیا جا سکتا

مختار ثقفی کا فتنہ

مختار بن ابی عبید الثقفی ملحد نہیں فتنہ پرداز سیاسی شیعہ تھا یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سالا تھا اس کو ثقیف کا کذاب کہا جاتا ہے- اس کا باپ ایک صحابی تھا لیکن یہ چراغ تلے اندھیرا تھا

اس نے جھوٹا دعوی کہ عمر بن سعد بن ابی وقاص نے حسین رضی اللہ عنہ کا قتل کیا پھر اس نے دعوی کیا کہ حسین کے قتل میں اتنے لوگ قتل کرے گا جتنے یحیی علیہ السلام کے قتل کے بدلے قتل کیے گئے یہ بات اس جھوٹے نے بولی جبکہ یحیی علیہ السلام کے بدلے میں کسی کا قتل نہیں ہوا
تاريخ المذاهب الإسلامية محمد أبو زهرة

اس جھوٹے نے دعوی کیا کہ محمد بن علی (ابن حنفیہ) جو علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں وہ امام ہیں
محمد بن علی نے اس کا انکار کیا عجب بات یہ ہے کہ اثنا عشری شیعوں نے مختار کو ایک سچا آدمی قرار دیا جبکہ اس کا فریب ظاہر ہے

اس کا فرقہ الكيسانية کہلاتا ہے
فرقة قالت بإمامة محمد بن الحنفيّة، و إنّما سمّوا بذلك لأنّ المختار بن أبي عُبَيد الثقفي كان رئيسهم و كان يلقّب كيسان، و هو الذي طلب بدم الحسين(ع) و ثأره حتّى قتل من قتله، و ادّعى أنّ محمد بن الحنفيّة أمره بذلك، و أنّه الإمام بعد أبيه.
فِرق الشيعة، ص 41.

مختار نے کوفہ میں ایک کرسی لوگوں کو دکھائی اور دعوی کیا کہ یہ علی کی کرسی ہے جنگ میں ساتھ ہو تو فتح ہو گی لہذا یہ کرسی جنگ میں ساتھ رہتی

اس نے نبوت کا بھی دعوی کیا
مسند ابو داود طیالسی کی روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: كُنْتُ أَبْطَنَ شَيْءٍ بِالْمُخْتَارِ يَعْنِي الْكَذَّابَ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: دَخَلْتَ وَقَدْ قَامَ جِبْرِيلُ قَبْلُ مِنْ هَذَا الْكُرْسِيِّ
مختار نے رفاعہ سے کہا تو داخل ہوا تو جبریل اس کرسی کے پیچھے تھا
رفاعہ نے کہا مَا أَنْتَظِرُ أَنْ أَمْشِيَ بَيْنَ رَأْسِ هَذَا وَجَسَدِهِ
میں انتظار نہیں کروں گا اس تیرے سر اور دھڑ کے بیچ چلوں

مختار کو مصعب بن زبیر نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہنم رسید کیا اور ابن زبیر کی جانب سے علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبید اللہ جو لیلی بنت ابن مسعود کے بطن سے تھے انہوں نے بھی مختار کذاب سے قتال کیا

نماز کے مسائل

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ تابعین کذاب مختار کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: «كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ الله يُصَلُّونَ مَعَ الْمُخْتَارِ الْجُمُعَةَ، وَيَحْتَسِبُونَ بِهَا

عبد الله ابن مسعود کے اصحاب مختار کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے اور (ایک دوسرے کو) گنتے تھے

سُفْيَانَ الثوری مدلس عن سے روایت کر رہے ہیں لہذا روایت مظبوط نہیں- دوم اصحاب عبد الله تمام اہل سنت میں سے نہ تھے ان سے بعض داعی شیعہ بھی تھے اور ان کا مختار غالی کے پیچھے نماز پڑھنا چندہ بعید نہیں

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تقیہ کیا گیا ہو جو اضطراری حالت میں مباح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُقْبَةَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، «أَنَّ أَبَا وَائِلٍ جَمَعَ مَعَ الْمُخْتَارِ

يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ کہتے ہیں کہ ابو وَائِلٍ، مختار کے ساتھ (نماز میں؟) جمع ہوئے

سند میں يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ہے جو مجھول ہے

قاتلین حسین کے نام مختار پر الوحی ہونا

عمر بن سعد بن ابی وقاص المتوفی ٦٧ ہجری

مختار ثقفی کذاب کا کہنا تھا کہ عمر بن سعد بن ابی وقاص قاتلین حسین میں سے ہے
الاستيعاب في معرفة الأصحاب از ابن عبد البر میں ہے

وقال يحيى بن معين: أهل الكوفة يقولون: إن الذي قتل الحسين عمر ابن سعد بن أبي وقاص، قَالَ يحيى: وكان إبراهيم بن سعد يروى فيه حديثًا إنه لم يقتله عمر بن سعد.
امام ابن معین نے کہا اہل کوفہ کہتے ہیں حسین کا قتل عمر ابن سعد بن أبي وقاص، نے کیا اور ابن معین نے کہا کہ إبراهيم بن سعد نے روایت کی حدیث جس میں ہے کہ عمر نے قتل نہیں کیا تھا

اس کے برعکس تاریخ أبو بكر أحمد بن أبي خيثمة (المتوفى: 279هـ) میں ہے

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: عُمَر بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص كوفيٌّ. يُرِيد أَنَّهُ نزلَ الْكُوفَة. قُلْتُ لَهُ: ثِقَةٌ؟ قَالَ: كَيْفَ يَكُونُ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْن ثِقَةً

أبو بكر أحمد بن أبي خيثمة (المتوفى: 279هـ) نے کہا میں نے امام ابن معین کو کہتے سنا کہا عمر بنسعد بن ابی وقاص کوفی ہے یعنی ان کا مقصد تھا کوفہ میں رکے میں نے کہا ثقہ ہے ؟ کہا کیسے ہو سکتا ہے جس نے قتل حسین کیا ہو[77]

---

[77]

عُمَر بن سعد بن أَبي وقاص القرشي الزُّهْرِيّ سے نسائی نے روایت سنن میں لی ہے
أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أنبأنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن أبي إسحق عن عمر بن سعد قال حدثنا سعد بن أبي وقاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قتال المسلم كفر وسبابه فسوق.

مسند احمد میں بھی ہے

بعض محدثین مثلا ابن معین نے اس سے منع کیا لیکن ظاہر ہے اس پر اجماع نہیں ہے- عمر سے اہل سنت اور شیعہ دونوں روایت کرتے تھے
رَوَى عَنه: ابنه إِبْرَاهِيم بْن عُمَر بن سعد، ويزيد بن أَبي مريم السلولي، وسعد بْن عُبَيدة، والعيزار بْن حريث (سي) ، وقتادة، ومحمد بْن عَبْد الرَّحْمَنِ بْن أَبي لبيبة، ومحمد بن مسلم ابن شهاب الزُّهْرِيّ، والمطلب بْن عَبد اللَّه بْن حنطب، ويزيد بْن أَبي حبيب المِصْرِي، وأبو إسحاق السبيعي (س) ، وابن ابنه أَبُو بكر بْن حفص بْن عُمَر بْن سعد.

اس میں أبو إسحاق السبيعي کوفی شیعہ ہیں جو عمر سے روایت کرتے رہے ہیں

دارقطنی نے کہا عمر سے ما خرجوا عنه في الصحيح
صحیح میں کوئی روایت نہیں لی گئی

راقم کی رائے
عمر بن سعد نے ہی قتل حسین کیا اس پر کوئی صریح دلیل نہیں ہے
یہ بات مختار ثقفی کذاب کی مشہور کردہ ہے جو تاریخ میں چلی آ رہی ہے

صحیح مسلم ٢٩٦٥ میں ہے

حدثنا إسحاق بن إبراهيم ، وعباس بن عبد العظيم ، واللفظ لإسحاق، قال عباس: حدثنا، وقال إسحاق: اخبرنا ابو بكر الحنفي ، حدثنا بكير بن مسمار ، حدثني عامر بن سعد ، قال: كان سعد بن ابي وقاص في إبله، فجاءه ابنه عمر، فلما رآه سعد، قال: اعوذ بالله من شر هذا الراكب، فنزل، فقال له: انزلت في إبلك وغنمك وتركت الناس يتنازعون الملك بينهم، فضرب سعد في صدره، فقال اسكت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: " إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي ".

أبو بكر أحمد بن أبي خيثمة (المتوفى: 279هـ) نے خود بھی اسی کتاب میں الْعَيْزَار بْنُ حُرَيْ کے واسطے سے عمر بن سعد سے روایت کیا ہے

فَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَدْر بن عُثْمَان، قال: حَدَّثَنا الْعَيْزَار بْنُ حُرَيْث، عَنْ عُمَر بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْد، عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيءٍ، حَتَّى فِي اللُّقْمَةِ يَرْفعها إِلَى فِيهِ".

مزید خبر دی

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: قُتِلَ عُمَر بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص سَنَةَ سَبْعٍ وسِتِّيْن.

وَسَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ: وُلِدَ عُمَر بْنُ سَعْدٍ عَامَ مَاتَ عُمَر بْنُ الْخَطَّاب

ابن معین نے کہا عمر کی پیدائش اس روز ہوئی جس روز عمر بن خطاب کی شہادت ہوئی (یعنی سن ٢٣ ہجری) اور عُمَر بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص ٦٧ ہجری میں قتل ہوئے (یعنی ٤٤ سال کی عمر میں قتل ہوئے)

شمر بن ذي الجوشن الضّبابي

اس کا قتل مختار ثقفی کذاب نے کیا اور اس کذاب نے ہی شمر پر حسین کا سر قلم کرنے کا الزام لگایا

بعد میں مورخین اس کو بس نقل کرتے رہے ابن قتیبہ المعارف میں کہتے ہیں

«شمر بن ذي الجوشن الضّبابي أحد قتلة «الحسين

شمر ان سے ایک تھا جس نے حسین کا قتل کیا

شمر کے والد ایک صحابی ہیں جن کا نام ذو الجوشن الضبابي رضی الله عنہ ہے یہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے

البغوي نے کتاب معجم الصحابة میں اس کی ایک روایت لکھی ہے اور کہا ہے کہ شمر نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے اتنے میں ان کا بیٹا عمر (بن سعد) آیا جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو کہا: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی اس سوار کے شر سے۔ پھر وہ اترا اور بولا: تم اپنے اونٹوں اور بکریوں میں اترے ہو اور لوگوں کو چھوڑ دیا وہ سلطنت کے لیے جھگڑ رہے ہیں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینہ پر مارا اور کہا: چپ رہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”اللہ دوست رکھتا ہے اس بندہ کو جو پرہیز گار ہے، مالدار ہے۔ چھپا بیٹھا ہے ایک کونے میں اور دنیا کے لیے اپنا ایمان نہیں بگاڑتا۔

راقم کہتا ہے یہ روایت بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ کی سند سے ہے جس پر امام بخاری کا فیہ نظر کا فتوی ہے – عقیلی نے الضعفاء الکبیر میں اس کا ترجمہ قائم کر کے بتایا ہے کہ یہ ضعیف ہے – یہ مباہلہ والی روایت کا بھی راوی ہے

عبيد الله بن زياد المتوفی 67

مختار ثقفی جو محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا اس نے عبید اللہ بن زیاد کا قتل کیا اور اس کے سر کو مسجد کوفہ الرَّحَبَةِ لایا

ترمذی میں ہے

حدیث نمبر ۳۷۸۰ :

حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: " لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

عمارہ بن عمیر کہتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے اور الرَّحَبَةِ (کوفہ کی مسجد (یعنی کوفہ کی مسجد جس میں علی خطبہ دیتے تھے) میں انہیں ترتیب سے رکھ دیا گیا اور میں وہاں پہنچا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے: آیا آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے بیچ سے ہو کر آیا اور عبیداللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر اس میں رہا پھر نکل کر چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا، پھر لوگ کہنے لگے: آیا آیا، اس طرح دو یا تین بار ہوا

مختار ثقفی نے إبراهيم بن الأشتر کو بھیجا کہ وہ جا کر بنو امیہ کے گورنروں کا قتل کرے

سانپ کا کسی کی لاش پر سے گزرا اسلام میں کوئی برائی نہیں لیکن راوی کو اغلبا یہ منظر عجیب لگا- بہت سے اصحاب رسول کا مثلہ ہوا – مثلہ دیکھنا سانپ گزرنے سے بھی زیادہ کریہہ المنظر ہے لیکن اصحاب رسول نے اس کو کبھی بھی بری موت سے نہیں جوڑا

العلل ومعرفة الرجال از أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفى: 241هـ) میں ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کی مجلس میں اصحاب رسول ہوتے

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدثنَا أَبُو بكر بن عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ عَن أبي بردة قَالَ كنت جَالِسًا عِنْدَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَأتي برؤس الْخَوَارِجِ كُلَّمَا جَاءَ رَأْسٌ قُلْتُ إِلَى النَّارِ فَقَالَ لِي عَبْدُ الله بن يزِيد أَولا تعلم يَا بن أَخِي أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ عَذَابَ هَذِهِ الْأُمَّةِ جُعِلَ فِي أَوَّلِهَا

أبي بردة بن ابی موسی نے کہا میں عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ بیٹھا تھا کہ خوارج کے سر لائے گئے جب بھی سر اتا میں کہتا اگ میں گیا –پس عَبْدُ الله بن يزِيد رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے کیا تم کو معلوم ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ اس امت پر عذاب شروع میں ہے

عبید اللہ بن زیاد نے زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ ، عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو ، مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا

كتاب ترتيب الأمالي الخميسية للشجري از يحيى (المرشد بالله) بن الحسين(المتوفى 499 هـ) کے مطابق

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمُقْرِيُّ، إِمَامُ الْجَامِعِ الْكَبِيرِ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى حَمْزَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ: قُرِئَ عَلَى عَلِيٍّ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ " كَانَ أَبِي يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ خَفَقَ خَفْقَةً، ثُمَّ يَدْعُو بِالسِّوَاكِ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَدْعُوا بِالْغَدَاءِ فَيُصِيبُ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، فَبَعَثَ الْمُخْتَارُ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، وَعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَأَمَرَ رَسُولَهُ أَنْ يَتَحَرَّى غَدَاءَ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَفَعَلَ رَسُولُهُ الَّذِي أَمَرَهُ فَدَخَلَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ فَوَضَعَ الرَّأْسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَآهَا خَرَّ سَاجِدًا لِلَّهِ، وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَدْرَكَ لِي بِثَأْرِي مِنْ عَدُوِّي

عمر بن علی (عمر بن زین العابدین) نے کہا میرے باپ نے رات میں نماز پڑھی پھر صبح ہوئی انہوں نے مسواک منگوائی وضو کیا .... مختار نے عبید اللہ اور عمر بن سعد کے سر بھیجے اور اپنے سفیر کو حکم کیا ان کو دوپہر تک علی بن حسین کے پاس لے جائے لیکن سفیر بھول گیا جو حکم کیا تھا پھر سفیر اپنے دونوں ہاتھوں میں سر لئے آیا علی بن حسین یہ دیکھ کر سجدے میں گر گئے اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے میرے لئے دشمن سے بدلہ لینے والے کیے

سند میں إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرِ مجہول ہے

صحيح مسلم: كِتَابُ الْإِمَارَةِ (بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ) صحیح مسلم: کتاب: امور حکومت کا بیان (باب: عادل حاکم کی فضیلت ‘ظالم حاکم کی سزا ‘رعایہ طے ساتھ نرمی کی تلقین‘اور ان پر مشقت ڈالنے کی ممانعت)

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ»، فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِي غَيْرِهِمْ

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا: میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "بدترین راعی، سخت گیر اور ظلم کرنے والا ہوتا ہے، تم اس سے بچنا کہ تم ان میں سے ہو۔" اس نے کہا: آپ بیٹھیے: آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چھلنی میں بچ

جانے والے آخری حصے کی طرح ہیں۔ (آخر میں چونکہ تنکے، پتھر، بھوسی بچ جاتے ہیں، اس لیے) انہوں نے کہا: کیا ان میں بھوسی، تنکے، پتھر تھے؟ یہ تو ان کے بعد ہوئے اور ان کے علاوہ دوسروں میں ہوئے

صحیح مسلم کی روایت ضعیف ہے

سندا اس میں مسئلہ انقطاع کا ہے

کتاب العلل از امام علی المدینی کے مطابق
سُئِلَ عَن حَدِيث الْحسن عَن عَائِذ بن عَمْرو فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْء وَحَرَّكَ رَأْسَهُ مَا أَرَاهُ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا
وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ شَيْئًا
وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ شَيْئًا

امام علی المدینی سے سوال کیا حسن بصری کی حدیث عَائِذ بن عَمْرو پر انہوں نے کہا: کوئی چیز نہیں ہے اور سر کو ہلایا کہ حسن نے عَائِذ بن عَمْرو سے کچھ نہ سنا اور ابو برزہ نے بھی کچھ نہ سنا اور نہ ہی اسامہ بن زید نے سنا
یہی قول جامع التحصيل في أحكام المراسيل میں بھی ہے

سنن أبي داؤد: كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْحَوْضِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان (باب: حوض کا بیان)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ أَبُو طَالُوتَ قَالَ: شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ، دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَحَدَّثَنِي فُلَانٌ- سَمَّاهُ مُسْلِمٌ، وَكَانَ فِي السِّمَاطِ-، فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هَذَا الدَّحْدَاحُ!! فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقَى فِي قَوْمٍ يُعَيِّرُونِي بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ: إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ! قَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِأَسْأَلَكَ عَنِ الْحَوْضِ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَرْزَةَ: نَعَمْ, لَا مَرَّةً وَلَا ثِنْتَيْنِ، وَلَا ثَلَاثًا، وَلَا أَرْبَعًا، وَلَا خَمْسًا، فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ مُغْضَبًا.

مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالسلام بن ابوحازم ابو طالوت نے بیان کیا اور کہا کہ میں نے ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ (یزید بن معاویہ کی جانب سے کوفہ کے امیر) عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے ۔ عبدالسلام نے کہا : مجھے ایک شخص نے بیان کیا جو اس مجلس میں شریک تھا ۔ (ابوداود کہتے ہیں) مسلم بن ابراہیم نے اس کا نام بھی لیا تھا ۔ عبیداللہ نے جب ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو بولا : اپنے اس موٹے ٹھگنے محمدی کو دیکھو ۔ شیخ اس کی بات سمجھ گئے (کہ اس نے طعنہ دیا ہے) تو انہوں نے کہا : مجھے یہ امید نہیں تھی کہ میں اس قوم میں باقی رہوں گا جو مجھے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت پر طعنہ دے گی ۔ تو عبیداللہ نے ان سے کہا : بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تمہارے لیے باعث عزت ہے ۔ اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے ۔ پھر کہا : میں نے آپ کو اس لیے بلا بھیجا ہے کہ آپ سے حوض کے متعلق دریافت کروں ۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں کچھ کہتے سنا ہے

؟ تو سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے کہا : ہاں ۔ کوئی ایک ، دو ، تین ، چار یا پانچ بار نہیں (بلکہ بارہا سنا ہے) تو جو اس کو جھٹلائے اللہ اس کو اس سے نہ پلوائے ' پھر غصے سے باہر نکل آئے ۔

اس کی سند میں مجهول ہے
-فحدَّثني فلان -سماه مسلمٌ
مجھے ایک فلاں نے خبر دی جس کا نام مسلم (بن ابراہیم) نے لیا تھا

یہ شخص مجھول ہے اور یہ سند کمزور ہے البتہ اس کو مختصرا مسند احمد میں بیان کیا گیا ہے جہاں اس کی سند صحیح ہے اس میں صرف یہ ہے کہ عبید اللہ نے صحابی سے حوض کوثر کا پوچھا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ أَبُو طَالُوتَ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْجُرَيْرِيُّ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ، قَالَ لِأَبِي بَرْزَةَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهُ قَطُّ، يَعْنِي الْحَوْضَ، قَالَ: نَعَمْ. لَا مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ " فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَا سَقَاهُ اللهُ مِنْهُ

كتاب الجامع (منشور كملحق بمصنف عبد الرزاق) المؤلف: معمر بن أبي عمرو راشد میں یہ طویل ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: شَكَّ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ فِي الْحَوْضِ، وَكَانَتْ فِيهِ حَرُورِيَّةٌ، فَقَالَ: أَرَأَيْتُمُ الْحَوْضَ الَّذِي يُذْكَرُ، مَا أُرَاهُ شَيْئًا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ نَاسٌ مِنْ صَحَابَتِهِ: فَإِنَّ عِنْدَكَ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَوْضِ، فَحَدَّثَهُ ثُمَّ قَالَ: أَرْسِلْ إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَأَتَاهُ وَعَلَيْهِ ثَوْبَا حِبَرٍ، قَدِ اتَّزَرَ بِوَاحِدٍ، وَارْتَدَى بِالْآخَرِ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا لَحِيمًا إِلَى الْقِصَرِ، فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ اللَّهِ ضَحِكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هَذَا لَدَحْدَاحٌ، قَالَ: فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ، فَقَالَ: وَاعَجَبَاهُ، أَلَا أُرَانِي فِي قَوْمٍ يَعُدُّونَ صَحَابَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَارًا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ جُلَسَاءُ عُبَيْدِ اللَّهِ: إِنَّمَا أَرْسَلَ إِلَيْكَ الْأَمِيرُ لِيَسْأَلَكَ عَنِ الْحَوْضِ، هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ، فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْهُ، قَالَ: ثُمَّ نَفَضَ رِدَاءَهُ وَانْصَرَفَ غَضْبَانَ، قَالَ: فَأَرْسَلَ عُبَيْدُ اللَّهِ إِلَى زَيْدِ بْنِ [ص:405] الْأَرْقَمِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَوْضِ، فَحَدَّثَهُ حَدِيثًا مُونِقًا أَعْجَبَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ حَدَّثَنِيهِ أَخِي، قَالَ: فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِي حَدِيثِ أَخِيكَ، فَقَالَ أَبُو سَبْرَةَ، رَجُلٌ مِنْ صَحَابَةِ عُبَيْدِ اللَّهِ: فَإِنَّ أَبَاكَ حِينَ انْطَلَقَ وَافِدًا إِلَى مُعَاوِيَةَ انْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَحَدَّثَنِي مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ حَدِيثًا سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمْلَاهُ عَلَيَّ وَكَتَبْتُهُ، قَالَ: فَإِنِّي أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَمَا أَعْرَقْتَ هَذَا الْبِرْذَوْنَ حَتَّى تَأْتِيَنِي بِالْكِتَابِ، قَالَ: فَرَكِبْتُ الْبِرْذَوْنَ فَرَكَضْتُهُ حَتَّى عَرِقَ، فَأَتَيْتُهُ بِالْكِتَابِ، فَإِذَا فِيهِ هَذَا مَا حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ، وَسُوءُ الْجِوَارِ، وَقَطِيعَةُ الْأَرْحَامِ، وَحَتَّى يُخَوَّنَ الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ أَسْلَمَ الْمُسْلِمِينَ، لَمَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ الْهِجْرَةِ لَمَنْ هَجَرَ مَا نَهَاهُ اللَّهُ عَنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ نَفَخَ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا فَلَمْ تَتَغَيَّرْ وَلَمْ تَنْقُصْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّخْلَةِ أَكَلَتْ طَيِّبًا وَوَضَعَتْ طَيِّبًا، وَوَقَعَتْ فَلَمْ تُكْسَرْ وَلَمْ تَفْسُدْ، أَلَا وَإِنَّ لِي حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى مَكَّةَ – أَوْ قَالَ: صَنْعَاءَ إِلَى الْمَدِينَةِ -، وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ مَثَلَ الْكَوَاكِبِ، هُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى

مِنَ الْعَسَلِ، مَنْ شَرِبَ [ص:406] مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا» قَالَ أَبُو سَبْرَةَ: فَأَخَذَ عُبَيْدُ اللَّهِ الْكِتَابَ، فَجَزِعْتُ عَلَيْهِ، فَلَقِيَ يَحْيَى بْنَ يَعْمُرَ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأَنَا أَحْفَظُ لَهُ مِنِّي لِسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَحَدَّثَنِي بِهِ كَمَا

اس میں تفصیل ہے جس سے معلوم ہوتا کہ اصل میں کیا ہوا

لب لباب ہے کہ عبید الله سے خوارج ملے اور اس سے حوض کوثر پر سوال کیے – عبید الله اس پر شک کا شکار ہوا یہاں تک کہ عبید الله کے افسروں نے عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رضی الله عنہ کو بلایا کہ حوض کوثر پر معلومات دیں – اس پر عبید الله نے کہا کہ یہ تو محمدیوں میں بھوسی (آخر میں جو رہ جائیں) میں سے ہیں یعنی کسی اور جو شروع میں سے ہو اس کو لاو – لوگوں کو اصحاب رسول أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ، زَيْدِ بْنِ الْأَرْقَمِ کے پاس بھیجا کہ پتا کرے کیا صحیح ہے یہاں تک کہ شام میں معاویہ رضی الله عنہ سے بھی پر سوال کیا

لہذا اس میں عبید الله کا مقصد صحابی عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو کی تنقیص نہ تھا بلکہ خوارج کے اشکال کی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ سابقوں اولون میں سے کوئی خبر دے[78]

الدَّحْداح پر كتاب غريب الحديث المؤلف: أبو عُبيد القاسم بن سلاّم بن عبد الله الهروي البغدادي (المتوفى: 224هـ) میں ابو عبید لکھتے ہیں

وَقَالَ أَبُو عبيد: فِي حَدِيث عبيد الله بن زِيَاد حِين قَالَ لأبي بَرزَة الْأَسْلَمِيّ: إِن مُحَمَّدِيَّكُم هَذَا الدَّحْداح قَالَ حَدَّثَنِيهِ دَاوُد بن الزبْرِقَان بِإِسْنَاد لَهُ. قَالَ أَبُو عَمْرو مرّة: إِنَّمَا هُوَ دَحْداح بِالذَّالِ ثمَّ رَجَعَ عَنهُ وَقَالَ هُوَ بِالدَّال وَكَذَلِكَ الرِّوَايَة بِالدَّال وَهُوَ الصَّوَاب وَهُوَ
الرجل الْقصير السمين

ابو عبید کہتے ہیں .... الدَّحْداح .. وہ شخص ہے جو موٹا کم قد کا ہو

کتاب كتاب الألفاظ (أقدم معجم في المعاني) المؤلف: ابن السكيت، أبو يوسف يعقوب بن إسحاق (المتوفى: 244هـ) کے مطابق
الدحداح. وهو القصير المكتنز اللحم
الدحداح. وہ ہے جو چھوٹا گوشت میں بہت ہو

روایت میں ہے کہ عبید الله نے یہ الفاظ طنز میں نہیں کہے کیونکہ اس نے وضاحت میں کہا بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تمہارے لیے باعث عزت ہے ۔ اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے

78

اصل میں عبید اللہ پر قاتلین حسین ہونے کا جھوٹا الزام مختار ثقفی کذاب کا تھا جس کو آج تک ایسے بیان کیا جاتا ہے کہ گویا یہ کوئی تاریخی حقیقت ہو اور اس سے متعلق روایت میں الفاظ کا ترجمہ بھی اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ منفی پہلو غالب رہے

ابن زبیر نے مختار دجال کا قتل کرایا اور مصعب بن زبیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا- علی بن ابی طالب کے بیٹے عبید اللہ جو لَيْلَى بِنْتُ مَسْعُودٍ نَهْشَلِيَّةٌ کے بطن سے تھے وہ بھی مصعب بن زبیر کے لشکر میں تھے اور مختار دجال نے ان کا قتل کیا

کعبہ کی تعمیر اور قبہ الصخرہ کی تعمیر

كتاب أخبار مكة وما جاء فيها من الأثار از الأزرقي (المتوفى: 250هـ) کے مطابق ابن زبیر نے کعبه کو منہدم کرنے کا اراده کیا اس پر لوگوں میں اختلاف ہوا بعض کا کہنا تھا کہ یہ کرنے پر عذاب نازل ہو گا

وَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ هَدْمَهَا، وَكَانَ أَشَدَّهُمْ عَلَيْهِ إِبَاءً عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ
اور لوگوں کی اکثریت نے کعبہ کو منہدم کرنے سے انکار کیا جن میں سب سے زیادہ شدت عبد الله ابن عباس رضی الله عنہ نے ظاہر کی
لیکن ابن زبیر نے پھر بھی اراده کیا اور جب لوگ نہ ملے تو

وَأَرْقَى ابْنُ الزُّبَيْرِ فَوْقَهَا عَبِيدًا مِنَ الْحَبَشِ يَهْدِمُونَهَا؛ رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ صِفَةُ الْحَبَشِيِّ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ»
اور اس کعبہ پر چڑھایا حبشہ کے غلاموں کو جو اس کو منہدم کر رہے تھے کہ ان میں وہی صفت تھی جس کا ذکر رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کیا کہ اس کعبہ کو حبشہ کا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ خراب کرے گا
مجاہد جو اس روایت کو عبد الله بن عمرو سے منسوب کرتے تھے وہ کہتے ہیں جب کعبه منہدم کرنے کا ارده کیا جا رہا تھا تو

فَلَمَّا هَدَمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْكَعْبَةَ جِئْتُ أَنْظُرُ، هَلْ أَرَى الصِّفَةَ الَّتِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو؟ فَلَمْ أَرَهَا، فَهَدَمُوهَا
ابن زبیر نے اس کو دیکھا لیکن ان کو وہ صفت نظر نہ آئی جو عبد الله نے بیان کی تھی پس منہدم کیا گیا
یعنی مجاہد نے امیر المومنین ابن زبیر رضی الله عنہ کی طرف داری کی اور اپنے استاد ابن عباس رضی الله عنہ کی مخالفت کی

ابن عباس رضی الله عنہ کے ابن زبیر رضی الله عنہ سے اختلافات اسقدر بڑھے کہ انہوں نے طائف جا کر سکونت اختیار کی

کعبہ کو ابن زبیر کے دور میں جمادى الآخرة ٦٤ ھ میں گرایا گیا اور دوباره بنایا گیا جس میں حطیم کو اس میں شامل کر دیا گیا

اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے ابن زبیر کی تعمیراتی کاوش کو کم کرنے کے لئے دو سال کے اندر صخره پر (چٹان) پر ایک   آٹھ کونوں والی عمارت بنوائی جس میں عیسیٰ کے بارے میں آیات ہیں کیونکہ عسائیوں کے مطابق یہ ہیرود کا محل تھا اور اس میں چٹان پر عیسیٰ کے قدموں کے نشان تھے

اور اس کو مسجد میں آنے والوں کے لئے سرائے کہا ساتھ یہ سرائے اب مسجد کا ہی حصہ بن گئی

کتاب الأنس الجليل بتاريخ القدس والخليل میں عبد الرحمن بن محمد الحنبلي، أبو اليمن (المتوفى: 928هـ) لکھتے ہیں

فَلَمَّا دخلت سنة سِتّ وَستِّينَ ابْتَدَأَ بِبنَاء قبَّة الصَّخْرَة الشَّرِيفَة وَعمارَة الْمَسْجِد الْأَقْصَى الشريف وَذَلِكَ لِأَنَّهُ منع النَّاس عَن الْحَج لِئَلَّا يميلوا مَعَ ابْن الزبير فضجوا فقصد أَن يشغل النَّاس بعمارة هَذَا الْمَسْجِد عَن الْحَج فَكَانَ ابْن الزبير يشنع على عبد املك بذلك وَكَانَ من خبر الْبناء أَن عبد الْملك بن مَرْوَان حِين حضر إِلَى بَيت الْمُقَدّس وَأمر بِبنَاء الْقبَّة عل الصَّخْرَة الشَّرِيفَة بعث الْكتب فِي جَمِيع عمله وَإِلَي سَائِر الامصار إِن عبد الْملك قد أَرَادَ أَن يَبْنِي قبَّة على صَخْرَة بَيت الْمُقَدّس تَقِيّ الْمُسلمين من الْحر وَالْبرد وَأَن يَبْنِي الْمَسْجِد وَكره أَن يفعل ذَلِك دون رَأْي رَعيته فلتكتب الرّعية إِلَيْهِ برأيهم وَمَا هم عَلَيْهِ فوردت الْكتب عَلَيْهِ من سَائِر عُمَّال الْأَمْصَار نر رَأْي أَمِير الْمُؤمنِينَ مُوَافقا رشيدا إِن شَاءَ الله پس جب سن ٦٦ ہجری شروع ہوا تو قبہ الصَّخْرَة اور مسجد الاقصی کی تعمیر شروع ہوئی اور یہ یوں کہ عبد الملک لوگوں کو حج سے منع کرنا چاہتا تھا کہ ممکن ہے ان کا میلان ابن زبیررضی اللہ عنہ کی طرف ہو جائے اور وہ (واپس آ کر اس کے خلاف) شور کریں پس اس نے لوگوں کو اس عمارت کی تعمیر میں حج میں مشغول کیا - پس ابن زبیر نے عبد الملک کو اس کام سے منع کیا اور تعمیر کی خبر میں ہے کہ عبد الملک بن مروان جب بیت المقدس پہنچا اور قبہ بنانے کا حکم دیا تو اس نے اپنے تمام گورنروں کو لکھا اور ساری مملکت میں لکھ بھیجا کہ بے شک عبد الملک نے ارادہ کیا ہے چٹان پر قبہ بنانے کا ، بیت المقدس میں، تاکہ مسلمانوں کو سردی ،گرمی سے بچائے اور مسجد کو بنائے اور وہ کراہت کرتے ہیں کہ ایسا کریں سوائے اس کے کہ رعیت بھی اس کے حق میں ہو سو تمام گورنروں نے لکھا کہ ہم امیر المومنین کی رائے سے موافقت رشید رکھتے ہیں جیسا اللہ نے چاہا!

عبد الملک کا مقابلہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے تھا جو مکہ میں اپنی خلافت میں کعبہ کو بدل رہے تھے اور اس میں حطیم کو شامل کر رہے تھے دوسری طرف عبد الملک بن مروان اپنے علاقہ شام میں صخرہ پر تعمیر کر رہے تھے اس طرح کے تعمیراتی منصوبوں کا مقصد رائے عامہ کو اپنی طرح متوجہ کرنا تھا

کتاب ابن تيمية (اقتضاء الصراط المستقيم) میں اور ابن القيم (المنار المنيف) میں اور محمد بن إبراهيم بن عبد اللطيف آل الشيخ (المتوفى: 1389هـ) اپنے فتاوى ورسائل میں بیان کرتے ہیں کہ

... عن كعب أنه قال: قرأت في " التوراة" أن الله يقول للصخرة أنت عرشي الأدنى إلخ
كذب وافتراء على الله، وقد قال عروة بن الزبير لما سمع ذلك عن كعب الأحبار عند عبد الملك بن مروان قال عروة: سبحان الله؟

کعب سے روایت کیا جاتا ہے کہ اس نے توریت میں سے پڑھا بے شک اللہ صخرہ کے لئے کہتا ہے تو میرا نچلا عرش ہے ... محمد بن ابراہیم نے کہا یہ جھوٹ ہے اور بے شک عروہ نے جب اسکو سنا عبد الملک سے تو کہا سبحان اللہ

یعنی صخرہ پر تعمیر کے وقت کعب الاحبار کے اقوال سے دلیل لی گئی

تاريخ اليعقوبى ج ٢ ص ٣٦١ اور کے الدولَة الأمويَّة از عَلي محمد محمد الصَّلاَّبي مطابق

معظم العالم الإسلامي كان قد بايع عبد الله بن الزبير بالخلافة (64 ـ 73هـ) ما عدا إقليم الأردن (2)، فقد قال في كتابه: ومنع عبد الملك أهل الشام من الحج، وذلك لأن ابن الزبير كان يأخذهم إذا حجوا بالبيعة، فلما رأى عبد الملك ذلك منعهم من الخروج إلى مكة فضج الناس وقالوا: تمنعنا من حج بيت الله الحرام، وهو فرض علينا، فقال: هذا ابن شهاب الزهري يحدثكم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تشد الرحال إلا إلى ثلاث مساجد: المسجد الحرام، ومسجدي ومسجد بيت المقدس. وهو يقوم لكم مقام المسجد الحرام، وهذه الصخرة التي يروى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع قدمه لما صعد إلى السماء

عالم اسلامی کی اکثریت نے عبد الله بن زبیر کی خلافت کی بیعت کی سوائے اردن کے اور اپنی کتاب میں یعقوبی نے لکھا کہ عبد الملک نے شام والوں کو حج پر جانے سے منع کیا اور یہ اس وجہ سے کہ ابن زبیر ان سے زبردستی بیعت لیتے پس جب عبد الملک نے یہ دیکھا ان کے خروج پر پابندی عائد کر دی اور لوگ بگڑ گئے اور کہا ہم حج بیت الله کرنا چاہتے ہیں یہ فرض ہے ہم پر پس عبد الملک نے کہا کہ ابن شہاب الزہری تم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری نہ کسی جائے سوائے تین مسجدوں کے لئے مسجد الحرام میری مسجد اور مسجد بیت المقدس اور وہ تو مسجد الحرام ہے اور یہ صخرہ اس کے لئے روایت ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے اس پر قدم رکھا جب آسمان کی طرف گئے

اس پر اعتراض اتا ہے

تاریخ دمشق 11/ ق66 پر ابن عساکر کہتے ہیں

أخبرنا أبو القاسم السمرقندي أنا أبو بكر محمد بن هبة الله أنامحمد بن الحسين أنا عبد الله نا يعقوب نا ابن بكير قال قال الليث: وفي سنة اثنتين وثمانين قدم ابن شهاب على عبد الملك

امام الزہری سن ٨٢ ھ میں عبد الملک کے پاس پہنچے اور ابن زبیر کی شہادت ٧٢ ھ میں ہوئی

وبالإسناد السابق نا يعقوب قال سمعت ابن بكير يقول: مولد ابن شهاب سنة ست وخمسين

امام الزہری سن ٥٦ ھ میں پیدا ہوئے یعنی امام الزہری دس سال کے تھے جب قبہ الصخرہ پر تعمیر کی گئی لہذا یعقوبی کی بات صحیح نہیں ہو سکتی

كتاب أخبار مكة وما جاء فيها من الأثار از الأزرقي (المتوفى: 250هـ) کے مطابق ابن زبیر نے کعبہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا اس پر لوگوں میں اختلاف ہوا بعض کا کہنا تھا کہ یہ کرنے پر عذاب نازل ہو گا

وَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ هَدْمَهَا، وَكَانَ أَشَدَّهُمْ عَلَيْهِ إِبَاءً عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ

اور لوگوں کی اکثریت نے کعبہ کو منہدم کرنے سے انکار کیا جن میں سب سے زیادہ شدت عبد الله ابن عباس رضی الله عنہ نے ظاہر کی

لیکن ابن زبیر نے پھر بھی ارادہ کیا اور جب لوگ نہ ملے تو

وَأَرْقَى ابْنُ الزُّبَيْرِ فَوْقَهَا عَبِيدًا مِنَ الْحَبَشِ يَهْدِمُونَهَا؛ رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ صِفَةُ الْحَبَشِيِّ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ»

اور اس کعبہ پر چڑھایا حبشہ کے غلاموں کو جو اس کو منہدم کر رہے تھے کہ ان میں وہی صفت تھی جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ اس کعبہ کو حبشہ کا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ خراب کرے گا[79]

---

[79] الْمُعْجَمُ الكَبِير للطبراني ، مسند البزار، سنن أبي داود آئی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ، فَيَسْلُبُهَا حُلِيَّهَا وَيُجَرِّدُهَا مِنْ كِسْوَتِهَا، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أُصَيْلِعَ أُفَيْدِعَ، يَضْرِبُ عَلَيْهَا بِمِسْحَاتِهِ وَمِعْوَلِهِ "
عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو (دو پتلی پنڈلیوں یا) دو چادروں والا حبشہ میں سے خراب کرے گا اس کی نمائش کو لے گا اور اس کے غلاف کو گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں
اس راویت کا ترجمہ کیا جاتا ہے دو پتلی پنڈلیوں والا حبشی

النهاية في غريب الحديث والأثر از ابن الأثير (المتوفى: 606هـ) کے مطابق

.السُّوَيْقَة تصْغيرُ السَّاقِ، وَهِيَ مُؤَنثة، فَلِذَلِكَ ظَهَرت التاءُ فِي تصْغيرها. وَإِنَّمَا صَغَّر السَّاقَ لِأَنَّ الغالبَ عَلَى سُوقِ الحبَشة الدِّقَّةُ والحُموشَة
السُّوَيْقَة (کا لفظ) السَّاقِ کی تصغیر ہے اور یہ مونث ہے اس لئے اس کے ساتھ التاءُ ہے تاکہ تصغیر ہو اور یہ پنڈلی کا چھوٹا ہونا ہے کہ اکثر حبشیوں کی پنڈلیاں کم ہوتی ہیں
ابن حبان صحیح میں لکھتے ہیں السويقتين: الكسائين یعنی دو چادروں والا
مُجَاهِدٍ کا عبد الله بن عمرو سماع سے ثابت نہیں ہے – كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق

واختلف في روايته عن عبد الله بن عمرو فقيل لم يسمع منه قلت أخرج له البخاري عنه حديثين

اور مجاہد کا عبد الله بن عمرو سے روایت کرنے میں اختلاف ہے کہا جاتا ہے انہوں نے ان سے نہیں سنا میں کہتا ہوں اس سے بخاری نے دو حدیثیں لی ہیں

سنن أبي داود میں یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی ہے

حدَّثنا القاسِمُ بن أحمد البغداديُّ، حدَّثنا أبو عامرٍ، عن زُهير ابن محمدٍ، عن موسى بنِ جُبير، عن أبي أمامة بن سهل بن حُنيفٍ عن عبد الله بن عمرو، عن النبي – صلَّى الله عليه وسلم – قال: "اتركوا الحبشةَ ما تركوكم، فإنه لا يستخرِجُ كَنزَ الكعبةِ إلاَّ ذو السُّوَيْقَتَينِ من الحبشة"
عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبشیوں کو چھوڑ دو جو انہوں نے چھوڑ دیا ہے کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکالے گا سوائے دو پتلی پنڈلیوں (یا دو چادروں) والے کے

مصنف عبد الرزاق کی روایت ہے جس میں کعبہ کے خزانے کا ذکر ہے لیکن اسکی سند میں صَالِحِ، مَوْلَى التَّوْأَمَةِ ابو ہریرہ کا قول نقل کرتا ہے کہ اس کو گمان ہے یہ حدیث ہے

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ صَالِحٍ، مَوْلَى التَّوْأَمَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ رَفَعَهُ أَظُنُّهُ قَالَ: «اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوا، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ»

روایت متنا صحیح نہیں ہے- کعبہ کا خزانہ نکل چکا ہے لٹ چکا ہے اور یہ واقعہ فتنہ الافطس کہلاتا ہے
کعبہ کے اندر ایک گڑھا تھا جس میں تحفے میں ملنے والا سونا ڈالا جاتا تھا اور یہ روایت زمانہ جاہلیت سے چلی آ رہی تھی

تاریخ ابن خلدون ج۱ ص ۱۹۸ کے مطابق

وقد وجد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح مكة في الجب الذي كان فيها، سبعين ألف أوقية من الذهب، مما كان الملوك يهدون للبيت قيمتها ألف ألف دينار مكررة مرتين بمائتي قنطار وزناً
جس روز فتح مکہ ہوئی تو رسول الله کو کعبہ میں اس کے الجب (گڑھے) سے جو اس میں ہے ستر ہزار أوقية سونا ملا جو بادشاہوں نے بیت الله کے لئے تحفتا دیا تھا جس کی قیمت ہزار ہزار دینار مکرر دو دفعہ، سو قنطار وزن کے حساب سے تھی
نبی صلی الله علیہ وسلم نے کعبہ کے خزانہ کو صدقه نہیں کیا اور یہ اسی میں سن ۱۹۹ ھ تک رہا- ابن خلدون تاریخ میں لکھتے ہیں

وأقام ذلك المال إلى أن كانت فتنة الأفطس، وهو الحسن بن الحسين بن علي بن علي زين العابدين سنة تسع وتسعين ومائة، حين غلب على مكة عمد إلى الكعبة فأخذ ما في خزائنها وقال: ما تصنع الكعبة بهذا المال موضوعاً فيها لا ينتفع به، نحن أحق به نستعين به على، حربنا، وأخرجه وتصرف فيه وبطلت الذخيرة من الكعبة من يومئذ
اور یہ مال ، فتنة الأفطس تک کعبہ ہی میں رہا اور وہ فتنہ ہے حسن بن حسین بن علی بن علی بن زین العابدین کا سن ۱۹۹ ھ میں ،جب وہ مکہ پر وہ غالب ہوا اور کعبہ کا خزانہ نکالا اور کہا کعبہ اس مال کا کیا کرے گا جس کا کوئی فائدہ بھی نہیں، ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں اس سے اپنی لڑائی میں مدد چاہیں گے ، اس نے خزانہ نکالا اور اس زور کعبہ کا خزانہ ضائع ہو گیا –
ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ کی روایت الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی سند سے اور ثور بن زيد الديلي عن سالم أبو الغيث مولى عبد الله بن مطيع العدوي عَن أَبِي هُرَيرة کی سند سے بہت کی کتب میں آئی ہے

لیکن اس کے متن میں صرف یہ ہے

يخرِّبُ الكعبةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الحبَشةِ
کعبہ کو حبشہ کا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ خراب کرے گا
یہ کب ہو گا ؟ کسی صحیح سند روایت میں وقت کا تعین نہیں ہے – مصنف عبد الرزاق ، مسند البزار کی روایت میں الفاظ ہیں فِي آخِرِ الزَّمَانِ یعنی آخری زمانہ میں یہ ہو گا لیکن معمر مدلس ہیں اور ان کا سماع الزہری سے ہر سند کے لئے ثابت نہیں اگرچہ صحیح بخاری میں ان کی اس سند سے روایات ہیں لیکن یقینا معمر نے ان پر تحدث کا اشارہ دیا ہو گا – اس مخصوص روایت کو وہ ان کے الفاظ کے ساتھ عن سے ہی نقل کرتے ہیں لہذا یہ ثابت نہیں

مسند البزار کی ایک دوسری روایت میں ہے يظهر في آخر الزمان جس میں اسکو أحمد بن أبان القُرَش

مجاہد جو اس روایت کو عبد اللہ بن عمرو سے منسوب کرتے تھے وہ کہتے ہیں جب کعبہ منہدم کرنے کا اردہ کیا جا رہا تھا تو

فَلَمَّا هَدَمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْكَعْبَةَ جِئْتُ أَنْظُرُ، هَلْ أَرَى الصِّفَةَ الَّتِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو؟ فَلَمْ أَرَهَا، فَهَدَمُوهَا

ابن زبیر نے اس کو دیکھا لیکن ان کو وہ صفت نظر نہ آئی جو عبد اللہ نے بیان کی تھی پس منہدم کیا گیا

یعنی مجاہد نے امیر المومنین ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف داری کی اور اپنے استاد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اختلافات اسقدر بڑھے کہ انہوں نے طائف جا کر سکونت اختیار کی

ابن عباس اور ابن زبیر کے تعلقات

ابن عبّاس کے ساتھ ابن زبیر کے تعلقات تعمیر کعبہ اور متعہ کے جواز پر کشیدہ ہوئے – یہاں تک کہ دونوں میں مجمعوں میں تکرار ہونے لگی

امام مسلم نے بھی اس پر حدیث نقل کی ہیں کہ ابن عباس متعہ کا فتوی دیتے تھے

صحيح مسلم: كِتَابُ النِّكَاحِ (بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَبَيَانِ أَنَّهُ أُبِيحَ، ثُمَّ نُسِخَ، ثُمَّ أُبِيحَ، ثُمَّ نُسِخَ، وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)

صحیح مسلم: کتاب: نکاح کے احکام و مسائل (باب: نکاح متعہ کا حکم اور اس بات کي وضاحت کہ وہ جائز قرار دیا گیا

پھر منسوخ کیا گیا پھر دوبارہ جائز کیا گیا پھر منسوخ کیا گیا اور (اب) اس کي حرمت قیامت کے دن تک کے لیے (برقرار ہے

3429

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، قَامَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: «إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللهُ قُلُوبَهُمْ، كَمَا أَعْمَى أَبْصَارَهُمْ، يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ»، يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ، فَلَعَمْرِي، لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلَى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ – يُرِيدُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –

فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: «فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ، فَوَاللهِ، لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ»، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَيْفِ اللهِ، أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ، جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَاهُ فِي الْمُتْعَةِ، فَأَمَرَهُ بِهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ: مَهْلًا، قَالَ: مَا هِيَ؟ وَاللهِ، لَقَدْ فُعِلَتْ فِي عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ، قَالَ: ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ «إِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ إِلَيْهَا، كَالْمَيْتَةِ، وَالدَّمِ، وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ، ثُمَّ أَحْكَمَ اللهُ الدِّينَ وَنَهَى عَنْهَا» قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: «قَدْ كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ، ثُمَّ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ»، ” قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَسَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ، يُحَدِّثُ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَأَنَا جَالِسٌ

مجھے یونس نے خبر دي کہ ابن شہاب نے کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دي کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضي اللہ عنہ مکہ میں کھڑے ہوئے، اور کہا: بلاشبہ کچھ لوگ ہیں، اللہ نے ان کے دلوں کو بھي اندھا کر دیا ہے جس طرح ان کي آنکھوں کو اندھا کیا ہے؟ وہ لوگوں کو متعہ (کے جواز) کا فتوي؟ دیتے ہیں، وہ ایک آدمي (حضرت ابن عباس رضي اللہ عنہ) پر تعریض کر رہے تھے، اس پر انہوں نے ان کو پکارا اور کہا: تم بے ادب، کم فہم ہو، میري عمر قسم! بلاشبہ امام المتقین کے عہد میں (نکاح) متعہ کیا جاتا تھا؟؟ ان کي مراد رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم سے تھي؟؟ تو ابن زبیر رضي اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم خود اپنے ساتھ اس کا تجربہ کر (دیکھو)، بخدا! اگر تم نے یہ کام کیا تو میں تمہارے (ہي ان) پتھروں سے (جن کے تم مستحق ہو گے) تمہیں رجم کروں گا؟ ابن شہاب نے کہا: مجھے خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے خبر دي کہ اس اثنا میں جب وہ ان صاحب (ابن عباس رضي اللہ عنہ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمي ان کے پاس آیا اور متعہ کے بارے میں ان سے فتوي؟ مانگا تو انہوں نے اسے اس (کے جواز) کا حکم دیا؟ اس پر ابن ابي عمرہ انصاري رضي اللہ عنہ نے ان سے کہا: ٹھہریے! انہوں نے کہا: کیا ہوا؟ اللہ کي قسم! میں نے امام المتقین صلي اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا ہے؟ ابن ابي عمرہ رضي اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ یہ (ایسا کام ہے کہ) ابتدائے اسلام میں ایسے شخص ے لئے جو (حالات کي بنا پر) اس کے لئے مجبور کر دیا گیا ہو، اس کي رخصت تھي جس طرح (مجبوري میں) مردار، خون اور سور کے گوشت (کے لیے) ہے، پھر اللہ تعالي؟ نے اپنے دین کو محکم کیا اور اس سے منع فرما دیا؟ ابن شہاب نے کہا: مجھے ربیع بن سبرہ جہني نے بتایا کہ ان کے والد نے کہا: میں نے نبي صلي اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بنو عامر کي ایک عورت سے دو سرخ (کي پیش کش) پر متعہ کیا تھا، پھر رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متعہ سے منع فرما دیا؟ ابن شہاب نے کہا: میں نے ربیع بن سبرہ سے سنا، وہ یہي حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کر رہے تھے اور میں (اس مجلس میں) بیٹھا ہوا تھا?[80]

80

بعض روایات میں ہے کہ ابن عباس نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھے- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ، كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ البَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يَرَى أَنَّهُ يُقِيمُ فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ، وَتُصْلِحُ لَهُ شَيْئَهُ، حَتَّى إِذَا نَزَلَتِ الآيَةُ: {إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ}، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَى هَذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ.

متعہ اوّل اسلام میں جائز تھا یہاں تک کہ آیت (الّا علیٰ ازواجھم اوماملکت ایمانھم)نازل ہوئی تو وہ منسوخ ہو گیا اس کے بعد ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زوجہ اور مملوکہ کے علاوہ ہر طرح کی شرمگاہ سے استمتاع حرام ہے۔” (ترمذی۱۳۳/۱)

حجاج بن یوسف کے ساتھ ابن عمر

کتاب البدایہ و النہایہ از ابن کثیر کے مطابق

وقال الشافعي: ثنا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اعْتَزَلَ لَيَالِيَ قِتَالِ ابن الزبير ووالحجاج بِمِنًى، فَكَانَ يُصَلِّي مَعَ الْحَجَّاجِ

ابو بکر جصاص ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے رجوع کے متعلق لکھتے ہیں

تمام صحابہ رضی اللہ عنہ میں سوائے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی حلت متعہ کا قائل نہیں اور انہوں نے بھی متعہ کے جواز سے اس وقت رجوع کر لیا تھا جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعہ کی حرمت ان کے ہاں تواتر کے ساتھ ثابت ہو گئی۔" (احکام القرآن۲/۱۵۶)

البانی کتاب إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل میں لکھتے ہیں

:أن ابن عباس رضى الله عنه روى عنه فى المتعة ثلاثة أقوال

.الأول: الإباحة مطلقا

.الثانى: الإباحة عند الضرورة

.والآخر: التحريم مطلقا , وهذا مما لم يثبت عنه صراحة , بخلاف القولين الأولين , فهما ثابتان عنه

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سے متعلق تین اقوال ہیں

اول مطلق مباح ہے

دوم ضرورتا مباح ہے

سوم مطلق حرام ہے اور یہ وہ قول ہے جو صراحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے

الغرض ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے قائل تھے پھر انہوں نے اس سے رجوع کیا ابو بکر الجصاص کی رائے میں اور البانی کی رائے ہے انہوں نے رجوع نہیں کیا -

نافع نے کہا کہ ابن عمر نے ابن زبیر کے قتل سے چند راتوں پہلے ان کو چھوڑا اور حجاج منی میں تھا اس وہ حجاج کے ساتھ منی میں نمازیں پڑھتے

امام بیہقی (المتوفی۴۵۸) نے کہا:

حدثنا أبو عبد الله الحافظ، إملاء , ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الزاهد , ثنا أحمد بن محمد بن مهدی بن رستم، ثنا بشر بن شعيب بن أبي حمزة القرشی، حدثنی أبی ح،وأخبرنا أبو الحسين بن الفضل القطان، ببغداد , أنبأ عبد الله بن جعفر بن درستويه، ثنا يعقوب بن سفيان، ثنا الحجاج بن أبی منيع، ثنا جدی،وثنا يعقوب، حدثنی محمد بن يحيى بن إسماعيل، عن ابن وهب، عن يونس، ,جميعا عن الزهری، وہذا لفظ حديث شعيب بن أبی حمزة , عن الزهری، أخبرنی حمزة بن عبد الله بن عمر: أنه بينما هو جالس مع عبد الله بن عمر إذ جاء ه رجل من أهل العراق، فقال: يا أبا عبد الرحمن إنی والله لقد حرصت أن اتسمت بسمتک, وأقتدی بک فی أمر فرقة الناس, وأعتزل الشر ما استطعت , وإنی أقرأ آية من كتاب الله محكمة قد أخذت بقلبی, فأخبرنی عنها , أرأيت قول الله تبارک وتعالى:{وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِی تَبْغِی حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ } (الحجرات: ٩) أخبرنی عن بذه الآية، فقال عبد الله: ومالک ولذلک , انصرف عنی , فانطلق حتى توارى عنا سواده , أقبل علينا عبد الله بن عمر فقال: ما وجدت فی نفسی من شیء من أمر بذه الأمة ما وجدت فی نفسی أنی لم أقاتل بذه الفئة الباغية كما أمرنی الله عز وجل. زاد القطان فی روايته:قال حمزة: فقلنا له: ومن ترى الفئة الباغية؟ قال ابن عمر: ابن الزبير بغى على بؤلاء القوم , فأخرجهم من ديارہم , ونكث عهدہم---

حمزہ بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس عراق سے ایک شخص آیا اور کہا:اے ابوعبدالرحمن! واللہ میں اس بات کاحریص ہوں کہ آپ کے نقش قدم پرچلوں اورلوگوں کے اختلاف کے معاملہ میں آپ کی پیروی کروں اورجہاں تک ہوسکے فساد سے الگ تھلگ رہوں ۔لیکن میں قرآن مجید کی ایک محکم آیت پڑھتاہوں تو دل میں کچھ کھٹکتاہے تو آپ اس آیت کے بارے میں مجھے بتادیں! آپ کا اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے(اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں ںلڑ پڑیں تو ان میںملاپ کرا دیا کرو، پھر اگر ان دونوں میںا سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے ،اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دواور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)(الحجرات:۹)۔اس آیت کی تفسیر مجھے بتلائیں ! توعبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جان کرکیا کرو گے ؟ جاؤ یہاں سے ۔پھر وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا ۔ اس کے بعدعبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ ہماری جانب متوجہ ہوئے اورکہا اس امت کے معاملات میں سے کسی معاملہ پرمجھے اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا اس بات پرافسوس ہوا کہ میں نے اس باغی جماعت سے قتال کیوں نہیں کیا۔جیساکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔حسین بن القطان نے مزید بیان کیا کہ :حمزہ نے کہا: ہم نے عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کس کو باغی جماعت سمجھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن زبیر نے اس قوم کے خلاف بغاوت کی ہے انہیں ان کے گھروں سے نکال دیا ، ان کا عہد توڑ دیا ۔

۔[السنن الکبری للبیہقی:۲۹۸،۸ واسنادہ صحیح واخرجہ ایضا ابن عساکر فی تاریخہ ۱۹۳،۳۱من طرق عن الزهری بہ ونقلہ الحافظ فی الفتح ۷۲،۱۳]۔

اس روایت کی سند صحیح و حسن ہے

ابن زبیر پر محمد بن حنفیہ کا موقف

ابن زبیر نے محمد بن حنفیہ یعنی علی کے بیٹے کو قیدی بنا رکھا تھا- ایک روایت ہے کہ ابن حنیفہ کو چاہ زمزم کی چار دیواری میں قید کرکے لکڑیوں کا انبار لگادیا اور دھمکی دی کہ اگر وہ بیعت نہ کریں گے تو انہیں پھینک دیا جائے گا۔ مختار کے معصب بن زبیر کے ہاتھوں قتل کے بعد ابن زبیر نے ابن حنفیہ سے بیعت کا مطالبہ کیا اور اپنے بھائی عروہ کو انکے پاس بھیجا۔ انہوں نے جاکر ابن حنفیہ کو یہ پیغام دیا اگر بیعت نہ کروگے تو میں پھر قید کردونگا۔ جس کذاب (مختار) کی امداد اور اعانت کا تم کو سہارا تھا اسکو خدا نے قتل کردیا ہے اور اب عرب و عراق کا میری خلافت پر اجماع ہوگیا ہے ۔ اب تم بھی میری بیعت کرلو ورنہ جنگ کے لئے تیار رہو"۔

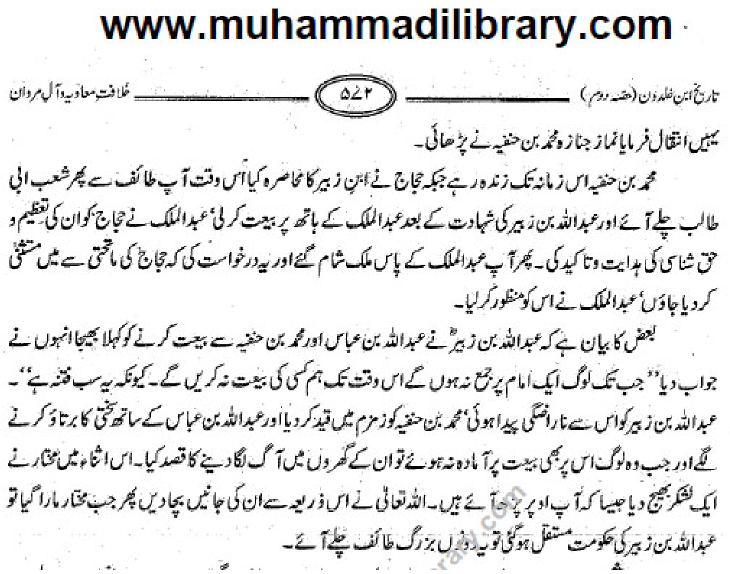
www.muhammadilibrary.com

تاریخ ابن خلدون (حصہ دوم) ۵۷۲ خلافت معاویہ وآل مروان

یہیں انتقال فرمایا نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

محمد بن حنفیہ اس زمانہ تک زندہ رہے جبکہ حجاج نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا اس وقت آپ طائف سے پھر شعب ابی طالب چلے آئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی عبدالملک نے حجاج کو ان کی تعظیم و حق شناسی کی ہدایت وتاکید کی۔ پھر آپ عبدالملک کے پاس ملک شام گئے اور یہ درخواست کی کہ حجاج کی ماتحتی سے میں مستثنیٰ کردیا جاؤں عبدالملک نے اس کو منظور کرلیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا انہوں نے جواب دیا "جب تک لوگ ایک امام پر جمع نہ ہوں گے اس وقت تک ہم کسی کی بیعت نہ کریں گے۔ کیونکہ یہ سب فتنہ ہے"۔ عبداللہ بن زبیر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی محمد بن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور جب وہ لوگ اس پر بھی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا۔ اس اثناء میں مختار نے ایک لشکر بھیج دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے ان کی جانیں بچادیں پھر جب مختار مارا گیا تو عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستقل ہوگئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے آئے۔

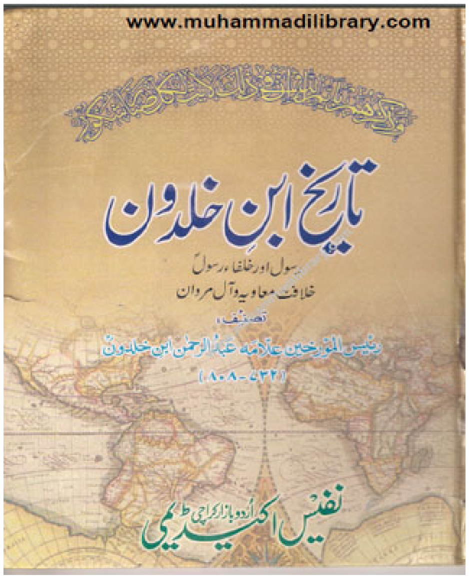

صحابی رسول ابوبرزة الأسلمي رضی اللہ عنہ کا موقف:

[صحيح البخاري:كتاب الفتن: باب إذا قال عند قوم شيئا، ثم خرج فقال بخلافه ، رقم 7112]۔

حدیث نمبر:

7112حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ ، عَنْ عَوْفٍ ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ ، قَالَ: لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّأْمِ، وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ، فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ، فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ، أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ، فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ: "إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللَّهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ، إِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّأْمِ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُونَ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنْ ذَاكَ الَّذِي بِمَكَّةَ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا"

.ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شہاب نے بیان کیا، ان سے جوف نے بیان کیا، ان سے ابومنہال نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زیاد اور مروان شام میں تھے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں اور خوارج نے بصرہ میں قبضہ کر لیا تھا تو میں اپنے والد کے ساتھ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ جب ہم ان کے گھر میں ایک کمرہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جو بانس کا بنا ہوا تھا، ہم ان کے پاس بیٹھ گئے اور میرے والد ان سے بات کرنے لگے اور کہا: اے ابوبرزہ! آپ نہیں دیکھتے لوگ کن باتوں میں آفت اور اختلاف میں الجھ گئے ہیں۔ میں نے ان کی زبان سے سب سے پہلی بات یہ سنی کہ میں جو ان قریش کے لوگوں سے ناراض

یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی صحیح سند کے ساتھ ہے اوراس کے آخر میں ہے:

وَإِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِمَكَّةَ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا

اور وہ جو مکہ میں ہیں یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ، اللہ کی قسم ! وہ بھی صرف دنیا کے لیے لڑرہے ہیں۔

[مصنف ابن أبي شيبة: 7/ 449 واسناده صحيح]۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا موقف

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: أَتَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللهِ، فَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يُحِلُّهَا وَيَحُلُّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا " (2) ، قَالَ: فَانْظُرْ أَنْ لَا تَكُونَ هُوَ يَا ابْنَ عَمْرٍو، فَإِنَّكَ قَدْ قَرَأْتَ الْكُتُبَ، وَصَحِبْتَ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ هَذَا وَجْهِي إِلَى الشَّأْمِ مُجَاهِدًا

شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد رجاله ثقات رجال الشيخين

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَشْهَدُ بِاللهِ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يُحِلُّهَا وَيَحُلُّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا

شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد **رجاله ثقات رجال الشيخين**

اسی طرح صحابی رسول عبد اللہ بن عمروبن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی عبداللہ بن زبیررضی اللہ عنہ سے کہ

ا:يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ ، إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللهِ

اے ابن زبیر ! آپ حرم میں فساد والحاد سے بچیں۔

عبد اللہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا موقف

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: قُلْتُ لِجُنْدُبٍ: إِنِّي قَدْ بَايَعْتُ هَؤُلَاءِ - يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ - وَإِنَّهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ أَخْرُجَ مَعَهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَقَالَ: أَمْسِكْ، فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ يَأْبَوْنَ. فَقَالَ: افْتَدِ بِمَالِكَ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَأْبَوْنَ إِلَّا أَنْ أَضْرِبَ مَعَهُمْ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ جُنْدُبٌ، حَدَّثَنِي فُلَانٌ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِقَاتِلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، سَلْ هَذَا فِيمَ قَتَلَنِي - قَالَ: شُعْبَةُ فَأَحْسِبُهُ قَالَ -: فَيَقُولُ: عَلَامَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ عَلَى مُلْكِ فُلَانٍ "، قَالَ: فَقَالَ جُنْدُبٌ: فَاتَّقِهَا

شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد إسناده صحيح على شرط الشيخين، رجاله ثقات رجال الشيخين.
الهيثمي في "مجمع الزوائد" 294/7، وقال: رواه أحمد والطبراني، ورجاله رجال الصحيح.

ابو عمران نے جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں ابن زبیر کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اور یہ لوگ شام جانا چاہتے ہیں ؟ جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے رک جاؤ یہ لوگ اس پر راضی نہیں ہیں – جندب نے کہا مال کا فدیہ دے دو- میں نے کہا وہ راضی نہیں ہیں سوائے اس کے کہ تلوار سے ان کے ساتھ مل کر ماروں- جندب نے کہا مجھے فلاں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مقتول قیامت کے دن اپنے قاتل کے ساتھ آئے گا اور کہے گا اے رب اس سے سوال کریں مجھ کو کیوں قتل کیا

.... پس کہا جائے گا تو نے اس کے قتل میں ساتھ دیا؟ قاتل کہے گا میں نے تو فلاں کی بادشاہت میں قتل کیا تھا – پھر جندب نے ابو عمران سے کہا ان (ابن زبیر) سے بچو

کعبہ کی پناہ اور ابن زبیر کا طلبی معجزہ

مروان سن 65 میں انتقال کر گئے ان کے بعد عبد الملک خلیفہ ہوئے ان کے دور میں مکہ پر حملہ ہوا کیونکہ ابن زبیر نے میدان میں جنگ نہیں کي وہ اپنے اپ کو ان روایات کا محور سمجھ رہے تھے کہ ایک شخص کعبہ کي پناہ لے گا اس کا مخالف لشکر دھنس جائے گا - لہذا انہوں نے کعبہ میں جا کر اس کو اندر سے بند کر لیا

مسلمان عوام باہر اور ان کا امام کعبہ میں چھپا دعا کر رہا تھا

آج کہا جاتا ہے کہ لیڈر کو رول ماڈل ہونا چاہیے لیکن ابن زبیر سب کو باہر چھوڑ کعبہ میں چلے گئے

ابن زبیر ایک روایت سے ابہام میں چلے گئے کہ ایک شخص کعبہ کي پناہ لے گا جب اس کا مخالف لشکر اس پر قصد کرے گا وہ دھنس جائے گا

آخري وقت میں مکہ کو چھوڑ کر ابن زبیر نے میدان میں میقات سے باہر جہاد نہیں کیا وہ انتظار کرتے رہے کہ بنو امیہ کا لشکر مکہ کو گھیر لے

پھر میدان میں نکل کر اپني عوام کو بچانے کي بجائے وہ کعبہ میں چھپ گئے

کیا یہ امیر المومنین کے لئے مناسب عمل ہے ؟

ابن زبیر اپنے زعم میں ہلاک ہو گئے الله ان کي مغفرت کرے

یہ دیکھ کر کہ امیر المومنین کیا اجتہادي غلطي کر رہے ہیں ابن عمر رضي الله عنہ تین دن پہلے جا کر حجاج سے مل گئے اور ابن عباس رضي الله عنہ بددعا دے گئے کہ اب آسمان سے پتھر برسیں گے

ایسا ہي ہوا آسمان سے پتھر گر رہے تھے جس کو حجاج کي فوج پھینک رہي تھي اور کعبہ میں امیر المومنین آخري لمحات میں تھے – ابن زبیر رضي الله عنہ کے عمل کي کوئي توجیح نہیں سوائے اس کے کہ وہ معجزہ کے منتظر ہوں گے

حیف یہ وقت وہ نہیں تھا جس کي خبر نبي صلي الله علیہ وسلم نے دي تھي

یہ تلخ باتیں یہاں یاد دلائي گئیں ہیں کہ کعبہ اور حطیم کو ملانے کا ذکر عائشہ رضي الله عنہا سے منسوب کیا گیا ہے[81]

81

حطیم کعبہ کا حصہ ہے یہ رائے اہل سنت میں عائشہ رضی الله عنہا سے منسوب ایک روایت کی وجہ سے چلی آ رہی ہے – راقم اس پر توقف کی رائے رکھتا ہے

ایک روایت صحیح بخاری میں تین سندوں سے عائشہ رضي الله عنہا سے مروي ہے جن میں ایک مجہول الحال سے مروی ہے اور باقی دو بھی بحث سے خالی نہیں ہیں ہے – تفصیل یہ ہے
صحیح بخاری میں پہلا طرق ہے عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

صحيح البخاري: كِتَابُ الحَجِّ (بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا)
صحیح بخاري: کتاب: حج کے مسائل کا بیان (باب: فضائل مکہ اور کعبہ کي بناءکا بیان)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوْا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبي نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن محمد بن ابي بکر نے انہیں خبردي، انہیں عبداللہ بن عمر رضي اللہ عنہما نے خبردي اور انہیں نبي کریم صلي اللہ علیہ وسلم کي پاک بیوي حضرت عائشہ صدیقہ رضي اللہ عنہا نے کہ آنحضور صلي اللہ نے ان سے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے جب تیري قوم نے کعبہ کي تعمیر کي تو بنیاد ابراہیم کو چھوڑ دیا تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! پھر آپ بنیاد ابراہیم پر اس کو کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاري قوم کا زمانہ کفر سے بالکل نزدیک نہ ہوتا تو میں بے شک ایسا کردیتا عبداللہ بن عمر رضي اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ صدیقہ رضي اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم سے سني ہے (اور یقینا حضرت عائشہ رضي اللہ عنہ سچي ہیں) تو میں سمجھتا ہو ں یہي وجہ تھي جو نبي صلي اللہ علیہ وسلم حطیم سے متصل جو دیواروں کے کونے ہیں ان کو نہیں چومتے تھے کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیمي بنیادوں پر پورا نہ ہواتھا

صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنِى أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح وَحَدَّثَنِى هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِى مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِى بَكْرِ بْنِ أَبِى قُحَافَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « لَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ – أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ – لأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِى سَبِيلِ اللَّهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالأَرْضِ وَلأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ
عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اگر تمہاری قوم عہد جاہلیت کے قریب نہ ہوتی یا کہا کفر کے تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صدقه کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین کے پاس کرتا کہ اس میں جانے کے لئے کوئی پتھر (بطور سیڑھی کے) استعمال نہیں کرتا

سند میں عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ (المتوفی ٦٣ ھ واقعہ حرہ) مجھول ہے- صحیح بخاري کي ایک روایت میں سند میں عبد الله بن محمد بن أبي بكر الصديق ہے جن کي متقدمین میں کوئي توثیق نہیں کرتا صرف ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے - راقم کے علم میں ان کي صرف تعمیر کعبہ پر ایک روایت ذخیرہ کتب میں ہے- اس راوي کو مجھول الحال کے درجہ پر رکھنا چاہیے

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ نے ابن عمر سے یہ کلام واقعہ حرہ سے پہلے کیا ہو گا کیونکہ یہ حرہ میں قتل ہوا

اس کے بر عکس ابن جریج نے جب ابن عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا
صحیح مسلم ١١٨٧ میں ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ طواف میں صرف رکن یمانی کو چھوا جائے

فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ

کیونکہ میں نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا کہ وہ چھوتے ہوں سوائے یمانین کے

یہ ابن زبیر کی خلافت کا دور ہے – اس میں ابن عمر نے اس کا اعادہ نہیں کیا کہ کعبہ کی تعمیر غلط تھی

دوسرا طرق
صحیح بخاری میں دوسرا طرق ہے أَشْعَثُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا -
یہ روایت صحیح بخاري میں دو مقام پر اسي سند سے ہے اور یہ واحد روایت ہے جو الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ کي سند سے آئي ہے - سنن ترمذی میں ہے
حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ، قَالَ لَهُ: حَدِّثْنِي بِمَا كَانَتْ تُفْضِي إِلَيْكَ أُمُّ المُؤْمِنِينَ يَعْنِي عَائِشَةَ، فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: "لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِالجَاهِلِيَّةِ، لَهَدَمْتُ الكَعْبَةَ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ" قَالَ: فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هَدَمَهَا وَجَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ

اسود بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی الله عنہما نے ان سے کہا: تم مجھ سے وہ باتیں بیان کرو، جسے ام المؤمنین یعنی عائشہ رضی الله عنہا نے تم سے بیان کیا ہو ، الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ نے کہا: عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اگر تمہاری قوم کے لوگ جاہلیت چھوڑے ہوئے نہ ہوئے ہوتے، تو میں کعبہ کو گرا دیتا اور اس میں دو دروازے کر دیتا"، چنانچہ ابن زبیر رضی الله عنہما جب اقتدار میں آئے تو انہوں نے کعبہ گرا کر اس میں دو دروازے کر دیئے۔

مسند احمد میں ہے کہ اسود اور ابن زبیر میں مکالمہ ہوا

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ: حَدِّثْنِي بَعْضَ مَا كَانَتْ تُسِرُّ إِلَيْكَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، فَرُبَّ شَيْءٍ كَانَتْ تُحَدِّثُكَ بِهِ تَكْتُمُهُ النَّاسَ، قَالَ: قُلْتُ: لَقَدْ حَدَّثَتْنِي حَدِيثًا حَفِظْتُ أَوَّلَهُ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ» أَوْ قَالَ: «بِكُفْرٍ»، قَالَ: يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: «لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ، فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ فِي الْأَرْضِ، بَابًا يُدْخَلُ مِنْهُ، وَبَابًا يُخْرَجُ مِنْهُ»، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: «فَأَنَا رَأَيْتُهَا كَذَلِكَ

ابن زبیر نے الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سے کہا کچھ وہ راز بتاؤ جو ام المومنین نے تم کو بتایا ہو سکتا ہے کچھ بتایا ہو جس کو لوگوں سے چھپایا – اسود نے کہا عائشہ نے ایک حدیث بیان کی جس کا شروع میں نے یاد کیا – انہوں نے کہا رسول اللہ نے فرمایا اگر

تیری قوم کا دور جاہلیت کے قریب نہ ہوتا یا کہا کفر کے - الْأَسْوَدِ نے کہا ابن زبیر کہتے تھے : میں کعبہ کو بدلتا اس میں دو دروازے کرتا ایک سے داخل ہوں ایک سے نکلیں - ابو اسحاق نے کہا پس میں نے ایسا ہی دیکھا (جب ابن زبیر نے بدلا)

ان اسناد سے معلوم ہوا کہ یہ روایت اصلا الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ کی ہے - ابن زبیر نے اس کو الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سے لیا

صحیح مسلم میں ہے ابن زبیر نے کہا میری خالہ عائشہ نے خبر دی
وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ مِينَاءَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي خَالَتِي، يَعْنِي عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا عَائِشَةُ، لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِشِرْكٍ، لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ، فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَابًا شَرْقِيًّا، وَبَابًا غَرْبِيًّا، وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ

اس میں ابن زبیر نے اس کو براہ راست ام المومنین سے روایت کیا ہے جبکہ یہ اگر راز کی خبر تھی تو یہ کیسا راز تھا جو ابن زبیر کو بھی پتا تھا - اسود کو بھی اور عبد الله بن محمد بن ابی بکر کو بھی
راقم کہتا ہے یہ قول مجہول عبد الله نے ابن عمر سے منسوب کر دیا ہے -

تیسرا طرق

صحیح بخاری میں تیسرا طرق ہے يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

راقم کہتا ہے یہ روایت یزید نے عائشہ رضی الله عنہا سے نہیں عروہ سے لی ہے

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ رُومَانَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: "يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أن قومك حديث عهد بالجاهلية لَهَدَمْتُ الْبَيْتَ حَتَّى أُدْخِلَ فِيهِ مَا أَخْرَجُوا مِنْهُ فِي الْحِجْرِ، فَإِنَّهُمْ عَجَزُوا عَنْ نَفَقَتِهِ، وَأَلْصَقْتُهُ بِالْأَرْضِ، وَوَضَعْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ، وَجَعَلْتُ له بابين بابا شرقيا وباب غَرْبِيًّا". قَالَ: فَكَانَ هَذَا الَّذِي دَعَا ابْنَ الزبير إلى هدمه وبنائه

يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ نے براہ راست اس کو ابن زبیر سے بھی منسوب کیا ہے عائشہ رضی الله عنہا نے کہا .... يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ نے کہا تو اس طرف ابن زبیر نے لوگوں کو بلایا کعبہ کو منہدم کیا اس کو بنایا

مسند احمد میں بھی عائشہ رضی الله عنہ سے مروی ہے جس کی سند منقطع ہے

حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، كُلُّ أَهْلِكَ قَدْ دَخَلَ الْبَيْتَ غَيْرِي، فَقَالَ: " أَرْسِلِي إِلَى شَيْبَةَ فَيَفْتَحَ لَكِ الْبَابَ "، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَ شَيْبَةُ: مَا اسْتَطَعْنَا فَتْحَهُ فِي جَاهِلِيَّةٍ، وَلَا إِسْلَامٍ بِلَيْلٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " صَلِّي فِي الْحِجْرِ، فَإِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا عَنْ بِنَاءِ الْبَيْتِ (1) حِينَ بَنَوْهُ

سعید بن جبیر کا سماع عائشة رضی اللہ عنہا سے نہیں ہے

الطبراني الأوسط (7094) میں شعیب بن صفوان کی سند سے ہے کہ عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، عن عائشة

لیکن شعیب بن صفوان ضعیف ہے

اخبار مکہ ازرقی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كَانَ عِنْدِي سَعَةٌ قَدَّمْتُ فِي الْبَيْتِ مِنَ الْحِجْرِ أَذْرُعًا وَفَتَحْتُ لَهُ بَابًا آخَرَ يَخْرُجُ النَّاسُ مِنْهُ»

سند میں ابن جریح مدلس کا عنعنہ ہے

الغرض جن اسناد کو بیان کیا جاتا ہے ان کی تفصیل یہ بنتی ہے

عورتوں کی روایت : ترمذی نے اس کو صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ اور مرجانة ، أم علقمة (والدة علقمة بن أبی علقمة) کی سند سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب کیا ہے – یہ دونوں مجھول الحال ہیں –
مردوں کی روایت : اس روایت کو عبد اللہ بن زبیر یا الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ اور عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ (مجھول الحال) نے ام المومنین سے منسوب کیا تھا

بے لاگ تبصرہ

یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ نے دین میں کچھ عام اصحاب مہاجرین و انصار سے چھپا دیا ہو - پھر خود عائشہ رضي اللہ عنہا کا قول ہے کہ جس نے یہ کہا کہ اپ صلي اللہ علیہ وسلم نے دین کي کوئي بات چھپا دي اس نے جھوٹ باندھا

وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ شَيئاً مِمَا أنْزِلَ إليهِ مِنَ الوَحْي فَقَدْ كَذَبَ
اور جس نے یہ کہا کہ جو اپ صلي اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا الوحي میں سے اس کو چھپا دیا اس نے کذب کہا

روایت میں ہے کعبہ کي تعمیر پر بہت خرچہ ہوتا تھا؟ راقم کہتا ہے اس میں کوئي بہت خرچہ نظر نہیں اتا - کعبہ کو تمام مکہ والے مل کر بناتے تھے اس میں اینٹیں تو چٹان کي ہیں ہاں چھت کي لکڑي ٹوٹ جاتي یا جل جاتي تھي- لیکن جو تعمیر قریش نے کي اس میں نبي صلي اللہ علیہ وسلم نے بھي شرکت کي ہے اور روایت کے مطابق ایک دفعہ اس کي لکڑي ایک ٹوٹي رومي کشتي کي تھي جو جدہ کے ساحل پر تباہ ہوئي اور عربوں نے رومیوں کو بچایا تھا- لہذا اس کي تعمیر پر کوئي خرچ کیا تھا؟
کعبہ کي تعمیر کرنا مشرکین کے نزدیک بھي نیکي تھا جس طرح مسجد الحرام کي دیکھ بھال کرنا اور حاجیوں کو پاني پلانا یہاں تک کہ کعبہ کي چابي اور اس کے غلاف تک کے حوالے سے ان میں نیکي کا تصور تھا – کعبہ کي تعمیر میں خرچہ کم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ تمام عرب یہاں اتے تھے اس کي تعمیر صرف قریش ہي نہیں دیگر قبائل بھي شوق سے کرتے جن کے بت اس میں تھے

باقي یہ قول کہ کعبہ میں قریش جس کو چاہتے داخل کرتے یہ بھي مشکل قول ہے کیونکہ کعبہ میں خود نبي صلي اللہ علیہ وسلم بھي داخل ہوئے اور حطیم میں کعبہ کي دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھے اور وہاں خباب بن آرت نے سوال بھي کیا –

کعبہ کے اندر حکیم بن حزام رضي الله عنہ بھي پیدا ہوئے کیونکہ ان کي والدہ جو درد ہوا وہ حمل سے تھیں کعبہ میں داخل ہو گئیں - معلوم ہوا کہ کعبہ تو کھلا مقام تھا جہاں جو چاہتا چلا جاتا

راقم اس روایت کومبہم قرار دیتا ہے کہ یہ روایت سننے سمجھنے میں راویوں کو کوئي غلطي ہوئي ہے خود عائشہ رضي الله عنہا کا قول اس کے خلاف کہ نبي صلي الله علیہ وسلم نے کچھ نہیں چھپایا جبکہ روایت کہہ رہي ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے اس تعمیر کی بات چھپا دی

مسند إسحاق بن راهويه میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ شُرَحْبِيلَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ حَضَرَ ذَلِكَ، قَالَ: أَدْخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَبْعِينَ رَجُلًا [ص:86] مِنْ خِيَارِ قُرَيْشٍ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالشِّرْكِ، لَبَنَيْتُ الْبَيْتَ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ، هَلْ تَدْرِينَ مَا قَصَرَ قَوْمَكِ عَنْ قَوَاعِدَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ، فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قَالَ: وَكَانَتِ الْكَعْبَةُ قَدْ وَهَتْ مِنْ حَرِيقِ الشَّامِ، فَهَدَمَهَا وَكَشَفَ عَنْ رُبْضٍ فِي الْحِجْرِ، آخِذٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، فَتَرَكَهُ مَكْشُوفًا ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ؛ لِيُشْهِدَ النَّاسَ عَلَيْهَا، فَرَأَيْتُ الرُّبْضَ خَمْسَةَ أَحْجَارٍ وَجْهٌ حَجَرٌ وَوَجْهٌ حَجَرَانِ، فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَأْخُذُ [ص:87] الْعَتَلَةَ فَيَهُزُّهَا مِنْ نَاحِيَةِ الرُّكْنِ فَيَهْتَزُّ مِنْ نَاحِيَةِ الرُّكْنِ الْآخَرِ فَبَنَاهُ عَلَى ذَلِكَ الرُّبْضِ وَوَضَعَ فِيهِ بَابَيْنِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا، قَالَ: فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ؛ هَدَمَهُ الْحَجَّاجُ وَأَعَادَهُ عَلَى نَحْوِ مَا كَانَ عَلَيْهِ، قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَدِدْتُ أَنَّكَ تَرَكْتَهُ عَلَى مَا فَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَا تَحَمَّلَ مِنْهُ، قَالَ مَرْثَدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَوْ وَلِيتَ مِنْهُ مِثْلَ مَا وَلِيَ ابْنُ الزُّبَيْرِ؛ لَأَدْخَلْتُ الْحِجْرَ كُلَّهُ فِي الْبَيْتِ فَلِمَ يُطَافُ بِهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْبَيْتِ

عبد الرزاق نے کہا ان کو ان کے باپ نے روایت کیا کہ انھوں نے مَرْثَدَ بْنَ شُرَحْبِيلَ سے سنا اس نے بیان کیا کہ وہ وہیں تھا جب ابن زبیر نے قریش کے ستر بہترین لوگ عائشہ کے پاس بھیجے جنھوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری قوم کا دور شرک کے پاس والا نہ ہوتا میں بیت اللہ کو انہی بنیادوں پر بناتا جن پر ابراہیم و اسمعیل نے بنایا تھا کیا تم نے دیکھا کہ قوم نے ابراہیم و اسمعیل کی بنیادوں کو کم کر دیا - میں نے کہا نہیں - رسول اللہ نے فرمایا ان پر نفقہ کم پڑ گیا - .... مَرْثَدَ بْنَ شُرَحْبِيلَ نے کہا جب ابن زبیر کا قتل ہو گیا تو اس کو حجاج نے منہدم کر دیا اور دوبارہ بنایا اور عبد الملک نے لکھا کاش اس کو ابن زبیر کی تعمیر پر ہی چھوڑ دیتے مَرْثَدَ بْنَ شُرَحْبِيلَ نے کہا میں نے ابن عباس کو کہتے سنا اگر میں اس طرح والی ہوتا جس طرح ابن زبیر تھے میں حطیم کو کعبہ سے ملا دیتا تو یہ اس کا طواف کیوں کرتے ہیں اگر یہ کعبہ میں نہیں ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں مَرْثَدَ بْنَ شُرَحْبِيلَ مجہول الحال ہے- لیکن مَرْثَدَ بْنَ شُرَحْبِيلَ کے بقول ستر قریشیوں نے اس روایت کو ام المومنین رضی اللہ عنہا سے سنا – راقم کہتا ہے یہ پروپیگنڈا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ ام المومنین کے حوالے سے آ رہا ہے کہ یہ راز کی بات تھی -

کعبہ کے ارکان کو چھونے کا مسئلہ

کعبہ کے چار کونے ہیں ان کو رکن کہا جاتا ہے جہاں حجر اسود لگا ہے اس کو الركن الأسود کہا جاتا ہے اور جنوب میں دوسرے کو الركن اليماني کہا جاتا ہے – ان دونوں کو ملا کر اليمانيان کہا جاتا ہے – پھر دو کونے حطیم کی طرف ہیں ان میں سے ایک کو الركن الشامي اور دوسرے کو الركن العراقي کہا جاتا ہے اور دونوں کو ملا کر الشاميان کہا جاتا ہے

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ کے مطابق ابن عمر اس سے لا علم تھے کہ رسول اللہ رکن شامی کو کیوں نہیں چھوتے تھے لہذا جب حدیث عائشہ پہنچی تو کہا

قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يَتِمَّ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اگر عائشہ نے سنا ہے تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ان کونوں کو چھوتے ہوں جو حطیم سے ملے ہیں سوائے اس کے کہ یہ ان بنیادوں پر نہیں جن پر ابراہیم نے تعمیر کی

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ واقعہ حرہ میں ہلاک ہوا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ بعد تک زندہ رہے ہیں اور یہ قول صرف اس سند سے ان سے منسوب ہے اور ان کے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حکم تھا کہ صرف حجر اسود چھونا سنت ہے

صحیح بخاری میں ہے

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ قَالَ: «وَمَنْ يَتَّقِي شَيْئًا مِنَ البَيْتِ؟» وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الأَرْكَانَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّهُ لاَ يُسْتَلَمُ هَذَانِ الرُّكْنَانِ، فَقَالَ: «لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ البَيْتِ مَهْجُورًا» وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ»

أَبِي الشَّعْثَاءِ نے کہا ... معاویہ طواف میں تمام ارکان کو چھوتے تھے تو ابن عباس نے ان سے کہا ان دو ارکان کو مت چھوئیں- معاویہ نے جوابا کہا بیت اللہ میں سے کچھ نہیں چھوڑا جائے گا – اور ابن زبیر اس کے تمام ارکان چھوتے

مصنف ابن ابی شیبہ 14991 میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: لَمَّا أَنْ حَجَّ عُمَرُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، وَكَانَ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: «يَا يَعْلَى مَا تَفْعَلُ؟» قَالَ: أَسْتَلِمُهَا كُلَّهَا، لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ يُهْجَرُ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: «أَمَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْتَلِمْ مِنْهَا إِلَّا الْحَجَرَ» قَالَ: بَلَى، قَالَ: بِهِ بِسُوءٍ قَالَ: بَلَى

عَطَاءٍ نے کہا يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ نے کہا جب عمر نے حج کیا انہوں نے رکن کو چھوا اور يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ اس کے تمام ارکان کو چھوتے تو عمر نے کہا اے یعلی کیا کرتے ہو؟ یعلی نے کہا اس کے تمام ارکان کو چھوتا ہوں کیونکہ بیت اللہ میں سے کچھ نہیں چھوڑا جائے گا- عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس میں سے صرف حجر اسود کو چھوا تھا- یعلی نے کہا بے شک - اس میں برائی ہے ؟ عمر نے کہا بالکل

معلوم ہوا کہ اصحاب رسول اور تابعین میں معاویہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہم اور بہت سے تمام ارکان کو چھوتے

عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک صرف حجر اسود چھونا سنت تھا

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب قول ہے کہ دو ارکان (الشامیان) کو نہیں چھوا جائے گا باقی دو کو چھونا سنت ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک دو ارکان (الشامیان) کو نہیں چھوا جائے گا

بنو امیہ کے موقف کی وجوہات

بنو امیہ اور بہت سے اصحاب رسول کعبہ کی تعمیر بدلنے کے خلاف تھے – اس کی وجوہات پر کسی نے کلام نہیں کیا – لیکن راقم نے غور کیا تو اس سلسلے میں یہ حقائق ملتے ہیں

اول : کعبہ کا مطلب
The Cube
ہے

الله تعالي نے اس کو الکعبہ کہا ہے
جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ

الله تعالی نے اس کو مستطیل نہیں کہا

دوم: کعبہ میں حطیم شامل تھا صرف ام المومنین عائشہ رضی الله عنہ سے منسوب خبر ہے جو علم باطن کی طرح صرف ان کو معلوم تھی – ام المومنین عائشہ کے علاوہ کسی اور ام المومنین نے بیان نہیں کی جبکہ خود ام المومنین عائشہ کا کہنا تھا کہ دین کی کوئی بات رسول الله نے نہیں چھپائی- اہل تشیع کی کتب مثلا بحار الأنوار ج ٢٩ ص ٤١٢ از أبو جعفر الطوسي - مؤسسة الوفاء - بيروت – لبنان میں یہ روایت کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے کعبہ کی اصل تعمیر امت سے چھپائی تقیہ کی دلیل کے طور پر اہل سنت پر طنزا پیش کی گئی ہے –

سوم : بنو امیہ میں معاویہ رضی الله عنہ اور بہت سے اصحاب رسول بھی کعبہ کے تمام ارکان کو چھوتے تھے اور کہتے بیت الله میں کچھ نہیں چھوڑا جائے گا

چہارم : حطیم کو الحجر کہا جاتا ہے اس کو حطیم بعد میں کہا گیا ہے - کہا جاتا ہے حطیم کا لفظ حطمہ جدار الکعبہ سے نکلا ہے یعني کعبہ کي دیوار کو کم کرنا – جب دیوار کو کم کیا تو جو زائد انٹین نکلیں ان سے حطیم بنا ان کو نصف دائرے کي صورت دے دي گئي – حطیم بنانے کی ایک وجہ بیان ہوئی کہ اس میں قریش کو اشتباہ ہوا کہ کعبہ کي حد کیا تھي اس ابہام کي وجہ سے حطیم الگ ہوا- اس کے برعکس حطیم کو اصلا الحجر کہا جاتا تھا مصنف ابن ابي شیبہ میں ہے کہ ابن عمر نے ذکر کیا کہ
حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ قَمْطَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا} [البقرة: 144]، قَالَ: «قِبْلَةُ إِبْرَاهِيمَ تَحْتَ الْمِيزَابِ»، يَعْنِي: فِي الْحِجْرِ
ابراہیم کا قبلہ حطیم میں مِيزَابِ کے نیچے تھا
اس کی سند صحیح ہے

اگر حطیم کعبہ کا حصہ تھا تو ابراہیم کا قبلہ حطیم میں مِيزَابِ کے نیچے نہیں ہو سکتا- قبلہ اس کے باہر ہونا چاہیے کیونکہ قبلہ کا مطلب آگے کرنا ہے - اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کعبہ مستطیل نہیں تھا بلکہ مکعب ہی تھا

ابن عباس رضي الله عنہ نے کعبہ اور حطیم کو ملانے سے منع کیا اور جب لوگ اس کو توڑنے لگے تو لوگوں نے کہا اب عذاب آئے گا

صحیح بخاری میں ہے کہ ابن زبیر کے اقدام تبدیلی کعبہ کو امت میں پسند نہیں کیا گیا
فقيل لأبي شريح: ما قال لك عمرو؟ قال: قال: أنا أعلم بذلك منك يا أبا شريح! إن الحرم لا يعيذ عاصياً ولا فارا بدم، ولا فارا بخربة
أبي شريح سے پوچھا گیا کہ اپ سے عمرو بن سعید نے کیا کہا ؟ کہا: عمرو نے کہا أبي شريح میں تم سے زیادہ اس کو جانتا ہوں – حرم کسی گناہ گار کو پناہ نہیں دیتا نہ کسی مفرور قاتل کو اور نہ کسی چور کو

شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن) میں شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743هـ) لکھتے ہیں

كان ذلك البعث من عمرو بن سعيد إلي مكة لقتال ابن الزبير

یہ اس کا ذکر ہے جب عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ (بْنِ الْعَاصِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ) الأشدق (المتوفی ۷۰ ہجری) کو ابن زبیر سے قتال کرنے بھیجا گیا

امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں عَمرو بْن سَعِيد بْن العاص الأُمَوِيُّ کے ترجمہ میں لکھا ہے
.كان غَزا ابن الزُّبَير، رضي الله عَنهما، ثم قَتَلَهُ عَبد الْمَلِك بْن مَروان
انہوں نے ابن زبیر سے جنگ کی رضی الله عنہما پھر ان کا قتل عبد الملک بن مروان نے کیا

عَمْرِو بْن سَعِيدِ بْن الْعَاصِ بْن أُمَيَّةَ الأموي نام کے ایک اور صحابی ہیں جن کی وفات سن 13 ہجری کی ہے

فيض البارى میں انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے
أن قول أبي شُرَيح الصحابي حجة للحنفية. وقول عمرو بن سعيد الظالم حجةٌ للشافعية
أبي شُرَيح الصحابي کا قول احناف کیدلیل ہے اور عمرو بن سعید کا قول شوافع کی دلیل ہے

اہل تشیع کا موقف

یہاں پر اہل تشیع کی رائے دلچسپی سے خالی نہیں جن کے نزدیک حطیم کا تعلق ابراہیم یا اسمعیل کے ریوڑ سے تھا کعبہ سے نہیں تھا
اہل تشیع میں عموم قول ہے کہ امام أبي جعفر نے کہا

ذلك حطيم إسماعيل الذي كان يذود فيه غنيمته (بحار الانور از مجلسی)

یہ اسمعیل کا حطیم ہے جس میں یہ اپنی بکریوں کو کھانا دیتے تھے

وذلك حطيم إسماعيل عليه السلام ذاك الذى كان يدور فيه غنيماته ويصلي فيه (بحار الانور از مجلسی)

یہ اسمعیل کا حطیم ہے جس میں یہ اپنی بکریوں کو رکھتے تھے اور نماز پڑھتے

تفسیر عیاشی میں ہے

ذلك حطيم ابراهيم نفسه الذى كان يذود فيه غنمه ويصلى فيه ،

یہ ابراہیم کا حطیم ہے جس میں یہ اپنی بکریوں کو کھانا دیتے اور نماز پڑھتے

ارکان کو چھونے پر اہل تشیع کا کہنا ہے جھ دو کو چھونا سنت ہے ان کے نزدیک اس کا تعلق تعمیر کعبہ سے نہیں ہے
الكافي : عن عدة من اصحابنا, عن احمد بن محمد, عن ابن ابي عمير, عن ((2478)) جميل بن صالح , عن ابي عبدالله (ع) قال : كنت اطوف بالبيت فاذا رجل يقول : ما بال هذين الركنين يستلمان و لا يستلم هذان ؟ فقلت : ان رسول الله (ص) استلم هذين , و لم يعرض لهذين , فلا تعرض لهما اذ لم يعرض لهما رسول الله (ص).

اس طرح اہل تشیع کے نزدیک حطیم کعبہ کا حصہ نہیں ہے

مقام ابراہیم
مقام ابراہیم پر ضمنا معلومات کتب اہل سنت سے یہاں جمع کی گئی ہیں

صحیحین میں ہے ابراہیم مکہ آئے ہاجرہ و اسماعیل اور زمزم والا واقعہ ہوا اور اسی حدیث کے آخر میں اسمعیل کی بیوی کو طلاق کا ذکر ہے لیکن تاریخ طبری میں یہ بھی ہے

انْزِلْ حَتَّى أَغْسِلَ رَأْسَكَ، فَلَمْ يَنْزِلْ، فَجَاءَتْهُ بِالْمَقَامِ فَوَضَعَتْهُ عَنْ شِقِّهِ الأَيْمَنِ، فَوَضَعَ قَدَمَهُ عَلَيْهِ فَبَقِيَ أَثَرُ قَدَمِهِ عَلَيْهِ

اسمعیل کی دوسری بیوی نے ابراہیم سے کہا سواری سے اتریے اور سر دھو لیں لیکن ابراہیم نہ اترے اور مقام تک آئے ہے اس ... پر ان کے قدم کا اثر رہ گیا

یعنی مقام ابراہیم اصل میں اس وقت بنا جب ابراہیم مکہ آئے اور اسمعیل سے مل نہ پائے لہذا قدرت الہی سے نشانی کے طور پر ان کے قدم کا نشان ابراہیم کے گھر کے پاس جو پتھر تھا اس پر باقی رہ گیا- اس پتھر کو کعبہ دیوار سے ملا کر رکھ دیا گیا

قرآن سورة البقرة کے مطابق

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًاؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْـرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْـرَاهِيْمَ وَاِسْـمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ
(125)

اور جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا، (اور فرمایا) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ، اور ہم نے ابراهیم اور اسماعیل سے عہد لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

قرآن کہتا ہے

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ – فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا

بے شک، پہلا بیت، جو لوگوں (کی تطہیر) کے لئے بنایا گیا وہ جو بکہ (مکہ) میں ہے ، مبارک ہے اور تمام عالم کے لئے ہدایت ہے اس میں واضح نشانیاں ، مقام ابراہیم ہے ، اور جو اس میں داخل ہو امن میں ہے

ایک زمانے میں مقام ابراہیم کعبہ کی دیوار کے ساتھ تھا لیکن طواف میں آسانی کے لئے اس کو اب دور نصب کر دیا گیا ہے

تاریخ مکہ ازرقی میں ہے

قَالَ سُفْيَانُ: فَذَلِكَ الَّذِي حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ " أَنَّ الْمَقَامَ كَانَ عِنْدَ سَفْعِ الْبَيْتِ

عروہ نے کہا مقام ابراہیم بیت اللہ سے نیچے تھا

بن باز، فتاوی نور علی الدرب میں کہتے ہیں

مقام إبراهيم حجر كان يقوم عليه يبني، فلما فرغ جعله تحت جدار الكعبة، فلما بُعِثَ النبي صلى الله عليه وسلم أُمِرَ بأن يصلي خلفه، أمره الله، قال: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى}. وكان قرب الكعبة، فأخره عمر في المكان المعروف، المقصود أنه حجر كان يقوم عليه إبراهيم للبناء عليه الصلاة والسلام، هذا مقام إبراهيم

مقام ابراہیم پتھر ہے اس پر کھڑے ہو کر اس کو بنایا گیا جب اس سے فارغ ہوئے تو اس کو کعبہ کی دیوار کے نیچے کر دیا پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اللہ نے حکم دیا کہ اس کے پیچھے نماز پڑھو اور یہ کعبہ کے قریب تھا پس اس کو دوسرے مکان جو اب مشہور ہے وہاں بنا دیا گیا ہے اور یہ پتھر ہے جس پر ابراہیم نے تعمیر کی یہی مقام ابراہیم ہے

مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين میں العثیمین کہتے ہیں

حجاج اور اسماء بنت ابی بکر میں کلام

صحیح مسلم اور دیگر کتب میں راوی الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ کے تفرد سے روایت ہے کہ بد کلامی ہوئی

حدثنا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، أَنَّ الْحَجَّاجَ لَمَّا قَتَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَبَهُ، وَأَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَنْ تَأْتِيَهُ، فَأَبَتْ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا لَتَأْتِيَنَّ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُونِكِ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ: وَاللَّهِ لا آتِيكَ حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي بِقُرُونِي، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَتَى إِلَيْهَا فَقَالَ: كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ، وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ كُنْتَ تُعَيِّرُهُ بِابْنِ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ

حجاج نے جب ابن زبیر کو قتل کر دیا تو ان کی ماں کے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ ادھر آئیں پس اسماء رضی اللہ عنہا نے انکار کیا حجاج نے کہا وہ یہاں آئے ورنہ کسی کو بھیجوں گا جو اس کو قرون سے کھینچے گا پس کسی کو بھیجا اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم نہیں جاؤں گی یہاں تک کہ کسی کو بھیجے جو قرون سے کھینچے پس جب حجاج نے یہ صورت دیکھی وہ ان کے پاس گیا اور کہا تم نے دیکھا میں نے عبد اللہ کے ساتھ کیا کیا؟ اسماء نے کہا میں نے دیکھا تو نے دنیا بردباد کی اور آخرت بھی اور مجھ تک پہنچا تو اس کو ابن ذات النطاقتین کہتا تھا

صحیح مسلم کی اس روایت کے مطابق نہایت بدکلامی ہوئی اور حجاج نے تمام حدود پھلانگ دیں اس کے علاوہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ابن زبیر کا جسد ایک یہودی قبرستان میں پھینک دیا گیا یعنی ان کی لاش کی تدفین نہ ہوئی – راقم کہتا ہے روایت عجیب متن والی ہے تاریخا غلط ہے مکہ میں یہود کبھی نہیں رہے اور نہ ہی وہاں ان کا کوئی قبرستان تھا

الذہبی تاریخ الاسلام میں (المعجم الکبیر از طبرانی) ایک اور روایت پیش کرتے ہیں

وقال ابن عيينة: حدثنا أَبُو الْمُحَيَّاةِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: لَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ دَخَلَ عَلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ وَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّهْ، إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَوْصَانِي بِكِ فَهَلْ لَكِ مِنْ حَاجَةٍ؟ فَقَالَتْ: لَسْتُ لَكَ بِأُمٍّ، وَلَكِنِّي أُمُّ الْمَصْلُوبِ عَلَى رأس الثنية، وَمَا لِي مِنْ حَاجَةٍ، وَلَكِنْ أُحَدِّثُكَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: " يَخْرُجُ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ "، فَأَمَّا

لا شك أن مقام إبراهيم ثابت وأن هذا الذي بني عليه الزجاج هو مقام إبراهيم عليه الصلاة والسلام، لكن الحفر الذي فيه، لا يظهر أنه أثر القدمين؛ لأن المعروف من الناحية التاريخية أن أثر القدمين قد زال منذ أزمنة متطاولة، ولكن حفرت هذه، أو صنعت للعلامة فقط، ولا يمكن أن نجزم بأن هذا الحفر هو موضع قدمي إبراهيم عليه الصلاة والسلام.

بے شک مقام ابراہیم ثابت ہے جس پر اب شیشہ لگا دیا گیا ہے وہی مقام ابراہیم ہے لیکن اس میں جو گڑھے ہیں ان سے اصلی قدم ظاہر نہیں ہوتے کیونکہ تاریخ میں ہے کہ قدم کے نشان کافی عرصہ پہلے ختم ہو چکے تھے لیکن یہ گڑھے صرف علامتی ہیں اور ہم جزم سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے ہی قدم کے نشان ہیں

.الْكَذَّابُ، فَقَدْ رَأَيْنَاهُ – تَعْنِي: الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ -، وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَأَنْتَ، فَقَالَ لَهَا: مُبِيرُ الْمُنَافِقِينَ
.أَبُو المُحَيَّاةِ هُوَ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ

أَبُو المُحَيَّاةِ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ جب حجاج نے ابن زبیر کا قتل کیا وہ ان کی ماں اسماء کے پاس آیا اور کہا اے ماں امیر المومنین نے مجھے اپ کے حوالے سے وصیت کی ہے تو اپ کو کوئی حاجت ہے ؟ اسماء رضی الله عنہا نے کہا میں تیری ماں نہیں میں تو مصلوب کی ماں ہوں اور مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے لیکن میں روایت کرتی ہوں جو میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا ہے ثقیف سے ایک کذاب اور ایک لیڈر نکلے گا کذاب ہم نے دیکھ لیا یعنی مختار اور لیڈرتو وہ تو ہے منافقین کا لیڈر ہے

یہ روایت صحیح مسلم سے الگ ہے

کتاب الایمان از ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: عَجَبًا لِإِخْوَانِنَا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يُسَمُّوْنَ الْحَجَّاجَ مُؤْمِنًا

طاؤس نے کہا مجھے اہل عراق کے اپنے بھائیوں پر حیرت ہے کہ وہ حجاج کو مومن کہتے ہیں

طاؤس مکہ کے ہیں ان کو ابن عمر رضی الله عنہ پر حیرت کیوں نہیں ہوئی جنھوں نے ابن زبیر کے قتل کے بعد فورا حجاج کو بتایا کہ وہ خلیفہ عبد الملک کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور حجاج کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دیا[82] دوم علی رضی الله عنہ کے صلبی بیٹے محمد بن حنفیہ نے بھی سکھ کا سانس لیا جن کو ابن زبیر نے مکہ میں قیدی بنا رکھا تھا ابن حنفیہ نے بھی فورا عبد الملک کی بیعت کی اور دمشق چلے گئے

82

اس کے بر عکس امام حاکم نے مستدرک میں بیان کی ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْقُرَشِيُّ، ثَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: ” اخْتَلَفْتُ أَنَا وَذَرٌّ الْمُرْهِبِيُّ فِي الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: مُؤْمِنٌ، وَقُلْتُ: كَافِرٌ «وَبَيَانُ صِحَّتِهِ مَا أَطْلَقَ فِيهِ مُجَاهِدُ بْنُ جَبْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ کہتا ہے کہ ہم سے سفیان الثوری نے بیان کیا انہوں نے سلمہ بن کھیل سے کہ میرا اور ذر المرھبی کا حجاج کے حوالے سے اختلاف ہوا – ذر المرھبی نے کہا یہ مومن ہے میں (سلمہ بن کھیل) نے کہا کافر ہے

امام حاکم کہتے ہیں اس بیان کی صحت پر مجاہد کا قول ہے

یہ قول دو تابعین کی آراء ہیں جن میں ایک حجاج کو مومن کہتا ہے اور دوسرا کافر کہتا ہے کافر کے قول کی تائید امام حاکم نے کی کہ اس پر مجاہد کا قول بھی ہے - راقم کہتا ہے یہ افراط ہے کیونکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اس کی اقتداء میں حج کیا ہے

سلمہ بن کھیل شیعہ ہیں اور یہ قول تعصب پر مبنی ہے اور ان کو دین میں حثیت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نہیں ہے

مجاہد اور شعبی کے اقوال المحن ج1/ص247 میں ہیں

وحدثني ابن أسامة وعمر عن علي بن عبد العزيز بأسانيد اختصرتها عن الشعبي قال كان الحجاج بن يوسف مؤمنا بالطاغوت كافرا بالرحمن وقال مجاهد فيه الشيخ الكافر

علی بن عبد العزیز نے اسناد کو مختصر کرتے ہوئے شعبی سے روایت کیا کہ حجاج بن یوسف طاغوت پر ایمان رکھتا تھا اور الرحمان کا کافر تھا اور مجاہد نے کہ اس میں ایک بڈھا کافر ہے

ان اقوال کی سند ثابت نہیں ہے کیونکہ سند کو مختصر کر کے اس کا ضعف چھپا دیا گیا ہے

کتاب الایمان از ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

«حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: «أَشْهَدُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ بِالطَّاغُوتِ كَافِرٌ بِاللَّهِ، يَعْنِي الْحَجَّاجَ

الأجلح بْن عَبد اللهِ بْن حُجَيَّة کہتا ہے کہ الشعبی نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ حجاج طاغوت پر ایمان رکھتا اور اللہ کا کفر کرتا تھا

الأجلح بْن عَبد اللهِ بْن حُجَيَّة کٹر شیعہ ہے ابن سعد کہتے ہیں كان ضعيفا جدا یہ سخت ضعیف تھا

کتاب الایمان از ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «كَفَى بِمَنْ يَشُكُّ فِي أَمْرِ الْحَجَّاجِ لَحَاهُ اللَّهُ

ابراہیم النخعی کہتے ہیں جس کو حجاج کے معاملے پر کوئی شک ہو اس بر الله كي لعنت

اس کی سند میں المنصور بن المعتمر ہیں یہ بھی شیعہ ہیں

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاج کو کافر قرار نہیں دیا صرف چند تابعین سے یہ اقوال منسوب ہیں جو صبر نہ کر سکے اور اس میں ان سے افراط سر زرد ہوا

ابن زبیر نے قرآن میں تحریف کی ؟

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: فَبَيْنَا [ص:200] أَنَا جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَابْنُ عُمَرَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةٍ وَابْنَاهُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ , وَقَدْ خَطَبَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ النَّاسَ فَقَالَ: أَلَا إِنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ نَكَّسَ كِتَابَ اللَّهِ , نَكَّسَ اللَّهُ قَلْبَهُ , فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَلَا إِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِيَدِكَ وَلَا بِيَدِهِ , فَسَكَتَ الْحَجَّاجُ هُنَيْئَةً إِنْ شِئْتَ قُلْتُ طَوِيلًا وَإِنْ شِئْتَ قُلْتُ لَيْسَ بِطَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ: أَلَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا، كُلَّ مُسْلِمٍ وَإِيَّاكَ أَيُّهَا الشَّيْخُ، أَنَّهُ يَفْعَلُ , " قَالَ: فَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ: " أَمَّا إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ الَّتِي فِيهَا الْفَصْلُ أَنْ أَقُولَ: كَذَبْتَ

حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ کہتا ہے

عبد الله بن عمر رضی الله عنہ ایک کونے میں تھے اور اپ کے بیٹے بھی دائیں بائیں تھے تو حجاج بن یوسف نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اگاہ ہو جاو ابن زبیر نے کتاب اللہ کو توڑا الله نے اس کے دل کو توڑ ڈالا اس پر ابن عمر رضی الله عنہ نے کہا ابن زبیر کا معاملہ نہ تیرے پاس ہے نہ تیرا معاملہ ابن زبیر کے پاس ہے اس پر حجاج خاموش ہو گیا ....پھر بولا اگاہ ہو جاو کیا الله نے ہم پر تمام مسلمانوں پر اور تم پر ظاہر نہیں کیا کہ اس نے ایسا ہی کام کیا اس پر ابن عمر مسکرا دیے اور اپنے گرد و نواح کے لوگوں سے کہا میں نے اس مسئلہ میں یہ بات کہہ کر فیصلہ نہیں کر دیا کہ تو جھوٹا ہے

یہ روایت ضعیف ہے اس میں جبیب بن ابی ثابت ہے جس کا سماع ابن عمر رضی الله عنہ سے نہیں ہے یہ مدلس ہے

کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق امام علی کہتے ہیں

قال علي بن المديني حبيب بن أبي ثابت لقي بن عباس وسمع من عائشة ولم يسمع من غيرهما من الصحابة رضي الله عنهم

حبیب بن ابی ثابت کی ملاقات ابن عباس سے ہوئی اور انکا سماع عائشہ سے ہے لیکن انہوں نے کسی اور صحابی رضی الله عنہم سے نہیں سنا

لہذا یہ روایت تدلیس کی بنا پر ضعیف ہے

طبقات ابن سعد کی روایت ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُمَيْرٍ قَالَ: خَطَبَ الْحَجَّاجُ الْفَاسِقُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَرَّفَ كِتَابَ اللَّهِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: كَذَبْتَ كَذَبْتَ كَذَبْتَ. مَا يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ وَلا أَنْتَ مَعَهُ.
فَقَالَ لَهُ الْحَجَّاجُ: اسْكُتْ فَإِنَّكَ شَيْخٌ قَدْ خَرِفْتَ وَذَهَبَ عَقْلُكَ.

خالد بن سمیر کہتے ہیں ایک دفعہ حجاج (بن یوسف) الفاسق نے منبر پر خطبہ دیا تو کہا:بے شک (عبداللہ) بن زبیر نے قرآن میں تحریف کی ہے۔تو (عبداللہ) بن عمر بولے:تو نے جھوٹ بولا ہے،نہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے اور نہ تو اس (تحریف) کی طاقت رکھتا ہے۔حجاج (غصے) سے بولا:چپ ہو جا اے بوڑھے! تو سٹھیا گیا ہے اور تیری عقل چلی گئی ہے۔

اسکی سند میں خالد بن سمیر ہے جس کا ذکر محدثین نے اسناد میں کیا ہےلیکن جرح و تعدیل نہیں کی سوائے نسائی، الهيثمي اور ابن حبان کے جنھوں نے اس کو ثقہ کہا ہے- المَطَالِبُ العَالِيَةُ میں ابن حجر نے صدوق کہا ہے – الصنعاني کتاب فتح الغفار میں کہتے ہیں اس کو وہم ہوتا ہے – اس کی روایت کا درجہ حسن کا ہے

حجاج بن یوسف سے منسوب قول مبہم ہے کہ اس تحریف کا کیا مطلب تھا ؟ اس قسم کے قول کی وضاحت نہیں ملی لہذا یہ روایت غیر واضح ہونے پر دلیل نہیں ہے

صحیح بخاری کی کتاب الحج کی حدیث ہے

حدثنا عبد الله بن يوسف ، أخبرنا مالك ، عن ابن شهاب ، عن سالم ، قال كتب عبد الملك إلى الحجاج أن لا يخالف ابن عمر في الحج ، فجاء ابن عمر ـ رضى الله عنه ـ وأنا معه يوم عرفة حين زالت الشمس ، فصاح عند سرادق الحجاج ، فخرج وعليه ملحفة معصفرة فقال ما لك يا أبا عبد الرحمن فقال الرواح إن كنت تريد السنة. قال هذه الساعة قال نعم. قال فأنظرني حتى أفيض على رأسي ثم أخرج. فنزل حتى خرج الحجاج ، فسار بيني وبين أبي ، فقلت إن كنت تريد السنة فاقصر الخطبة وعجل الوقوف. فجعل ينظر إلى عبد الله ، فلما رأى ذلك عبد الله قال صدق.
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا ، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی ، انہیں ابن شہاب نے اور ان سے سالم نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ حج کے احکام میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف نہ کرے ۔ سالم نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی تشریف لائے میں بھی ان کے ساتھ تھا ۔ آپ نے حجاج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا ۔ حجاج باہر نکلا اس کے بدن میں ایک کسم میں رنگی ہوئی چادر تھی ۔ اس نے پوچھا ابوعبدالرحمن ! کیا بات ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر سنت کے مطابق عمل چاہتے ہو تو جلدی اٹھ کر چل کھڑے ہو جاؤ ۔ اس نے کہا کیا اسی وقت ؟ عبداللہ نے

فرمایا کہ ہاں اسی وقت ۔ حجاج نے کہا کہ پھر تھوڑی سی مہلت دیجئیے کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں یعنی غسل کر لوں پھر نکلتا ہوں ۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سواری سے) اتر گئے اور جب حجاج باہر آیا تو میرے اور والد (ابن عمر) کے درمیان چلنے لگا تو میں نے کہا کہ اگر سنت پر عمل کا ارادہ ہے تو خطبہ میں اختصار اور وقوف (عرفات) میں جلدی کرنا ۔ اس بات پر وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے ۔

حجاج بن یوسف تو عبد الله ابن عمر کی اتنی عزت کر رہے ہیں – طبقات ابن سعد والی روایت شاذ ہے

اسد الغابہ میں ابن الأثیر (المتوفى: 630هـ) ایک بے سند بات لکھتے ہیں

وعاش سهل وطال عمره، حتى أدرك الحجاج بْن يوسف، وامتحن معه، أرسل الحجاج سنة أربع وسبعين إِلَى سهل بْن سعد رضي اللَّه عنه، وقال له: ما منعك من نصر أمير المؤمنين عثمان؟ قال: قد فعلته، قال: كذبت، ثم أمر به فختم في عنقه، وختم أيضًا في عنق أنس بْن مالك رضي اللَّه عنه، حتى ورد عليه كتاب عَبْد الْمَلِكِ بْن مروان فيه

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور ان کی طویل عمر ہوئی یہاں تک کہ حجاج بن یوسف آیا اور اس سے ان کی آزمائش ہوئی – سن ۷۴ ہجری میں حجاج سہل کے پاس آیا اور کہا کس چیز نے تجھ کو منع کیا کہ تو نے عثمان کی مدد نہ کی سہل نے کہا بلکہ میں نے مدد کی حجاج نے کہا جھوٹ پھر اس نے سہل کی گردن داغ دی اور انس بن مالک رضی الله عنہ کی بھی یہاں تک کہ عبد الملک نے اس پر خط لکھا

یہ سب بلا سند ہے

کتاب المحن از أبو العرب (المتوفى: 333هـ) کے مطابق یہ یزید بن بشر کا قول ہے جس کو الذھبی نے میزان میں مجھول کہا ہے

قَالَ زَيْدُ بْنُ بِشْرٍ وَبَعَثَ الْحَجَّاجُ إِلَى سهل بن سعد السَّاعِدِيّ فَقَالَ مَا لَكَ لَمْ تَنْصُرْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَان فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ كَذَبْتَ فَخَتَمَ فِي عُنُقِهِ

اسی کتاب میں اس کی دوسری سند ہے

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ خَتَمَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ عَلَى يَدِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

اسکی سند میں داود بن یحیی الافریقی ہے جس پر میزان الاعتدال از الذھبی میں ہے قال ابن یونس: أحاديثه موضوعة.

اس کی روایات موضوع ہیں

تاریخ الطبری کی روایت ہے

وعن ابن أبي ذئب، عن إسحاق بن يزيد، أنه رأى أنس بن مالك مختوما في عنقه

إسحاق بن يزيد کہتا ہے اس نے انس رضی اللہ عنہ کی داغی گئی گردن دیکھی

اس کی سند میں اسحٰق بن یزید ہے جس کو ابن حجر مجھول کہتے ہیں

امام بخاری کہتے ہیں کہ ابْنِ أَبِي ذِئب کی اس سے روایت مرسل ہے

تیسری روایت تاریخ الطبری کی ہے

قال ابن عُمَرَ: وَحَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ أبيه، قال: رأيت الحجاج أرسل إلى سهل بن سعد فدعاه، فقال: ما منعك أن تنصر أمير المؤمنين عثمان بن عفان! قال: قد فعلت قال: كذبت، ثم أمر به فختم في عنقه برصاص

اس میں شرحبيل بن أبي عون کا باپ ہے کتاب المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري میں الفالوجی کہتے ہیں

والد شرحبيل بن أبي عون، مولى أم بكر بنت المسور بن مخرمة، المصري، من الثالثة، فما دونها، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة

شرحبيل بن أبي عون کے والد .... میں نہیں جانتا اس کا ترجمہ نہیں ملا

تاریخ دمشق میں انس بن مالک اور عبد الملک بن مروان کے حوالے سے قصہ ہے کہ ان کی حجاج کے بارے میں بات ہوئی اس کو عوانة بن الحكم بن عوانة بن عياض نے بیان کیا ہے کتاب الأعلام از الزركلي کے متب

واتهم بوضع الأخبار لبني أمية

اس پر بنی امیہ کے لئے خبریں گھڑنے کا الزام ہے

ابن زبیر کے قتل کی وجوہات

اللہ تعالی نے فرمایا سورہ النور

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (55)

اللہ کا وعدہ ہے کہ تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کے ان کو زمین میں جانشین کے طور پر مقرر کرے گا جیسا پہلوں کو کیا- ان کے دین کو تمکنت دے گا جو اس نے پسند کیا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا کہ وہ میری عبادت کریں اور شرک نہ کریں کسی چیز کا بھی اور جس نے کفر کیا وہ فاسق ہیں

یہ آیت خاص ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں اور جو ان کے ساتھ اصحاب تھے عموم نہیں ہیں

آیت میں منکم ہے یعنی تم اصحاب النبی میں سے جو ایمان لائے ہیں ان کو جانشیں مقرر کرے گا

مسلمانوں کی غلطی ہے کہ خاص کو عام کر دیتے ہیں اور عام کو خاص –
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب پر حکومت مل گئی تو یہ وعدہ پورا ہوا
و للہ الحمد

اب اس وعدہ کا کوئی اعادہ نہیں ہو گا
اس سے ظاہر ہے کہ یہ وعدہ خاص صرف رسول اللہ کے لئے ہے

ابن زبیر اصحاب النبی میں سے شمار کے جاتے ہیں جبکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سماع نہیں کیا
ان کی پیدائش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گود میں لیا
لیکن اہل سنت میں بنو امیہ کی مخالفت کی وجہ سے ابن زبیر کو صحابی تسلیم کر لیا گیا
صحابی کی شرط ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف دیکھا ہو بلکہ ان سے سماع بھی ہوا ہو جو علمی حدیث بن سکے

لیکن اہل سنت کا یہ دوہرا معیار تھا کیونکہ وہ لوگ جو دور نبوی میں ہی مرد تھے ان میں سے بعض کو صحابی تسلیم نہیں کیا گیا کہ ان افراد کا سماع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوا لیکن ابن زبیر جو شیر خوار بچے تھے ان کو صحابی مان لیا گیا

اگر ہم اس مشہور بات کو تسلیم کریں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں تو قابل غور ہے کہ کیا عبد اللہ ابن زبیر کی خلافت کو اللہ نے برباد نہیں کیا ؟ ان کے استخلاف کو ختم کیا ؟
عبد اللہ ابن زبیر صحیح عقیدہ حاکم ہیں خلیفہ ہیں ان کے مخالف (بنو امیہ صحیح عقیدہ ہیں لیکن) ظاہر ہے ان سے بہتر نہیں ہیں لیکن پھر بھی ابن زبیر کی خلاآفت چند سال کی ہے اور اس کا انجام بہت برا ہوتا ہے ہمارے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ ایسا کیوں ہے ؟ کیا ہم آیات کو اپنا معنی پہنا کر اللہ سے معجزات کی امید تو نہیں لگا رہے ؟

آخری وقت میں خلیفہ مسلمین ابن زبیر کو اصحاب رسول چھوڑ کر جا چکے تھے

کتاب البدایہ و النہایہ از ابن کثیر کے مطابق

وقال الشافعي: ثنا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اعْتَزَلَ لَيَالِيَ قِتَالِ ابن الزبير ووالحجاج بِمِنًى، فَكَانَ يُصَلِّي مَعَ الْحَجَّاجِ
نافع نے کہا کہ ابن عمر نے ابن زبیر کے قتل سے چند راتوں پہلے ان کو چھوڑا اور حجاج منی میں تھا اور وہ حجاج کے ساتھ منی میں نمازیں پڑھتے

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر کی خلافت کو غلط سمجھا اور ان کو
Abandon
کر دیا

ابن عمر نے عبد الملک کی بیعت کی اور طبقات ابن سعد کی صحیح سند سے روایت ہے کہ خط لکھا
فَإِنِّي قَدْ بَايَعْتُ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ المَلِكِ أَمِيْرِ المُؤْمِنِيْنَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ، وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِذَلِكَ
پس میں نے امیر المومنین عبد الملک کی بیعت کی ہے سماع و اطاعت پر سنت الله اور سنت رسول پر جتنا حسب استطاعت ہو گا اور میرے بیٹے بھی اسی پر ہیں

شعیب الأرناؤوط سیر الاعلام النبلاء پر تعلیق میں ج ۳ ص ۲۳۱ اس کی سند کو قوی کہتے ہیں

ابن عمر کا قتل حجاج نے کرایا ؟

مستدرک الحاکم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الشَّيْخُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنْبَأَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِمَوْلًى لِابْنِ عُمَرَ: كَيْفَ كَانَ مَوْتُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَنْكَرَ عَلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ أَفَاعِيلَهُ فِي قَتْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَقَامَ إِلَيْهِ فَأَسْمَعُهُ، فَقَالَ الْحَجَّاجُ: اسْكُتْ يَا شَيْخًا، قَدْ خَرِفْتَ

عطیه کہتا ہے میں نے پوچھا ابن عمر رضی الله عنہ کے آزاد کردہ غلام سے پوچھا کہ ابن عمر رضی الله عنہ کی موت کس حال میں ہوئی ؟ انہوں نے کہا اپ رضی الله عنہ حجاج کی نکیر کرنے والے تھے بسب ان افعال کے جو اس نے ابن زبیر رضی الله عنہ کے قتل پر کیے چناچہ اپ کھڑے ہوئے اور اپ نے اس کو سنایا اس پر حجاج نے کہا چپ کر بڈھے تو تو سٹھیا گیا ہے

یہ روایت ضعیف ہے امام الذهبی اس پر تلخیص میں کہتے ہیں

عطية ضعيف

مستدرک الحاکم کی ایک دوسری روایت ہے

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بِشْرٍ الْمَرْثَدِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي النِّدَاءَ» قِيلَ: وَلِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، قَدْ ذَكَرْتُ فِي مَقْتَلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ جُرْأَةِ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَهَاوُنِهِ بِالْحَرَمَيْنِ وَأَهْلِ بَيْتِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مَا يَكْتَفِي بِهِ الْعَاقِلُ مِنْ مَعْرِفَتِهِ، فَاسْمَعِ الْآنَ أَقَاوِيلَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِينَ فِيهِ وَشَهَادَتَهُمْ عَلَى سُوءِ عَقِيدَتِهِ بَعْدَ قَتْلِهِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَسَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ

عروہ سے مروی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ مجھے پکار لگانے کا حکم کریں میں نے پوچھا ایسا کیوں ؟ کہا کہ ان کی گردن سب سے لمبی روز محشر میں ہو گی – یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی – میں (الحاکم) نے اس کا ذکر مقتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ میں حجاج بن یوسف کی ابن زبیر پر، اللہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جرات کی بنا پر کیا کہ حجاج نے حرم کو برباد کیا اور اہل بیت ابی بکر صدیق کی بے حرمتی کی اور عقل والوں کو یہ معرفت دیتا ہے پس اب سن لو کہ اصحاب رسول اور تابعین کے قصے اور ان کی گواہی ہے ابن زبیر کے اور ابن عمر اور سعید بن جبیر کے قتل کے بعد حجاج کے برے عقیدے پر

إمام حاکم کا یہ کہنا افراط ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ایک تیر پر پڑنے سے زخمی ہوا تھا نہ کہ یہ کوئی سازش تھی اس بات کو ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے جو خود شیعہ ہے لہذا بلا سند لکھا ہے

فأمر رجلًا معه حربة مسمومة، فلصق بابن عُمَر عند دفع النَّاس، فوضع الحربة عَلَى ظهر قدمه

حجاج نے ایک شخص کو حکم کیا کہ زہر میں بجھا ہوا حربہ رکھے جس پر ابن عمر گرے اور ان کے قدم میں پیوست ہو گیا

إمام بخاری روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ العَاصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلَ الحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ هُوَ؟ فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ: مَنْ أَصَابَكَ؟ قَالَ: «أَصَابَنِي مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلاَحِ فِي يَوْمٍ لاَ يَحِلُّ فِيهِ حَمْلُهُ» يَعْنِي الحَجَّاجَ

سعید بن العاص کہتے ہیں حجاج ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں بھی وہاں تھا پوچھا اپ کیسے ہیں ؟ کہا ٹھیک ہوں حجاج نے پوچھا اپ کو کیا تکلیف پہنچی؟ کہا تم نے مجھے تکلیف دی کہ اسلحہ لینے کا حکم کیا جس دن اس کا اٹھانا منع ہے

یعنی یہ محض ایک اتفاق تھا کہ اسلحہ گرا ہوا تھا اور اس پر ابن عمر کا پیر پڑا اور وہ زخمی ہو گئے

ابن بطال صحیح البخاری کی شرح میں کہتے ہیں

وقول ابن عمر: (أنت أصبتنى) ، دليل على قطع الذرائع؛ لأنه لامه على ما أدّاه إلى أذاه، وإن كان لم يقصد الحجاج ذلك.

ابن عمر کا قول تم نے اس کو پہنچایا ... تو ان کا مقصد یہ نہیں کہ (اس کے پیچھے) حجاج تھا

ضمیمہ ا: گورنروں کا انتخاب

علی اور عثمان رضی اللہ عنہم نے رشتہ داروں اور لے پالکوں کو گورنر کیا

شہر/ خلفاء	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابو بکر رضی اللہ عنہ	عمر رضی اللہ عنہ	عثمان رضی اللہ عنہ	علی رضی اللہ عنہ	معاویہ رضی اللہ عنہ	ابن زبیر رضی اللہ عنہ
حوالہ جات	معرفة الصحابة اصبہانی		طبقات الكبرى ابن سعد --	حياة الصحابة -- الإصابة في تمييز الصحابة	الأخبار الطوال	سير الاعلام النبلا أخبار القضاة	سير أعلام النبلاء الطبقات الكبرى
بیت المال			عبد الله بْن الأرقم	عبد الله بْن الأرقم			
امیر حج				عبد الرحمن بن عوف -- ابن عباس			
مدینہ	عثمان بن أبي العاص دوران حج				سهل بْن حنيف -- تمام بْن العباس يا قثم بن عباس -- أبا أيوب الأنصاري --	عُتْبَةَ -- سَعِيد بن الْعَاصِ مَرْوَانَ عزل معاوية مروان عَن المدينة في ذي	جَابِرَ بنَ الأَسْوَدِ بنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيَّ

	القعدة سنة ثمان وخمسين -- الوليد بْن عتبة بْن أبي سُفْيَان -- مصعب بْن عَبْد الرحمن -- عَمْرو بْن عَبْد بْن زمعة ... ثم هلك معاوية بْن أبي سُفْيَان، واستخلف يزيد بْن معاوية فاستعمل على المدينة عُثْمَان بْن مُحَمَّد بْن أبي سُفْيَان. - - طلحة بْن عَبْد اللَّهِ بْن عوف	رجلا من الأنصار					
الحارث بن حاطب سن ٦٦ ه مين		ابو قتاده بهر قثم بن عباس		عَتَّابُ بْنُ أَسِيدٍ		عَتَّابَ بْنَ أُسَيْدٍ	مكه
		عبيد الله بن عباس					يمن

كوفہ			عمار بن یاسر -- أَبَا مُوسَى	المغيرة بن شعبة -- ان کے بعد سعد بن أبي وقاص -- ان کےبعد سن ٣٥ ھ میں الوليد بن عقبة بن أبي معيط	عماره بن حسان ابو مسعود صفین کے دوران ہانی بن ھوذہ جنگ نہروان کے دوران	عَبْدَ اللَّهِ بن عَمْرِو بن الْعَاصِ -- المُغِيْرَةَ بن شُعْبَةَ نو سال گورنر رہے -- عبد الله بن خالد بن اسید ان کے بعد النعمان بن بشير الأنصاري.	
بصره			مغیرہ بن شعبہ دو سال بعد أَبَا مُوسَى الأشعري -- عُتبة بْنُ غَزْوان ان کے بعد عَبْدَ الرَّحْمَن بْنَ سَهْلَ واپس مغیرہ بن شعبہ	الْحُصَيْنِ بْنِ أَبِي الْحُرِّ -- عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَيْرٍ ابو موسى عَبْدُ اللَّهِ بن عَامِرِ بن كُرَيْزٍ --- عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو --	عثمان بن حنيف اور حَكِيم بن جبلة	سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ -- عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ غَيْلَانَ -- عَبْدَ اللَّهِ بن عَامِرِ بن كُرَيْزٍ -- عبيد الله بن زياد	أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ -- الحارث بن عبد الله بن أبي ربيعة المخزومي
شام			السمط بن الأسود الكندي -- خالد بن الوليد		سہل بن حنیف	الضَّحَّاكَ بن قَيْسٍ صاح کے وقت -- فَضَالَةُ بنُ عُبَيْدٍ. بطور	

			ان کے بعد ابو عبیده			قاضی شام	
مصر				عمرو بن العاص -- سن ٢٧ ه عبد الله بن سعد بن أبي سرح --	قيس بن سعد بن عباده محمد بن ابى بكر -- مالك الاشتر	عَمْرَو بنَ العَاصِ	
بحرين	أبان بن سعيد بن العاص -- العلاء بن الحضرمي	أنس بن مالك	أبا بكرة عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ				
طائف		عثمان بن أبي العاص					
المدائن			شرحبيل بن السمط				
الجزيرة			حبيب بْن مسلمة				

ضمیمہ ۲: فتنہ ابن سبا کا ظہور

عبد الله بن سبأ ایک تاریخی شخصیت ہے اور اس کی روایات سیف بن عمر المتوفی ۲۰۰ ھ کی سند سے ہیں جس کو عمدہ فی التاریخ کہا جاتا ہے- لیکن ابن سبا کے وجود پر سیف کا تفرد نہیں ہے – دیگر اسناد سے معلوم ہے

ابن سبا سے ظاہر ہے بہت لوگوں کی ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ یہ گردش میں رہا اور پھر معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوا لیکن اس کا فلسفہ اہل تشیع نے قبول کر لیا جو خالص یہودی تصوف ہے

ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا
أخرج من طريق سيف بن عمر التميمي في الفتوح له قصة طويلة لا يصح إسنادها.
الفتوح میں سیف بن عمر کی سند سے اس پر ایک طویل قصہ ہے اس کی اسناد صحیح نہیں
پھر ابن حجر نے وہ اسناد دیں جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور ابن سبا کے وجود کی خبر ہے جو مندرجہ ذیل ہیں
ومن طريق ابن أبي خيثمة: حدثنا محمد بن عباد , حَدَّثَنا سُفيان، عَن عمار الدهني سمعت أبا الطفيل يقول: رأيت المُسَيَّب بن نجبة أتي به بلببه وعلي على المنبر فقال: ما شأنه؟ فقال: يكذب على الله وعلى رسوله.
ابو طفیل نے کہا میں نے المسیب بن نجبة بن ربیعة بن ریاح بن عوف بن هلال بن شمخ بن فرارة الفزاری کو دیکھا جو علی کے پاس آیا اور علی منبر پر تھے کہا اس (ابن سبا) کا کیا حال ہے ؟ یہ تو الله اور اس کے رسول پر جھوٹ کہتا ہے

حدثنا عَمْرو بن مروزق حدثنا شُعبة، عَن سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب قال: قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: ما لي ولهذا الخبيث الأسود، يعني عبد الله بن سبأ – كان يقع في أبي بكر وعمر.
زید بن وهب نے کہا علی نے کہا میرے اور اس کالے خبیث کے بیچ کیا ہے یعنی عبد الله بن سبا

ومن طريق محمد بن عثمان بن أبي شيبة: حَدَّثَنا محمد بن العلاء , حَدَّثَنا أبو بكر بن عَيَّاش، عَن مجالد عن الشعبي قال: أول من كذب عبد الله بن سبأ.
الشعبي (المتوفی ۱۰۰ ھ) نے کہا سب سے پہلا جھوٹا عبد الله بن سبا ہے

وقال أبو يَعلَى الموصلي في مسنده: حَدَّثَنا أبو كريب , حَدَّثَنا محمد بن الحسن الأسدي , حَدَّثَنا هارون بن صالح عن الحارث بن عبد الرحمن، عَن أبي الجلاس سمعت عَلِيًّا يقول لعبد الله بن سبأ: والله ما أفضى إلي بشيء كتمه أحدا من الناس ولقد سمعته يقول: إن بين يدي الساعة ثلاثين كذابا وإنك لأحدهم.
أبي الجلاس نے کہا علی کو سنا انہوں نے عبد الله بن سبا کا ذکر کیا کہا الله کی قسم مجھے کون سی چیز اس

طرف لے گئی کہ میں لوگوں سے کچھ چھپاؤں؟ اور میں نے سنا کہ قیامت سے قبل تیس جھوٹے ہیں جن میں سے وہ ایک ہے

وقال أبو إسحاق الفزاري: عن شُعبة، عَن سلمة بن كهيل، عَن أبي الزعراء [ص:485] أو عن زيد بن وهب أن سويد بن غفلة دخل على علي في إمارته فقال: إني مررت بنفر يذكرون أبا بكر وعمر يرون أنك تضمر لهما مثل ذلك منهم عبد الله بن سبأ – وكان عبد الله أول من أظهر ذلك – فقال علي: ما لي ولهذا الخبيث الأسود. ثم قال: معاذ الله أن أضمر لهما إلا الحسن الجميل.

سوید بن غفلة ، علی کے پاس آئے ان کی خلافت میں کہا میں ایک گروہ پر گذرا جو ابو بکر اور عمر کا ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں اپ ان دونوں سے (حق) چھپاتے تھے ہیں ایسا ہی کہا جیسا ابن سبا کہتا تھا – علی نے کہا مجھے اس کالے خبیث سے کیا سروکار – اللہ کی پناہ کی میں دونوں سے کچھ چھپاؤں سوائے وہ جو حسن وجمال (والی ازواج) ہوں

ان روایات کو ابن حجر نے صحیح اسناد سے نقل کیا ہے جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور عبد اللہ بن سبا کا ترجمہ قائم کیا ہے- اس طرح اس کے وجود کا اثبات کیا ہے

قال ابن حبان: كان سبئيا من أصحاب عبد الله بن سبأ، كان يقول: إن عليا يرجع إلى الدنيا
ابن حبان نے کہا سبئیا وہ ہیں جو اصحاب ابن سبا ہیں اور کہا کرتے کہ علی دنیا میں پلٹیں گے

تفسیر عبد الرزاق میں ہے
قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] قَالَ: إِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَرُورِيَّةُ أَوِ السَّبَئِيَّةُ , فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ
معمر نے کہا قتادہ (المتوفي ١١٨ ھ) تلاوت کرتے وہ {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] (جن کے دل ٹیڑھے ہیں ال عمران) – کہتے اگر یہ خوارج اور سبائی نہیں تو معلوم نہیں اور کون ہیں

تفسیر طبری میں بھی قتادہ کا قول ہے
حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن قتادة في قوله:"فأما الذين في قُلوبهم زَيغٌ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاءَ الفتنة"، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية:"فأما الذين في قلوبهم زيغ" قال: إن لم يكونوا الحرُوريّة والسبائية

تفسیر ابن المنذر میں ہے
وتتأول السبئية إذ يقولون فِيهِ بغير الحق إِنَّمَا يقولون قول الله عَزَّ وَجَلَّ: وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ، فيجعلونها فيمن يخاصمهم من أمة محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بعث الموتى قبل يَوْم الْقِيَامَةِ
السبئية نے بلا حق اس آیت کی تاویل کی کہ اللہ کا قول ہے وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ، پس اس سے انہوں نے امت محمد کو لڑوایا کہ قیامت سے قبل مردوں کو زندہ کیا جائے گا

طبری تفسیر میں کہتے ہیں
وَاللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ النَّصْرَانِيَّةَ لَبِدْعةٌ، وَإِنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ السَّبَئِيَّةَ لَبِدْعَةٌ،
یہود (دین حق میں) بدعت ہیں نصرانی بدعت ہیں خوارج بدعت ہیں اور السَّبَئِيَّةَ بدعت ہیں

امام بخاری تاریخ الکبیر 5 / 187 کہتے ہیں
قَالَ البُخَارِيُّ ، قَالَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزُهْرِيُّ، قَالَ: كَانَ الحَسَنُ أَوْثَقَهُمَا، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَتْبَعِ السَّبَائِيَّةَ
امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ الهَاشِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

الکامل از ابن عدی میں ہے
حَدَّثَنَا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا أَبُو معاوية، قَال: قَال الأَعْمَش اتق هذه السبئية فإني أدركت الناس وإنما يسمونهم الكذابين
أَبُو معاوية نے کہا الأَعْمَش نے کہا السبئية سے بچو کیونکہ میں لوگوں سے ملا وہ ان کو کذاب نام دیتے ہیں

اسی کتاب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے
حَدَّثَنا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا عثمان بن الهيثم، حَدَّثَنا عَبد الْوَهَّابِ بْنُ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
.قَال: إذا كثرت القدرية بالبصرة استكفت أهلها، وَإذا كثرت السبئية بالكوفة استكفت أهلها
کوفہ میں السبئية کی کثرت ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو گھیر لیا

تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ہے
حَدَّثَنا هَارُون بْنُ مَعْرُوف، قَالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَنُ وعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا مُحَمَّدٍ وكانَ حَسَنٌ أَرْضَاهُمَا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَتَّبِعُ حَدِيثَ السَّبَئِيَّةِ.
امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ الهَاشِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

تہذیب الکمال از المزی میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے ترجمہ میں اسی قول میں ہے
.قَال: وكَانَ عَبد اللَّهِ يتبع – وفي رواية: يجمع – أحاديث السبئية وهم صنف من الروافض
یہ (عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ) السبئية کی احادیث جمع کرتا جو روافض میں سے ایک صنف ہے

امام احمد نے ابن سبا کا ذکر کیا
وقال صالح بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا معاذ، قال: حدثنا ابن عون، قال: ذكرت لإبراهيم رجلين من السبئية، يعني المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم، قد عرفهما، قال: إحذروهما، فإنهما كذأبان. «سؤالاته» (325)
ابن عون، نے کہا میں نے ابراہیم سے السبئية میں سے دو کا ذکر کیا یعنی المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم ... پس کہا یہ کذاب ہیں

یہ حوالے ثابت کرتے ہیں سیف بن عمر سے پہلے سے لوگ ابن سبا کا ذکر کر رہے تھے یہاں کہ ائمہ محدثین نے بھی ابن سبا اور اس کے فرقے کے وجود کا اقرار کیا ہے مثلا قتادہ، الشعبي ، امام زہری، اعمش وغیرہ جو سیف بن

عمر سے پہلے کے ہیں
یہ تو صرف اہل سنت کی کتب ہیں اہل تشیع کی کتابوں میں بھی اس کے حوالے بھرے پڑے ہیں

الشہرستانی اپنی کتاب الملل و النحل ص ۵۰ پر لکھتے ہیں

السبائية أصحاب عبد الله بن سبأ؛ الذي قال لعلي كرم الله وجهه: أنت أنت يعني: أنت الإله؛ فنفاه إلى المدائن. زعموا: أنه كان يهودياً فأسلم؛ وكان في اليهودية يقول في يوشع بن نون وصي موسى عليهما السلام مثل ما قال في علي رضي الله عنه. وهو أول من أظهر القول بالنص بإمامة علي رضي الله عنه. ومنه انشعبت أصناف الغلاة. زعم ان علياً حي لم يمت؛ ففيه الجزء الإلهي؛ ولا يجوز أن يستولي عليه، وهو الذي يجيء في السحاب، والرعد صوته، والبرق تبسمه: وأنه سينزل إلى الأرض بعد ذلك؛ فيملأ الرض عدلاً كما ملئت جوراً. وإنما أظهر ابن سبا هذه المقالة بعد انتقال علي رضي الله عنه، واجتمعت عليع جماعة، وهو أول فرقة قالت بالتوقف، والغيبة، والرجعة؛ وقالت بتناسخ الجزء الإلهي في الأئمة بعد علي رضي الله عنه.

السبائیۃ: عبداللہ بن سبا کے ماننے والے ۔ جس نے علی کرم اللہ وجھہ سے کہا کہ: تو، تو ہے یعنی تو خدا ہے پس علی نے اس کو مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا ۔ ان لوگوں کا دعوی ہے کہ وہ (ابن سبا) یہودی تھا پھر اسلام قبول کر لیا ۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ کا جانشین یوشع بن نون تھا اور اسی طرح علی (اللہ ان سے راضی ہو) ۔ اور وہ (ابن سبا) ہی ہے جس نے سب سے پہلے علی کی امامت کے لئے بات پھیلآئی ۔ اور اس سے غالیوں کے بہت سے فرقے وابستہ ہیں ۔ ان کا خیال تھا کہ علی زندہ ہے اور انتقال نہیں کر گئے ۔ اور علی میں الوہی حصے تھے اور اللہ نے ان کو لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے اجازت نہیں دی ۔ اور وہ (علی) بادلوں کے ساتھ موجود ہیں اور آسمانی بجلی ان کی آواز ہے اور کوند انکی مسکراہٹ ہے اور وہ اس کے بعد زمین پر اتریں گے اور اس کو عدل سے بھر دیں گے جس طرح یہ زمین ظلم سے بھری ہے۔ اور علی کی وفات کے بعد ابن سبا نے اس کو پھیلایا۔ اور اس کے ساتھ (ابن سبا) کے ایک گروپ جمع ہوا اور یہ پہلا فرقہ جس نے توقف (حکومت کے خلاف خروج میں تاخر)، غیبت (امام کا کسی غار میں چھپنا) اور رجعت (شیعوں کا امام کے ظہور کے وقت زندہ ہونا) پر یقین رکھا ہے ۔ اور وہ علی کے بعد انپے اماموں میں الوہی اجزاء کا تناسخ کا عقید ہ رکھتے ہیں

ابن اثیر الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۸ پر لکھتے ہیں

أن عبد الله بن سبأ كان يهودياً من أهل صنعاء أمه سوداء، وأسلم أيام عثمان، ثم تنقل في الحجاز ثم بالبصرة ثم بالكوفة ثم بالشام يريد إضلال الناس فلم يقدر منهم على ذلك، فأخرجه أهل الشام، فأتى مصر فأقام فيهم وقال لهم: العجب ممن يصدق أن عيسى يرجع، ويكذب أن محمداً يرجع، فوضع لهم الرجعة، فقبلت منه، ثم قال لهم بعد

ذلك: إنه كان لكل نبي وصي، وعلي وصي محمد، فمن أظلم ممن لم يجز وصية رسول الله، صلى الله عليه وسلم، ووثب على وصيه، وإن عثمان أخذها بغير حق، فانهضوا في هذا الأمر وابدأوا بالطعن على أمرائكم...

عبداللہ بن سبا صنعاء، یمن کا یہودی تھا اس کی ماں کالی تھی اور اس نے عثمان کے دور میں اسلام قبول کیا. اس کے بعد یہ حجاز منتقل ہوا پھربصرۃ پھر کوفہ پھر شام، یہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا. اس کو اہل شام نے ملک بدر کیا اور یہ مصر پہنچا اور وہاں رہا اور ان سے کہا: عجیب بات ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ عیسیٰ واپس ائے گا اور انکار کرتے ہو کہ نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم واپس نہ آئیں گے. اس نے ان کے لئے رجعت کا عقیدہ بنایا اور انہوں نے اس کو قبول کیا. پھر اس نے کہا : ہر نبی کےلئے ایک وصی تھا اور علی محمّد کے وصی ہیں لہذا سب سے ظالم وہ ہیں جنھوں نے آپ کی وصیت پر عمل نہ کیا. اس نے یہ بھی کہا کہ عثمان نے بلا حق، خلافت پر قبضہ کیا ہوا ہے لہذا اٹھو اور اپنے حکمرانوں پر طعن کرو

یہود میں موسی و ہارون (علیهما السلام) کے بعد انبیاء کی اہمیت واجبی ہے - کوئی بھی نبی موسی (علیہ السلام) سے بڑھ کر نہیں ہے اور موسی (علیہ السلام) نے اللہ سے براہ راست کلام کیا اللہ کو ایک جسم کی صورت دیکھا - باقی انبیاء میں داود (علیہ السلام) قابل اہم سمجھے جاتے ہیں لیکن ان کی اہمیت ایک موسیقار سے زیادہ یہود کے نزدیک نہیں ہے - جنہوں نے آلات موسیقی کو ایجاد کیا اور ان کے سازووں سے ہیکل سلیمانی گونجتا رہتا تھا - ان کے بعد اہمیت الیاس (علیہ السلام) کی ہے جو شمال کی یہودی ریاست اسرئیل میں آئے اور ان کو زجر و توبیخ کی - آج جو یہودیت ہم کو ملی ہے وہ شمال مخالف یہودا کی ریاست کی ہے- اس ریاست میں یہودا اور بن یامین نام کے دو قبائل تھے جو یہود کے بقول ۱۲ میں بچ گئے جبکہ باقی ۱۰ منتشر ہو گئے جن کی اکثریت شمالی ریاست میں تھی- راقم کی تحقیق کے مطابق ابن سبا کے اجداد کا تعلق بھی شمالی یہود سے تھا - الیاس (علیہ السلام) کی اسی لئے اہمیت ہے کہ شمال سے تھے اور وہ ایک آسمانی بگولے میں اوپر چلے گئے

اب ابن سبا کا فلسفہ دیکھتے ہیں

علی الیاس ہیں اورآنے والا دابة الارض ہیں

سبائیوں کو قرآن سے آیت ملی

و رفعناه مكانا عليا
اور ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اٹھایا
اس آیت میں علیا کا لفظ ہے یعنی الیاس کو اب بلند کر کے علی کر دیا گیا ہے

اپ سوچ رہے ہوں گے یہ کیا عجیب بات ہے- تو حیران نہ ہوں یہ کتب شیعہ میں موجود ہے

مختصر بصائر الدرجات از الحسن بن سليمان الحليي المتوفی ٨٠٦ ھ روایت پیش کرتے ہیں

حدثنا الحسين بن أحمد قال حدثنا الحسين بن عيسى حدثنا يونس ابن عبد الرحمن عن سماعة بن مهران عن الفضل بن الزبير عن الاصبغ ابن نباتة قال: قال لي معاوية يا معشر الشيعة تزعمون ان عليا دابة الارض فقلت نحن نقول اليهود تقوله فارسل إلى رأس الجالوت فقال ويحك تجدون دابة الارض عندكم فقال نعم فقال ما هي فقال رجل فقال اتدري ما اسمه قال نعم اسمه اليا قال فالتفت الي فقال ويحك يا اصبغ ما اقرب اليا من عليا.

الاصبغ ابن نباتة کہتے ہیں کہ معاویہ نے کہا اے گروہ شیعہ تم گمان کرتے ہو علی دابة الارض ہے پس میں الاصبغ ابن نباتة نے معاویہ کو جواب دیا ہم وہی کہتے ہیں جو یہود کہتے ہیں پس معاویہ نے یہود کے سردار جالوت کو بلوایا اور کہا تیری بربادی ہو کیا تم اپنے پاس دابة الارض کا ذکر پاتے ہو؟ جالوت نے کہا ہاں – معاویہ نے پوچھا کیا ہے اس میں ؟ جالوت نے کہا ایک شخص ہے – معاویہ نے پوچھا اس کا نام کیا ہے ؟ جالوت نے کہا اس کا نام اليا (الیاس) ہے – اس پر معاویہ میری طرف پلٹ کر بولا بردبادی اے الاصبغ یہ اليا ، عليا کے کتنا قریب ہے

الاصبغ ابن نباتة کا تعلق یمن سے تھا یہ علی کا محافظ تھا – یعنی الیاس اب علی ہیں

اسی کتاب میں دوسری روایت ہے

حدثنا الحسين بن احمد قال حدثنا محمد بن عيسى حدثنا يونس عن بعض اصحابه عن ابى بصير قال: قال أبو جعفر (ع) اي شئ يقول الناس في هذه الآية (وإذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم) فقال هو أمير المؤمنين ابی بصیر یحیی بن القاسم الاسدی ، امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ اس آیت (وإذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم) پر کیا چیز بول رہے ہیں پس امام نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں

ابي بصير یحیی بن القاسم الاسدی کے لئے الطوسي کہتے ہیں إنه واقفي یہ واقفی تھے اور الکشی کہتے ہیں مختلط تھے

بحوالہ سماء المقال في علم الرجال – ابو الهدى الكلباسي

كليات في علم الرجال از جعفر السبحاني کے مطابق الواقفة سے مراد وہ لوگ ہیں

وهم الذين ساقوا الامامة إلى جعفر بن محمد، ثم زعموا أن الامام بعد جعفر كان ابنه موسى بن جعفر عليهما السلام، وزعموا أن موسى بن جعفر حي لم يمت، وأنه المهدي المنتظر، وقالوا إنه دخل دار الرشيد ولم يخرج منها وقد علمنا إمامته وشككنا في موته فلا نحكم في موته إلا بتعيين

جو کہتے ہیں امامت امام جعفر پر ختم ہوئی پھر انہوں نے دعوی کیا کہ ان کے بیٹے موسی امام ہیں اور دعوی کیا کہ موسی مرے نہیں زندہ ہیں اور وہی امام المہدی ہیں اور کہا کہ وہ دار الرشید میں داخل ہوئے اور اس سے نہ نکلے اور ہم ان کو امام جانتے ہیں اور ان کی موت پر شک کرتے ہیں پس ہم ان کی موت کا حکم تعین کے ساتھ نہیں لگا سکتے

علی رضی اللہ عنہ ہی الیاس تھے- جو اب بادلوں میں ہیں – علی کی قبر قرن اول میں کسی کو پتا نہیں تھی – سبائیوں کے نزدیک یہ نشانی تھی کہ وہ مرے نہیں ہیں – البتہ قرن اول اور بعد کے شیعہ یہ عقیدہ آج تک رکھتے ہیں کہ علی مدت حیات میں بادل الصعب کی سواری کرتے تھے اور علی اب دابتہ الارض ہیں جس کا ذکر

قرآن میں ہے- اسی بنا پر روایات میں ہے کہ اس جانور کی داڑھی بھی ہو گی – یعنی یہ انسان ہے- عام اہل سنت کو مغالطہ ہے کہ یہ کوئی جانور ہے

مسند امام الرضا کے مطابق امام الرضا اور یہود کے سردار جالوت میں مکالمہ ہوا

قال لرأس الجالوت: فاسمع الان السفر الفلاني من زبور داود عليه السلام. قال: هات بارك الله فيك وعليك وعلى من ولدك فتلى الرضا عليه السلام السفر الاول من الزبور، حتى انتهى إلى ذكر محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين فقال سألتك يا رأس الجالوت بحق الله أهذا في زبور داود عليه السلام ولك من الامان والذمة والعهد ما قد أعطيته الجاثليق فقال راس الجالوت نعم هذا بعينه في الزبور باسمائهم. فقال الرضا عليه السلام: فبحق العشر الآيات التي أنزلها الله تعالى على موسى بن عمران في التورية هل تجد صفة محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين في التوراية منسوبين إلى العدل والفضل، قال نعم ومن جحد هذا فهو كافر بربه وأنبيائه. فقال له الرضا عليه السلام: فخذ على في سفر كذا من التورية فاقبل الرضا عليه السلام يتلو التورية وأقبل رأس الجالوت يتعجب من تلاوته وبيانه وفصاحته ولسانه، حتى إذا بلغ ذكر محمد قال رأس الجالوت: نعم، هذا أحماد وبنت أحماد وإيليا وشبر و شبير تفسيره بالعربية محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين. فتلى الرضا عليه السلام إلى آخره
یہود کے سردار جالوت نے کہا میں نے زبور میں(اہل بیت کے بارے میں) پڑھا ہے امام رضا نے شروع سے آخر تک زبور کو پڑھا یہاں تک کہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کا ذکر آیا پس کہا اے سردار جالوت الله کا واسطہ کیا یہ داود کی زبور ہے ؟ جالوت نے کہا جی ہاں … امام رضا نے کہا الله نے دس آیات موسی پر توریت میں نازل کی تھیں جس میں محمد ، علی ، فاطمہ ، حسن ، حسین کی صفت ہیں جو عدل و فضل سے منسوب ہیں جالوت بولا جی ہیں ان پر حجت نہیں کرتا مگر وہ جو کافر ہو

علی ہارون ہیں

یہود کے مطابق اگرچہ موسی کو کتاب الله ملی لیکن موسی لوگوں پر امام نہیں تھے – امام ہارون تھے لہذا دشت میں خیمہ ربانی

Tabernacle

میں صرف بنی ہارون کو داخل ہونے کا حکم تھا

“Then bring near to you Aaron your brother, and his sons with him, from among the people of Israel, to serve me as priests—Aaron and Aaron’s sons, Nadab and Abihu, Eleazar and Ithamar.”
Exodus. 28:1

تم بنی اسرائیل کے ہاں سے صرف ہارون اور اس کے بیٹے میرے قریب آئیں کیونکہ یہ امام بنیں گے – ہارون اور اس کے بیٹے ندب اور ابیہو، علییضر اور اثمار

اسی بنا پر جب یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جو حدیث منزلت کے نام سے مشہور ہے جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہا کہ تم کو وہی منزلت حاصل ہے جو موسی کو ہارون سے تھی تو اس کا مفہوم سبائیوں اور اہل تشیع کے نزدیک وہ نہیں جو اہل سنت کے ہاں مروج ہے بلکہ جس طرح ہارون کو امام اللہ تعالی نے مقرر کیا اسی طرح علی کا امام مقرر ہونا بھی من جانب اللہ ہونا چاہیے

علی صحابی سے ہارون بنے پھر خلیفہ پھر امام پھر الیاس اور پھر دابتہ الارض
جس طرح موسی کے بعد ان کے بھائی ہارون اور ان کے بیٹے امام ہوئے اسی طرح محمد کے بعد ان کے چچا زاد بھائی اور ان کے بیٹے امام ہوں گے یعنی ابن سبا توریت کو ہو بہو منطبق کر رہا تھا

حسن و حسین کو بنی ہارون کے نام دینا

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے دو نام شبر اور شبیر بھی بتائے جاتے ہیں – ان ناموں کا عربی میں کوئی مفہوم نہیں ہے نہ یہ عربی میں قرن اول سے پہلے بولے جاتے تھے – آج لوگ اپنے بچوں کا نام شبیر اور شبر بھی رکھ رہے ہیں – یہ نام کہاں سے آئے ہیں ؟ ان پر غور کرتے ہیں

ان ناموں کی اصل سمجھنے کے لئے اپ کو سبائی فلسفہ سمجھنا ہو گا تاکہ اپ ان ناموں کی روح تک پہنچ سکیں

امام حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ بِمَرْوَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ حَسَنٌ» فَلَمَّا وَلَدَتِ الْحُسَيْنَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَقَالَ: «بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ» ثُمَّ لَمَّا وَلَدَتِ الثَّالِثَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا سَمَّيْتُهُمْ بِاسْمِ وَلَدِ هَارُونَ شَبَرٌ وَشُبَيْرٌ وَمُشْبِرٌ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب فاطمہ نے حسن کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا ؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے - اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ تو حسن ہے - پھر جب فاطمہ نے حسین کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا ؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے - اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ تو حسین ہے - پھر تیسری دفعہ فاطمہ نے بیٹا جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا ؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے - اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے - پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کو ہارون کے بیٹوں کے نام دیے ہیں شبر ، شبیر اور مبشر

امام حاکم اور الذهبی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

سند میں هانئ بن هانئ الهمداني الكوفي ہے یعنی یمن کے قبیلہ ہمدان کے تھے پھر کوفہ منتقل ہوئے امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں علی سے سنا ہے

الذهبی میزان میں لکھتے ہیں

.هانئ بن هانئ [د، ت، ق] .عن علي رضي الله عنه
.قال ابن المديني: مجهول. وقال النسائي: ليس به بأس

ابن المدینی کہتے ہیں یہ مجھول ہے اور نسائی کہتے ہیں اس میں برائی نہیں ہے

الذهبی نے نسائی کی رائے کو ترجیح دی ہے

ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں وَكَانَ يَتَشَيَّعُ , وَكَانَ مُنْكَرَ الْحَدِيثِ یہ شیعہ تھے منکر الحدیث ہیں

ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں الذهبی نے اس کا شمار مجھولین میں کیا ہے یعنی الذهبی مختلف کتابوں میں رائے بدلتے رہے

محدث ابن حبان جو امام الرضا کی قبر سے فیض حاصل کرتے ہیں وہ اس روایت کو صحیح ابن حبان میں نقل کرتے ہیں

أمالي الصدوق: 116 / 3. (3 – 4) البحار: 43 / 239 / 4 وص 263 / 8. (5 – 6) كنز العمال: 37682، 37693. کی روایت ہے

الإمام زين العابدين (عليه السلام): لما ولدت فاطمة الحسن (عليهما السلام) قالت لعلي (عليه السلام): سمه فقال: ما كنت لأسبق باسمه رسول الله، فجاء رسول الله (صلى الله عليه وآله)... ثم قال لعلي (عليه السلام): هل سميته ؟ فقال: ما كنت لأسبقك باسمه، فقال (صلى الله عليه وآله): وما كنت لأسبق باسمه ربي عزوجل. فأوحى الله تبارك وتعالى إلى جبرئيل أنه قد ولد لمحمد ابن فاهبط فأقرئه السلام وهنئه وقل له: إن عليا منك بمنزلة هارون من موسى فسمه باسم ابن هارون. فهبط جبرئيل (عليه السلام) فهنأه من الله عزوجل ثم قال: إن الله تبارك وتعالى يأمرك أن تسميه باسم ابن هارون. قال: وما كان اسمه ؟ قال: شبر، قال: لسان عربي، قال: سمه الحسن، فسماه الحسن. فلما ولد

الحسين (عليه السلام)... هبط جبرئيل (عليه السلام) فهنأه من الله تبارك وتعالى ثم قال: إن عليا منك بمنزلة هارون من موسى فسمه باسم ابن هارون، قال: وما اسمه ؟ قال: شبير، قال: لساني عربي، قال: سمه الحسين، فسماه الحسين

الإمام زين العابدين (عليه السلام) کہتے ہیں کہ جب فاطمہ نے حسن کو جنا تو علی نے کہا اس کا نام رکھو انہوں نے کہا میں رسول الله سے پہلے نام نہ رکھو گی پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم آئے اور علی سے پوچھا نام رکھا ؟ علی نے کہا نام رکھنے میں اپ پر سبقت نہیں کر سکتا پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمآیا میں نام رکھنے میں اپنے رب پر سبقت نہیں کر سکتا پس الله تعالی نے الوحی کی اور جبریل کو زمین کی طرف بھیجا کہ محمد کے ہاں بیٹا ہوا ہے پس ہبوط کرو ان کو سلام کہو اور تہنیت اور ان سے کہو کہ علی کی منزلت ایسی ہے جیسی ہارون کو موسی سے تھی پس اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو پس جبریل آئے .... اور کہا اس کا نام شبر رکھو نبی صلی الله علیہ وسلم نے کہا عربی زبان میں کیا ہے؟ کہا: اس کا نام الحسن ہے پس حسن رکھو پھر جب حسین پیدا ہوئے تو جبریل آئے (یہی حکم دہرایا گیا اور من جانب اللہ نام رکھا گیا) شبیر- رسول الله نے پوچھا عربی میں کیا ہے ؟ حکم ہوا حسین پس حسین رکھا گیا

تفسیر قرطبی سوره الاعراف کی آیت ۱۵۵ میں کی تفسیر میں قرطبی المتوفي ٦٧١ ھ روایت پیش کرتے ہیں

أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ مُوسَى وَهَارُونُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَانْطَلَقَ شَبَّرُ وَشَبِّيرُ- هُمَا ابْنَا هَارُونَ- فَانْتَهَوْا إِلَى جَبَلٍ فِيهِ سَرِيرٌ، فَقَامَ عَلَيْهِ هَارُونُ فَقُبِضَ رُوحُهُ. فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالُوا: أَنْتَ قَتَلْتَهُ، حَسَدْتَنَا عَلَى لِينِهِ وَعَلَى خُلُقِهِ، أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوَهَا، الشَّكُّ مِنْ سُفْيَانَ، فَقَالَ: كَيْفَ أَقْتُلُهُ وَمَعِي ابْنَاهُ! قَالَ: فَاخْتَارُوا مَنْ شِئْتُمْ، فَاخْتَارُوا مِنْ كُلِّ سِبْطٍ عَشَرَةً. قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ:" وَاخْتارَ مُوسى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقاتِنا" فَانْتَهَوْا إِلَيْهِ، فَقَالُوا: مَنْ قتلك يا هارون؟ قال: ما قتلني أَحَدٌ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَوَفَّانِي. قَالُوا: يَا مُوسَى، مَا تُعْصَى

عُمَارَةَ بْنِ عَبْدٍ، علی رضی الله عنہ سے روایت کرتا ہے کہ موسی اور ہارون چلے اور ان کے ساتھ شبر و شبیر چلے پس ایک پہاڑ پر پہنچے جس پر تخت تھا اس پر ہارون کھڑے ہوئے کہ ان کی جان قبض ہوئی پس موسی قوم کے پاس واپس لوٹے - قوم نے کہا تو نے اس کو قتل کر دیا ! تو حسد کرتا تھا ... موسی نے کہا میں نے اس کو کیسے قتل کیا جبکہ اس کے بیٹے شبیر اور شبر میرے ساتھ تھے پس تم جس کو چاہو چنو اور ہر سبط میں سے دس چنو کہا اسی پر قول ہے وَاخْتارَ مُوسى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقاتِنا پس وہ سب ہارون کی لاش تک آئے اور ان سے پوچھا : کس نے تم کو قتل کیا ہارون؟ ہارون نے کہا مجھے کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ الله نے وفات دی

یعنی قرطبی نے تفسیر میں اس قول کو قبول کیا کہ شبر و شبیر ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام تھے

روایت میں عُمارة بْن عَبد، الكُوفيُّ ہے العلل میں احمد کہتے ہیں

. (4464) «قال عبد الله بن أحمد: سألته (يعني أباه) : عن عمارة بن عبد السلولي، قال: روى عنه أبو إسحاق. «العلل

یہ کوفہ کے ہیں - لا يروي عنه غير أبي إسحاق. «الجرح والتعديل صرف أبي إسحاق روایت کرتا ہے

امام بخاری کہتے ہیں اس نے علی سے سنا ہے جبکہ امام ابی حاتم کہتے ہیں مجھول لا يحتج به، قاله أبو حاتم.
یہ مجھول ہے دلیل مت لو

اس قصہ کا ذکر اسی آیت کی تفسیر میں شیعہ تفسیر مجمع البيان از أبي على الفضل بن الحسن الطبرسي المتوفى ٥٤٨ ھ میں بھی ہے

و رووا عن علي بن أبي طالب (عليه السلام) أنه قال إنما أخذتهم الرجفة من أجل دعواهم على موسى قتل أخيه هارون و ذلك أن موسى و هارون و شبر و شبير ابني هارون انطلقوا إلى سفح جبل فنام هارون على سرير فتوفاه الله فلما مات دفنه موسى (عليه السلام) فلما رجع إلى بني إسرائيل قالوا له أين هارون قال توفاه الله فقالوا لا بل أنت قتلته حسدتنا على خلقه و لينه قال فاختاروا من شئتم فاختاروا منهم سبعين رجلا و ذهب بهم فلما انتهوا إلى القبر قال موسى يا هارون أ قتلت أم مت فقال هارون ما قتلني أحد و لكن توفاني الله

شیعہ عالم الموفق بن احمد بن محمد المكي الخوارزمي المتوفى سنة 568 کتاب المناقب میں ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ

الحسن والحسين ابناه سيدا شباب أهل الجنة من الاولين والآخرين وسماهما الله تعالى في التوراة على لسان موسى عليه السلام " شبر " و "شبير " لكرامتها على الله عزوجل
علی کے بیٹے حسن و حسین اہل جنت کے پچھلوں اور بعد والوں کے جوانوں کے سردار ہیں اور اللہ نے ان کو توریت میں نام دیا ہے شبر و شبیر- یہ اللہ کا علی پر کرم ہے
ابن شہر آشوب کتاب مناقب علی میں اسی قسم کی ایک روایت پیش کرتے ہیں – توریت میں شبر و شبیر کا کوئی ذکر نہیں ہے

صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں

قلت: وقد جاء في التسمية سبب آخر، فقد روى أحمد 159/1، وأبو يعلى "498"، والطبراني "2780"، والبزار "1996" من طريقين عن عبد الله بن محمد بن عقيل، عن محمد بن علي وهو ابن الحنفية، عن أبيه علي بن أبي طالب أنه سمى ابنه الأكبر حمزة، وسمى حسينا بعمه جعفر، قال: فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا، فلما أتى قال: "غيرت اسم ابني هذي"، قلت: الله ورسوله أعلم، فسمى حسنا وحسينا. قال الهيثمي في "المجمع" 52/8 بعد أن نسبه .غليهم جميعا: وفيه عبد الله بن محمد بن عقيل، حديثه حسن، وباقي رجاله رجال الصحيح
میں کہتا ہوں اور ایک روایت میں ایک دوسری وجہ بیان ہوئی ہے پس کو احمد اور ابو یعلی نے طبرانی نے اور البزار نے دو طرق سے عبد اللہ بن محمد سے انہوں نے ابن حنفیہ سے انہوں نے اپنے باپ علی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بڑے بیٹے کا نام حمزہ رکھا تھا اور حسین کا جعفر پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو طلب کیا اور کہا ان کے نام بدل کر حسن و حسین کر دو

شبر و شبیر کا بھیانک انجام

اہل سنت کی تفسیر روح البیان أز أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ) کے مطابق

وكان القربان والسرج فى ابني هارون شبر وشبير فامرا ان لا يسرجا بنار الدنيا فاستعجلا يوما فاسرجا بنار الدنيا فوقعت النار فاكلت ابني هارون

اور قربانی اور دیا جلانا بنی ہارون میں شبر اور شبیر کے لئے تھا پس حکم تھا کہ کوئی دنیا کی اگ سے اس کو نہ جلائے لیکن ایک روز ان دونوں نے علجت کی اور اس کو دنیا کی اگ سے جلایا جس پر اگ ان دونوں کو کھا گئی

شیعہ عالم الحسين بن حمدان الخصيبي المتوفی ۳۵۸ ھ کتاب الهداية الكبرى میں بتاتے ہیں ایسا کیوں ہوا

وان شبر وشبير ابني هارون (عليه السلام) قربا قربانا ثم سقياه الخمر وشراباها ووقفا يقربان، فنزلت النار عليهما وأحرقتهما لأن الخمر في بطونهما فقتلا بذلك.

اور شبر اور شبیر بنی ہارون میں سے انہوں نے قربانی دی پھر شراب پی لی اور قربانی کو وقف کیا پس اگ آسمان سے نازل ہوئی اور اگ نے ان دونوں کو جلا ڈالا کیونکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی اس بنا پر یہ قتل ہوئے

اور توریت کے مطابق

Book of Leviticus, chapter 10:

Aarons sons Nadab and Abihu took their censers, put fire in them and added incense; and they offered unauthorized fire before the Lord, contrary to his command. So fire came out from the presence of the Lord and consumed them, and they died before the Lord. Moses then said to Aaron, This is what the Lord spoke of when he said: Among those who approach me I will be proved holy; in the sight of all the people I will be honoured. Aaron remained silent.

ہارون کے بیٹے ندب اور ابیھو نے اپنے اپنے دیے لئے اس میں اگ جلائی اور اس ممنوعہ اگ کو رب پر پیش کیا اس کے حکم کے بر خلاف – لہذا اگ رب کے پاس سے نکلی اور ان کو کھا گئی اور وہ دونوں رب کے سامنے مر گئے – موسی نے ہارون سے کہا یہ وہ بات ہے جس کا ذکر الله نے کیا تھا کہ تمہارے درمیان جو میرے پاس آئے میری پاکی بیان کرے – لوگوں کی نگاہ میں میں محترم ہوں – ہارون اس پر چپ رہے

واضح رہے کہ توریت کی کتاب لاوی کے مطابق ہارون کے بیٹوں کی یہ المناک وفات ہارون کی زندگی ہی میں ہوئی اور ان کا نام ندب اور ابہو ہے نہ کہ شبر و شبیر

یہود کے ایک مشہور حبر راشی

Rashi

کے بقول ندب اور ابیھو کا یہ بھیانک انجام شراب پینے کی بنا پر ہوا

AND THERE WENT OUT FIRE — Rabbi Eleizer said: the sons of Aaron died only because they gave decisions on religious matters in the presence of their teacher, Moses (Sifra; Eruvin 63a).

Rabbi Ishmael said: they died because they entered the Sanctuary intoxicated by wine. You may know that this is so, because after their death he admonished those who survived that they should not enter when intoxicated by wine (vv. 8—9). A parable! It may be compared to a king who had a bosom friend, etc., as is to be found in Leviticus Rabbah (ch. 12; cf. Biur).

http://www.sefaria.org/Rashi_on_Leviticus.10.3?lang=en

اس طرح شیعہ کتب اور بعض قدیم یہودی احبار کا اجماع ہے کہ   شبر اور شبیر کا اگ سے خاتمہ ہوا

دور نبوی میں توریت ایک طومار کی صورت میں صرف علماء اہل کتاب کے پاس تھی -عام مسلمان تک اس کی رسائی نہیں تھی -دوم اس کی زبان بھی غیر عرب تھی اس لئے عرب مسلمان تو صرف یہ جانتے تھے کہ یہ ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام ہیں لیکن ان کے بھیانک انجام سے بے خبر تھے -   شبر و شبیر کے نام حسن و حسین کو دینا جو عذاب الہی سے قتل ہوئے کی اور کیا وجہ ہوئی؟ شبر و شبیر ابن سبا کے ایجاد کردہ نام ہیں جس کو سبانیوں نے حسن و حسین سے منسوب کر دیا

اس سے یہ واضح ہے کہ سبائییوں کا ایجنڈا تھا کہ کسی نہ کسی موقعہ پر حسن و حسین کو شبر و شبیر بنا ہی دیا جائے گا یعنی قتل کیا جائے گا

عقیدہ رجعت کی تبلیغ

قرن اول میں امت میں ایک عقیدہ پھیلایا گیا جس کو عقیدہ الرجعة یا رجعت کہا جاتا ہے – اس عقیدے کے اہل سنت انکاری ہیں اور شیعہ اقراری ہیں- عقیدہ الرجعة کیا ہے کتب شیعہ سے سمجھتے ہیں

سورہ البقرہ کی آیت ألم تر إلى الذين خرجوا من ديارهم وهم ألوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم أحياهم إن الله لذو فضل على الناس ولكن أكثر الناس لا يشكرون(243) پر بحث کرتے ہوئے شیعہ عالم أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي المتوفى ٤٦٠ ھ تفسير التبيان في تفسير القرآن میں لکھتے ہیں

وفي الاية دليل على من أنكر عذاب القبر والرجعة معا، لان الاحياء في القبر، وفي الرجعة مثل إحياء هؤلاء الذين أحياهم للعبرة.
اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر جو عذاب قبر کا اور رجعت کا انکار کرے کیونکہ قبر میں زندہ ہونا اور رجعت میں ان کی مثل ہے جن (کا ذکر آیت میں ہے جن کو) کو عبرت کے لئے زندہ کیا گیا
آیت فرحين بما آتاهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم ألا خوف عليهم ولاهم يحزنون(170) کی تفسیر میں أبي على الفضل بن الحسن الطبرسي المتوفى ٥٤٨ ھ لکھتے ہیں

وفي الآية دليل على أن الرجعة إلى دار الدنيا جائزة لاقوام مخصوصين
اور اس آیت میں دلیل ہے کہ دار دنیا میں مخصوص اقوام کی رجعت جائز ہے
آیت ثُمَّ بَعَثْنَٰكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ(56) کی تفسیر میں شیعہ عالم تفسیر میں تفسیر مجمع البیان لکھتے ہیں

و استدل قوم من أصحابنا بهذه الآية على جواز الرجعة و قول من قال إن الرجعة لا تجوز إلا في زمن النبي (صلى الله عليه وآله وسلّم) ليكون معجزا له و دلالة على نبوته باطل لأن عندنا بل عند أكثر الأمة يجوز إظهار المعجزات على أيدي الأئمة و الأولياء و الأدلة على ذلك مذكورة في كتب الأصول
اور ہمارے اصحاب کی ایک قوم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے رجعت کے جواز پر اور کہا کہ جس نے کہا رجعت جائز نہیں ہے سوائے دور نبوی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے کہ وہ معجزہ ہوتا ان کی نبوت کی دلیل پر تو یہ باطل قول ہے کیونکہ ہمارے اکثر ائمہ اور اولیاء کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور جائز ہے جس پر دلائل مذکورہ کتب اصول میں موجود ہیں
ائمہ شیعہ کے مطابق الرجعة کا ایک خاص وقت ہے جس کا انکار لوگوں نے کیا کیونکہ وہ اس کی تاویل تک نہیں پہنچ سکے

قرآن کی آیت ربنا أمتنا اثنتين وأحييتنا اثنتين وہ کہیں گے اے رب ہم کو دو بار زندہ کیا گیا اور دو بار موت دی گئی پر بھی اہل سنت اور اہل تشیع کا اختلاف ہے – اہل سنت اس کو عموم کہتے ہیں جبکہ اہل تشیع اس کو خاص – اہل سنت کے مطابق تمام لوگوں کو دو زندگیاں اور دو موتیں ملیں ہیں اور اہل تشیع کے مطابق صرف ان دشمنان اہل بیت کو ملی ہیں جن کے گناہوں کا عذاب ان کو دنیا میں نہیں ملا اور مر گئے لہذا ان کو زندہ کیا جائے گا اسی طرح اہل بیت کو بھی قیامت سے قبل زندہ کیا جائے گا

تفسیر نور ثقلین از عبد علی بن جمعة العروسی الحویزی المتوفی ١١١٢ ھ کے مطابق

وقال على بن ابراهيم رحمه الله في قوله عزوجل : ربنا أمتنا اثنتين و أحييتنا اثنتين إلى قوله من سبيل قال الصادق عليه السلام : ذلك في الرجعة

علی بن ابراہیم نے کہا اللہ کا قول ربنا أمتنا اثنتين و أحييتنا اثنتين تو اس پر امام جعفر نے کہا یہ رجعت سے متعلق ہے

اہل تشیع میں یہ عقیدہ اصلا ابن سبا سے آیا- یہود بھی رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے مطابق مسیح آ کر مردوں کو زندہ کرے گا

http://www.come-and-hear.com/sanhedrin/sanhedrin_90.html

اس کی دلیل بائبل کی کتاب یسعیاہ باب ٢٦ آیت ١٩ ہے

Your dead shall live; their bodies shall rise.
You who dwell in the dust, awake and sing for joy
For your dew is a dew of light,
and the earth will give birth to the dead.

تمہارے مردے جی اٹھیں گے ان کے اجسام زندہ ہوں گے
تم وہ جو خاک میں ہو اٹھو اور گیت گاؤ
کیونکہ تمہاری اوس، روشنی کی شبنم ہے
اور زمیں مردہ کو جنم دے گی

حزقی ایل کی کتاب میں رجعت کا ذکر ہے کہ یہود کو کس طرح جی بخشا جائے گا

Behold I will open your graves and raise you from your graves, My people; and I will bring you into the Land of Israel. You shall know that I am G-d when I open your graves and when I revive you from your graves, My people. I shall put My spirit into you and you will live, and I will place you upon your land, and you will know that I, G-d, have spoken and done, says G-d.” (Ezekiel 37:12-14)

خبردار میں تمہاری قبریں کھول دوں گا اور تم کو جی بخشوں گا میرے لوگ! اور میں تم کو ارض مقدس لاؤں گا
تم جان لو گے کہ میں ہی اللہ ہوں میں قبروں کو کھولوں گا
آور تم کو ان میں سے اٹھاؤں گا میرے لوگ ! میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا
اور تم زندہ ہو گے اور میں تم کو تمہاری زمین پر رکھوں گا اور تم جان لو گے کہ میں رب نے جو کہا پورا کیا

ان آیات کی بنیاد پر یہود کہتے ہیں کہ مسیح مردوں کو بھی زندہ کرے گا اور یہی عقیدہ اہل تشیع کا بھی ہے جس کی قلمیں قرانی آیات میں لگائی گئیں تاکہ اس عقیدہ کو ایک اسلامی عقیدہ ثابت کیا جا سکے

لہذا قرن اول میں یہ عقیدہ شیعوں میں پھیل چکا تھا اور اہل سنت اس کا انکار کرتے تھے کہ رجعت ہو گی البتہ کچھ شیعہ عناصر نے اس کو بیان کیا جو کوفہ کے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے- اب اپ کبری صغری کو ملائیں – ابن سبا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں یمن سے حجاز آیا اپنا عقیدہ پھیلانے لگا اور وہاں سے مصر اور عراق میں آیا- اسی دوران ابن مسعود کی وفات ہوئی عثمان کی شہادت ہوئی اور علی خلیفہ ہوئے – تاریخ دمشق کے مطابق وہاں کوفیوں میں ابن سبا بھی تھا جس نے ایک دن مجمع میں علی سے کہا

انت انت

تو، تو ہے

[83]-یعنی تو اے علی رب العالمین ہے

کتاب رجال ابن داود از ابن داوود الحلي کے مطابق

عبدالله بن سبا ي (جخ) رجع إلى الكفر وأظهر الغلو (كش) كان يدعي النبوة وأن عليا عليه السلام هو الله، فاستتابه عليه السلام (ثلاثة أيام) فلم يرجع فأحرقه في النار في جملة سبعين رجلا ادعوا فيه ذلك

عبد اللہ بن سبا ان ستر میں تھا جن کو جلا دیا گیا

الکشی کہتے ہیں امام جعفر نے کہا

أن عبدالله بن سبأ كان يدعي النبوة ويزعم أن أمير المؤمنين (عليه السلام) هو الله

ابن سبا نبوت کا مدعی تھا اور دعوی کرتا تھا کہ علی وہ اللہ ہیں

کتاب خلاصة الاقوال از الحسن بن يوسف بن علي بن المطهر الحلي کے مطابق

عبدالله بن سبا بالسين المهملة والباء المنقطة تحتها نقطة واحده غال ملعون حرقه أميرالمؤمنين عليه السلام بالنار كان يزعم أن عليا عليه السلام إله وأنه نبي لعنه الله.

عبد اللہ بن سبا کو علی نے جلوا دیا کیونکہ اس نے ان کو الہ کہا

---

[83] اس کی وضاحت کے لئے ویب سائٹ پر کتاب مجمع البحرین دیکھیں

اہل سنت کی کتب میں ۲۰ سے ۳۰ راوی ایسے ہیں جو کھلم کھلا اپنے اپ کو سبائی کہتے ہیں یا محدثین إن کو السبئية یا السبائية مین شمأر کرتے ہیں یا وہ رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں - جن میں سے بعض سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ[84] سے پہلے کے ہیں

السبئية سے متعلق روایات کو محمد بن حنفیہ کے بیٹے علی بن محمد بن علی نے جمع کیا تھا یعنی علی رضی الله عنہ کے پوتے نے اس کی خبر امام فسوی المعروفة والتاريخ میں دیتے ہیں

وكان عَبد الله جمع أحاديث السبئية

اور عبد الله نے السبئية کی روایات جمع کیں

مورخین کے نزدیک السبئية سے مراد وہ قبائل بھی ہیں جو یمن میں آباد تھے اور وہیں سے ابن سبا کا تعلق تھاجو یمن سے کوفہ پہنچا اور مورخین کے مطابق اس کی ماں کالی تھی - یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ یہ اصلی یہودی بھی نہیں تھا کیونکہ یہود کے مطابق کالے لوگ اصلی یہود نہیں اگرچہ اتھوپیا میں کالے یہودی ہیں لیکن باقی یہودی ان کو اصل نہیں مانتے دوسرا یہود میں نسل باپ سے نہیں ماں سے چلتی ہے[85]

84

بعض مستشرقین نے یہودی سازش کی چھپانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ اس ابن سبا کی حکایت میں سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ ضعیف ہے اس کے بعد شیعہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے ائمہ پر جھوٹ گھڑنے کا اتہام لگا دیا جو ابن سبا کا ذکر کرتے آئے ہیں - اہل سنت میں سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ سے بعض روایات ابن سبا سے متعلق لی گئی ہیں لیکن کیا کتب شیعہ میں ابن سبا کی تمام خبریں سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ کی سند سے ہیں ؟ نہیں ان کے مختلف راوی ہیں جو ثقہ سمجھے جاتے ہیں اور متقدمیں شیعہ ابن سبا کو ایک حقیقی شخص سمجھتے آئے ہیں-

85

قرن اول میں کوفہ میں ابن سبا رجعت کا عقیدہ بھی پھیلا رہا ہے اور وہاں شیعہ زاذان ہیں جو عبد الله ابن مسعود رضی الله عنہ کی وفات کے بعد اب اصحاب علی میں سے ہیں، وہ روایت کرتے ہیں کہ مردہ میں عود روح ہوتا ہے - اس بات کو زاذان سے پہلے، نہ بعد میں ، کوئی روایت نہیں کرتا - عود روح کی یہ واحد روایت ہے جس میں صریحا جسد میں روح کے لوٹنے کا ذکر ہے

اس روایت کو زاذان سے ایک اور متعصب شیعہ المنهال بن عمرو روایت کرتا ہے یا عدی بن ثابت روایت کرتا ہے یہ بھی شیعہ ہیں

اس طرح ابن سبا کے عقیدہ رجعت کا اسلامی عقیدہ کے طور پر ظہور ہوتا ہے اور اب اہل سنت میں بھی مردہ قبر میں زندہ ہو جاتا ہے- عود روح کی روایت کے مطابق روح آسمان پر نہیں جا سکتی لهذا وہ قبر میں ہی رہتی ہے گویا اب صرف انتظار ہے کہ الساعہ (وہ گھڑی) کب ہو گئی - اہل سنت جب اس روایت کو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں اس میں الساعہ سے مراد روز

علي ذوالقرنين ہيں؟

الحافظ المقدسي کی الأحاديث المختارة ميں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بها قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل – قراءة عليه وأنت تسمع – أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُخِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ لَهُ الأسبابُ وبُسِطَ لهُ النُّورُ فقال: أزيدك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

محشر ہے جبکہ الساعہ سے مراد رجعت ہے اسی لئے امام المہدی کو القائم کہا جاتا ہے جو صحیح غلط کا فیصلہ کریں گے اور انتقام لیں گے

شیعہ کتب کے مطابق ابوحمزه ثمالي کہتے ہیں

میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزند رسول کیا آپ سارے ائمہ قائم بالحق نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا: تو پھر صرف امام مہدی کیوں القائم قرار دیئے گئے ہیں اور صرف امام مہدی کو ہی کیوں القائم کہا جاتا ہے؟ فرمایا: جب میرے جد امجد امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو کائنات کے فرشتوں کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں اور سارے فرشتے بارگاہ الہی میں شدت سے روئے اور عرض کیا: پروردگارا کیا آپ بہترین بندے اور اشرف مخلوقات کے فرزند اور مخلوقات میں پسندیدہ ترین ہستی کے قاتلوں کو ان کے اپنے حال پر چھوڑ دے گا؟ اللہ تعالی نے انہیں وحی فرمائی کہ: میرے فرشتوں پرسکون ہوجاؤ۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سے انتقام لونگا خواہ یہ انتقال طویل زمانے گذرنے کے بعد ہی کیوں نہ ہو؛ اس کے بعد اللہ تعالی نے فرشتوں کو امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے آنے والے ائمہ کا دیدار کرایا تو فرشتے مسرور ہوئے اور سب نے اچانک دیکھا کہ ائمہ میں سے ایک امام کھڑے ہوئے ہیں اور نماز ادا کررہے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرشتوں سے خطاب کرکے فرمایا: میں اس القائم کے ذریعے ان سے انتقام لوں گا

اس طرح عقیدہ عود روح ابن سبا کے دور میں ہی کوفہ میں شیعان علی میں پھیل چکا تھا – یہ ایک خفیہ تحریک تھی علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس تحریک کا احساس دیر سے ہوا جب ابن سبا نے کھلم کھلا ان کو مجمع میں رب العالمین کہا- علی نے اس کے اصحاب کو مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا اور بعض اور کو جلا ڈالا – جس کی خبر، علی کے گورنر ، ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں ہوئی لیکن دیر ہو چکی تھی ابن عباس نے کہا اس عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا

الغرض عقیدہ رجعت اور عقیدہ عود روح ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں- اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذي القرنين پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے ؟ علی نے کہا سبحان الله ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا- حبیب بن حماز نے کہا اپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا ؟ پس حبیب بن حماز نے کہا : یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماك بن حرب ہے جس کو شعبہ ، سفيان الثَّوْرِيّ، صالح جزرة اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے
قال أحمد: سماك مضطرب الحديث
جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا
سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں الکامل از ابن عدی میں ہے
حَدَّثَنَا الحسين بن عفير الأنصاري، حَدَّثَنا سَعِيد بن سلمة، حَدَّثَنا إِبْرَاهِيم بْن عُيَينة أخو سُفيان، عَن شُعْبَة عن سماك بْن حرب، قَال: قِيل لِي فِي المنام إياك والكذب إياك والنميمة إياك ولحوم الناس.
.. سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو
النسائي نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گ لہذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا – ممکن ہے اس کا اثر ہو
البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول میں معروف تھا اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

کتب جرح و تعدیل میں بعض راویوں کے لئے ملتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی بادلوں میں ہیں. اس عقیدے کو ابن سبا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

البیان از جاحظ کے مطابق ان لوگوں کے لئے المعتمر شعر پڑھا کرتے تھے

ومن قوم إذا ذكروا عليا ... يردون السلام على السحاب
اور ایک قوم ہے کہ جب علی کا ذکر ہوا انہوں نے بادل کو سلام کیا

کتاب سير أعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق إِسْحَاقُ بنُ سُنَيْنٍ روایت کرتے ہیں کہ ابْنِ المُبَارَكِ کہتے تھے

ولا أقول علي في السحاب لقد ... أقول فيه إذا جورا وعدوانا
اور نہیں کہتا کہ علی بادل میں ہیں گر کہہ دوں تو یہ ظلم و زیادتی ہے

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص:21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ»، وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ کی تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تهذيب التهذيب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمي جو امام مہدی کی روایت کے راوی ہیں ،ان کے لئے بتاتے ہیں

عمرو بن جابر الحضرمي کے لئے أبو زرعة المصري کہتے تھے

قال بن أبي مريم قلت لابن لهيعة من عمرو بن جابر هذا قال شيخ منا أحمق كان يقول أن عليا في السحاب
ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لهيعة سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں

ابن ماجہ کی روایت جو یہ بیان کیا کرتا تھا وہ یہ ہے

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِىُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِىُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِى زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِىِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِىِّ ». يَعْنِى سُلْطَانَهُ.
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق سے لوگ نکلیں گے جو المہدی کے لئے راہ ہموار کریں گے یعنی ان کی حکومت

کتاب لسان الميزان از ابن حجر میں مسند ابی یعلی کے راوی فرات بن الأحنف کے لئے ابن نمیر کہتے ہیں

قال ابن نمير: كان من أولئك الذين يقولون: علي في السحاب
ابن نمیر کہتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں علی بادل میں ہیں

کتاب لسان الميزان از ابن حجر میں راوی مسعدة بن اليسع الباهلي کے لئے کہتے ہیں

قال جعفر: قال أبي: فحرفها هؤلاء وقالوا: علي في السحاب
جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ان لوگوں نے (دین میں) تحریف کی اور کہا علی بادل میں ہیں

کتاب بصائر الدرجات از محمد بن الحسن الصفار،تصحيح وتعليق وتقديم: الحاج ميرزا حسن كوچه باغي، مطبعة الأحمدي – طهران منشورات الأعلمي – طهران کے مطابق

أبو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار المتوفى سنة ٢٩٠ جو الإمام الحسن العسكري کے اصحاب میں سے تھے **باب في ركوب أمير المؤمنين ع السحاب وترقيه في الأسباب والأفلاك (باب امیر المومنین علی علیہ السلام کا بادل** میں روایت کرتے ہیں (**کی سواری کرنااور اس میں اسباب و افلاک پر بلند ہونا**

حدثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال إن عليا عليه السلام ملك ما في الأرض و ما في تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفى الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلث خراب وأربع عوامر

(٢) حدّثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال: **إن علياً عليه السلام ملك ما فوق الأرض وما تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفي الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع ارضين فوجد ثلاثاً خربة وأربعاً عوامر.**

ابی بصیر، أبي جعفر علیه السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی کی تمکنت میں ہے جو کچھ زمین میں اور تحت الثری میں ہے پس ان پر دو بادل پیش کیے گئے الصعب (مشکل) اورالذلول (آسانی). انہوں نے الصعب کو الذلول پر منتخب کیا پس الصعب پر انہوں نے سات زمینوں کی سیر کی اور اس میں سے ایک تہائی کو ویران و برباد پایا اور باقی کو آباد

ابی جعفر ایک اور روایت میں الصعب کی تفصیل بتاتے ہیں

(١) حدّثنا أحمد بن محمد عن علي بن سنان عن عبد الرحيم أنه قال: ابتدأني أبو جعفر عليه السلام فقال: **أما إنّ ذا القرنين قد خيّر السحابين فاختار الذلول وذخر لصاحبكم الصعب**، قلت: وما الصعب؟ قال: **ما كان من سحاب فيه رعد وبرق وصاعقة فصاحبكم يركبه أما إنه سيركب السحاب ويرقى في الأسباب أسباب السموات السبع خمس عوامر واثنتان خراب.**

احمد بن محمّد کہتے ہیں ابو جعفر علیہ السلام نے بات شروع کی اور کہا کہ ذوالقرنین نے دو بادلوں میں سے الذلول کو لیا اور تمھارے صاحب نے الصعب کو لیا میں نے پوچھا یہ الصعب کیا ہے؟ کہا وہ بادل جس میں بجلی، اس کی کوند اور کڑک ہے پس تمھارے صاحب (علی) اس کی سواری کرتے ہیں اور اسباب میں سے بلند ہوتے سات آسمان کی سیر کرتے ہیں ...٥

صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشير العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول الله نے کہا ،رسول الله نے کہا ،پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول الله کی حدیث سنا رہاہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول الله ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

الصعب اور الذلول کی اہل سنت میں کوئی حتمی رائے نہیں لیکن شیعہ کتب سے واضح ہے کہ یہ ابن سبا کا عقیدہ تھا اور ابن عباس اس پر جرح کر رہے ہیں- معلوم ہوا کہ ابن سبا کے حامیوں کو جلائے جانے کے باوجود اس کا فلسفہ باقی رہا

علی دربار سلیمان میں بھی موجود تھے ؟

اہل تشیع کے مطابق علی امم سابقہ میں بھی ظاہر ہوئے ہیں اور ان کا نام دور سلیمان میں اصف بن برخیا تھا

سلیمان کے دربار کے اس شخص کے بارے میں جس کو کتاب کا علم دیا دیا تھا ، الکافی باب ١٦ کی روایت ہے کہ

محمد بن يحيى وغيره ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن الفضيل قال : أخبرني شريس الوابشي ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفا وإنما كان عند آصف منها حرف واحد فتكلم به فخسف بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت أسرع من طرفة عين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفا ، وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

شريس الوابشي نے جابر سے انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہ

اللہ کے اسم اعظم کے تہتر ۷۳ حروف ہیں. ان میں سے اصف نے صرف ایک حرف کو ادا کیا تھا کہ اسکے اور ملکہ بلقیس کے عرش کے درمیان زمین کو دھنسا دیا گیا کہ اس نے تخت تک ہاتھ بڑھا لیا اور زمین واپس اپنی جگہ لوٹ آئی. یہ سب پلک جھپکتے میں ہوا. ہمارے پاس اسم اعظم کے بہتر ۷۲ حروف ہیں . اللہ نے بس علم غیب میں ہم سے ایک حرف پوشیدہ رکھا ہے

کتاب بصائر الدرجات کی روایت ہے

وعن ابن بكير، عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: كنت عنده، فذكروا سليمان وما أعطي من العلم، وما أوتي من الملك.

فقال لي: وما أعطي سليمان بن داود؟ إنما كان عنده حرف واحد من الاسم الأعظم، وصاحبكم الذي قال الله تعالى: قل: كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب. وكان ـ والله ـ عند علي [عليه السلام]، علم الكتاب.

فقلت: صدقت والله جعلت فداك

ابن بکیر ابی عبد اللہ امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس تھا پس سلیمان اور ان کو جو علم عطا ہوا اس کا ذکر ہوا اور جو فرشتہ لے کر آیا پس انہوں (امام جعفر) نے مجھ سے کہا اور سلیمان بن داود کو کیا ملا ؟ اس کے پاس تو الاسم الأعظم کا صرف ایک ہی حرف تھا اور ان کے صاحب جن کے لئے اللہ تعالی کہتا ہے : قل كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب الرعد: 43 اور وہ تو اللہ کی قسم ! علی علیہ السلام کے پاس ہے علم الکتاب

تفسير القمي ج1 ص368 کے مطابق

عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: الذي عنده علم الكتاب هو أمير المؤمنين

ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ قال الذي عنده علم الكتاب یہ امیر المومنین (علی) ہیں

کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اس شخص کا نام اصف بن برخیا تھا یعنی علی کرم اللہ وجہہ اس دور میں اصف بن برخیا کی شکل میں تھے

اٹھارہ ذی الحجہ یعنی عید الغدیر کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کتاب السرائر – ابن إدريس الحلي – ج 1 – ص 418 میں لکھتے ہیں

وفيه أشهد سليمان بن داود سائر رعيته على استخلاف آصف بن برخيا وصيه ، وهو يوم عظيم ، كثير البركات

اور اس روز سلیمان بن داود اور تمام عوام کو اصف بن برخیا کی خلافت کی وصیت کی اور وہ دن بہت عظیم اور بڑی برکت والا ہے

کتاب الإمامة والتبصرة از ابن بابويه القمي میں نے اصف کی خلافت کا ذکر کیا ہے

کتاب الأمالي – الشيخ الصدوق – ص 487 – 488 میں اور كمال الدين وتمام النعمة از الشيخ الصدوق ص ۲۱۲ میں ہے

وأوصى داود (عليه السلام) إلى سليمان (عليه السلام) ، وأوصى سليمان (عليه السلام) إلى آصف بن برخيا ، وأوصى آصف بن برخيا إلى زكريا (عليه السلام

اور داود نے سلیمان علیہ السلام کی وصیت کی اور سلیمان نے اصف بن برخیا کی وصیت کی اور اصف بن برخیا نے زکریا علیہ السلام کی وصیت کی

كتاب تحف العقول – ابن شعبة الحراني – ص 476 – 478 کے مطابق یحیی بن أكثم نے علی بن محمد الباقر سے سوال کیا

قلت : كتب يسألني عن قول الله : " قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك " نبي الله كان محتاجا إلى علم آصف ؟

میں يحيى بن أكثم نے پوچھا : (میرے نصیب میں) لکھا ہے کہ میں سوال کروں گا اللہ کے قول قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك پر کہ اللہ کا نبی کیا اصف کا محتاج تھا ؟

امام الباقر نے جواب دیا

سألت : عن قول الله جل وعز : " قال الذي عنده علم من الكتاب " فهو آصف بن برخيا ولم يعجز سليمان عليه السلام عن معرفة ما عرف آصف لكنه صلوات الله عليه أحب أن يعرف أمته من الجن والإنس أنه الحجة من بعده ، وذلك من علم سليمان عليه السلام أودعه عند آصف بأمر الله ، ففهمه ذلك لئلا يختلف عليه في إمامته ودلالته كما فهم سليمان عليه السلام في حياة داود عليه السلام لتعرف نبوته وإمامته من بعده لتأكد الحجة على الخلق

تم نے سوال کیا کہ قول الله جل وعز : " قال الذي عنده علم من الكتاب پر تو وہ اصف بن برخیا ہیں اور سلیمان عاجز نہیں تھے اس معرفت میں جو اصف کو حاصل تھی لیکن آپ صلوات الله عليه نے اس کو پسند کیا کہ اپنی جن و انس کی امت پر اس کو حجت بنا دیں اس کے بعد اور یہ سلیمان کا علم تھا جو اصف کو ان سے عطا ہوا تھا- اس کا فہم دینا تھا کہ بعد میں امامت و دلالت پر کہیں (بنو اسرائیل) اختلاف نہ کریں جیسا ان سلیمان کے لئے داود کی زندگی میں (لوگوں کا) فہم تھا کہ انکی نبوت و امامت کو مانتے تھے تاکہ خلق پر حجت کی تاکید ہو جائے

یعنی آصف اصل میں سلیمان علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کو تھے تو ان کو ایک علم دیا گیا تاکہ عوام میں ان کی دھاک بٹھا دی جائے اور بعد میں کوئی اس پر اختلاف نہ کر سکے

كتاب مستدرك الوسائل – الميرزا النوري الطبرسي – ج 13 – ص 105 میں ہے کہ

العياشي في تفسيره : عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : " لما هلك سليمان ، وضع إبليس السحر ، ثم كتبه في كتاب وطواه وكتب على ظهره : هذا ما وضع آصف بن برخيا للملك سليمان بن داود (عليهما السلام) من ذخائر كنوز العلم ، من أراد كذا وكذا فليقل كذا وكذا ، ثم دفنه تحت السرير ، ثم استثاره لهم ، فقال الكافرون : ما كان يغلبنا سليمان الا بهذا ، وقال المؤمنون : هو عبد الله ونبيه ، فقال الله في كتابه : (واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان) اي : السحر

العياشي اپنی تفسیر میں کہتے ہیں عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) سے کہ امام ابی جعفر نے کہا جب سلیمان ہلاک ہوئے تو ابلیس نے سحر لیا اور ایک کتاب لکھی ..(اور لوگوں کو ورغلایا). یہ وہ کتاب تھی جو اصف کو سلیمان سے حاصل ہوئی جو علم کا خزانہ ہے جو اس میں یہ اور یہ کہے اس کو یہ یہ ملے گا پھر اس سحر کی کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر اس کو (دھوکہ دینے کے لئے واپس) نکالا اور کافروں نے کہا ہم پر سلیمان غالب نہیں آ سکتا تھا سوائے اس (جادو) کے (زور سے) اور ایمان والوں نے کہا وہ تو اللہ کے نبی تھے پس اللہ نے اپنی کتاب میں کہا اور لگے وہ (یہود) اس علم کے پیچھے جو شیاطین ملک سلیمان کے بارے میں پڑھتے تھے یعنی جادو

یعنی شیعوں کے نزدیک اصف بن برخیا اصل میں سلیمان علیہ السلام کے امام بنے اور وہ ایک خاص علم رکھتے تھے بعض کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس دور میں وہ اصف بن بر خیا کہلاتے تھے یہاں تک کہ اصف نے مریم علیہ السلام کے کفیل زکریا علیہ السلام کے وصی ہونے کی وصیت کی گویا اصف کئی ہزار سال تک زندہ ہی تھے پتا نہیں شیعوں کے نزدیک اب وفات ہو گئی یا نہیں[86]

86

اصف بن برخیا کا کردار اصلا یمنی یہودیوں کا پھیلایا ہوا ہے جو اغلبا عبد اللہ ابن سبا سے ہم کو ملا ہے اگرچہ اس بات کی کوئی صریح دلیل نہیں ہے لیکن شواہد بتاتے ہیں کہ اصل میں چکر کچھ اور ہی ہے

اصف بن برخیا کا ذکر بائبل کی کتاب تواریخ میں ہے

Asaph the son of Berechiah, son of Shimea

اس نام کا ایک شخص اصل میں غلام بنا جب اشوریوں نے مملکت اسرایل پر حملہ کیا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد نبی اسرائیل میں پھوٹ پڑی اور ان کی مملکت دو میں تقسیم ہو گئی ایک شمال میں تھی جس کو اسرئیل کہا جاتا تھا اور دوسری جنوب میں تھی جس میں یروشلم تھا اور اس کو یہودا کہا جاتا تھا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے کئی سو سال بعد ختم ہونے والی ان دو ریاستوں میں بادشاہت رہی اور کہیں بھی اتنی طویل مدت تک زندہ رہنے والے شخص کا ذکر ملتا

سلیمان علیہ السلام (وفات ۱۰۲۲ ق م) کے بعد ان کے بیٹے رھوبم خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد مملکت دو حصوں میں ٹوٹ گئی جس میں شمالی سلطنت کو ۷۱۹ قبل مسیح میں اشوریوں نے تباہ کیا – یعنی مفسرین کے مطابق ۳۰۳ سال بعد جب اشوریوں نے غلام بنایا تو ان میں سلیمان کے درباری اصف بن برخیا بھی تھے جو ایک عجیب بات ہے - شمال میں اسرائیل میں دان اور نفتالی کے یہودی قبائل رہتے تھے جو اشوریوں کے حملے کےبعد یمن منتقل ہوئے اور بعض وسطی ایشیا میں آرمینیا وغیرہ میں – دان اور نفتالی قبائل کا رشتہ اصف بن برخیا سے تھا کیونکہ وہ مملکت اسرئیل کا تھا اور وہیں سے غلام بنا اور چونکہ یہ ایک اہم شخصیت ہو گا اسی وجہ سے اس کے غلام بننے کا خاص طور پر بائبل کی کتاب میں ذکر ہے- ابن سبا بھی یمن کا ایک یہودی تھا جو شاید انہی قبائل سے ہو گا جن کا تعلق دان و نفتالی قبائل سے تھا- پر لطف بات ہے کہ ان میں سے ایک قبیلے کا نشان ترازو تھا اور عدل کو اہمیت دیتا تھا جو ان کے مطابق توحید کے بعد سب سے اہم رکن تھا – شمال میں امراء پر جھگڑا رہتا تھا اور ان پر قاضی حکومت کرتے تھے ایک مرکزی حکومت نہیں تھی یہاں تک کہ آج تک ان کے شہر کو

Tel Dan

أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) کتاب الشريعة میں لکھتے ہیں

یا

Tel Qadi

کہا جاتا ہے

یعنی اس قبیلہ میں امراء کے خلاف زہر اگلنا اور عدل کو توحید کے بعد سب سے اہم سمجھنا پہلے سے موجود ہے اور ابن سبا نے انہی فطری اجزا کو جمع کیا اور اس پر مصر میں اپنا سیاسی منشور مرتب کیا- اصف بن بر خیا اصل میں یہود کی جادو کی کتب کا راوی ہے اور اس سے منسوب ایک کتاب کتاب الاجنس ہے جس میں انبیاء پر جادو کی تہمت ہے اس قسم کے لوگ جن پر اشوری قہر الہی بن کر ٹوٹے ان کو مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کا درباری بنا کر ایک طرح سے جادو کی کتاب کے اس راوی کی ثقاہت قبول کر لی - بائبل ہی میں یہ بھی ہے کہ اصف نام کا ایک شخص داود علیہ السلام کے دور میں ہیکل میں موسیقی کا ماہر تھا – کتاب سلاطین میں پہلے ہیکل میں موسیقی کا کوئی ذکر نہیں جبکہ کتاب تواریخ میں اس کا ذکر ہے لھذا اس پر اعتراض اٹھتا ہے کہ موسیقی کا عبادت میں دخل بعد میں کیا گیا ہے جو اغلبا عزیر اور نحمیاہ نے کیا ہو گا اور انہوں نے جگہ جگہ اصف کا حوالہ موسیقی کے حوالے سے شامل کیا- داود علیہ السلام اسلامی روایات کے مطابق موسیقی اور سازوں کی مدد سے عبادت نہیں کرتے تھے یہ یقینا اہل کتاب کا اپنے دین میں اضافہ ہے اور اس میں انہوں نے اصف نام کا ایک شخص گھڑا جو موسیقار تھا اور مسجد سلیمان ہر وقت موسیقی سے گونجتی رہنے کا انہوں نے دعوی کیا اور اس کو سند دینے کے لئے اصف کو پروہتوں کے قبیلہ لاوی سے بتایا پھر اس کی مدت عمر کو اتنا طویل کہا کہ وہ داود و سلیمان سے ہوتا ہوا اشوریوں کا قیدی تک بنا - یہ سب داستان بائبل کی مختلف کتب میں ہے جس کو ملا کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے

اسلامی کتب میں الفہرست ابن ندیم میں بھی اس کا ذکر ہے یہاں بات کو بدل دیا ہے

وكان يكتب لسليمان بن داود آصف بن برخيا - اور اصف بن برخیا سلیمان کے لئے لکھتے تھے

یعنی اصف بن بر خیا ایک کاتب تھے نہ کہ موسیقار

اصف کو یہود ایک طبیب بھی کہتے ہیں اور اس سے منسوب ایک کتاب سفرریفوط ہے جس میں بیماریوں کا ذکر ہے

زبور کی مندرجہ ذیل ابیات کو اصف کی ابیات کہا جاتا ہے

Asaph Psalm 50, 73, 74,75,76,77,78,79,80,81,82,83

, فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَنِ الَّذِي قَتَلَهُ؟ قِيلَ لَهُ: طَوَائِفُ أَشْقَاهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَتْلِهِ حَسَدًا مِنْهُمْ لَهُ وَبَغْيًا , وَأَرَادُوا الْفِتْنَةَ وَأَنْ يُوقِعُوا الضَّغَائِنَ بَيْنَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , لِمَا سَبَقَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشِّقْوَةِ فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ أَعْظَمُ , فَإِنْ قَالَ: فَمِنْ أَيْنَ اجْتَمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ؟ قِيلَ لَهُ: أَوَّلُ ذَلِكَ وَبَدْءُ شَأْنِهِ أَنَّ بَعْضَ الْيَهُودِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ السَّوْدَاءِ وَيُعْرَفُ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَأٍ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ زَعَمَ أَنَّهُ أَسْلَمَ , فَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ , فَحَمَلَهُ الْحَسَدُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِصَحَابَتِهِ , وَلِلْإِسْلَامِ , فَانْغَمَسَ فِي الْمُسْلِمِينَ , كَمَا انْغَمَسَ مَلِكُ الْيَهُودِ بُولَسُ بْنُ شَاوذَ فِي النَّصَارَى حَتَّى أَضَلَّهُمْ , وَفَرَّقَهُمْ فِرَقًا , وَصَارُوا أَحْزَابًا , فَلَمَّا تَمَكَّنَ فِيهِمُ الْبَلَاءُ وَالْكُفْرُ تَرَكَهُمْ , وَقِصَّتُهُ تَطُولُ , ثُمَّ عَادَ إِلَى التَّهَوُّدِ بَعْدَ ذَلِكَ , فَهَكَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَبَأٍ , أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ , وَأَظْهَرَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ , وَصَارَ لَهُ أَصْحَابٌ فِي الْأَمْصَارِ , ثُمَّ أَظْهَرَ الطَّعْنَ عَلَى الْأُمَرَاءِ , ثُمَّ أَظْهَرَ الطَّعْنَ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , ثُمَّ طَعَنَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا , ثُمَّ أَظْهَرَ أَنَّهُ يَتَوَلَّى عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَقَدْ أَعَاذَ اللَّهُ الْكَرِيمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَوَلَدَهُ وَذُرِّيَّتَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنْ مَذْهَبِ ابْنِ سَبَأٍ وَأَصْحَابِهِ السَّبَأِيَّةِ , فَلَمَّا تَمَكَّنَتِ الْفِتْنَةُ وَالضَّلَالُ فِي ابْنِ سَبَأٍ وَأَصْحَابِهِ , صَارَ إِلَى الْكُوفَةِ , فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ , ثُمَّ وَرَدَ إِلَى الْبَصْرَةِ فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ , ثُمَّ وَرَدَ إِلَى مِصْرَ , فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ , كُلُّهُمْ أَهْلُ ضَلَالَةٍ , ثُمَّ تَوَاعَدُوا الْوَقْتَ , وَتَكَاتَبُوا لِيَجْتَمِعُوا فِي مَوْضِعٍ , ثُمَّ يَصِيرُوا كُلُّهُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ , لِيَفْتِنُوا الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا فَفَعَلُوا , ثُمَّ سَارُوا إِلَى الْمَدِينَةِ , فَقَتَلُوا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَمَعَ ذَلِكَ فَأَهْلُ الْمَدِينَةِ لَا يَعْلَمُونَ حَتَّى وَرَدُوا عَلَيْهِمْ , فَإِنْ قَالَ: فَلِمَ لَمْ يُقَاتِلْ عَنْهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قِيلَ لَهُ: إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَصَحَابَتَهُ لَمْ يَعْلَمُوا حَتَّى فَاجَأَهُمُ الْأَمْرُ , وَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِينَةِ جَيْشٌ قَدْ أُعِدَّ لِحَرْبٍ , فَلَمَّا فَجَأَهُمْ ذَلِكَ اجْتَهَدُوا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فِي نُصْرَتِهِ وَالذَّبِّ عَنْهُ , فَمَا أَطَاقُوا ذَلِكَ وَقَدْ عَرَضُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى نُصْرَتِهِ وَلَوْ تَلِفَتْ أَنْفُسُهُمْ , فَأَبَى عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ بَيْعَتِي , وَفِي حَرَجٍ مِنْ نُصْرَتِي , وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سَالِمًا مَظْلُومًا , وَقَدْ خَاطَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَثِيرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ لِهَؤُلَاءِ الْقَوْمِ بِمُخَاطَبَةٍ شَدِيدَةٍ , وَغَلَظُوا لَهُمْ فِي الْقَوْلِ , فَلَمَّا أَحَسُّوا أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرُوا عَلَيْهِمْ؛ أَظْهَرَتْ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الصَّحَابَةَ , فَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَزَعَمَتْ أَنَّهَا تَتَوَلَّاهُ , وَقَدْ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ , فَمَنَعُوهُ الْخُرُوجَ وَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ طَلْحَةَ , وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَهُ , وَقَدْ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ، وَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ الزُّبَيْرِ وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَهُ، وَقَدْ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ، وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَشْغَلُوا الصَّحَابَةَ عَنِ الِانْتِصَارِ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَلَبَّسُوا عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَمْرَهُمْ لِلْمَقْدُورِ الَّذِي قَدَّرَهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ عُثْمَانَ يُقْتَلُ مَظْلُومًا , فَوَرَدَ عَلَى الصَّحَابَةِ أَمْرٌ لَا طَاقَةَ لَهُمْ بِهِ , وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ عَرَضُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِيَأْذَنَ لَهُمْ بِنُصْرَتِهِ مَعَ قِلَّةِ عَدَدِهِمْ , فَأَبَى عَلَيْهِمْ , وَلَوْ أَذِنَ لَهُمْ؛ لَقَاتَلُوا

اس اقتباس میں الآجُرِّيُّ نے سیف بن عمر کی مرویات کی بنیاد پر اپنی تھیوری پیش کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ابن سبا نے کروایا